نبی کریم ﷺ کے معجزاتِ عظیمہ پر تخریج و توضیحِ مترجم کے ساتھ مدلل تصنیف

مُعجزاتُ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف: ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 774ھ)

ترجمہ و تخریج مع توضیحِ مترجم

علامہ مفتی عبد المصطفےٰ محمد مجاہد العطاری القادری عفی عنہ

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کے معجزاتِ عظیمہ

پر تخریج و توضیحِ مترجم کے ساتھ مدلل تصنیف

معجزات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف:

ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی 774ھ)

ترجمہ و تخریج مع توضیحِ مترجم

علامہ مفتی عبد المصطفیٰ محمد مجاہد العطاری القادری عفی عنہ

DATA ENTERED

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

Ph: 37352022

Marfat.com

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب .... معجزات النبی ﷺ
مصنف .... ابوالفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم .... علامہ مفتی عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد العطاری القادری
صفحات 792
تعداد 600
کمپوزنگ .... زاہد اقبال
اشاعت 2013ء
ناشر .... محمد اکبر قادری
قیمت .... -/500 روپے

297-437

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Marfat.com

شرفِ انتساب

فقیر وحقیر اپنی اس ادنیٰ کاوش کو نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بطور تحفتاً، محبتاً، عقیدتاً، ہدیتاً حاضر خدمت اقدس کرتا ہے اللہ تعالیٰ میری اس ادنیٰ کاوش کو قبول و منظور فرمائے اور اپنے حبیب، مریضوں کے طبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مجھ بدکار وخطا کار کے گناہوں، اور تمام امت مسلمہ کے گناہوں کو معاف فرمائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین و صلی اللہ علیہ وسلم

طالب غم مدینہ ومدفن جنت البقیع

عبد المصطفیٰ محمد مجاہد العطاری القادری

عفی عنہ

آستانہ عالیہ چشتیہ جھلار شریف شاہ جمال

مظفر گڑھ

کتاب کے ترجمہ کا آغاز

23 نومبر 2013ء بروز سوموار بمطابق 18 محرم الحرام 1434ھ

Marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ
شرفِ انتساب	۳
عرضِ مترجم	۱۲
حمد باری تعالیٰ	۱۵
نعت شریف	۱۶
معجزات النبی ﷺ	۱۷
توضیح مترجم	۱۷
درود شریف کی فضیلت	۱۷
معجزہ کی تعریفات	۱۸
معجزہ کی شرائط	۱۹
معجزات انبیاء کرام علیہم السلام	۲۲
کے اختیار میں ہونے پر اقوال	۲۲
علامہ عبدالرحمٰن بن محمد الانباری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۲
علامہ میر سیّد شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۲
علامہ عبدالکریم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۳
امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۴
حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۴
علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۴
علامہ محمد بن احمد سفارینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۵

عنوان	صفحہ
علماء دیوبند کے اقوال	۲۶
علماء اہلسنّت کے اقوال و موقف	۲۸
معجزات پر انبیاء کرام علیہم السلام کے اختیار میں (احادیث مبارکہ سے ثبوت)	۳۲
اعتراض	۳۴
جواب	۳۵
تمام انبیاء کرام علیہم السلام حامل معجزہ ہیں	۳۶
فرمائشی معجزات نہ دکھانے کی وجوہات	۳۷
زمانے کے لحاظ سے معجزات کا ظہور	۴۰
نبی کریم ﷺ کو قرآن مجید کا معجزہ کیوں دیا گیا؟	۵۰
ہمارے نبی کریم ﷺ کے معجزہ کا دیگر	۵۰
انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے امتیاز	۵۲
علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی عبارت کا ابتداء	۵۴
المدخل میں امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اقوال!	۵۴
کتاب اللہ سے نبوت کے دلائل	۵۷
قرآن عظیم وجوہ کثیرہ سے معجزہ	۱۲۷

Marfat.com

عنوان	صفحہ

فصل: نبی کریم ﷺ کے اخلاق (حسنہ)... ۱۲۹
فصل: نبی کریم ﷺ کی سیرت (عظیمہ) ۱۳۴
باب: ۱۵۵
نبوت حسیہ کے دلائل
فصل: آسمانی معجزات ۱۵۵
چاند کا ٹکڑے ہونا ۱۵۵
اعتراض ۱۶۴
جواب ۱۶۴
سورج کا غروب ہونے کے بعد دوبارہ لوٹنے
کا معجزہ ۱۶۷
فصل: اس (رد الشمس) حدیث کا متعدد
طرق سے بیان ۱۷۳
احمد بن صالح کی حدیث کی تصحیح ۱۸۰
احمد بن صالح کی تصحیح پر علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
کا اعتراض ۱۸۰
نبوت کے دلائل میں سے بارش کے نزول
کے معجزات ۱۹۳
نبی کریم ﷺ کا امت کیلئے بارش کی دعا کرنا
اور فوراً قبول ہونا ۱۹۳
کہ منبر سے اترے ہی نہ تھے کہ بارش کے
قطروں سے داڑھی مبارک سے ۱۹۳
پانی کے قطرے ٹپکے اور بارش کے رک جانے
کی دعا کے بیان میں باب ۱۹۳

فصل: زمینی معجزات ۲۰۵
جمادات وحیوانات کے ذریعے معجزات کا
ظہور ۲۰۵
انگلیوں سے چشمہ جاری ہونا ۲۰۵
درخت کا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں
حاضر ہونا ۲۱۰
باب: ۲۲۸
نبی کریم ﷺ کے مستعمل پانی کی برکت سے
قبا کے کنویں کے پانی کا ظہور ۲۲۸
باب: ۲۲۹
نبی کریم ﷺ کی وجہ سے کھانے
میں برکت
دودھ میں برکت ہی برکت ۲۲۹
ام سلیم رضی اللہ عنہا کا گھی زیادہ ہونا ۲۳۵
حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا ۲۴۰
رسول اللہ ﷺ کی ضیافت کرنا ۲۴۰
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کھانے میں ۲۵۶
کثرت کا دوسرا واقعہ ۲۵۶
رسول اللہ ﷺ کے گھر میں دوسرا قصہ ۲۵۸
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر دعوت
کا واقعہ ۲۵۹
اسی طرح کی حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما
سے دوسری حدیث ۲۶۰

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

سفر میں کھانے کا اضافہ ۲۶۱
اس واقعہ کی دوسری حدیث ۲۶۲
سفر میں کھانا زیادہ ہونے کی دوسری حدیث ۲۶۳
حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے اسی حوالے سے حدیث ۲۶۶
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت ۲۶۷
حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا قصہ ۲۶۸
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کھجوروں کا توشہ دان ۲۶۹
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایات ۲۶۹
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت .. ۲۷۱
حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ۲۷۳
بکری کی دستی کی حدیث مبارکہ ۲۷۹
باب: ۲۸۴
درخت کا نبی کریم ﷺ کے لیے چلنا
باب: ۲۸۴
ستون کا رسول اللہ ﷺ کے اشتیاق میں رونا
اور فراق سے جزع کرنا ۲۹۱
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پہلی حدیث مبارکہ ۲۹۱
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث مبارکہ ۲۹۲
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے تیسری حدیث ۲۹۴
حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے چوتھی حدیث مبارکہ ۲۹۶
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پانچویں حدیث مبارکہ ۲۹۶
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے چھٹی حدیث مبارکہ ۲۹۷
حضرت ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے ساتویں حدیث مبارکہ ۲۹۸
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آٹھویں حدیث مبارکہ ۳۰۰
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نویں حدیث مبارکہ ۳۰۱
باب: ۳۰۳
کنکریوں کا آپ ﷺ کے ہاتھ میں تسبیح کرنا
باب: ۳۰۹
نبوت کے دلائل جو حیوانات کے ذریعے سے ہیں
اونٹ کا سجدہ کرنا اور شکوہ کرنا ۳۰۹
حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہونا ...۳۲۱
اونٹ کا واقعہ ۳۲۲

Marfat.com

عنوان	صفحہ
بکریوں کا نبی کریم ﷺ کیلئے سجدہ میں جانا	۳۲۵
بھیڑیئے کا واقعہ اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا	۳۲۶
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھیڑیئے کا واقعہ	۳۳۲
وحشی جانور کا نبی کریم ﷺ کا گھر پہنچتے ہی تعظیم و توقیر کرنا	۳۳۵
شیر کا واقعہ	۳۳۶
ہرنی کی حدیث مبارکہ	۳۳۸
گوہ والی حدیث مبارکہ	۳۴۳
گدھے والی حدیث مبارکہ	۳۴۹
چڑیا والی حدیث مبارکہ	۳۵۰
دو اشخاص کا عصا روشن ہونے کا واقعہ	۳۵۲
حضرت حسن اور حسنین رضی اللہ عنہما کیلئے بجلی کی چمک	۳۵۲
حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی کرامت	۳۵۴
موت کے بعد زندگی کا لوٹنا	۳۵۴
اس واقعہ کی تائید	۳۵۵
العلاء بن حضرمی کا واقعہ	۳۵۶
باب:	۳۶۱
مردوں کا کلام کرنا اور ان کے عجائب	
زید بن خارجہ کا موت کے بعد کلام کرنا	۳۶۱
ربیع بن خراش کا موت کے بعد کلام کرنے کا واقعہ	۳۶۳
چھوٹے بچے کا کلام کرنا	۳۶۴
باب:	۳۶۷
شفاء کے معجزات	
آسیب والے بچہ کیلئے نبی کریم ﷺ کا دعا کرنا اور چھٹکارا پانا	۳۶۷
آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے اندھے کی بینائی لوٹنا	۳۷۲
دم کی برکت سے بینائی کا لوٹ آنا	۳۷۴
حافظہ کی دعا سے حافظہ مضبوط	۳۷۶
حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا تیز ہونا	۳۷۷
گھوڑے کو ہلکا سا کوڑا مارنا اور تیز رفتار ہونا	۳۷۷
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کیلئے دعا کا مقبول ہونا	۳۸۱
زوجین کیلئے دعا فرمانا کہ انکو آپس میں محبت عطا فرما تو دعا مستجاب ہوئی	۳۸۷
فصل: آپ ﷺ کی قوم پر دعا کا مستجاب ہونا	۳۹۲
باب:	۳۹۹
ان مسائل کا بیان جن کا رسول اللہ ﷺ نے گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کی کتب کے مطابق جواب دیا	
یہودیوں کے مسئلے کے سوال کا جواب دینا	۴۰۶
مباہلہ کا واقعہ	۴۱۴

Marfat.com

عنوان	صفحہ
یہود کا اعتراف کرنا کہ آپ ﷺ رسول اللہ ہیں	۴۰۷
گزشتہ کتابوں میں آمد بشارت مصطفی ﷺ	۴۲۵
نبی اور رسول	۴۲۷
اُمی کا اطلاق	۴۲۷
تورات میں آمد مصطفی ﷺ کی بشارتیں	۴۲۹
انجیل میں آمد مصطفی ﷺ کی بشارتیں	۴۳۱
نبی کریم ﷺ کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرمانا	۴۳۲
نبی کریم ﷺ کا اشیاء کو حلال وحرام کرنا	۴۳۴
نبی کریم ﷺ کا بنی اسرائیل سے بوجھ اور طوق کا اتارنا	۴۳۵
نبی کریم ﷺ کا تمام مخلوق کیلئے رسول ہونا	۴۳۶
مقدمہ جو قرآن کے بارے میں ہے	۴۴۶
نبی کریم ﷺ کا سوال کرنیوالے سے پہلے سوال کا جواب عطا فرمانا	۴۵۵
غیب کا لغوی معنٰی	۴۵۶
غیب کا اصطلاحی معنٰی	۴۵۹
نبی کریم ﷺ کے علم کی اقسام	۴۶۰
نبی کریم ﷺ کے علم غیب جاننے میں اقوال علماء	۴۶۱
نبی کریم ﷺ کو علم کلی عطا کیا جانا	۴۶۴
نبی کریم ﷺ کو علوم خمسہ کا علم	۴۷۴
بارش کے نزول کا علم	۴۷۴
والدہ کے رحم کا علم	۴۷۶
کل اور آئندہ واقعات کا علم	۴۷۷
مرنے کی جگہ کا علم	۴۷۸
قیامت کا علم	۴۷۹
علماء کرام کے اقوال	۴۸۰
نبی کریم ﷺ کو ماکان ومایکون کا علم	۴۹۰
باب:	۴۹۵
نبی کریم ﷺ کا اپنی حیات اور بعد کی خبریں عطا فرمانا	
وہ خبریں جو حقیقتاً واقع ہوئیں	۵۰۴
فصل: مستقبل اور ماضی کے غیوب کی خبر دینا	۵۱۲
فصل: نبی کریم ﷺ کے بعد ترتیب سے غیب کی مستقبل کی خبریں	۵۱۴
باب:	۵۴۵
نبی کریم ﷺ کا مستقبل کے غیوب کے متعلق خبر دینا	
نبی کریم ﷺ کا ان فتنوں کے وقوع کا خبر دینا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری ایام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ظاہر ہوئے	۵۶۵
نبی کریم ﷺ کا زمانہ علی رضی اللہ عنہ میں دو ثالث کے بھیجے جانے کی خبر عطا فرمانا	۵۹۰
نبی کریم ﷺ کا خوارج سے قتال کے بارے	

Marfat.com

عنوان	صفحہ
میں خبر دینا	۵۹۱
نبی کریم ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق شہادت کی خبر دینا	۵۹۵
نبی کریم ﷺ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق سلطنت کو ترک کرنے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنے کی خبر دینا	۵۹۹
باب:	۶۰۴
روم سے قتال کے بارے میں	
ہندوستان کے غزوہ کے بارے خبر دینا	۶۰۶
فصل: ترک سے قتال کے بارے میں خبر دینا	۶۰۷
حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے متعلق خبر	۶۰۸
ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو سرف مقام پر وصال کی خبر دینا	۶۱۰
حجر بن عدی اور اس کے اصحاب کے قتل کے بارے میں خبر دینا	۶۱۱
حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دینا	۶۱۳
نبی کریم ﷺ کا بنی ہاشم کے فتنہ کی خبر دینا	۶۱۴
حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے شہید ہونے کی خبر دینا	۶۱۷
واقعہ حرہ کی خبر دینا جو یزید کے زمانے میں ہوا	۶۲۴
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق علم ورنج وبلاء کی خبر دینا	۶۲۸
فصل: کذابین کے ظہور کے بارے خبر دینا	۶۳۰
نبی کریم ﷺ کا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی حکومت یا پانچ خلفاء راشدین کی طرف اشارہ	۶۳۲
محمد بن کعب قرظی کے علم، تفسیر قرآن اور حفظ کی طرف اشارہ فرمانا	۶۳۵
نبی کریم ﷺ کا ایک قرن کے اختتام کی خبر دینا	۶۳۶
ایک بچے کا سو سال تک زندہ رہنے کی خبر دینا	۶۳۷
ولید کے بارے میں وعید شدید کی خبر دینا	۶۳۸
حکم بنی ابو العاص کے بارے میں خبر دینا	۶۳۹
خلفاء بنی امیہ کے بارے میں حرف بہ حرف خبر دینا	۶۴۰
بنی عباس کی حکومت کی خبر دینا جن کا ظہور خراسان میں ہوگا	۶۴۲
بارہ آئمہ کے بارے میں خبر دینا جو قریش سے ہوں گے	۶۴۶
بنو عباس کی حکومت میں واقع ہونے والے امور کی خبر دینا	۶۵۲
حضرت انس بن مالک کی طرف اشارہ	

Marfat.com

عنوان	صفحہ
والی حدیث	٦٥٤
حضرت محمد بن ادریس الشافعی کی طرف اشارہ والی حدیث	٦٥٤
دوسو سال کے بعد لوگوں کی بہتری کی خبر دینا	٦٥٥
لوگوں کے طبقات کی خبر دینا	٦٥٥
اس خلیفہ کی خبر دینا جو لوگوں کو کفر کی طرف بلاتا	٦٥٧
غزوہ قسطنطنیہ کے بارے میں خبر دینا	٦٥٨
حجاز کی سرزمین سے آگ کے ظاہر ہونے کی خبر دینا	٦٥٩
ہاتھوں میں گائے کی دم کی مثل کے کوڑے لے کر آخری زمانے میں خروج کرنے والوں کی خبر دینا	٦٦٠
امت پر دنیا فراخ ہونے کی خبر دینا	٦٦١
دین کے مجدد کی خبر دینا	٦٦٢
باب:	٦٦٤
نبی کریم ﷺ کے معجزات کا دوسرے انبیاء سابقین علیہم السلام کے معجزات سے تقابل	٦٦٤
حضرت نوح علیہ السلام کو معجزہ عطا فرمانے کے بارے میں اقوال	٦٦٧
حضرت ابوعبیدہ ثقفی کا واقعہ	٦٧١
حضرت ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ کے دجلہ کا واقعہ	٦٧٢
حضرت ھود علیہ السلام کو (معجزہ) دینے کے متعلق قول	٦٨١
حضرت صالح علیہ السلام کے (معجزے) کے متعلق قول	٦٨٢
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزے کے متعلق قول	٦٨٣
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق جو ہمارے شیخ نے ذکر کیا	٦٨٦
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے متعلق قول	٦٩٨
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں کنکریوں کا تسبیح کرنے کے مابین مقارفت	٦٩٩
طوفان کی دعا	٧٠٥
باب:	٧٠٩
جو نبی کریم ﷺ کو عطا فرمایا گیا وہ گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا فرمایا گیا	
سورج کو روکنے کا قصہ	٧١٠
(دوسری بار سورج کا رکنا)	٧١٢
حضرت ادریس علیہ السلام کو عطا کیے جانے کے متعلق قول	٧١٣

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق قول	۷۱۷
حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے متعلق قول	۷۲۲
حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے متعلق قول	۷۳۰
مسیح کی وجہ تسمیہ	۷۳۰
دوسرا واقعہ	۷۳۲
اللہ تعالیٰ کا اندھے کی آنکھوں کو نبی کریم ﷺ کی دعا سے واپس لوٹانا	۷۳۹
نابینا شخص کو شفا عطا فرمانے کا دوسرا واقعہ	۷۴۰
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مائدہ اور نبی کریم ﷺ	۷۴۰
کے معجزات کے مابین مناسبت	۷۴۳
حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بیٹے کی بشارت دینا	۷۴۹
نبی اور رسول کی تعریفات	۷۵۵
تمام مخلوق کیلئے رسول ہونا	۷۵۶
نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت پر اللہ تعالیٰ کی شہادت	۷۶۰
تخلیق کائنات سے پہلے نبی ہونا	۷۶۱
آپ ﷺ چالیس سال سے قبل بھی نبی تھے	۷۶۶
رحمۃ اللعالمین رسول ﷺ	۷۶۷
آپ ﷺ کی رحمت کا عموم	۷۷۲
آپ ﷺ مسلمانوں کیلئے رحمت	۷۷۴
حیوانات کیلئے رحمت	۷۷۷
پرندوں کیلئے رحمت	۷۸۰
درختوں کیلئے رحمت	۷۸۱
آپ ﷺ کی رسالت کو ہر ہر چیز جانتی ہے	۷۸۴
معجزات رسالت ونبوت کی دلیل	۷۸۵
قرآن مجید رسالت ونبوت کی دلیل	۷۸۹
آخری التجاء	۷۹۲

Marfat.com

عرضِ مترجم

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرما کر عظیم معجزات سے نوازا تا کہ وہ مقدس انبیاء کرام علیہم السلام ان معجزات کے ذریعے اپنی امت وقوم کو نبوت پر دلائل پیش کریں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو معجزہ عطا فرمایا لیکن وہ خاص معجزہ تھا اور اسی مقدس نبی علیہ السلام کی حیات تک ہی قائم رہا جب وہ مقدس نبی علیہ السلام اس دنیا سے ظاہری پردہ فرما گیا تو پردہ فرمانے کے ساتھ معجزہ بھی ساتھ لے گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کشتی کا معجزہ عطا فرمایا جو آپ علیہ السلام کے لئے خاص وقت تک رہا۔ اور وقت گزرنے کے ساتھ معجزہ بھی رخصت ہو گیا۔ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ عطا فرمایا کہ آپ علیہ السلام کی دعا سے سورج کو واپس لوٹایا گیا، اس کا واقعہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک قوم پر جہاد فرمایا اور عصر کی نماز کے وقت یا اس کے قریب دیہات میں تشریف لائے تو آپ علیہ السلام نے سورج سے فرمایا کہ تم بھی حکم الٰہی عزوجل کے ماتحت ہو اور میں بھی حکم الٰہی عزوجل کے ماتحت ہوں۔

اے عزوجل!

اس سورج کو تھوڑی دیر میری خاطر روک دے پھر سورج روک دیا گیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو فتح عطا فرمائی۔ تو حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خاص وقت کے لئے سورج لوٹانے کا معجزہ عطا فرمایا جونہی وقت گیا تو معجزہ بھی ساتھ گیا۔ حضرت ہود علیہ السلام کو خشک ہوا کا معجزہ عطا فرمایا گیا جونہی آپ علیہ السلام اس دنیا

Marfat.com

فانی سے ظاہری پردہ فرما گئے تو معجزہ بھی ساتھ لے گئے۔ حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اونٹنی کا معجزہ عطا فرمایا جب تک آپ علیہ السلام اس دنیا میں تشریف فرما رہے تو معجزہ بھی ساتھ رہا اور جونہی آپ علیہ السلام نے اس فانی جہاں سے ظاہری پردہ فرمایا تو معجزہ بھی ساتھ لے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آگ کے گلزار ہونے کا معجزہ عطا فرمایا جونہی آپ علیہ السلام آگ سے باہر تشریف لائے تو معجزہ بھی ساتھ لے گئے۔ اسی طرح آپ علیہ السلام نے نمرود بدبخت سے مناظرہ کیا اور اس کو لاجواب کر دیا تو جب تک آپ علیہ السلام اس دنیا میں تشریف فرما رہے تو معجزہ بھی ساتھ رہا جونہی اس فانی دنیا سے تشریف لے گئے تو معجزہ بھی ساتھ لے گئے، حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال جن پر مصر کے لوگ فدا تھے بطور معجزہ عطا فرمایا گیا اور بھائیوں کا آپ علیہ السلام پر ظلم کرنا اور بیچ دینے کے باوجود پھر انہی بھائیوں کا حاجت مند بن کر غلہ لینے جانا آپ علیہ السلام کا معجزہ ہے تو جب تک اس دنیا میں تشریف فرما رہے معجزات ساتھ رہے اور جونہی اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا تو معجزات بھی ساتھ لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا کا معجزہ عطا فرمایا جس کو زمین پر پھینکنے سے اژدھا بن جاتا تھا اور باقی سانپوں کو کھا جاتا تھا تو جب تک آپ علیہ السلام دنیا میں تشریف فرما رہے تو معجزہ بھی ساتھ رہا اور جونہی اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا تو معجزہ بھی ساتھ لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا کا معجزہ عطا فرمایا اور ہوا کو آپ علیہ السلام کے لئے مسخر فرما دیا جونہی آپ علیہ السلام دنیا سے تشریف لے گئے تو معجزہ بھی ساتھ لے گئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا کر جنت کی سیر کرنے اور دوزخ دیکھنے کا معجزہ عطا فرمایا گیا اور جنت میں ہمیشہ رہنے کا معجزہ عطا فرمایا تو جب جنت میں تشریف لے گئے تو اپنا معجزہ بھی وہیں ہی رہنے دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مٹی سے پرندے بنانے اور من و سلویٰ نازل فرمانے کا معجزہ عطا فرمایا گیا۔ جونہی آپ علیہ السلام دنیا سے ظاہری پردہ فرما گئے تو معجزات بھی ساتھ لے گئے مگر قربان جان و ایمان اس عظیم

Marfat.com

واعلیٰ وافضل حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم مریضوں کے طبیب پر کہ جس راستے سے تشریف لے گئے پتھروں نے صلوٰۃ وسلام عرض کیا، درختوں نے صلوٰۃ وسلام عرض کیا، درخت سجدہ کے لئے جھک گئے، بکریاں سجدہ کے لئے جھک گئیں، اونٹوں نے گردنوں کو سجدہ کے لئے جھکا دیا، کھانے کو اپنا مقدس ہاتھ لگایا تو تسبیح پڑھنے لگ گیا، تھوڑا کھانا تقسیم فرمایا تو ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تناول فرمایا۔ کنکریوں کو اپنے مقدس ہاتھ میں لیا تو تسبیح پڑھنے لگ گئیں، صحابی کے جسم سے اپنا مقدس جسم لگایا تو اس قدر خوشبو تیز رہتی تھی کہ اس صحابی کی بیویاں مقابلے میں عمدہ خوشبو استعمال کرتیں مگر پھر بھی اس خوشبو کا مقابلہ نہ کرسکیں، کم پانی سے ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پانی سے شکم سیر فرمادیا، کم سن بکری سے دودھ دوہ لیا، الغرض جس چیز کو اپنا مقدس ہاتھ لگایا، جس راستے سے تشریف لے گئے، جس محفل میں تشریف فرما ہوئے معجزات ہی معجزات دکھائے۔

سب انبیاء کرام علیہم السلام اپنے معجزات کو اپنے ساتھ لے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید ایک ایسا عظیم معجزہ عطا فرمایا جو قیامت تک تو دور کی بات ہے قیامت میں بھی ساتھ رہے گا اور اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا تو ثابت ہوا کہ ہر نبی دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد اپنے معجزات کو ساتھ لے گئے مگر نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معجزہ کو اپنی امت کے لئے چھوڑ گئے اور امت اس قرآن مجید کو پڑھ کر اپنی آخرت سنوارتی رہے گی اور اپنے نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتی رہے گی۔

طالب غم مدینہ مدفن بقیع
عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد العطاری القادری
عفی عنہ
آستانہ عالیہ چشتیہ جھلار شریف شاہ جمال
مظفر گڑھ

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

کامل ہے جو ازل سے وہ ہے کمال تیرا
باقی ہے جو ابد تک وہ ہے جمال تیرا

ان کی نظر میں شوکت جچتی نہیں کسی کی
آنکھوں میں بس گیا ہے جس کے جمال تیرا

دل ہو کہ جان تجھ سے کیوں کر عزیز رکھیے
دل ہے سو چیز تیری جاں ہے سو مال تیرا

گو حکم تیرے لاکھوں ٹالتے رہے ہیں
لیکن ٹلا نہ ہرگز دل سے خیال تیرا

گلشن کے رنگ و بو تیرا پتا بتایا
غنچے کی مسکراہٹ لائی پیام تیرا

دل میں جو جاگی ہیں مجاہد کی کھوٹی باتیں
رنگ دے ان کو ہمیشہ ہو گا انعام تیرا

Marfat.com

نعت شریف

بزم تصورات سجی تھی ابھی ابھی
نظروں میں مصطفیٰ ﷺ کی گلی تھی ابھی ابھی

سلطان جو جہان تھے نگاہوں کے سامنے
یاد نبی میں آنکھ لگی تھی ابھی ابھی

معلوم کر رہے تھے دل و دماغ
کس کی زبان پہ نعت نبی تھی ابھی ابھی

اتنا کرم ہوا کہ مقدر سنور گئے
ان کے کرم کی بات چلی تھی ابھی ابھی

سینے میں رک گیا تھا میرا دم اسی لیے
طیبہ سے دل کی ڈور ہلی تھی ابھی ابھی

دل نے تڑپ کے مانگا ہے سوز نبی
مجاہد تیری قسمت سنورے گی اسی سے ابھی ابھی

Marfat.com

معجزات النبی ﷺ

توضیح مترجم

فقیر وحقیر پہلے چند ضروری مضامین کا اضافہ کرتا ہے کہ جس کو علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان نہیں کیا ہے اللہ تعالیٰ مجھے حق و سچ بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں اپنی عبارت کو توضیح مترجم کے نام سے پیش کروں گا۔

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الانبیاء والمرسلین ٥ اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلٰوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

الصلٰوۃ و السلام علیک یا حبیب اللہ ﷺ

الصلٰوۃ و السلام علیک یا نبی اللہ ﷺ

الصلٰوۃ و السلام علیک یا نور اللہ ﷺ

درود شریف کی فضیلت

نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو مجھ پر دن میں سو بار درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی (100) سو حاجات پوری فرمائے گا ان میں سے تیس دنیا کی اور ستر (70) آخرت کی۔

(کنز العمال ج:1، ص:255، رقم الحدیث:2229)

Marfat.com

سبحان اللہ عزوجل!

نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے سے بے شمار انعام حاصل ہوتے ہیں۔ اگر کوئی امتی اپنے آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ لے تو سو حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور ان سو حاجات میں (30) تیس دنیا کی اور (70) ستر آخرت کی حاجات پوری ہوتی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا کوئی مشکل امر نہیں ہے بالفرض اگر کوئی نماز کے بعد بھی (100) سو بار پڑھ لے تو چند منٹس لگیں گے اور یوں وہ چند منٹس میں دنیا و آخرت کا زخیم خزانہ حاصل کر سکتا ہے لہٰذا اپنے نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھتے رہا کریں۔

صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریتہ و امتہ اجمعین

معجزہ کی تعریفات

علامہ میر سیّد شریف علی بن محمد جرجانی حنفی متوفی 816ھ لکھتے ہیں:

وہ کام جو اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ کے خلاف ہو اور خیر اور سعادت کی دعوت دیتا ہو اور اس کام کو پیش کرنے والا نبوت کا مدعی ہو اور اس کے خلاف عادت کام سے اس کے اس دعویٰ کے صدق کے اظہار کا قصد کیا گیا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اس خلاف عادت کام کو معجزہ کہتے ہیں۔ (کتاب التعریفات ص:153، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

علامہ کمال الدین عبدالواحد بن ہمام حنفی متوفی 861ھ لکھتے ہیں:

معجزہ اس فعل کو کہتے ہیں جو عام بشر کی عادت اور اس کی طاقت کے خلاف ہو اور وہ فعل حقیقتاً صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت سے صادر ہوا ہو اور بہ ظاہر وہ مدعی نبوت سے صادر ہوا ہو۔ (اعلام النبوۃ ص:42، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی 793ھ لکھتے ہیں:

Marfat.com

معجزہ وہ کام ہے جو خرف (خلاف) عادت ہو اور اس کے ساتھ اس کے معارضہ کا چیلنج مقرون ہو اور اس کا معارضہ نہ کیا جاسکے۔

ایک قول یہ ہے کہ

معجزہ وہ امر ہے جس سے نبوت یا رسالت کے مدعی کے صدق کے اظہار کا قصد کیا گیا ہو۔

اور بعض علماء کرام نے اس میں یہ قید لگائی ہے کہ

وہ امر اس کے دعویٰ کے موافق ہو۔

اور بعض علماء نے یہ قید بھی لگائی ہے کہ

وہ امر زمانہ تکلیف کے مقارن ہو کیونکہ ایام تکلیف کے ختم ہونے کے بعد بھی فوارق (اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ کے خلاف امور یا کام) کا ظہور ہوگا لیکن ان سے تصدیق کا قصد نہیں کیا جائے گا۔

(شرح المقاصد، ج:5،ص:11، مطبوعہ منشورات الشریف الرضی ایران)

معجزہ کی شرائط

علامہ احمد بن محمد القسطلانی متوفی 923ھ لکھتے ہیں:

معجزہ وہ کام جو خلاف عادت ہو اور معارضہ کے چیلنج کے ساتھ مقرون ہو اور انبیاء کرام علیہم السلام کے صدق پر دلالت کرتا ہو اس کو معجزہ اس لیے کہتے ہیں کہ بشر اس کی مثال لانے سے عاجز ہے۔

اس کی حسب ذیل شرائط ہیں۔

1- معجزہ وہ کام ہونا چاہئے جو خلاف عادت ہو جیسے

چاند کا دو ٹکڑے ہونا

انگلیوں سے پانی کا پھوٹ پڑنا

Marfat.com

لاٹھی کا عصا بن جانا

پتھر سے اونٹنی کا نکالنا

اس قید سے وہ کام خارج ہو گئے جو عادت کے مطابق ہوں۔

2- اس فعل کے معارضہ اور مقابلہ کو طلب کیا جائے۔

اور بعض نے کہا

اس فعل کے ساتھ رسالت کا دعویٰ مقرون ہو۔

3- مدعی رسالت نے جس فعل کو صادر کیا ہے کوئی شخص اس فعل کی مثل نہ لا سکے۔

اور بعض نے کہا

معارضہ سے مامون ہونے کے ساتھ دعویٰ رسالت ہو۔ اس قید سے وہ امور خلاف عادت نکل گئے جو دعویٰ نبوت سے پہلے صادر ہوں جیسے اعلان نبوت سے پہلے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بادل کا سایہ کرنا اور شق صدر ہونا وغیرہ ان کو ارحاص کہتے ہیں۔ اسی طرح اس قید سے اولیاء اللہ کی کرامات بھی خارج ہو گئیں کیونکہ ان کے ساتھ دعویٰ نبوت مقرون نہیں ہوتا۔

قاضی ابوبکر باقلانی نے کہا ہے کہ

معجزہ کی تعریف میں جو تحدی کی شرط لگائی گئی ہے یعنی اس فعل کے معارضہ اور مقابلہ کو طلب کیا جائے اور اس کی دلیل نہ کتاب میں ہے اور نہ سنت میں ہے اس پر اجماع ہے اور بے شمار معجزات ایسے ہیں جن کی صدور میں معارضہ اور مقابلہ کو طلب نہیں کیا جاتا۔

مثال کے طور پر

کنکریوں کا کلمہ پڑھنا

انگلیوں سے پانی کا پھوٹ پڑنا

ایک صاع (چار کلو گرام) طعام سے دوسو آدمیوں کو پیٹ بھر کر کھلا دینا

Marfat.com

آنکھ میں لعاب دہن ڈالنا (اور ٹھیک کر دینا)

بکری کے گوشت کا کلام کرنا

اونٹ کا شکایت کرنا

اور بڑے بڑے معجزات۔

اور تحقیق یہ ہے کہ

سوائے قرآن کے اور کسی معجزہ میں تحدی نہیں کی گئی۔

4- چوتھی شرط یہ ہے کہ

وہ فعل مدعی نبوت کے دعویٰ کے مواقف ہو اگر وہ خلاف عادت فعل مدعی نبوت کے خلاف ہو تو وہ معجزہ نہیں ہوگا بلکہ وہ اہانت ہوگی۔

واضح رہے کہ قرآن وحدیث میں معجزہ کا لفظ استعمال نہیں ہوا بلکہ معجزہ کے لئے آیت، بینہ اور برہان کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

جیسا کہ

وَاِذَا جَآءَتۡهُمۡ اٰيَةٌ (الانعام:124)

وَ لَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ‌ۚ (الاعراف:101)

فَذٰنِكَ بُرۡهَانٰنِ مِنۡ رَّبِّكَ (القصص:32)

(المواہب اللدنیہ: ج:2،ص:191 تا 194 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

Marfat.com

معجزات انبیاء کرام علیہم السلام کے اختیار میں ہونے پر اقوال

معجزات انبیاء کرام علیہم السلام کے اختیار میں ہونے پر محدثین کرام، فقہاء کرام اور متکلمین کے اقوال ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معجزات انبیاء کرام علیہم السلام کے اختیار میں ہیں۔

علامہ عبدالرحمٰن بن محمد الانباری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ عبدالرحمٰن بن محمد الانباری المتوفی 577ھ لکھتے ہیں:

معجزہ کی شرط یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہو کیونکہ معجزہ اس حیثیت سے دلالت کرتا ہے کہ وہ مدعی نبوت کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے تصدیق ہے اگر معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل نہ ہو تو یہ معلوم نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے مدعی نبوت کی تصدیق کی ہے۔

(کتاب الداعی الی الاسلام: ص: 281 مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ)

علامہ میر سیّد شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ میر سیّد شریف علی بن محمد جرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 816ھ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ

ایک قوم نے معجزہ میں یہ شرط لگائی ہے کہ وہ نبی کی قدرت میں نہ ہو کیونکہ اگر معجزہ نبی کا مقدور ہوگا جیسے اس کا ہوا کی طرف چڑھنا اور پانی پر چلنا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصدیق کے قائم مقام نہیں ہوگا اور یہ اعتراض کچھ وزن نہیں رکھتا کیونکہ جب نبی اس

۱۲۵۲۸۳

Marfat.com

فعل پر قادر ہوگا اور دوسرا کوئی شخص اس پر قادر نہیں ہوگا تو وہ فعل معجزہ ہوگا۔

علامہ آمدی نے کہا

آیا معجزہ نبی کی قدرت میں ہے یا نہیں۔ اس میں آئمہ کا اختلاف ہے۔

بعض آئمہ نے یہ کہا ہے کہ

ہوا کی طرف چڑھنے اور پانی پر چلنے میں محض چڑھنا یا چلنا معجزہ نہیں ہے کیونکہ یہ نبی کے لئے مقدور ہے اسی سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نبی کے لئے اس پر قدرت پیدا کر دے۔ اس مثال میں جو چیز معجزہ ہے وہ اس مثال میں نفس قدرت ہے اور یہ قدرت نبی کا مقدور نہیں ہے (کیونکہ یہ قدرت اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ہوتی ہے)

اور بعض آئمہ کرام نے کہا ہے کہ

اس مثال میں ہوا کی طرف چڑھنا یا پانی پر چلنا ہی معجزہ ہے (نہ کہ اس پر قدرت) کیونکہ یہ فعل مخارق و (مخالف) عادت ہے اور یہ فعل اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے۔

(شرح المواقف: ج:8،ص:224-223 مطبوعہ ایران)

علامہ عبدالکریم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1067ھ اس قول کے زیادہ صحیح ہونے کی وجہ بیان کرتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں کہ

کیونکہ مقصود یہ ہے کہ دوسرے اس فعل سے عاجز ہوں اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق حاصل ہو جائے گی اور یہی مقصود ہے۔

نیز لکھتے ہیں:

جو اس کے قائل ہیں کہ معجزہ نبی کی قدرت میں نہیں ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ

Marfat.com

نفس قدرت معجزہ ہے اور یہ نبی کا مقدور ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

ہم نفس قدرت کو معجزہ نہیں کہتے بلکہ اس خاص فعل کو معجزہ کہتے ہیں اور اس خاص فعل (مثلاً اس مثال میں ہوا کی طرف چڑھنا) پر نبی قادر ہے اور اس کا غیر قادر نہیں ہے اور معجزہ سے یہی مقصود ہے۔ (حاشیہ سیالکوٹی علی شرح المواقف ج:8،ص:224 مطبوعہ ایران)

امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 505ھ لکھتے ہیں:

نبی کو فی نفسہ ایک ایسی صفت حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کے خلاف عادت افعال (معجزات) پورے ہوتے ہیں۔ جس طرح ہماری ایک صفت ہے جس کی وجہ سے ہماری حرکات قدرت اور اختیار سے ہوتی ہیں اگرچہ قدرت اور مقدور دونوں اللہ تعالیٰ کا فعل ہیں۔ (احیاء العلوم ج:5،ص:53 مطبوعہ دارالخیر بیروت)

حافظ بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن محمد عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 852ھ نے بھی امام غزالی کی اسی عبارت سے استدلال کیا ہے۔ (فتح الباری ج:12،ص:367 مطبوعہ دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

علامہ سعدالدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہر چیز کو وجود میں لانے والا صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے خصوصاً مردوں کو زندہ کرنے

لاٹھی کو سانپ بنانے

چاند کو شق کرنے

اور پتھر کے سلام کرنے میں

علاوہ ازیں حکیم قادر مختار نے انبیاءکرام علیہم السلام کو معجزات صادر کرنے کے لئے

Marfat.com

جو قدرت اور اختیار عطا کیا ہے وہ مطلوب کی افادیت میں کافی ہے۔ اسی وجہ سے معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ معجزہ یا اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے یا اس کے حکم سے واقع ہوتا ہے یا اس کے قدرت اور اختیار دینے کی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔

(شرح المقاصد ج:5،ص:17 مطبوعہ ایران)

علامہ محمد بن احمد سفارینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

شیخ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو معجزات، قدرت، فعل اور تاثیر سے متعلق ہیں۔

ان کی حسب ذیل انواع ہیں۔

1- بعض معجزات عالم علوی میں ہیں۔

مثال کے طور پر

چاند کا دو ٹکڑے ہونا

آسمان کا آگ کے گولوں سے محفوظ رہنا

اور آسمان کی طرف معراج۔

2- بعض فضا میں ہیں جیسے استسقاء اور استصحاء (بارش کا طلب کرنا اور بادلوں کا چھٹنا) میں بادلوں کا آنے اور جانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا۔

3- انسانوں، جنات اور حیوانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف کرنا۔

4- درختوں، لکڑیوں اور پتھروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف کرنا۔

5- آسمان کے فرشتوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید کرنا۔

6- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا قبول ہونا۔

7- ماضی اور مستقبل کے غیوب کی خبر دینا۔

8- کھانے پینے کی چیزوں اور پھلوں کا زیادہ ہو جانا ان کے علاوہ اور کئی انواع کے معجزات ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے دلائل اور علامات

Marfat.com

ہیں۔ (لوامع الانوار الالھیہ: ج:2،ص 293 تا 294 مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

علماء دیوبند کے اقوال

علماء دیوبند کے نزدیک معجزہ صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہے ظاہراً اور حقیقتاً نبی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے خلق کے لحاظ سے نہ کسب کے لحاظ سے اور نبی سے معجزہ کا صدور ایسے ہے جیسے کاتب کے قلم سے لکھنے کا صدور ہو جیسے قلم بے اختیار ہے ایسے ہی نبی بے اختیار ہوتا ہے۔ ان گستاخوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت وشان کو سمجھا ہی نہیں یہ ہی ان کی سب سے بڑی جہالت اور ہٹ دھرمی ہے۔

شیخ رشید گنگوہی متوفی 1323ھ لکھتے ہیں:

بعض افعال خاصہ الھیہ بعض اوقات فرشتوں اور نبیوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور ان افعال کے وقوع میں ان کی کوئی قوت، اختیار، قدرت اور اقتدار نہیں ہوتا لہٰذا ان افعال کو کھانے اور پہننے کی طرح افعال اختیاریہ اور اعمال مقدور میں سے شمار نہیں کرنا چاہئے اور ان کی مثال کاتب اور قلم کی سی ہے جس طرح لکھنے میں قلم کی کوئی قدرت اور اختیار نہیں ہے اسی طرح ان افعال کے صدور میں نبیوں کا بھی کوئی اختیار نہیں ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص:173 مطبوعہ کراچی)

مولانا حیدر علی ٹونکی نے اپنی بعض تصنیفات میں لکھا ہے کہ

اور وہ جو عوام کا گمان ہے کہ

کرامت اولیاء کا خود اپنا فعل ہوتا ہے یہ باطل ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جس کو وہ ولی کے ہاتھ پر اس کی تکریم اور تعظیم کے لئے ظاہر فرماتا ہے اور ولی کا اور نہ ہی نبی کا اس کے صدور میں اختیار ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وتقدس کے افعال میں کسی کا اختیار نہیں ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص:175 مطبوعہ کراچی)

مزید لکھا ہے کہ

بلکہ یہ اس پر مبنی ہے کہ معجزہ نبی کا فعل نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے جس کو اس

Marfat.com

نے نبی کے ہاتھ پر ظاہر فرمایا ہے۔ اس کے برخلاف دوسرے افعال میں ان افعال کا کسب بندہ سے ہے اور ان افعال کا خلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور معجزہ میں بندہ کا کسب بھی نہیں ہوتا۔

پس اس آیت کا معنٰی یہ ہے کہ

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج (الانفال:17)

آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی جبکہ آپ نے صورتاً خاک کی مٹھی پھینکی تھی لیکن وہ خاک کی مٹھی حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔

اور یہ معنٰی بھی مراد نہیں ہے کہ

آپ نے خاک کی مٹھی خلقاً نہیں پھینکی جبکہ آپ نے خاک کی مٹھی کسبتاً پھینکی تھی اس لیے کہ یہ بھی تمام افعال میں جاری ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص:176 مطبوعہ کراچی)

مزید لکھا کہ

سو افعال اختیاریہ میں عادتاً تصرف ہوتا ہے ظاہر اور فعل حق تعالیٰ کا مخفی ہے اور معجزات وتصرفات میں ظاہر بھی عجز ہے مثل قلم کے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص:177 مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام!

ان گستاخوں کے اقوال آپ نے ملاحظہ فرمائے اب میں علماء اہلسنّت کے اقوال و مؤقف بیان کرتا ہوں۔

Marfat.com

علماء اہلسنّت کے اقوال و موقف

اس مسئلہ میں ہمارا موقف یہ ہے کہ معجزات اور کرامات ہوں یا عام افعال تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، عام افعال عادیہ میں جس طرح عام مسلمانوں کا کسب اور اختیار ہوتا ہے اور ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح معجزات اور کرامات میں کسب اور اختیار انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا ہوتا ہے اور ان افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جس طرح کہ پیچھے میں نے امام غزالی اور حافظ ابن حجر عسقلانی سے صراحتاً نقل کیا ہے اور شیخ ابن تیمیہ، علامہ نووی، علامہ عینی، علامہ تفتازانی اور علامہ میر سیّد شریف جرجانی ایسے محدثین، فقہاء اور متکلمین کا بھی یہی نظریہ ہے۔ البتہ بعض معجزات اور کرامات جو ان کے حاملین سے متصف اور مباشر نہیں ہوتے ان کے صدور میں انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا مطلقاً دخل نہیں ہوتا خلقاً نہ کسباً جیسے کہ قرآن مجید کا نزول، مردوں کو زندہ کرنا، چاند کا شق کرنا وغیرہ۔

شیخ رشید احمد گنگوہی نے اپنے موقف کے ثبوت میں لکھا ہے کہ

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ کا یہ معنی ہے کہ

آپ نے خلقاً خاک کی مٹھی نہیں پھینکی جبکہ آپ نے کسباً خاک کی مٹھی پھینکی تھی لیکن اہلسنّت کے معتمد اور مستند مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہی لکھا ہے کہ آپ نے خاک کی مٹھی خلقاً نہیں پھینکی جبکہ آپ نے خاک کی مٹھی کسباً پھینکی تھی۔ ان عبارات کو نقل کرنے سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اس آیت کا شان نزول اور پس منظر کیا ہے۔

Marfat.com

امام حسین بن محمد فرا البغوی متوفی 516ھ لکھتے ہیں:
مفسرین نے بیان کیا ہے کہ
جب جنگ بدر کے دن مسلمانوں اور کافروں کے لشکر بالمقابل ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک آلود کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر کفار کے چہروں پر ماری۔
اور فرمایا:
ان کے چہرے قبیح ہو جائیں تو ہر کافر کی آنکھوں یا منہ یا نتھنوں میں اس میں سے کچھ نہ کچھ گر گیا اور اس کے بعد کافروں کو شکست ہوگئی۔

(معالم التنزیل: ج:2،ص:200 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

واضح رہے کہ مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ
خاک کی مٹھی کفار کے چہروں پر مارنے کا واقعہ جنگ بدر میں پیش آیا تھا لیکن احادیث مبارکہ میں یہ ہے کہ یہ واقعہ غزوہ حنین میں پیش آیا تھا۔

(صحیح مسلم: مغازی:8،رقم الحدیث:4539)

بہر حال خاک کی مٹھی ایک ہزار کافروں کے منہ پر ماری جائے اور وہ خاک ہر کافر کی آنکھوں اور منہ میں چلی جائے یہ فعل خرق عادت اور معجزہ ہے تو اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (الانفال:17)
اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں ماری جب آپ نے ماری تھی لیکن اللہ نے وہ مٹھی ماری تھی۔

رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ
اس میں خلق اور کسب دونوں کی نفی ہے۔
اور یہ معنی نہیں ہے کہ
خاک کی مٹھی آپ نے خلقتاً نہیں ماری جب آپ نے وہ مٹھی کسباً ماری تھی تا کہ

Marfat.com

معجزہ میں نبی کا کسب ثابت ہو لیکن اس کے برخلاف اہل سنت کے مستند اور معتمد مفسرین نے اسی آیت کی یہی تفسیر کی ہے کہ خاک کی مٹھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلقاً نہیں ماری جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مٹھی کسباً ماری تھی اور معجزہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسب اور اختیار ثابت کیا ہے۔

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی شافعی متوفی 606ھ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاک کی مٹھی مارنے کو ثابت کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نفی بھی کی ہے اس لیے اس معنی پر حمل کرنا واجب ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک کی مٹھی خلقاً نہیں ماری اور کسباً ماری تھی۔

(تفسیر کبیر: ج:5،ص:466 مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی 1270ھ نے بھی امام رازی کی اس عبارت کو نقل کر کے اس سے بندوں کے کسب کرنے پر استدلال کیا ہے۔ (روح المعانی ج:9،ص:185)

اس کے بعد مزید لکھتے ہیں:

میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو خاک کی مٹھی کو پھینکنا ثابت کیا گیا ہے اس سے مراد وہی مخصوص پھینکنا ہو جس نے عقلوں کو حیران کر دیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کا اثبات حقیقتاً ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل اس قدرت سے کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی تھی اور وہ قدرت اللہ تعالیٰ کے اذن سے موثر تھی لیکن چونکہ عام انسانوں کی قدرت سے اس قسم کا اثر واقع نہیں ہو سکتا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس فعل کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی کی اور اس کو اپنے لیے ثابت فرمایا۔

(روح المعانی: ج:9،ص:186 مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی حنفی متوفی 710ھ لکھتے ہیں:

اس آیت میں یہ بیان ہے کہ بندہ کا فعل بندہ کی طرف کسباً منسوب ہوتا ہے اور

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی طرف خلقاً منسوب ہوتا ہے۔

(مدارک علی ہامش الخازن، ج:2،ص:185 مطبوعہ پشاور)

علامہ احمد شہاب الدین خفاجی حنفی متوفی 1069ھ لکھتے ہیں:

اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلقاً وہ مٹھی نہیں پھینکی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسباً وہ مٹھی پھینکی تھی۔

(عنایۃ القاضی علی البضاوی: ج:4،ص:261 مطبوعہ دار صادر بیروت)

ان کثیر حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ

انبیاء کرام علیہم السلام سے بہ اعتبار کسب کے معجزات صادر ہوتے ہیں اوران کوخلق اللہ تعالیٰ کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت اور اس کے اذن سے ان معجزات کو صادر کرتے ہیں۔ البتہ جن معجزات کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام کا فعل متعلق نہیں ہوتا وہ محض اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

مثال کے طور پر

قرآن مجید کا نزول

مردوں کو زندہ کرنا

اور چاند کا شق ہونا۔

Marfat.com

معجزات پر انبیاء کرام علیہم السلام کے اختیار میں

(احادیث مبارکہ سے ثبوت)

معجزات پر انبیاء کرام علیہم السلام کے اختیار میں کثیر احادیث مبارکہ ہیں جن میں انسان کیا جنات اور شیاطین پر بھی انبیاء کرام علیہم السلام کا تصرف ہوتا ہے۔

جنات اور شیاطین پر تصرف کے بارے میں یہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

گزشتہ رات ایک بہت زبردست جن نے مجھ پر حملہ کرنا چاہا تاکہ میری نماز خراب کرے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دی اور میں نے اس کو دھکا دیا میں نے ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں حتیٰ کہ تم سب اس کو دیکھو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی یہ دعا یاد آئی۔

اے اللہ عزوجل! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کو سزاوار نہ ہو۔ (ص:35)

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ناکام لوٹا دیا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث:461)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان کے باندھنے پر قدرت دی تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کے پیش نظر ادباً اور تواضعاً

Marfat.com

ایسا نہیں کیا۔

درختوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف کے متعلق یہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا۔

اور کہنے لگا کہ

میں کس طرح پہچانوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر میں کھجور کے اس خوشہ کو درخت سے بلاؤں تو تم گواہی دو گے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا تو کھجوروں کا وہ خوشہ درخت سے اترا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر گر گیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لوٹ جاؤ تو وہ لوٹ گیا پھر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3648)

اور ایک روایت میں ہے کہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

مسجد کی چھت کھجور کے شہتیروں پر بنائی گئی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک شہتیر سے ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر بنایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھ گئے تو ہم نے اس شہتیر کے رونے کی آواز سنی جس طرح اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ رکھا تو وہ پرسکون ہو گیا۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3585)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانوں پر تصرف کے متعلق یہ حدیث مبارکہ ہے۔

Marfat.com

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک کے لئے جا رہے تھے تو اسی اثناء سفر میں ہم نے ایک سفید پوش شخص کو ریگستان سے آتے ہوئے دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کن ابا خیثمه

ابوخیثمہ ہو جا۔

تو وہ ابوخیثمہ ہو گیا۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2769)

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

کن یہاں تحقیق اور وجود کے لئے ہے یعنی اے شخص تجھے چاہئے کہ تو حقیقتاً ابوخیثمہ ہو جا۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا ہے وہ صحیح ہے۔

(صحیح مسلم: شرح النووی، ج: 11، ص: 6910 مطبوعہ مکتبہ الباز مکہ مکرمہ)

علامہ ابوالعباس قرطبی مالکی متوفی 656ھ نے بھی یہی لکھا ہے۔

(المفہم ج: 7، ص: 96 مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)

علامہ ابی مالکی متوفی 828ھ نے بھی قاضی عیاض کے حوالے سے یہی تقریر کی ہے۔

(اکمال اکمال المعلم: ج: 9، ص: 189 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اعتراض

انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اختیار نہ ہونے پر بعض ہٹ دھرم اور جاہل

Marfat.com

لوگوں نے یہ کہا ہے کہ

آیت کریمہ میں ہے کہ

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝

(الرعد:38)

کسی رسول کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہر وعدہ کے لئے ایک نوشتہ تقدیر ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اختیار میں نہیں ہیں۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں نشانی (آیت) سے مراد کفار کے فرمائشی معجزات ہیں اور اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ تم جن معجزات کی فرمائش کرتے ہو وہ میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر پیش نہیں کرسکتا۔ اس آیت مبارکہ میں یہ نہیں فرمایا کہ کوئی نبی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت اور قدرت سے بھی کوئی معجزہ پیش نہیں کرسکتا اور اللہ تعالیٰ جب معجزات پر قدرت عطا فرماتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا اذن ہی ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں تصریح ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اذن سے مادر زاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو تندرست کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔

علامہ نووی شافعی متوفی 676ھ اور علامہ محمود بن احمد عینی حنفی متوفی 855ھ نے حدیث صریح کی شرح میں لکھا ہے کہ

بعض اوقات اولیاء اللہ کی کرامات ان کی طلب اور ان کے اختیار سے واقع ہوتی ہیں اور یہی صحیح مذہب ہے۔

(شرح مسلم: ج:2، ص:314 مطبوعہ کراچی)

Marfat.com

اور جب بعض اوقات اولیاء اللہ کی کرامات ان کے اختیار میں واقع ہوتی ہیں تو بعض اوقات انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کا ان کے اختیار سے واقع ہونا زیادہ لائق ہے کیونکہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم انبیاء کرام علیہم السلام کے امتی ہوتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنے امتی سے درجہ فائق و اعلیٰ ہوتا ہے لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام کے اختیار میں معجزات کا صدور ہوتا ہے۔

تمام انبیاء کرام علیہم السلام حامل معجزہ ہیں

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزات عطا فرمائے ہیں۔ جو انہوں نے اپنی قوم کے سامنے ظاہر فرمائے ہیں اور قوم ان انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان بھی لے آئی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزات سے نوازا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ج (الاعراف:101)

بے شک ان بستیوں والوں کے پاس ان کے رسول واضح معجزات لے کر آئے ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے یہ تو صراحتاً معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پانچ رسولوں کو واضح معجزات عطا فرمائے تھے اگرچہ ذکر صرف حضرت صالح علیہ السلام کے اس معجزہ کا کیا ہے کہ انہوں نے ایک پتھر کی چٹان سے اونٹنی نکالی اور اس آیت سے اشارۃً یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو معجزہ دے کر بھیجا کیونکہ اگر نبی کے پاس معجزہ نہ ہوتو وہ کس بنیاد پر اپنی رسالت کو ثابت کرے گا اور اگر نبی کے پاس معجزہ نہ ہوتو نبی صادق اور نبی کاذب میں امتیاز کا کوئی ذریعہ نہیں رہے گا اس کے علاوہ بھی حدیث مبارکہ میں اس پر بھی دلیل ہے کہ ہر نبی کو معجزہ عطا فرمایا گیا ہے۔

Marfat.com

جیسا کہ روایت میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر نبی کو اس قدر معجزات دیئے گئے ہیں جن کی وجہ سے ایک بشر ان پر ایمان لے آئے اور مجھے وحی (قرآن مجید) عطا کی گئی جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمائی پس مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے متبعین تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ ہوں گے۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4981)

لہٰذا اس آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزات سے نوازا ہے۔

فرمائشی معجزات نہ دکھانے کی وجوہات

کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم نبی ہو تو کوئی معجزہ دکھاؤ بعض اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو معجزہ دکھا دیتے تھے اور بعض اوقات فرمائشی معجزہ نہیں دکھاتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور طنز یہ اور مزاحاً تنگ کرتے تھے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم معجزہ دکھا دیتے تو کہتے یہ تو کھلا جادو ہے اگر نہ دکھاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو جھٹلاتے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمائشی معجزہ نہ دکھانے کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر عذاب الٰہی کا خوف رکھتے تھے کہ اگر میں نے ان کو دکھا دیا اور انہوں نے میرے معجزے کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل کر دے گا اور یہ لوگ تباہ و برباد ہو جائیں گے اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحیم و کریم ہیں کہ میرے معجزے کی تکذیب کرنے پر عذاب الٰہی ان پر نازل نہ ہو بلکہ ان کو سوچ و بچار اور توبہ کی توفیق مل جائے۔

Marfat.com

جیسا کہ حدیث جبرائیل علیہ السلام میں ہے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ روایت کرتے ہیں۔

محمد بن کعب قرظی بیان کرتے ہیں کہ

قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں یہ خبر دیتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک لاٹھی تھی جس کو انہوں نے پتھر پر مارا تو اس سے بارہ (12) چشمے جاری ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیتے ہیں کہ حضرت ثمود علیہ السلام کے پاس ایک اونٹنی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان معجزات میں سے کوئی معجزہ پیش کریں تاکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم کیا چاہتے ہو کہ میں تمہیں کس قسم کا معجزہ دکھاؤں۔

انہوں نے کہا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے صفا پہاڑ سونے کا بنا دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

اگر میں نے ایسا کر دیا تو تم میری تصدیق کرو گے۔

انہوں نے کہا:

ہاں! بہ خدا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کر دیا تو ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے۔

اور کہا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو صبح کو یہ پہاڑ

Marfat.com

سونے کا ہو جائے گا اور اگر یہ معجزہ پیش کر دیا گیا اور یہ پھر بھی ایمان نہیں لائے تو ہم ان سب کو عذاب دیں گے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چھوڑ دیں حتیٰ کہ ان میں سے توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کر لی جائے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بلکہ ان میں سے توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کر لی جائے۔

(جامع البیان: جز:7، ص:406 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ثابت ہوا کہ میرے آقا رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر رحم و کرم فرما کر ان کی توبہ کو قبول کیا ان پر عذاب کو قبول نہیں کیا لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمائشی معجزات نہ دکھانے کا مقصود ان پر عذاب الٰہی عزوجل کا خوف تھا۔

اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے ایمان نہ لانے پر تصدیق فرمائی کہ

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان کے پاس کوئی نشانی بھی آ جائے تو یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔

قرآن مجید میں ہے:

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ لَّیُؤْمِنُنَّ بِهَا ط قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا یُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

(الانعام:109)

اور انہوں نے پکی قسمیں کھائیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آ گئی تو وہ ضرور اس پر ایمان لائیں گے آپ کہیے کہ نشانیاں تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور (اے مسلمانو) تمہیں کیا معلوم کہ جب یہ نشانیاں آ جائیں گی تو یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔

Marfat.com

زمانے کے لحاظ سے معجزات کا ظہور

ہر نبی کو معجزات زمانے کے لحاظ سے دیئے جاتے ہیں جس قسم کے لوگ ہوں اور اس زمانے میں جس چیز کا چرچا ہو۔

جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادوگری کا چرچا تھا اور وہ لوگ جادوگری بڑی کثرت سے کیا کرتے تھے اور لوگوں کو اس سے حیران کن کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں کے توڑ کے معجزات عطا فرمائے تھے۔

قرآن مجید میں ہے:

وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ○ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ ○ وَ اُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ○ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ رَبِّ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ ○ (الاعراف:117 تا 122)

اور ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ تم اپنا عصا ڈال دو تو وہ فوراً ان کے جھوٹے طلسم کو نگلنے لگا سو حق کا غلبہ ثابت ہو گیا اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس کا بطلان ظاہر ہو گیا۔ پس فرعون اور اس کے درباری مغلوب ہو گئے اور ذلیل وخوار ہو کر واپس ہوئے اور جادوگر سجدے میں گر پڑے۔ انہوں نے کہا ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں طب اور حکمت کا بہت غلبہ تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیحائی کا ایسا کمال دے کر بھیجا جو ان کی تمام طب اور حکمت پر غالب آ گیا۔

قرآن مجید میں ہے:

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ

Marfat.com

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ج وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ج فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ (المائدہ:112 تا 115)

جب حواریوں نے کہا! اے عیسیٰ ابن مریم! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے خوان نازل کرسکتا ہے۔ (عیسیٰ نے) کہا اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔ انہوں نے کہا ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس خوان سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہمیں یقین ہو جائے کہ آپ نے ہم سے سچ کہا تھا اور ہم اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔ عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے کھانے کا خوان نازل فرما تا کہ (وہ دن) ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو جائے اور تیری طرف سے نشان (ہو جائے) اور ہمیں رزق عطا فرما اور تو سب سے بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں اس خوان کو تم پر نازل فرمانے والا ہوں۔ پھر تم میں سے جو شخص اس کے بعد کفر کرے گا تو میں ضرور اس کو ایسا عذاب دوں گا جو تمام جہان والوں میں سے کسی کو بھی نہ دوں گا۔

امام ابو عبد اللہ بن محمد المعروف بابی الشیخ الاصبہانی التوفی 396ھ لکھتے ہیں:

سلیمان الخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جب حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مائدہ (طعام کے خوان) کا سوال

Marfat.com

کیا تو آپ علیہ السلام نے اس کو سخت ناپسند کیا۔

اور فرمایا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ نے تم کو جو رزق حلال زمین سے دیا ہے اس پر قناعت کرو اور آسمان سے مائدہ کا سوال نہ کرو کیونکہ اگر وہ تم پر نازل کیا گیا تو وہ تمہارے رب کی طرف سے نشانی ہو گی۔ تم سے پہلے قوم ثمود نے اپنے نبی سے نشانی کا سوال کیا تھا وہ اس نشانی میں مبتلا کیے گئے پھر اس نشانی کے تقاضے پورے نہ کرنے کی وجہ سے وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ جب ان کی قوم نے اصرار کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نماز پڑھی اور بہت گریہ وزاری سے دعا کی۔

اے اللہ عزوجل! ہم پر آسمان سے مائدہ نازل فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے دو بادلوں کے درمیان ان پر سرخ دسترخوان نازل کیا۔ بنو اسرائیل اس کو نازل ہوتے دیکھ کر خوش ہو رہے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خوف زدہ ہو کر بار بار دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ عزوجل اس خوان کو رحمت بنانا اور اس کو غضب نہ بنانا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا کر رہے تھے کہ وہ دسترخوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر ٹھہر گیا۔ حواریوں کو اس سے خوشبو آئی جیسی انہوں نے اس سے پہلے کبھی نہیں سونگھی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔ یہود اس خوان کو دیکھ کر غیظ و غضب سے جل گئے۔ حواری اس دسترخوان کے گرد بیٹھ گئے۔ وہ خوان ایک رومال سے ڈھکا ہوا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

جو شخص سب سے زیادہ عبادت گزار اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہو گا وہ اس کو کھولے گا۔

حواریوں نے کہا:

یا روح اللہ! آپ علیہ السلام ہی اس کو کھولنے کے لائق ہیں۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ وضو کیا، نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر اپنے اور قوم کے لئے برکت کی دعا کی۔ پھر اس کو کھولا تو اس میں بہت بڑی بھنی ہوئی مچھلی تھی جس میں کانٹے نہیں تھے اور اس سے گھی بہہ رہا تھا اور اس کے گرد ہر قسم کی سبزیاں تھیں اور نمک اور سرکہ تھا اور پانچ روٹیاں تھیں ایک روٹی پر زیتون، ایک پر کھجور اور باقیوں پر انار تھے۔

شمعون نے کہا:

یا روح اللہ علیہ السلام! یہ طعام دنیا کے طعام میں سے ہے یا آخرت کے طعام سے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

یہ نہ دنیا کا طعام ہے نہ آخرت کا طعام ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

تم بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو اور اپنے رب کا شکر ادا کرو وہ تم کو مزید عطا فرمائے گا۔

انہوں نے کہا:

یا روح اللہ علیہ السلام! ہم چاہتے ہیں کہ آپ علیہ السلام ہمیں اس نشانی میں ایک اور نشانی دکھائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

سبحان اللہ عزوجل! کیا تمہارے لیے یہ نشانی کافی نہیں ہے جو اس کے علاوہ نشانی کا سوال کرتے ہو۔

جب انہوں نے اصرار کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مچھلی سے فرمایا:

اے مچھلی! تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوبارہ زندہ ہو جا۔ وہ مچھلی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندہ ہو گئی وہ شیر کی طرح منہ پھاڑنے لگی اور اس کی آنکھیں گردش کرنے لگیں۔ اور

Marfat.com

وہ پھڑ کنے لگی۔ حواری خوفزدہ ہو کر بھاگنے لگے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

پہلے تم نے نشانی کا مطالبہ کیا تھا اب نشانی دیکھ کر ڈرتے کیوں ہو۔

پھر آپ علیہ السلام نے مچھلی سے ارشاد فرمایا:

اے مچھلی! اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوبارہ پہلے کی طرح بھنی ہوئی ہو جا۔

پھر انہوں نے کہا:

اے روح اللہ علیہ السلام! آپ علیہ السلام کھانے کی ابتداء کریں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

سبحان اللہ عزوجل! وہی کھانے کی ابتداء کرے گا جس نے اس کا مطالبہ کیا تھا۔

حواری اور ان کے اصحاب ڈرتے تھے کہ اس کے کھانے سے کہیں وہ مثلہ نہ ہو جائیں یا ان پر کوئی آفت نہ آ جائے۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فقراء اور اپاہجوں کو بلایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے رزق اور اپنے نبی علیہ السلام کی دعا سے کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرو اور اللہ تعالیٰ کے شکر پر ختم کرو۔ تم پر کوئی آفت نہیں آئے گی۔ سو اس مائدہ سے تیرہ سو مردوں اور عورتوں نے کھایا اور ان میں سے ہر شخص سیر ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حواریوں نے دیکھا وہ طعام اسی طرح تھا اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی پھر وہ مائدہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور جس فقیر نے اس مائدہ سے کھایا تھا وہ غنی ہو گیا اور جس اپاہج نے کھایا وہ تندرست ہو گیا اور وہ لوگ تادم حیات اسی طرح رہے پھر حواری اور ان کے اصحاب اس میں سے نہ کھانے پر پشیمان ہوئے اور تادم مرگ ان کے دل میں اس سے کھانے کی حسرت رہی۔ چند دنوں بعد پھر مائدہ نازل ہوا پھر ہر جگہ سے امیر اور غریب، صحت مند اور بیمار، چھوٹے اور بڑے بنو اسرائیل اس پر ٹوٹ پڑے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا تو باری مقرر فرما دی۔ ایک دن مائدہ نازل ہوتا اور ایک دن نازل نہ ہوتا۔ چالیس دن تک یہی معمول رہا جب تک وہ کھاتے رہتے مائدہ

Marfat.com

ان کے سامنے رہتا اور جب وہ کھا چکتے تو مائدہ آسمان کی طرف اٹھ جاتا وہ اس کو دیکھتے رہتے حتیٰ کہ وہ ان کی نظروں سے غائب ہو جاتا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اس مائدہ سے یتیموں، فقیروں اور اپاہجوں کو کھلایا جائے اور امیر لوگوں کو نہ کھلایا جائے۔ تب امیروں نے اس میں شک کرنا شروع کر دیا اور اس کے متعلق بری باتیں پھیلا دیں۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ

آپ علیہ السلام ہمیں مائدہ کے نزول کے متعلق مطمئن کریں کیونکہ بہت لوگ اس میں شک کرتے ہیں (کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا نہیں)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تم نے اس میں شک کیا تو ہلاک ہو جاؤ گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے اسی شرط سے مائدہ نازل کیا تھا جو اس کے بعد کفر کرے گا میں اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ دنیا میں ایسا عذاب کسی کو نہ دیا ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

اے اللہ عزوجل! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو بہت غالب اور حکمت والا ہے۔ شام کو جب شک کرنے والے بستروں پر اپنی عورتوں کے ساتھ لیٹے تو ان کی اچھی صورتیں تھیں اور رات کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر کے خنزیر بنا دیا۔ صبح کو وہ کوڑے اور گندگی کے ڈھیروں پر گندگی تلاش کر کے کھانے لگے۔ پھر باقی بنو اسرائیل خوفزدہ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کرنے لگے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام باہر نکلتے تو وہ خنزیر دوڑتے ہوئے آپ علیہ السلام کے پاس آتے اور آپ علیہ السلام کے پیروں پر گرتے اور زار و قطار روتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے ہر شخص کا نام لے کر پکارتے۔ ان میں سے ہر ایک

Marfat.com

اپنا سر ہلاتا تھا اور بول نہیں سکتا تھا۔

آپ علیہ السلام فرماتے۔

میں تم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتا تھا گویا میں پہلے سے یہ دیکھ رہا تھا وہ تین دن تک اسی طرح بلکتے رہے اور ان کے گھر والے ان کو دیکھ کر روتے رہے۔لوگوں کے دل ان کا حال دیکھ کر پگھل گئے۔ پھر چوتھے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان پر موت طاری کردے۔سو چوتھے روز وہ مر گئے اور زمین پر ان کا مردہ جسم نہیں دکھائی دیا۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے مردہ جسم کہاں گئے۔البتہ یہ ایسا عذاب تھا جس سے ان لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور روئے زمین پر ان کا نام ونشان باقی نہیں رہا۔

(کتاب العظمۃ:ص363 تا 367 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی 668ھ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس اور ابوعبدالرحمان سلمی رضی اللہ عنہما نے کہا:

مائدہ کا طعام روٹی اور مچھلی تھا۔

حضرت عمار بن یاسر اور قتادہ رضی اللہ عنہما نے کہا:

مائدہ آسمان سے نازل ہوتا تھا اور اس میں جنت کے پھل تھے۔

اور وہب بن منبہ نے کہا:

اللہ تعالیٰ نے جو کی روٹیاں اور مچھلیاں نازل کی تھیں۔

اور یہ تین اقوال امام ترمذی کی حدیث کے خلاف ہیں۔

اس میں مذکور ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آسمان سے مائدہ نازل ہوا اس میں روٹیاں اور گوشت تھا۔

(الجامع الاحکام القرآن: جز:6،ص:287 مطبوعہ دارلفکر بیروت)

Marfat.com

اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کے دور اقدس میں لوگ عجیب وغریب باتیں کیا کرتے تھے اور بتوں کو پوجتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو اونٹنی کا معجزہ عطا فرمایا۔

قرآن مجید میں ہے:

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّ لَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ (الشعراء:155 تا 156)

صالح نے کہا یہ اونٹنی ہے۔ ایک دن اس کے (پانی) پینے کا ہے اور ایک مقررہ دن تمہارے (پانی) پینے کا ہے۔ تم اس کے ساتھ کوئی برائی نہ کرنا ورنہ بڑے دن کا عذاب تم کو پکڑ لے گا۔

روایت ہے کہ

انہوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ

اس چٹان سے ایک دس ماہ کی حاملہ اونٹنی نکلے اور وہ فوراً ایک بچہ جن دے۔ حضرت صالح علیہ السلام بیٹھ کر ان کے مطالبہ پر غور کرنے لگے تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا۔

آپ علیہ السلام اپنے رب عزوجل سے دعا کیجئے کہ وہ اس پتھر سے اونٹنی نکال دے تو اس چٹان سے ایک اونٹنی نکلی اور ان کے سامنے آ کر بیٹھ گئی اور فوراً اس سے ایک بچہ پیدا ہو گیا۔ (تفسیر کبیر: ج:8،ص:525،جز:19،ص:171)

امام عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس ابن ابی حاتم متوفی 327ھ لکھتے ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حجر میں پہنچ کر فرمایا! اے لوگو! نبی سے دلائل اور معجزات کا مطالبہ نہ کیا کرو یہ قوم صالح ہے جس نے اپنے نبی سے یہ سوال کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے

Marfat.com

کوئی نشانی بھیجے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اونٹنی بھیج دی۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم: رقم الحدیث: 15866)

ایک روایت میں ہے کہ

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا۔

اگر تم سچوں میں سے ہو تو (اپنی نبوت پر) کوئی نشانی لاؤ۔

تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

تم اس پہاڑ کی طرف جاؤ تو وہ پہاڑ اچانک حاملہ عورت کی طرح پھول گیا پھر وہ پہاڑ پھٹ گیا اور اس کے وسط سے اونٹنی نکلی۔

حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

یہ اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی زمین میں چرنے چگنے کے لئے چھوڑ دو۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم: رقم الحدیث: 15867)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اونٹنی بھیجی وہ اپنی باری پر ان کے راستے سے اپنا پانی پیتی تھی اور جتنا وہ لوگ اس کے ناغہ کے دن پانی پیتے تھے اس سے اس دن اتنا دودھ وہ لیتے تھے پھر وہ لوٹ جاتی تھی۔ (تفسیر امام ابن ابی حاتم: رقم الحدیث: 15868)

ایک اور روایت میں ہے:

امام محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جو اونٹنی بطور نشانی نکالی تھی وہ قوم ثمود کی زمین میں درختوں کو چرتی تھی اور پانی پیتی تھی۔

Marfat.com

حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا۔

یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے نشانی ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی زمین میں چرنے دو اور اس کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤ ورنہ تم پر بڑے دن کا عذاب آئے گا۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم:15873)

اور ہمارے نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں فصاحت و بلاغت کا بہت غلبہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا فصیح اور بلیغ کلام دیکر بھیجا جس کی نظیر لانے سے تمام جن وانس عاجز ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خود گھڑ لیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو فرما دیں کہ تم اس جیسی دس سورتیں لے کر آؤ۔

قرآن مجید میں ہے:

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ (ھود:13)

کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے قرآن کو از خود گھڑ لیا ہے آپ فرمائیے کہ پھر تم اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں لے آؤ (اور اپنی مدد کے لئے) اللہ کے سوا جس کو بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن مجید کے ساتھ چیلنج کیا کہ اگر یہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہے تو تم بھی اس جیسا کلام بنا کر لے آؤ لیکن مخالفین کی کثرت اور علوم وفنون اور زبان و بیان کی روز افزوں ترقی کے باوجود کوئی شخص قرآن مجید کی مثل کلام بنا کر نہیں لا سکا۔

اور ایک مقام پر ارشاد ہوا:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

Marfat.com

لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○ (بنی اسرائیل:88)

آپ فرمایئے! اگر تمام انسان اور جن مل کر اس قرآن کی مثل لانا چاہیں تو وہ اس کی مثل نہیں لا سکتے خواہ وہ ایک دوسرے کی مدد (بھی) کریں۔

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:

فَلْيَأْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ○ (الطور:34)

اسی جیسی ایک بات بھی بنا کر پیش کرو اگر تم سچے ہو۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ (البقرہ:23)

اور اگر تمہیں اس کتاب میں شک ہے جس کو ہم نے اپنے (محبوب) بندے پر نازل کیا ہے تو اس کی مانند کوئی ایک سورت بھی لا کر دکھا دو اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ (یونس:38)

آپ فرمایئے! تم اس کی مثل کوئی ایک سورت لے آؤ۔

اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے زمانے میں ویسے ہی معجزات عطا فرمائے جیسے اس زمانے میں چرچا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کا معجزہ کیوں دیا گیا؟

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کا معجزہ کیوں عطا فرمایا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ

Marfat.com

ہر نبی کے زمانہ میں ان کی قوم کے مخصوص حالات تھے جن کی بناء پر ان حالات کے مناسب ان کو معجزہ عطا فرمایا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سحر اور جادوگری کا چرچا تھا اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا کا معجزہ عطا فرمایا جس کے سامنے تمام جادوگر مات کھا گئے اور انہوں نے جان لیا کہ یہ جادو نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برہان ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا بہت شہرہ تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی جنس سے معجزہ عطا فرمایا وہ مردوں کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے زندہ کر دیتے، مادرزاد اندھوں کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے بینا کر دیتے اور برص میں مبتلا لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے تندرست کر دیتے اور ہمارے نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں زبان دانی کا غلبہ تھا تو اس زمانہ میں فصاحت و بلاغت کی جنس سے معجزہ ہونا چاہئے تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فصاحت و بلاغت کی جنس سے معجزہ عطا فرمایا گیا اور وہ قرآن مجید ہے جس کی فصاحت و بلاغت کا یہ عالم ہے کہ تمام جن وانس مل کر بھی قرآن مجید کی کسی ایک سورت کی بھی نظیر نہیں لاسکیں گے اور آج تک چودہ سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے علوم وفنون میں بہت ترقی ہوگئی ہے کہیں فلسفی ہے تو کہیں منطقی، کہیں مفسر ہے تو کہیں مفکر، کہیں فقیہی ہے تو کہیں فنونی الغرض چاہے عربی ہے یا عجمی کوئی بھی آج تک قرآن مجید کی ایک آیت کی مثل بھی نہ لاسکا۔ اسی لیے سب انبیاء کرام علیہم السلام کو اس کے زمانے کے لحاظ سے معجزات عطا فرمائے گئے اور ہمارے نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے زمانے کے لحاظ سے قرآن مجید عطا فرمایا گیا جو کہ ارفع واعلیٰ معجزہ ہے نہ کسی نبی کو اس طرح کا معجزہ عطا ہوا اور نہ قیامت تک اس طرح کوئی لاسکے گا۔

اس کی امثال پیچھے عرض کردی ہیں۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے امتیاز

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے امتیازی فرق حاصل ہے۔ ہر نبی کو اتنے معجزات دیئے گئے جن کی وجہ سے کوئی بشر ایمان لا سکے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید عطا فرمایا گیا ہے جس کی مثل کسی کو نہیں عطا فرمایا گیا۔

اس لیے حدیث مبارکہ میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر نبی کو اس قدر معجزات عطا فرمائے گئے ہیں جن کی وجہ سے ایک بشر ان پر ایمان لے آئے اور مجھے وحی (یعنی قرآن مجید) عطا فرمایا گیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمایا پس مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے متبعین تمام نبیوں سے زیادہ ہوں گے۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4981)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معجزہ دیا گیا ہے اس پر جادو یا شعبدہ وغیرہ کا گمان نہیں کیا جا سکتا جبکہ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کے متعلق یہ گمان کیا جاتا تھا۔ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات ان کے زمانوں کے ساتھ گزر گئے اور ان کے زمانوں میں بھی ان معجزات کا مشاہدہ صرف ان لوگوں نے کیا تھا جو اس موقع پر موجود تھے اور ان کے اپنے زمانہ تک تھے جبکہ ہمارے نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید ایسا معجزہ عطا فرمایا گیا جو کہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اور اس میں جو فصاحت اور بلاغت ہے اور غیب کی خبریں ہیں اس کی نظیر لانے سے بلکہ اس کی ایک سورت کی بھی نظیر لانے سے تمام جن وانس اجتماعی اور انفرادی طور پر ناکام اور عاجز رہے اور علم کی روز بروز

Marfat.com

ترقی اور مخالفین کی کثرت کے باوجود اب تک عاجز ہیں۔قرآن مجید کی پیش گوئیوں کو کوئی جھٹلا نہیں سکا۔قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ اس میں کمی اور زیادتی نہیں ہوسکتی اور کوئی شخص اس میں کمی اور بیشی ثابت نہیں کرسکا۔الغرض ہمارے نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے لے کر قیامت تک ہمارے نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی کی نبوت پر کوئی دلیل یا معجزہ قائم نہیں ہے اور نہ ہی ان کی شریعت باقی ہے۔جونہی ہمارے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت آئی تو باقی انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعت منسوخ ہوگئی۔معلوم ہوا کہ ہمارے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے امتیازی خصوصیت حاصل ہے۔

فقیر وحقیر نے ابتداء میں چند ضروری مضامین کا اضافہ کیا ہے کہ جس کو علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان نہیں فرمایا۔اللہ تعالیٰ کی مقدس بارگاہ میں دعا ہے کہ میری اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین وصلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی عبارت کا ابتداء

مصنف: ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری الدمشقی متوفی 774ھ

المدخل میں امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اقوال!

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے المعجم المختص میں فرمایا:

آپ رحمۃ اللہ علیہ امام المفتی چوٹی کے محدث، مضبوط فقیہ ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جو لوگ احادیث کے متن پر گرفت رکھتے ہیں ان میں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ سب سے زیادہ حافظہ والے تھے، تخریجی حدیث، اسماء رجال کو زیادہ جاننے والے تھے۔

حدیث کو صحیح اور ضعیف ہونے کے اعتبار سے جاننے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر بہت زیادہ جانتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تفسیر و تاریخ میں بہت زیادہ مہارت رکھتے تھے۔ کم بولنے والے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہترین سوچ والے فقیہ تھے اور حافظہ کے قوی تھے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے الدرر الکاملہ میں فرمایا:

آپ رحمۃ اللہ علیہ متحضر الذہن تھے اور خوش طبع تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف زندگی میں ہی مشہور ہوگئی تھیں اور لوگوں نے ان کتابوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد فائدہ اٹھایا۔

علامہ ابن حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

آپ رحمۃ اللہ علیہ تسبیح و تہلیل کرنے والے تھے اور ارباب تاویل کے سردار تھے۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ سنتے پھر جمع کرتے اور پھر تصانیف کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کو سن کر لوگ جھومتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کلام کو مزین کر کے بیان فرماتے تھے اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاویلات شہروں میں پہنچ گئیں اور تحریر کے ساتھ مشہور و معروف ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف علم کی ریاست، تاریخ، حدیث اور تفسیر منتہی ہوگئی۔

تمام تعریفات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو بلند و بالا اور قدرت والا ہے، زمین کو بچھانے والا اور آسمان کو بلند فرمانے والا ہے۔ وہ مقدس ہے جس نے انبیاء کرام علیہم السلام کی معجزات باہرہ کے ساتھ مدد فرمائی اور صلوٰۃ وسلام ہو اس مقدس ذات پر جو رحمۃ للعالمین بن کر مبعوث ہوئے اور خاتم النبیین و مرسلین بنا کر مبعوث فرمائے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل واصحاب و ازواج و تمام پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو۔

اما بعد!

بے شک ہمارے لیے بہت بڑا اشرف ہے کہ ہم نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے معجزات کو تحریر کیا وہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا۔ وہ مقدس انبیاء کرام علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل کرتے تھے اور شرک سے روکتے تھے انہوں نے انسانوں کو خالق کے راستے کی خبر دی وہ راستہ جن کے ساتھ دنیا کی اصلاح ہوتی ہے اور نیک بختوں کے لئے قیامت کے دن کامیابی لکھی۔ ہم عنقریب خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو بیان کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کے اعتبار سے خاتم الرسل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعلمین ہیں۔ ہم نے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب بدایہ والنہایہ میں اپنا مطلوب پایا۔ یہ وہ کتاب ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کثیر معجزات پر مشتمل ہے اور ہم عنقریب اہم اور بعض معجزات کے بارے میں بیان کریں گے۔ جیسا کہ چاند کو دو ٹکڑے کرنا اور منکرین کا رد کرنا اور آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مبارکہ سے منبر پر اترنے سے پہلے بارش کا نزول ہونا اور معجزات کے اثبات کے طریقے ذکر کریں گے اور پانی کا انگلی سے نکلنا اور بڑھ جانا اور معجزات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ جمال والے معجزات کو بیان کریں گے جو ہجرت کے سفر میں ظہور پذیر ہوئے اور ام معبد رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارکہ اور بکری کا ذبح ہونے کے بعد زندہ ہو جانا اور اسی طرح افضل و عجیب معجزات کو بیان کریں گے، لاغر بکری کو فربہ کر دینا اور اس کے علاوہ بہت سارے معجزات کا ذکر کریں گے۔ ہم ان معجزات باہرات کو ان کے نوادر ہونے کی وجہ سے بحث اور استدلال کے ساتھ ذکر کریں گے نہ کہ صرف قصوں کی ترتیب سے ذکر کریں گے تا کہ ہم یہ سلسلہ قاری عزیز کے لئے ایک ہی طریقے میں اور بہترین ترتیب کے ساتھ لائیں اور ہمارا مقصود پورا ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار معجزات ہیں جن تمام کو شمار کرنے سے عاجز ہیں۔ ہم بدایہ والنہایہ سے وہ معجزات بیان کریں گے جن سے ہمارا دل اور ذہن مطمئن ہیں تا کہ اس کے سبب سے مکتبہ اسلامیہ میں عملاً ہماری شرکت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ اس کو ہم سے قبول فرمائے اور اس کی برکت سے ہماری لغزشیں معاف فرمائے بے شک وہ ہی سمیع قریب مجیب الدعاء ہے۔

المؤلف

Marfat.com

کتاب اللہ سے نبوت کے دلائل

(معجزات و) نبوت کے دلائل دو اقسام کے ہیں۔

1- معنویہ

2- حسیہ

معنویہ معجزات میں سے قرآن مجید کا نازل ہونا ہے اور یہ سب سے بڑا معجزہ، کھلی دلیل اور واضح برہان ہے اور یہ ایک ایسا فصیح اور بلیغ کلام مقدس ہے جس کی مثال (عقلاً ونقلاً) محال ہے، عرب کے شعراء کہ جن میں زبان دانی کی مہارت تھی مگر وہ تمام کے تمام اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہو گئے۔ حتیٰ کہ جن وانس بھی اس کی مثل لانے سے عاجز ہو گئے۔

(قرآن مجید میں ہے:)

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل:88)

آپ فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جن مل کر اس قرآن کی مثل لانا چاہیں تو وہ اس کی مثل نہیں لاسکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

توضیح مترجم!

اہل عرب اپنی فصاحت و بلاغت پر بہت زیادہ فخر کرتے تھے اور اپنے مقابلہ میں باقی دنیا کو عجم کہتے تھے اسی لیے ان کے رد اور بطور چیلنج فرمایا گیا ہے کہ اگر تمام انسان اور جن مل کر بھی اس قرآن کی مثل لانا چاہیں تو وہ اس کی مثل نہیں لاسکیں گے اگرچہ وہ ایک

Marfat.com

دوسرے کے مددگار ہوں)

متنِ کتاب

(ایک اور مقام پر قرآن مجید میں ہے:)

اَمْ یَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ۝ فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ ۝ (الطور:34-33)

یا وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی طرف سے قرآن گھڑ لیا ہے بلکہ وہ ایمان نہیں لا رہے اگر وہ سچے ہیں تو اس قرآن سے ایسی کوئی بات (آیت) بنا کر لے آئیں۔

توضیحِ مترجم

یعنی کفار نے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن اور شاعر کہا تھا اس سے ان کا یہی مطلب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کو اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے۔ اس آیت میں ان کے اسی قول کا رد فرمایا گیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں تَقَوَّلَهٗ کا لفظ ہے اس کا مصدر تقول ہے۔

اس کا معنیٰ ہے۔

تکلیف سے کوئی بات کہنا اور اس کا زیادہ استعمال جھوٹی بات کہنے میں ہوتا ہے۔

فلان تقول علیه

فلاں شخص نے اس پر جھوٹ باندھا۔

کفار اپنے کفر و عناد کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کی تہمت لگا رہے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے کے ثبوت میں فرمایا تھا کہ اگر یہ قرآن کسی انسان کا کلام ہے تو تم بھی انسان ہو تم اس کی نظیر بنا کر لے آؤ اور تمام دنیائے عرب اس کی نظیر لانے سے عاجز ہی رہی بلکہ پوری دنیا میں آج تک کوئی

Marfat.com

نہیں لا سکا بلکہ قیامت تک کوئی نہیں لا سکے گا (انشاء اللہ عزوجل)

اور اگلی آیت مبارکہ میں فرمایا ہے کہ

اگر وہ سچے ہیں تو وہ اسی قرآن سے ایسی کوئی بات (آیت) بنا کر لے آئیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ

اگر تمہارے زعم کے مطابق ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں تو تمہارے اندر بھی بڑے بڑے شعراء اور بلغاء اور بہت زیرک کاہن موجود ہیں جو فی البدیہہ بڑے بڑے خطبے دیتے ہیں اور قصائد کہتے ہیں سو تم بھی اس قرآن مجید کے مثل کوئی بات یا کوئی آیت لے کر آ جاؤ۔ یہ آیت اس موقع پر نازل ہوئی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم معجزات پیش کرتے تھے جن کا کفار اور مشرکین خود مشاہدہ کرتے تو چاہئے یہ تھا کہ وہ بعد میں آنے والے لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور صداقت کو بیان کرتے اس کے برعکس انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور حق کو ماننے کے بجائے اس کا انکار کیا۔

بعض علماء کرام نے فرمایا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے! تم اس قرآن کی مثل کوئی بات یا آیت لے آؤ تو یہ امر تعجیز کے لئے ہے یعنی اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ان کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ضرور قرآن مجید کی مثل کوئی بات لے آؤ کیونکہ وہ اس کی مثل کوئی چیز لا ہی نہیں سکتے اس لیے اس آیت کا مقصد ان کے عجز کو ظاہر کرنا ہے۔

امام رازی نے اس میں اختلاف کیا ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ

یہ حکم ان کے عجز کو ظاہر کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ ان کی تکذیب کے لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً نہیں فرمایا کہ اس کی مثل کوئی بات یا آیت لاؤ بلکہ فرمایا اگر تم سچے ہو تو اس کی مثل کوئی بات لے کر آؤ۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ

اس آیت کریمہ سے مقصود ان کے کذب کو ظاہر کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ وہ قرآن مجید کو شعر و شاعری قرار دینے کے دعویٰ میں جھوٹے ہیں اور قرآن مجید جو حکم کفار کے عجز کو ظاہر کرنے کے لئے دیا گیا ہے اس کی مثال یہ آیت کریمہ ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ط (البقرة:258)

بے شک اللہ سورج کو مشرق کی جانب سے نکالتا ہے تو تم اس کو مغرب کی جہت سے نکال کر دکھاؤ تو اس کافر کے ہوش اڑ گئے۔

قرآن مجید معجز ہے اس کی کسی ایک سورت یا کسی ایک بات کی مثل لانے کا چیلنج دیا گیا۔ اسلام کے مخالفین دنیا میں بہت زیادہ ہیں اور علوم وفنون میں بھی دن بہ دن ترقی ہو رہی ہے اس کے باوجود کوئی بڑے سے بڑا مخالف آج تک قرآن مجید کی کسی سورت بلکہ کسی آیت کی بھی مثل نہیں لا سکا۔ اسلام کو جھٹلانے کے لئے اگر وہ ایسا کر سکتے تو کر لیتے اور جب اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی ایسا نہ کر سکے تو معلوم ہوا کہ قرآن مجید اپنے بے نظیر ہونے کے دعویٰ میں سچا ہے اور یہ جھوٹے ہیں) عبارت مترجم ختم ہوئی۔

متنِ کتاب

(قرآن مجید میں ہے:)

وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ج اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ (البقرة:24-23)

اور اگر تمہیں اس کتاب (کے کلام الٰہی ہونے) میں شک ہے جس کو ہم نے

Marfat.com

اپنے (محبوب) بندے پر نازل کیا ہے تو اس کی مانند کوئی اور سورت (بنا کر) لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو سو اگر تم نہ کر سکے اور تم ہرگز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے جس کو کافروں کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

توضیحِ مترجم

مشرکین عرب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت مخالف اور معاند تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن مجید کی سورتوں جیسی ایک سورت لانے کا چیلنج دیا اور اللہ تعالیٰ نے پیش گوئی بھی کر دی کہ وہ اس کی مثل نہیں لا سکتے یہ قرآن مجید ان کی لغت میں نازل ہوا تھا اگر اس کی مثل لانا ان کے لئے ممکن ہوتا تو وہ اس کی مثل ضرور لے آتے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کو باطل کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متنفر کرنا ان کا انتہائی مقصود تھا اور جب وہ اس کی مثل لانے سے عاجز رہے تو ظاہر ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس سے معارضہ کرنا مخلوق کی قدرت و طاقت میں نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ قیامت تک باقی رہے گا۔ انبیاء کرام علیہم السلام سابقین کو اپنے اپنے زمانے میں معجزات دیئے گئے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضاء دیا گیا اور ان کو عصا دیا جو آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں اژدھا بن جاتا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا کرتے اور برص کے مریضوں کو شفاء دیتے اور مردوں کو زندہ کرتے مگر ان کے یہ معجزات صرف ان کی حیات اور ان کے زمانے میں قائم اور حجت تھے اور جب یہ انبیاء کرام علیہم السلام ظاہری نگاہوں سے رخصت ہوئے تو یہ معجزات بھی ان کے ساتھ رخصت ہو گئے اس کے برعکس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر ملال کے بعد بھی قرآن مجید اسی طرح معجزہ ہے۔ اب سے چودہ سو سال پہلے بھی قرآن مجید کی نظیر کوئی نہیں لا سکا تھا اور نہ اب تک لا سکا بلکہ قیامت تک کوئی نہیں لا سکے گا۔ حالانکہ قرآن مجید کے مخالفین کی تعداد دن

Marfat.com

یہ دن زیادہ ہورہی ہے اور علوم وفنون بھی روز بروز ترقی پر ہیں تو اگر کسی شخص کے لئے قرآن مجید کی نظیر لانا ممکن ہوتا تو وہ اب تک لا چکا ہوتا۔ اگر کسی یہودی اور عیسائی کو اپنے دین کے متعلق تردد ہو تو اس کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو اس کو اپنے نبی کی نبوت کے متعلق مطمئن کر سکے اس کے برخلاف اگر کسی مسلمان کو اپنے دین کے متعلق بالفرض تردد ہو تو اس کو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق یقین اور اطمینان پہنچانے کے لئے قرآن مجید کی ایک سو چودہ سورتیں موجود ہیں۔

اس کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ

موافقین اور مخالفین سب کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر بہت دور رس تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت معاملہ فہم اور انتہائی دانش مند تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے بہت صائب اور فکر بہت صحیح تھی پھر یہ کس طرح ہوسکتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کا دعویٰ کرتے اور اپنی نبوت کی دلیل ایسے کلام کو قرار دیتے جس کی مثل پیش کرنے پر ہر عرب قادر ہوتا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کا کذب اور بطلان ظاہر ہوتا (العیاذ باللہ) ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا غیر معمولی ذہین شخص اس قسم کا کمزور چیلنج نہیں کرسکتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ جس کلام کی نظیر لانے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیلنج کیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کلام کی نظیر لانا کسی انسان کی قدرت میں نہیں ہے۔

اس کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ لَنْ تَفْعَلُوْا

تم اس کلام کی مثل ہرگز نہ لاسکو گے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی پیش گوئی ہے اور اس آیت میں غیب کی خبر ہے اور بعد کے واقعات نے یہ ثابت کردیا ہے کہ پیش گوئی درست تھی اور غیب کی یہ خبر صادق تھی اور اب تو چودہ

Marfat.com

صدیاں گزر چکی ہیں۔ اسلام کے مخالفین بہ کثرت ہیں لیکن آج تک کوئی شخص قرآن مجید کی کسی آیت کی نظیر نہیں پیش کر سکا۔ اور انشاء اللہ عزوجل قیامت تک نہ کوئی پیش کر سکے گا)

متنِ کتاب

(قرآن مجید میں ہے:)

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (ھود:14-13)

کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے قرآن کو از خود گھڑ لیا ہے۔ آپ فرمائیے کہ پھر تم اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں لے آؤ (اور اپنی مدد کے لئے) اللہ کے سوا جس کو بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اگر وہ (تمہارے چیلنج کو) قبول نہ کریں تو یقین رکھو کہ قرآن اللہ ہی کے علم کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔ اور اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ تو (اے کافرو) کیا تم اسلام لانے والے ہو۔

توضیحِ مترجم

مشرکین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر معجزہ طلب کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ اگر یہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہے تو تم بھی اس جیسا کلام بنا کر لے آؤ لیکن مخالفین کی کثرت اور علوم وفنون اور زبان کی روز افزوں ترقی کے باوجود کوئی شخص قرآن مجید کی مثل کلام بنا کر نہیں لا سکا۔

اور اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین سے فرمائیں کہ اگر قرآن مجید کی دس سورتوں کی

Marfat.com

مثل لانے میں تمہارے خودساختہ معبود تمہاری مدد نہ کرسکیں اور تم خود بھی اس کی مثل دس سورتیں نہ لاسکو تو یہ جان لو اور یقین رکھو کہ یہ قرآن آسمان سے (سیّدنا) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کے اذن کے ساتھ نازل ہوا ہے اور (سیّدنا) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی طرف سے بنا کر ہم پر افتراء نہیں کیا اور یہ بھی یقین رکھو کہ مخلوق کی عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے سوائے مشرکو تم بت پرستی کو ترک کر دو اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو۔)

متنِ کتاب

اگر تم اس طرح کی سورت نہیں لے آئے تو تم آئندہ بھی نہیں لاسکو گے یعنی نہ ماضی میں نہ مستقبل میں اور یہ ایک نیا چیلنج اور معجزہ ہے کہ قرآن مجید کا مقابلہ امر محال ہے۔ اس کا معارضہ نہ تو اب ہوسکتا ہے اور نہ ہی آئندہ کبھی ہوگا اس طرح کا چیلنج وہی شخص کرسکتا ہے جو کہ قابل اعتماد اور وثوق کے انتہائی درجے پر فائق ہو۔ اور اس کو (چیلنج کرنے والے کو) کامل یقین ہو کہ کوئی بھی اس دعویٰ کو چیلنج کرنے کی جرأت نہیں کرسکے گا۔

فرضی طور پر اگر اس طرح کا اس کا اپنا ذاتی کلام ہوتا تو اس کو معارضہ اور مقابلہ کا خوف ہوتا اور اس کی اصل روز روشن کی طرح ہوجاتی۔ اور یہ واضح ہے کہ (سیّدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق سب عالم سے زیادہ عقل مند اور اکمل شخص ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعویٰ اس لیے کیا کہ کوئی دوسرا اس چیلنج کے سامنے نہیں آئے گا اور دنیائے عالم میں ایسے ہی ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دور میں تو دور کی بات بلکہ اب تک دنیا میں اس کی مثل پیش کرنے سے عاجز ہوئی ہے۔ یہ تمام جہانوں کے رب کا کلام ہے اور مخلوق میں اس کی ذات اور صفات اور افعال میں اس کا کوئی ثانی اور مثل نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے کلام کا معارضہ کس طرح ممکن ہوسکتا ہے۔

اور قریش کے کفار کا یہ قول جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکایت فرمایا ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ

Marfat.com

اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ o (الانفال:31)

اور جب ان پر ہماری آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں (بس رہنے دو) ہم سن چکے ہیں اگر ہم چاہتے تو ہم بھی اس (کلام) کی مثل بنا لیتے یہ تو صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

یہ بغیر دلیل اور باطل دعویٰ ہے اور نہ کوئی برہان نہ کوئی حجت اور نہ کوئی بیان ہے اگر یہ لوگ سچے ہوتے تو اس کا معارضہ کرتے تو یہ لوگ جھوٹے ہیں اور ان کو اپنے جھوٹے ہونے کا خوب علم ہے۔ جس طرح کہ وہ اس بات میں بہتان لگانے والے ہیں۔

توضیح مترجم

کفار مشرکین بے حد قسم کے جھوٹے تھے اور جھوٹ تو ان کی فطرت بن چکا تھا حتیٰ کہ جب ان کو اللہ تعالیٰ کا کلام مبارک سنایا جاتا تو یہ کہہ دیتے تھے کہ ہم اس کو پہلے ہی سن چکے ہیں حالانکہ انہوں نے اس کو پہلے سنا ہی نہیں تھا اور نہ ہی کبھی اس طرح کا انہوں نے پڑھا تھا اور ساتھ یہ بھی کہتے کہ ہم چاہیں تو ہم اس کی مثل بنا لیتے یہ تو پہلے لوگوں کی ہی کہانیاں ہیں۔ اگرچہ قرآن مجید میں پہلے لوگوں کی بھی حکایات موجود ہیں مگر ان لوگوں نے کبھی بھی آیت کی مثل نہ لا سکے اور ہمیشہ ہی گمراہ اور بددین رہے۔

امام ابن جریر نے اپنی سند کے ساتھ ابن جریج سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ

نضر بن الحارث ایک تاجر تھا وہ تجارت کے لئے فارس اور دیگر ممالک کا سفر کرتا تھا۔ اس نے وہاں دیکھا کہ لوگ انجیل پڑھتے تھے اور رکوع اور سجود کرتے تھے جب وہ مکہ مکرمہ آیا تو اس نے دیکھا کہ

(سیّدنا) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رکوع اور سجود کرتے ہیں۔

تو نضر بن الحارث نے کہا:

Marfat.com

ہم اس قسم کا کلام سن چکے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا کلام بنا سکتے ہیں۔

(جامع البیان: رقم الحدیث: 12402 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اور علامہ قرطبی متوفی 668ھ لکھتے ہیں کہ

یہ آیت کریمہ نضر بن الحارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ تجارت کے لئے الحیرہ گیا وہاں اس نے کلیلہ اور دمنہ کے قصہ کہانیوں کی کتابیں خریدیں اور کسریٰ اور قیصر کی کتابیں خریدیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ امتوں کی خبریں بیان فرمائیں۔

تو نضر بن الحارث نے کہا:

اگر میں چاہوں تو میں اس طرح کی خبریں سنا سکتا ہوں اور یہ محض اس کے بلند دعوے اور ڈینگیں تھیں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ

ان کا یہ زعم تھا کہ وہ قرآن کی مثل بنا سکتے ہیں جیسا کہ ابتداء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادوگروں نے یہ زعم کیا تھا لیکن جب انہوں نے اس کی مثل بنانے کی کوشش کی تو وہ عاجز ہو گئے لیکن انہوں نے عناداً کہا کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

(الجامع الاحکام القرآن، جز:7، ص:356 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

الغرض کفار و مشرکین کثرت سے جھوٹ بولتے تھے جتنا وہ دعویٰ کرتے تھے اتنا وہ دعوے پر پورا نہ اتر سکے اور قرآن مجید الحمد للہ معجزہ ہی معجزہ رہا اور قیامت تک اس کی مثل کوئی نہیں لا سکے گا۔ انشاء اللہ عزوجل

متنِ کتاب

وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ○ (الفرقان:5)

Marfat.com

اور انہوں نے کہا یہ گزشتہ لوگوں کی کہانیاں ہیں جن کو اس (رسول) نے لکھوا
لیا جو اس پر صبح وشام پڑھی جاتی ہیں۔

توضیحِ مترجم

مشرکین نے قرآن مجید کی آیات کو گزشتہ لوگوں کی کہانیاں کہا ہے تو یہ ان کا جھوٹ تھا اگرچہ اس میں سابقہ لوگوں کی کہانیاں بھی ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کو اپنی طرف سے نہیں لکھوایا تھا بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا کلام مقدس ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہی اس کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور جس نے گزشتہ لوگوں کی کہانیاں کا کہا اس میں چند اقوال ہیں۔

بعض نے کہا:

نضر بن حارث ہے۔

اور بعض نے کہا:

یہود ہیں۔

اور بعض نے کہا:

یہ غلام یا تو حویطب کا ہے یا عامر بن حضرمی کا غلام یسار ہے۔

اور بعض نے کہا:

یہ مشرکین کا قول ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہ مشرکین کا قول ہے۔

مقاتل نے کہا:

یہ نضر بن حارث کا قول ہے کہ اس قرآن کو اس رسول نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے اور دوسروں نے اس گھڑنے پر اس کی مدد کی ہے۔

مجاہد نے کہا:

Marfat.com

دوسروں سے مراد یہود ہیں۔

مقاتل نے کہا:

انہوں نے حویطب کے آزاد کردہ غلام عداس کی طرف اشارہ کیا تھا اور عامر بن حضرمی کے غلام یسار کی طرف اور عامر کے ایک آزاد کردہ غلام جبر کی طرف یہ تینوں اہل کتاب میں سے تھے۔

اور مفسرین نے کہا:

اس قول کا قائل نضر بن حارث تھا۔

(زادالمسیر، ج:6،ص:73 مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

اس بحث سے معلوم ہوا کہ کفار نے اس کو گزشتہ لوگوں کی کہانیاں کہہ کر جھٹلا دیا اور قرآن مجید کی مقدس آیات کا انکار کیا۔ مگر یہی لوگ جن کا دعویٰ کہانیوں کا تھا تو اسی طرح کی وہ کہانیاں بھی بنا کر نہ لا سکے۔

معلوم ہوا کہ قرآن مجید ایک عظیم معجزہ ہے اور انسان کی عقل سے ماوراء ہے۔

متنِ کتاب

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ (الفرقان:6)

آپ فرمایئے کہ اس قرآن کو اس ذات نے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کی تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے بے شک وہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

توضیحِ مترجم

مطلب اس کا یہ ہے کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرما دیجئے کہ اس قرآن کو اس ذات نے نازل کیا ہے جو عالم الغیب ہے سو مجھے کسی

Marfat.com

معلم کی ضرورت نہیں ہے اور اگر یہ قرآن اہل کتاب کی کتابوں سے ماخوذ ہوتا تو اس میں ان کی کتابوں سے زیادہ تفصیل نہ ہوتی اور یہ ان کی کتابوں کے احکام کا ناسخ نہ ہوتا اور اس میں یہ بیان نہ کیا جاتا کہ گزشتہ کتابوں میں تحریف کر دی گئی ہے اور اگر یہ قرآن ان کتابوں سے ماخوذ ہوتا تو پھر مشرکین اور منکرین کے لئے اس قرآن کی نظیر بنانا بہت آسان ہوتا وہ بھی اہل کتاب کی معاونت سے اس جیسی کتاب بنا لیتے جبکہ وہ بار بار تقاضوں کے باوجود اس کی کسی ایک چھوٹی سی سورت کی مثل بھی بنا کر نہ لا سکے اور چودہ سے زیادہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی اب تک کوئی کسی ایک سورت تو کجا ایک آیت کی مثل بھی بنا کر نہ لا سکا لہٰذا واضح ہوا کہ مشرکین کا یہ کہنا غلط ہے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن کو اہل کتاب کے تعاون سے بنایا ہے۔ اور فرمایا وہ بہت بخشنے والا، بے حد رحم فرمانے والا ہے یعنی مسلمانوں کے لئے)

متنِ کتاب

یعنی اس قرآن مقدس کو غیب کے جاننے والے نے نازل کیا ہے جو آسمان اور زمین کا رب عزوجل ہے اور جو ہو چکا ہے اور جو ہوگا اس کو خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس کتاب کو اس اُمی نبی پر نازل کیا ہے جو کتابت کے فن سے ناواقف ہے گزشتہ قوموں کی تاریخ سے ناآشنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جو ہو چکا اور جو ہوگا کی خبروں سے آگاہ فرمایا ہے اور وہ گزشتہ آسمانی کتب کے تضاد اور اختلاف کو ختم کرتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (ھود: 49)

یہ (واقعات) من جملہ غیب کی خبروں سے ہیں جن کی ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں جن کو اس سے پہلے نہ آپ جانتے تھے نہ آپ کی قوم پس صبر کیجئے بے شک نیک انجام متقین کے لئے ہے۔

Marfat.com

توضیحِ مترجم

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے مفصل حالات بیان فرمائے اور حالات بتانے کے بعد فرمایا یہ غیب کی خبریں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جانے کے بعد بھی غیب کا اطلاق فرمایا کیونکہ ماضی کے اعتبار سے وہ غیب ہے جیسا کہ کوئی استاد پڑھانا چھوڑ دے پھر بھی استاد کہتے ہیں کیونکہ ماضی میں وہ استاد تھا اور اس کو اسی اعتبار سے استاد کہا جاتا ہے جو متقین اللہ تعالیٰ پر، فرشتوں پر، قیامت پر اور جنت و دوزخ پر ایمان لائے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلانے سے ہی ان چیزوں کو جانا اور مانا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ (البقرہ:3)

اس آیت میں جنت و دوزخ وغیرہ ان چیزوں پر غیب کا اطلاق فرمایا ہے جو متقین کو پہلے بتا دی گئی تھی۔ اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز بتا دی جائے یا جس کی خبر دے دی جائے وہ غیب نہیں رہتی ان کا یہ کہنا ان آیتوں کی روشنی میں غلط ہے دراصل یہ اعتراض غیب کی تعریف سے ناواقفیت کی بناء پر ہے۔

غیب کی تعریف یہ ہے کہ

جس چیز کو حواس خمسہ اور بداہت عقل سے نہ جانا جا سکے وہ غیب ہے۔ اس چیز کے جاننے کا ذریعہ یا عقل سے غور و فکر کرنا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات، قیامت اور جنت اور دوزخ اور یا اس کے جاننے کا ذریعہ مخبر صادق کی خبر ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جنات اور فرشتوں کی خبر دی۔

اور غیب کی دو اقسام ہیں۔

ایک وہ غیب ہے جس کے جاننے کا کوئی ذریعہ ہو مثلاً عقل سے غور و فکر کرنا یا مخبر صادق کی خبر ہے یہ غیب عطائی ہے۔

Marfat.com

اور ایک وہ غیب ہے جس کے جاننے کا کوئی ذریعہ نہ ہو یہ غیب ذاتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی معلومات غیر متناہیہ۔

اسی طرح یہ کہنا بھی علمی طور پر غلط ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی خبروں کا علم ہے۔ علم غیب نہیں ہے کیونکہ علم کے حصول کے تین ذرائع ہیں۔

1- حواس

2- عقل سلیم

3- اور خبر صادق

تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخبر صادق سے غیب کی چیزوں کا علم ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہو گیا البتہ چونکہ غیب سے متبادر غیب ذاتی ہوتا ہے اس لیے یوں نہیں کہنا چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم دیا گیا ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع علی الغیب ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔)

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝ (طٰہٰ:101-99)

ہم اسی طرح آپ پر گزشتہ خبروں کا بیان فرماتے ہیں اور بے شک ہم اپنے پاس سے آپ کو ذکر (قرآن) عطا فرما چکے ہیں۔ اور جس شخص نے اس سے منہ موڑا وہ یقیناً قیامت کے دن بہت وزنی بوجھ اٹھائے گا وہ ہمیشہ اسی بوجھ میں رہے گا اور قیامت کے دن ان کے لئے وہ کیسا برا بوجھ ہو گا۔

Marfat.com

توضیحِ مترجم

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو الذکر فرمایا ہے۔

اس کی چند وجوہات ہیں۔

1- لوگوں کو دین اور دنیا کے تمام شعبوں اور تمام چیزوں میں جس ہدایت اور رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے اس سب کا تفصیل سے قرآن مجید میں ذکر ہے۔

2- اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے شرف اور فضیلت کا ذکر ہے۔

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ (الزخرف:44)

3- اس میں اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا ذکر ہے اور اس میں تذکیر اور مواعظ ہیں۔

4- اس میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا ذکر ہے پچھلی اقوام کا ان کے ایمان لانے والوں کا۔ ان کے کافروں کا اور ان پر نازل ہونے والے عذاب کا ذکر ہے جس سے عبرت اور نصیحت حاصل ہوتی ہے۔

اور آگے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے اس سے منہ موڑا وہ یقیناً قیامت کے دن (بہت وزنی) بوجھ اٹھائے گا اس آیت کریمہ میں یہ بتایا ہے کہ جس طرح قرآن مجید ان لوگوں کے لئے نعمت ہے جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ ان لوگوں کے لئے زحمت اور ہلاکت کا باعث ہے جو اس پر ایمان نہیں لاتے اور اس سے منہ موڑتے ہیں اور اعراض کرتے ہیں۔ جو لوگ قرآن مجید سے اعراض کرتے ہیں ان کے گناہوں کا بوجھ قیامت کے دن ان کی کمر پر لاد دیا جائے گا جیسے کسی شخص کی پشت پر وزنی بوجھ ہو جس سے اس کی کمر ٹوٹ رہی ہو۔

اور آگے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

وہ ہمیشہ اسی بوجھ میں رہیں گے اور قیامت کے دن ان کے لئے وہ کیسا برا بوجھ ہوگا یعنی قرآن مجید سے اعراض کی سزا میں وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ الۡكِتٰبِ وَمُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِ (المائدہ:48)

اور اے محبوب! ہم نے یہ کتاب آپ پر حق کے ساتھ نازل کی ہے اور اس کے سامنے جو (آسمانی) کتاب ہے یہ اس کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس کی محافظ ہے۔

توضیحِ مترجم

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں قرآن مجید کو سابقہ کتب سماویہ کا محافظ اور نگہبان فرمایا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ

تورات، زبور اور انجیل میں کمی بیشی اور تحریف ہوتی رہی اس لیے ان کتابوں کا آسمانی اور الہامی کتاب ہونا مشکوک ہو گیا اس لیے کسی ایسی مستحکم دلیل کی ضرورت تھی جس سے ان کا آسمانی کتاب ہونا ثابت ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ ○ (الحجر:9)

بے شک ہم نے ہی قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور بڑی پیاری بات یہ ہے کہ اس میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔

Marfat.com

اور ارشاد فرمایا:

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ (حٰمٓ السجدہ:42)

اس میں باطل نہیں آسکتا نہ اس کے سامنے سے نہ اس کے پیچھے سے۔

چودہ صدیوں سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے اور دن بدن علم وفن میں ترقی ہو رہی ہے اور اسلام کے مخالف بھی بہت زیادہ ہیں لیکن آج تک کوئی شخص قرآن مجید میں کسی کلمہ کی زیادتی بتاسکا نہ کمی اور نہ اس کی کسی سورت کی کوئی امثال لاسکا اس لیے ہر دور میں قرآن مجید کا کلام اللہ ہونا ثابت اور مسلم رہا اور چونکہ قرآن مجید نے تورات، انجیل اور زبور کو آسمانی کتابیں قرار دیا ہے اس لیے ان کا وجود بھی ثابت ہو گیا۔ اسی طرح ظاہر ہو گیا کہ قرآن مجید سابقہ آسمانی کتابوں کا مصدق اور محافظ ہے کیونکہ اگر قرآن مجید نہ ہوتا تو محض ان کتابوں سے تو ان کا آسمانی کتابیں ہونا ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ ہر دور میں ان میں تغیر اور تبدل ہوتا رہا ہے حتیٰ کہ اب وہ عبرانی نسخے بھی موجود نہیں ہیں جس عبرانی زبان میں یہ کتابیں نازل ہوئی تھیں۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّا رْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (العنکبوت:48 تا 52)

Marfat.com

اور آپ نزول قرآن سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی اس سے پہلے آپ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے ورنہ باطل پرست شک میں پڑ جاتے بلکہ یہ ان لوگوں کے سینوں میں واضح آیتیں ہیں جن کو علم دیا گیا ہے اور ظالموں کے سوا ہماری آیتوں کا کوئی انکار نہیں کرتا اور کافروں نے کہا ان پر ان کے رب کی طرف سے (مطلوبہ) معجزات کیوں نہیں نازل کیے گئے۔ آپ فرمائیے معجزات تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں۔ میں تو صرف برسرعام عذاب سے ڈرانے والا ہوں کیا ان کے لئے یہ معجزہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر الکتاب نازل کی ہے جس کی ان پر تلاوت کی جاتی ہے بے شک اس میں ایمان لانے والوں کے لئے ضرور رحمت اور نصیحت ہے۔ آپ فرمائیے کہ میرے اور تمہارے درمیان بطور گواہ اللہ کافی ہے اس کو علم ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمینوں میں ہے اور جن لوگوں نے باطل کو مانا اور اللہ کے ساتھ کفر کیا وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

یعنی اُمی ہونے کے وصف کے ساتھ ساتھ قرآن مجید جیسی جامع مانع کتاب جو ماکان وما یکون کی خبریں رکھی ہے کا نازل ہونا ایک عظیم معجزہ ہے جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر دلالت کرتی ہے۔

توضیحِ مترجم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور آپ نزول قرآن سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی اس سے پہلے آپ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ ورنہ باطل پرست شک میں پڑ جاتے...... اس کا مطلب یہ ہے کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزول قرآن سے پہلے نہ پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے اور نہ علماء اہل کتاب کی مجلس میں بیٹھتے تھے جس سے آپ پہلی امتوں کی خبریں سن لیتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن مجید لوگوں کے سامنے

Marfat.com

پیش نظر یہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے لکھتے پڑھتے تو باطل پرست شبہ میں پڑ جاتے۔ مشرکین کہتے کہ انبیاء یا یہود اسی طرح یقین کی جو خبریں بیان کی ہیں وہ انہوں نے تورات میں پڑھی ہیں نبی کی خبریں نہیں ہیں اور نہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نازل نہیں ہوا اور اہل کتاب یہ کہتے کہ ہماری کتاب میں جس آخری نبی کی پیش گوئی کی ہے وہ امّی ہے اور یہ تو پڑھے لکھے ہیں تاہم محققین نے یہ بیان کیا ہے۔

اس آیت میں یہ قید ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزول قرآن سے پہلے پڑھتے لکھتے نہیں تھے اور نزول کے بعد جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا یا پڑھا وہ اس آیت کے خلاف نہیں ہے بلکہ کسی مخلوق سے پڑھنا لکھنا سیکھے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھنا اور پڑھنا ایک الگ معجزہ ہے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھنے اور پڑھنے کے ثبوت میں بے شمار احادیث مبارکہ ہیں ان میں سے ایک صریح حدیث یہ بھی ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صلح کی شرائط لکھنے کا حکم دیا۔

اور یہ لکھوایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صلح کی۔

مشرکین نے اعتراض کیا کہ

اگر ہمیں یقین ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن عبداللہ لکھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ

Marfat.com

آپ اس کو مٹائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

نہیں! اللہ تعالیٰ کی قسم میں اس کو نہیں مٹاؤں گا۔

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے دکھاؤ یہ کہاں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ جگہ دکھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مٹایا اور ابن عبداللہ لکھا۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1783)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

بلکہ یہ ان لوگوں کے سینہ میں واضح آیتیں ہیں جن کو علم دیا گیا ہے اور ظالموں کے سوا کوئی ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

اس امت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے حفظ کرنے کی نعمت عطا کی ہے اس سے پہلی امتیں اپنی کتاب دیکھ کر پڑھتی تھیں۔ اس وقت دنیا میں تورات، انجیل اور زبور آسمانی کتابیں مختلف زبانوں میں موجود ہیں، ہندوؤں کی وید بھی ہے لیکن کسی کتاب کا دنیا میں ایک بھی حافظ نہیں ہے یہ صرف قرآن مجید کی خصوصیت ہے کہ دنیا میں اس کے لاکھوں بلکہ کروڑوں حافظ موجود ہیں۔ یہ قرآن مجید ان کے سینوں میں ہے جن کو علم دیا گیا ہے وہ حکماء اور علماء اور تفقہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی مثل ہیں۔

جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔

علماء انبیاء (کرام علیہم السلام) کے وارث ہیں۔

(بخاری: کتاب العلم: ص:10)

کافروں کے قول کے موافق یہ قرآن سحر یا شعر نہیں ہے بلکہ اس میں ایسی آیات

Marfat.com

ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے احکام کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور یہ قرآن اسی طرح اہل علم کے سینوں میں ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں اور مومنین ہیں جو قرآن مجید کو حفظ کرتے ہیں اور اس کی قرأت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت میں علم کا ذکر فرمایا کیونکہ وہ اپنے علم سے اللہ تعالیٰ کے کلام اور انسانوں اور شیاطین کے کلام میں فرق کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

"آیات بینات سے مراد سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی اہل کتاب اپنی کتابوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات لکھی ہوئی پاتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی اُمی ہیں لیکن انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور ان آیتوں کو چھپالیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آیات بینات کے مصداق ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آیت نہیں ہیں بلکہ آیات ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی ایک نشانی نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اللہ تعالیٰ کی بہ کثرت نشانیاں ہیں نیز آیات سے دین کے احکام کا علم ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کے تمام احکام کا علم حاصل ہوا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب آیات بینات ہیں اور اس کی وضاحت اس حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا:

اے ام المومنین رضی اللہ عنہا! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے معنٰی

Marfat.com

بتائیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

کیا تم قرآن نہیں پڑھتے۔

میں نے کہا:

کیوں نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 746)

اس حدیث مبارکہ کا معنٰی یہ ہے کہ

اگر قرآن مجید کے احکام پر عمل کو انسانی پیکر میں دیکھنا چاہو تو وہ پیکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اگر سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظم اور عبارت میں دیکھنا چاہو تو وہ متن قرآن ہے۔

پھر اگلی آیت کے حصہ میں ہے۔

مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا کہ ان کو ایسے معجزات کیوں نہیں دیئے گئے۔ جیسے معجزات انبیاء سابقین علیہم السلام کو دیئے گئے تھے مثلاً حضرت صالح علیہ السلام کے لیے پہاڑ سے اونٹنی نکالی گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا اور ید بیضاء دیا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ مردے زندہ کیے گئے۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آپ فرما دیجئے معجزات تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے اپنے نبیوں اور رسولوں کو معجزات عطا فرماتا ہے۔ معجزہ کو وجود میں لانا نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا اور جب اللہ تعالیٰ کسی نبی کو معجزہ عطا فرمادے تو پھر وہ اس کو اختیار دیتا ہے کہ وہ جب چاہے اس معجزے کو لوگوں کے سامنے دکھائے اور پیش کر دے۔

Marfat.com

اس کے بعد فرمایا:

کیا ان کے لئے یہ (معجزہ) کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر الکتاب نازل کی ہے جس کی ان پر تلاوت کی جاتی ہے۔

اس آیت کریمہ میں مشرکین کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ ان کے اوپر ان کے رب عزوجل کی طرف سے (مطلوبہ) معجزات کیوں نہیں نازل کیے گئے۔

جواب یہ ہے کہ

کیا ان مشرکین کے لئے قرآن مجید کا معجزہ کافی نہیں ہے جس کے ساتھ ان کو چیلنج کیا گیا ہے کہ تم اس کی نظیر لے آؤ اور وہ اس کی نظیر آج تک نہیں لا سکے۔

پھر ان سے کہا گیا کہ

تم اس کی کسی ایک سورت کی نظیر لے آؤ تو یہ بھی نہیں لا سکے اور اب چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزر گیا ہے اسلام کے منکرین اور مخالفین کی تعداد بہت زیادہ ہے اور علوم اور فنون بھی بہت ترقی کر چکے ہیں پھر بھی کوئی منکر اور مخالف قرآن مجید کی نظیر آج تک نہیں پیش کر سکا۔

امام ابن ابی حاتم متوفی 327ھ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت یحییٰ بن جعدہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہڈی پر لکھی ہوئی ایک کتاب لائے۔

اور ارشاد فرمایا:

کسی قوم کی حماقت اور اس کی گمراہی کے لئے یہ کافی ہے کہ ان کا نبی ان کے پاس ایک کتاب لے کر آئے اور وہ اس سے اعراض کر کے کسی اور کتاب کا مطالعہ کریں پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ کے اوپر الکتاب نازل کی ہے۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: 17379)

Marfat.com

زہری بیان کرتے ہیں کہ

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ایک ہڈی پر حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ لکھا ہوا لائیں اور اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھنا شروع کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کا رنگ متغیر ہونے لگا۔

اور ارشاد فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر میرے ہوتے ہوئے تمہارے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام خود بھی آ جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ (مصنف عبدالرزاق: ج:۱۱، ص:110 طبع قدیم)

ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے وہ ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو غور سے سنا وہ ان کو اچھی لگی۔

انہوں نے اس سے کہا۔

کیا تم مجھ کو بھی یہ کتاب لکھ دو گے۔

اس نے کہا:

ہاں! پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک چمڑے کا پترا خریدا اور اس کی دونوں طرف اس کو لکھوایا پھر وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانا شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ متغیر ہو رہا تھا پھر ایک انصاری نے اس مکتوب پر ہاتھ مار کر کہا۔ اے ابن الخطاب! تم پر تمہاری ماں روئے کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل رہا ہے اور تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھ کر سنا رہے ہو۔

تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں تمہارے پاس صرف شریعت کا افتتاح کرنے والا اور شریعت کو ختم کرنے والا

Marfat.com

بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھے جوامع الکلم اور فواتح الکلم عطا کیے گئے ہیں سو تم کو مشرکین ہلاک نہ کر ڈالیں۔ (مصنف عبدالرزاق: ج: ۱۱: ص: ۱۱۰ طبع قدیم)

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ

ایک اور موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مختلف جگہوں سے تورات کو پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سخت متغیر ہو رہا تھا۔

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔

کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی کیا کیفیت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں اللہ عزوجل کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے غصہ کی کیفیت دور ہوئی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر اب موسیٰ (علیہ السلام) نازل ہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرتے تو تم گمراہ ہو جاتے۔ نبیوں سے میں تمہارا حصہ ہوں اور امتوں میں سے تم میرا حصہ ہو۔

(شعب الایمان: رقم الحدیث: 5201)

مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید تمہارے لیے کافی ہے اور میرا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے کافی ہے۔

اس کے بعد فرمایا گیا۔

آپ فرمائیے کہ میرے اور تمہارے درمیان بہ طور گواہ اللہ کافی ہے یعنی تم جو میرے رسول ہونے کی تکذیب کر رہے ہو وہ اس کو جانتا ہے اور اس کو یہ بھی معلوم ہے جو میں تم سے کہتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اگر میں نے تم سے جھوٹ بولا ہوتا اور

Marfat.com

اللہ تعالیٰ پر افتراء تو وہ ضرور مجھ سے انتقام لیتا اور جب اللہ تعالیٰ نے میرے دعویٰ رسالت پر گرفت نہیں کی اور کوئی انتقام نہیں لیا تو معلوم ہو گیا کہ میرا دعویٰ رسالت سچا ہے اور اس کی مستزاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روشن معجزات اور قوی دلائل سے میری نبوت اور رسالت کی تائید فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی گواہی برحق ہے کیونکہ اس کو تمام آسمانوں اور زمینوں کی چیزوں کا علم ہے اور اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے اور جن لوگوں نے باطل کو مانا یعنی بتوں کی شیطان کی اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا دوسری چیزوں کی پرستش کی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا یعنی جس کا انکار کیا اس طرح انہوں نے اپنی فطرت اصلیہ اور فطری ہدایت کو بھی ضائع کیا اور ان کو جو دلائل پہنچائے گئے تھے ان کو بھی انہوں نے ضائع کیا یہی لوگ قیامت کے دن نقصان اٹھانے والے ہوں گے جب اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کاموں کی سزا دے گا۔)

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ط قُلْ مَا يَكُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ ج اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَیَّ ج اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّیْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ صلے فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ (یونس: 15 تا 17)

''اور جب ان پر ہماری روشن آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو جن لوگوں کو ہمارے سامنے حاضر ہونے کی توقع نہیں ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لاؤ یا اسی کو تبدیل کر دو۔ آپ فرمائیے کہ اس کو تبدیل کرنا

Marfat.com

میرے اختیار میں نہیں ہے۔ میں صرف اسی چیز کی پیروی کرتا ہوں جس کی میری طرف وحی کی جاتی ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں عظیم دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں آپ فرمایئے اگر اللہ چاہتا تو میں تم پر اس (قرآن) کی تلاوت نہ کرتا اور نہ تم کو اس کی اطلاع دیتا پھر بے شک اس (نزول قرآن) سے پہلے میں تم میں عمر (کا ایک حصہ) گزار چکا ہوں کیا تم (یہ) نہیں سمجھتے پس اس سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو جھوٹ بول کر اللہ پر بہتان تراشے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بے شک مجرم فلاح نہیں پاتے۔"

مطلب یہ ہے کہ

میں اس میں اپنی طرف سے کوئی تغیر نہیں کر سکتا اور اس میں تغیر و تبدل تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے میں تو صرف ایک پیغام دینے والا ہوں (یعنی پیغمبر ہوں) اور تم لوگ تو میری صداقت اور دیانت کو جانتے ہو، تمہارے سامنے ہی میرے احوال ہیں اور تم لوگ میرے نسب اور صدق اور میری امانت کو خوب جانتے ہو میں نے کبھی بھی کسی مقام پر جھوٹ نہیں بولا تو پھر مجھے کیوں اس طرح سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا بہتان باندھوں جو ضرر اور نفع کا مالک ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے اور اسی کو ہر چیز کا علم ہے بھلا یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھنے سے اور کوئی بڑا جرم ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ○ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ○ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ○

(الحاقۃ: 44 تا 47)

اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے ضرور ہم ان سے بقوت بدلہ لیتے پھر ان کی رگ دل کاٹ دیتے پھر تم میں کوئی ان کو بچانے والا نہ ہوتا۔

یعنی اگر وہ بھی افتراء باندھتا تو ہم بھی اس سے سخت قسم کا بدلہ لیتے اور کوئی بھی اسے

Marfat.com

ہمارے عذاب سے نہ بچا سکتا۔ اور نہ ہی منع کر سکتا۔

توضیحِ مترجم

سورہ یونس میں فرمایا ہے کہ

اور جب ان پر ہماری روشن آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو جن لوگوں کو ہمارے سامنے حاضر ہونے کی توقع نہیں وہ کہتے ہیں اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لاؤ یا اسی کو تبدیل کر دو آپ کہیے کہ اس کو تبدیل کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے، میں صرف اسی چیز کی پیروی کرتا ہوں جس کی میری طرف وحی کی جاتی ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں عظیم دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مشرکین کے طعن کو ذکر فرما کر ان کے جوابات ذکر کیے ہیں اور جن مشرکین نے طعن کیے تھے وہ مکہ کے مشرکین تھے۔

امام ابومحمد حسین بن مسعود الفراء البغوی المتوفی 516ھ لکھتے ہیں:

قتادہ نے کہا ہے کہ

یہ اعتراض کرنے والے مشرکین تھے۔

اور مقاتل نے کہا:

یہ پانچ شخص تھے۔

1- عبداللہ بن امیر المخزومی

2- ولید بن مغیرہ

3- مکرز بن حفص

4- عمرو بن عبیداللہ بن ابی قیس العامری

5- اور العاص بن عامر بن ہشام

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا تھا کہ

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے

Marfat.com

آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آئیں جس میں لات، عزیٰ اور منات کی عبادت سے ممانعت نہ ہو اور نہ ان کی مذمت کی گئی ہو اور اگر اللہ تعالیٰ ایسی آیتیں نازل نہ کرے تو آپ ایسی آیتیں بنالیں یا اس قرآن کو بدل ڈالیں اور عذاب کی آیتوں کی جگہ رحمت کی آیتیں بنادیں یا حرام کی جگہ حلال اور حلال کی جگہ حرام لکھ دیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے میرے محبوب! آپ فرمائیے کہ اس قرآن کو بدلنا میرے اختیار میں نہیں ہے میں صرف اسی چیز کی پیروی کرتا ہوں جس کی مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔ اس کے مطابق میں حکم دیتا ہوں یا کسی چیز سے منع کرتا ہوں۔

(معالم التنزیل: ج:2، ص:293 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

کفار جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اور قرآن لے آئیں یا اسی قرآن کو بدل ڈالیں تو ان کا یہ مطالبہ بطور استہزاء تھا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ سنجیدگی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ کرتے ہوں اور اس سے ان کی غرض یہ ہو کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہ مطالبہ مان لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعویٰ باطل ہو جائے گا کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کا نازل کیا ہوا ہے۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ

وہ واقعی کوئی اور کتاب چاہتے ہوں کیونکہ یہ قرآن ان کے معبودوں کی مذمت پر مشتمل ہے اور ان کے معمولات کو باطل قرار دیتا ہے اس لیے وہ کوئی اور کتاب چاہتے تھے جس میں یہ چیزیں نہ ہوں۔

نیز اس آیت میں فرمایا ہے کہ

آپ فرمائیے کہ میں صرف اسی چیز کی پیروی کرتا ہوں جس کی میری طرف وحی کی

Marfat.com

جاتی ہے۔

اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ

اس آیت سے یہ لازم آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد نہیں کرتے تھے اور نہ قیاس سے کام لیتے تھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ میں قرآن مجید کے پہنچانے اور اس کی تلاوت کرنے میں وحی کی اتباع کرتا ہوں اور اپنی طرف سے اس میں کوئی کمی بیشی اور تغیر وتبدیل نہیں کرتا اور نہ مجھے اس کا اختیار ہے۔

اس کے بعد فرمایا گیا۔

آپ فرمایئے! اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو میں تم پر اس (قرآن) کی تلاوت نہ کرتا اور نہ تم کو اس کی اطلاع دیتا پھر بے شک اس (نزول قرآن) سے پہلے میں تم میں عمر (کا ایک حصہ) گزار چکا ہوں کیا تم (یہ) نہیں سمجھتے۔

اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر نہ بھیجتا اور میں تم پر قرآن کی تلاوت نہ کرتا اور نہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے متعلق کوئی خبر دیتا اس آیت کریمہ میں کفار اور مشرکین کے اس خیال کا رد ہے کہ یہ قرآن مجید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے کیونکہ مشرکین مکہ نے اول سے آخر تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مشاہدہ کیا تھا اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احوال معلوم تھے وہ یہ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا اور نہ کسی استاد سے علم حاصل کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح چالیس سال کا عرصہ گزر گیا پھر چالیس سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچانک اس عظیم کتاب کو لے آئے جس میں اولین و آخرین کی خبریں ہیں اور تہذیب اخلاق، تدبیر منزل اور ملکی سیاست کے متعلق مفصل احکام اور پیش گوئیاں ہیں اور بہت

Marfat.com

دقیق علوم ہیں اور تمام فصحاء، علماء اور بلغاء اس کی نظیر لانے میں عاجز اور ناکام رہے تو ہر وہ شخص جس کے پاس عقل سلیم ہو وہ بداہتاً یہ جان لے گا کہ ایسا معجزہ کلام اللہ کی وحی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اس لیے فرمایا میں بے شک اس (نزول قرآن) سے پہلے تم میں عمر کا ایک حصہ گزار چکا ہوں کیا تم نہیں سمجھتے۔

اس آیت کی دوسری تقریر یہ ہے کہ

اس نزول قرآن سے پہلے میں نے تم میں چالیس سال زندگی گزاری اور تم میرے صدق اور امانت اور میری پاکیزگی کو جان چکے ہو میں نہ پڑھتا تھا نہ لکھتا تھا پھر میں تمہارے پاس اس معجزہ کلام کو لے کر آیا تو اب کیا تم یہ نہیں سمجھتے کہ یہ کلام میرا نہیں ہو سکتا اور یہ صرف اور صرف وحی الٰہی عزوجل ہے پھر میں نے تم میں اپنے شباب کی پوری عمر گزاری جس میں، میں نے اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی نہیں کی تو اب تم مجھ سے یہ توقع رکھتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں گا اور اس کلام کو بدل ڈالوں گا کیا تم اتنی سی بات نہیں سمجھتے۔

پھر آگے ارشاد فرمایا گیا۔

پس اس سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو جھوٹ بول کر اللہ تعالیٰ پر بہتان تراشے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بے شک مجرم فلاح نہیں پاتے۔ مشرکین کا یہ دعویٰ تھا کہ یہ قرآن مجید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خودساختہ کلام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کا رد کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ

جو شخص اللہ پر افتراء باندھے اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا یعنی اگر بغرض محال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (العیاذ باللہ) سب سے بڑے ظالم ہوتے اور جبکہ دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی وحی تو جو مشرکین اس قرآن کو

Marfat.com

اللہ کا کلام نہیں کہتے اور نہیں مانتے وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ ط وَلَوْ تَرٰی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ ج اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ط اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ کُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ○

(انعام:93)

اوراس سے بڑا ظالم کون ہوگا، جو اللہ پر بہتان لگائے یا کہے کہ میری وحی کی گئی ہے حالانکہ اس کی طرف بالکل وحی نہیں کی گئی اور جو یہ کہے کہ میں عنقریب ایسی چیز نازل کروں گا جیسی اللہ نے نازل کی ہے اور (اے مخاطب) کاش تو وہ منظر دیکھے جب یہ ظالم موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں گے (اور کہیں گے) نکالو اپنی جانوں کو آج تمہیں ذلت والے عذاب کی سزا دی جائے گی کیونکہ تم اللہ پر ناحق بہتان تراشتے تھے اور تم اس کی آیتوں (پر ایمان لانے) سے تکبر کرتے تھے۔

توضیحِ مترجم

یہ آیت کریمہ مسیلمہ بن کذاب کے بارے میں نازل ہوئی تھی اس نے دعویٰ کیا تھا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ اس کی طرف وحی نہیں کی گئی تھی اور اس بدبخت نے اللہ تعالیٰ پر بہتان لگایا تھا۔

Marfat.com

امام ابن جریر متوفی 310ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔
عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ
آیت کا پہلا حصہ یعنی اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر بہتان لگائے یا کہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ اس کی طرف بالکل وحی نہیں کی گئی مسیلمہ کے متعلق نازل ہوا ہے جو بنو عدی بن حنیفہ کے قبیلہ سے تھا۔
آیت کا دوسرا حصہ یعنی اور جو یہ کہے کہ میں عنقریب ایسی چیز نازل کروں گا جیسی اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے۔ یہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے متعلق نازل ہوا ہے یہ بنو عامر بن لوی کے قبیلہ سے تھا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھتا تھا۔ اس نے ایک دن عزیز حکیم کی جگہ غفور رحیم لکھ دیا۔
اور کہنے لگا۔
یہ دونوں برابر ہیں پھر یہ اسلام سے مرتد ہو کر قریش کے ساتھ جا ملا پھر فتح مکہ کے موقع پر دوبارہ مسلمان ہو گیا۔ (جامع البیان: ج:7،ص:355 مطبوعہ دار الفکر بیروت)
مسیلمہ کون تھا اور مسیلمہ کس طرح ہلاک ہوا اور کس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب خط لکھا اس کے بارے میں یوں کہا گیا ہے۔
علامہ ابو العباس احمد بن عمر المالکی القرطبی المتوفی 656ھ لکھتے ہیں:
امام ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ
مسیلمہ کا نام مسیلمہ بن ثمامہ بن کثیر تھا۔ یہ قبیلہ بنو حنیفہ سے تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دس ہجری میں نبوت کا دعویٰ کیا یہ کلمہ پڑھتا تھا۔

لا الہ الا اللہ و ان محمد عبدہ و رسولہ

اس کا زعم تھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت میں شریک ہے بنو حنیفہ بہت جلد اس کے تابع ہو گئے۔ اس نے اپنی قوم کے دو آدمیوں کو اپنا خط دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔

Marfat.com

اس میں لکھا تھا کہ

یہ مسیلمہ رسول اللہ کی جانب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔

سلام علیک

میں اس معاملہ میں تمہارا شریک ہوں، سو نصف زمین میری ہے اور نصف تمہاری ہے لیکن قریش بے انصاف قوم ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مکتوب کو پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قاصدوں سے فرمایا:

تم کیا کہتے ہو۔

انہوں نے کہا:

وہی جو ہمارے صاحب نے کہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ایلچیوں کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے مسیلمہ کذاب کی طرف اس پر جو ہدایت کا پیروکار ہے۔

اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰهِ ۙ يُوۡرِثُهَا مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ۝ (الاعراف:128)

”بے شک زمین اللہ کی ملکیت ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا وارث بناتا ہے اور نیک انجام اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لئے ہے۔“

جب مسیلمہ نے یہ جواب پڑھا تو وہ مایوس ہو گیا۔

Marfat.com

اور بنو حنیفہ نے کہا:

ہمارا خیال ہے کہ (سیّدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے صاحب کو اپنا شریک بنانے پر تیار نہیں ہیں۔

امام ابن اسحاق نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسیلمہ اور صنعاء کے صاحب اسود بن عزہ العفسی اور طلیحہ اور سجاح تمیمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ سجاح مسیلمہ کے پاس گئی۔

اور کہنے لگی۔

تم پر کیا وحی آئی ہے۔

اس نے کہا:

مجھ پر یہ وحی آئی ہے۔

الم تر الی بلك كيف خلق الحبلى الفرج منها نسمة تسعى بين صفاق وحشا

ترجمہ: کیا تم نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا اس نے کس طرح حاملہ کو پیدا کیا۔ اس سے ایک روح نکالی جو باریک کھال اور پیٹ کے اندر دوڑتی ہے۔

اس نے کہا:

میں گواہی دیتی ہوں کہ تم نبی ہو۔

مسیلمہ نے کہا:

تم مجھ سے شادی کرلو۔ ہم دونوں مل کر عرب کو کھالیں گے۔ اس نے شادی کرلی۔

اور اس کے منادی نے نداء کی۔

سنو ہم بنو حنیفہ کے دین میں داخل ہو گئے ہیں اور بنو حنیفہ کے منادی نے ندا کی سنو! ہمارے نبی نے تمہاری نبیہ سے شادی کرلی۔

Marfat.com

اور سجاح نے مسیلمہ سے کہا۔

اپنی قوم سے یہ لمبی دو نمازیں عشاء اور فجر منسوخ کردو۔

تو مسیلمہ کے منادی نے ان دو نمازوں کے منسوخ کرنے کا اعلان کر دیا اس سے بنو حنیفہ بہت خوش ہوئے۔

پھر مسیلمہ اس حال میں یمامہ چلا گیا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور تمام اہل یمامہ اسلام سے مرتد ہو کر مسیلمہ کے تابع ہو گئے اور دیگر مرتدین بھی آ کر ان سے مل گئے اور ان کی شوکت بہت بڑھ گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف بہت خطوط لکھے اس کو بہت نصیحتیں کیں اور بہت ڈرایا بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک عظیم لشکر بھیجا جس نے مسیلمہ سے قتال کیا اور انجام کار مسیلمہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ (المفہم علی المسلم: ج:6، ص39 تا 41 مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)

اسی آیت کے دوسرے حصے میں فرمایا ہے کہ

اور جو یہ کہے کہ میں عنقریب ایسی چیز نازل کروں گا جیسی اللہ نے نازل کی ہے۔

مفسرین نے کہا ہے کہ

یہ آیت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے متعلق نازل ہوئی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھتا تھا یہ مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا تھا۔

مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ

جب یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ (المومنون: 12 تا 14)

Marfat.com

تو عبداللہ بن سعد کو انسان کی خلقت پر تعجب ہوا۔

اور اس نے بے ساختہ کہا۔

تبارك اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھ پر اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اس وقت عبداللہ بن سعد کو اپنے ایمان میں شک ہوگیا۔

اور اس نے کہا:

اگر (سیّدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم صادق ہیں تو مجھ پر بھی ایسی ہی وحی کی گئی ہے جیسی ان پر وحی کی گئی ہے پھر وہ اسلام سے مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس کی مذمت میں نازل کی۔

اور جو یہ کہے کہ

میں عنقریب ایسی چیز نازل کروں گا جیسی اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

عبداللہ بن سعد بن ابی سراح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھتا تھا ان کو شیطان نے لغزش دی وہ کفار کے ساتھ جا ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ان کو قتل کرنے کا حکم دیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے پناہ طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پناہ دے دی۔ (سنن ابوداؤد: ج:4، رقم الحدیث:4358)

حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر القرطبی المالکی المتوفی 463ھ لکھتے ہیں:

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح فتح مکہ کے ایام میں دوبارہ مسلمان ہوئے اور انہوں نے اسلام پر بہت اچھی طرح عمل کیا اور اس کے بعد ان سے کوئی ناپسندیدہ بات صادر نہیں ہوئی وہ قریش کے معزز دانش مند سرداروں میں سے تھے پھر حضرت عثمان غنی رضی

Marfat.com

اللہ عنہ نے 251ھ میں انہیں مصر کا گورنر بنایا۔ 27ھ میں انہوں نے افریقیہ کو فتح کیا۔ مصر کے فتح کے موقع پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ صاحب میمنہ تھے۔ مصر کی تمام جنگوں میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہی والی تھے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر کے حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ مقرر کیا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نکتہ چینی کرنے لگے اور ان کی خلافت پر تنقید کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی شہادت تک فلسطین میں رہے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت منعقد ہونے سے پہلے ان کی وفات ہوگئی۔

ایک قول یہ ہے کہ

یہ افریقیہ میں فوت ہوئے۔

اور اصح یہ ہے کہ

36ھ یا 37ھ میں عسقلان میں فوت ہوئے۔

(الاستیعاب: ج:2،ص 376 تا 378)

(مختصر تاریخ دمشق ج:12،ص 227 تا 231)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور (اے مخاطب) کاش تو وہ منظر دیکھے جب یہ ظالم موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں گے اور کہیں گے نکالو اپنی جانوں کو۔ آج تمہیں ذلت والے عذاب کی سزا دی جائے گی کیونکہ تم اللہ پر ناحق بہتان تراشتے تھے اور تم اس کی آیتوں (پر ایمان لانے) سے تکبر کرتے تھے۔

اس جگہ یہ سوال ہوتا ہے کہ

کافروں میں بلکہ کسی بھی انسان میں یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ اپنے بدن سے اپنی

Marfat.com

جان نکال سکے۔ پھران کو یہ حکم دینے کا کیا فائدہ ہے کہ ''نکالو اپنی جانوں کو''
اس کا جواب یہ ہے کہ
یہ امر مکلّف کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ ان کو عاجز کرنے اور رسوا کرنے کے لئے ہے۔ موت کے وقت کفار بہت سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے اور جس طرح کوئی کانٹے دار شاخ کیچڑ اور گارے میں پھنسی ہوئی ہو تو اس کو کھینچ کر بڑی سختی سے نکالا جاتا ہے۔ اسی طرح ان کی روح ان کے بدن سے عذاب اور سختی کے ساتھ نکالی جائے گی۔ اس وقت ان سے فرشتے کہیں گے کہ اگر تم آسانی کے ساتھ روح کو اپنے بدن سے نکال سکتے ہو تو نکال لو۔ کافر مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے منکر تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان کو ذلت والے عذاب میں مبتلا کر کے ان کی روحوں کو ان کے جسموں سے نکلواتا ہے۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ط قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ قف وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ط (الانعام:19)

''آپ فرمائیے کہ کس کی گواہی سب سے بڑی ہے۔ آپ فرمائیے اللہ، میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تاکہ میں تم کو اس قرآن سے ڈراؤں اور جس (تک) یہ پہنچے۔''

اس کلام میں یہ خبریں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا گواہ ہے اور وہ ہر چیز پر مطلع ہے۔

لفظ شہادت قسم کو متضمن ہے۔

مطلب اس کا یہ ہے کہ

میں اس بات پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ اس نے مجھے بندوں کی طرف بھیجا

Marfat.com

تا کہ میں اس سے انہیں بتاؤں اور جس کو یہ (قرآن) پہنچا میں اس کے لئے نذیر ہوں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ (ھود:17)

اور تمام فرقوں میں سے جس نے (بھی) اس کے ساتھ کفر کیا اس کی وعید کی جگہ دوزخ ہے (سوائے مخاطب) تم اس کے متعلق شک میں نہ پڑنا بے شک وہ تمہارے رب کی طرف سے ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اس قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرشتوں، عرش مخلوق علومیہ وسفلیہ جیسے کہ زمین اور آسمان اور جو ان کے درمیان ہے کی خبریں موجود ہیں اور ان کی ہمیں علمی قطعی فراہم کرتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ○ (بنی اسرائیل:89)

ہم نے اس قرآن میں لوگوں کی (ہدایت) کے لئے ہر قسم کی مثالیں بیان کر دی ہیں مگر اکثر لوگوں نے ناشکری کے سوا (ہر چیز کا) انکار کر دیا۔

توضیحِ مترجم

ھود کی آیت نمبر 17 میں ارشاد فرمایا گیا کہ

اور تمام فرقوں میں سے جس نے بھی اس کے ساتھ کفر کیا اس کی وعید کی جگہ دوزخ ہے (سوائے مخاطب) تم اس کے متعلق شک میں نہ پڑنا بے شک وہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ

جس نے قرآن کا انکار کیا تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے قرآن پر شک کرنا بھی کفر ہے

Marfat.com

کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حق ہے اس پر ایمان رکھا جائے۔

اور بنی اسرائیل کی آیت نمبر 89 میں فرمایا ہے کہ

ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ہر قسم کی مثالیں بیان کر دی ہیں مگر اکثر لوگوں نے ناشکری کے سوال (ہر چیز کا) انکار کر دیا۔

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں کی ہدایت کے لئے قرآن مجید میں مختلف اسلوب استعمال کیے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔

1- اہل مکہ یہ کہتے تھے کہ

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے بلکہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنالیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو چیلنج دیا کہ اگر یہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہے تو تم اور جنات مل کر ایسا کلام بنا کر لے آؤ لیکن وہ اس سے عاجز رہے۔

پھر ارشاد فرمایا:

چلو اسی جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ۔(ھود:13)

وہ اس سے بھی عاجز رہے۔

پھر فرمایا:

چلو اس کی کسی ایک سورت کی مثل بنا کر لے آؤ وہ اس سے بھی عاجز رہے۔

(البقرہ:23)

پھر فرمایا:

چلو اس کی ایک آیت کی مثل بنا کر لے آؤ۔(الطور:34)

وہ اس سے بھی عاجز رہے اور اس کے باوجود بھی ایمان نہیں لائے۔

2- ہم نے اس قرآن مجید میں بار بار بتایا کہ جو قومیں ایمان نہیں لائیں اور اپنے کفر پر ڈٹی رہیں ان پر طرح طرح کی مصیبتیں اور عذاب آئے اگر اہل مکہ تم بھی ہٹ

Marfat.com

دھرمی سے باز نہ آئے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا مگر انہوں نے اس نصیحت کو بھی قبول نہیں کیا اور اسی طرح اپنے کفر پر جمے رہے۔

3- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار توحید پر دلائل قائم کیے اور شرک کا رد کیا اور نبوت پر، قیامت پر اور مر کر دوبارہ زندہ کیے جانے پر دلائل قائم کیے اور اس سلسلہ میں منکرین نبوت اور قیامت کے جو شبہات تھے ان کا رد بلیغ کیا لیکن کفار نے ان دلائل سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا وہ بدستور اپنے انکار اور عناد پر قائم رہے اور اسی طرح شرک اور بت پرستی کرتے رہے اور سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے رہے انہیں بہت معجزے دکھائے گئے لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

متنِ کتاب

قرآن مجید میں ہے:

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعَالِمُوْنَ ۝ (العنکبوت:43)

اور ہم لوگوں کے لئے ان مثالوں کو بیان فرماتے ہیں اور ان مثالوں کو صرف علماء سمجھتے ہیں۔

توضیحِ مترجم

مشرکین نے یہ اعتراض کیا تھا کہ

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے تو مچھر، مکھی اور مکڑی ایسی چھوٹی حقیر اور بے وقعت چیزوں کی مثالیں دینا اسے کب زیب دیتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

مثال میں مثال دینے والے کی نہیں بلکہ جس چیز کی مثال دی جائے اس کی رعایت کی جاتی ہے اگر کسی عظیم چیز کی مثال دی جائے تو عظیم چیز کا ذکر کیا جائے گا اور اگر حقیر چیز کی مثال دی جائے تو حقیر چیز کا ذکر کیا جائے گا۔

Marfat.com

مثال کے طور پر

کوئی شخص کسی کی غیبت کر رہا ہو تو کہا جائے گا تم مردار کا گوشت کھا رہے ہو، اس قول میں غائب شخص کو مردے کے ساتھ تشبیہ دی ہے کیونکہ جس طرح مردہ کسی بات کو سنتا ہے نہ سمجھتا ہے نہ اس بات کا جواب دے سکتا ہے اسی طرح تم جس غیر موجود اور غائب شخص کا عیب بیان کر رہے ہو وہ نہ اس بات کو سن رہا ہے نہ سمجھ رہا ہے نہ اس کا جواب دے سکتا ہے وہ ایک مردے کی طرح ہے اور تم اس کا گوشت کھا رہے ہو اور اس کو پتہ نہیں کہ تم کیا کر رہے ہو اور وہ اپنی مدافعت کرنے پر قادر نہیں ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے غیبت کو مردار کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ (الحجرات:12)

اور تم میں کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے مردے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے سو تم کو اس سے گھن آئے گی۔

اسی لیے بطور تمثیل فرمایا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ ہم لوگوں کے لئے ان مثالوں کو بیان فرماتے ہیں۔

اور آگے ارشاد فرمایا:

اور ان مثالوں کو صرف علماء ہی سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی عبادت کرنے کو اور اس کو اپنا مددگار بنانے کو تار عنکبوت کی طرح کمزور اور ناپائیدار قرار دیا ہے اور اہل علم ہی جان سکتے ہیں کہ یہ جہان خود سے نہیں بن گیا اس کا کوئی خالق ضرور ہے اور تمام جہانوں میں صرف ایک نظام کا جاری ہونا یہ بتانا ہے کہ اس کا ناظم واحد ہے اور وہ خالق اور ناظم واجب اور قدیم ہے اس جہان کو بنانے میں کوئی اس کا شریک نہ ہے نہ اس کو چلانے میں کوئی اس کا شریک ہے۔ وہی سب کو پیدا

Marfat.com

کرتا ہے اور وہی سب کی مدد کرتا ہے۔ اس کے سوا کسی اور کو مددگار سمجھنا اور ماننا اور اس کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا ولی اور کارساز بنانا تار عنکبوت سے کمزور اور باطل ہے۔ رہے اولیاء اللہ تو من دون اللہ نہیں ہیں بلکہ ماذون اللہ ہیں۔ ان کا وسیلہ دے کر اللہ تعالیٰ سے مرادیں مانگنا شرعاً جائز ہے ہر چند کہ اصل یہی ہے کہ اپنی حاجات میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے لیکن اگر اولیاء اللہ کو بھی غیر مستقل اور ماذون سمجھ کر پکارا جائے تو وہ خلاف اصل اور خلاف اولیٰ سہی لیکن شرک اور ناجائز نہیں ہے۔

علامہ ابوالقاسم محمود بن عبدالزمخشری الخوارزمی المتوفی 538ھ لکھتے ہیں:

علماء ہی قرآن مجید میں دی گئی مثالوں کی صحت، حسن اور فائدہ کو سمجھتے ہیں کیونکہ مثالوں اور تشبیہات کے ذریعہ ان معانی کو دریافت کیا جاتا ہے جو پردوں میں مستور ہوتے ہیں جیسا کہ تار عنکبوت کے ضعف کی مثال سے موحد اور مشرک کے حال کے فرق کو واضح فرمایا ہے۔

اور عالم وہ شخص ہے۔

جو اپنی عقل سے اللہ تعالیٰ کو جانے اس کے احکام کی اطاعت کرے اور اس کی ناراضگی سے اجتناب کرے۔ (الکشاف: ج:3، ص:459 داراحیاء التراث العربی بیروت)

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ لکھتے ہیں:

عالم دین کے لئے علم شرعی ضروری ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا علم اور نقائص سے اس کی تنزیہ کا علم اور مکلف پر اس کے دین میں جو اللہ تعالیٰ کی عبادات اور معاملات میں اس کے احکام واجب ہیں اور ان کا علم اور ان کا مدار تفسیر، حدیث اور فقہ کے علم پر ہے۔

(فتح الباری: ج:1، ص:192 مطبوعہ دارالکتب بیروت)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم لوگوں کے لئے ان مثالوں کو بیان کرتے ہیں اور ان مثالوں کو صرف علماء کرام ہی سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِىْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

(الزمر: 27 تا 28)

بے شک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر قسم کی مثالیں بیان فرمائی ہیں تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ ہم نے عربی زبان میں قرآن عطا فرمایا جس میں کوئی کجی نہیں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔

قرآن مجید پچھلی خبروں کی صحیح تصدیق کرتا ہے اور اہل کتاب کی تمام کتابوں کا گواہ ہے اور اُمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے جو لکھنے سے مستغنی ہیں تاریخ سے واقفیت نہیں رکھتے تھے لہٰذا قرآن مجید علوم اعلیٰ پر مشتمل ہے جس میں ماضی کے انبیاء علیہم السلام اور قوموں کا ذکر ہے اور ان کے امور کا ذکر ہے، مومنین کی نصرت اور کفار کی ہلاکت پر مشتمل ہے اور اس میں ایسا سہل انداز ہے کہ انسان کی انتہاء کا علم اس کو کبھی نہیں لاسکتا، ایک ہی قصہ مختلف انداز میں بیان فرمایا گیا ہے (اسی لیے اس کی نظیر بھی کوئی نہیں لاسکتا)

توضیحِ مترجم

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں قرآن مجید کی تین صفات بیان فرمائی ہیں۔

ایک یہ کہ

یہ قرآن ہے یعنی اس کی بہت زیادہ قرأت اور تلاوت کی جاتی ہے۔

دوسری صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ

یہ عربی زبان میں ہے اور اس کی عربی ایسی ہے کہ اس نے عرب کے بڑے بڑے فصحاء اور بلغاء کو فصاحت اور بلاغت میں عاجز کر دیا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ○ (الاسراء:88)

آپ فرمایئے کہ اگر تمام انسان اور جنات مل کر اس قرآن کی مثل لانا چاہیں تو وہ اس کی مثل نہیں لا سکتے خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار کیوں نہ ہوں۔

اور تیسری صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ

اس میں کوئی کجی نہیں ہے کیونکہ یہ مشاہد ہے کہ جب انسان کوئی بہت طویل کلام کرتا ہے تو اس میں ضرور کچھ باتیں ایک دوسرے سے متصادم اور ایک دوسرے سے متعارض ہوتی ہیں اور قرآن مجید کی کوئی آیت دوسری آیت سے متعارض نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا ○

(النساء:82)

اگر یہ کلام اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف ہوتا۔

قرآن مجید میں کجی نہ ہونے کا دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ

قرآن مجید میں جو سابقہ امتوں اور ان کے انبیاء کرام علیہم السلام کی خبریں دی گئی ہیں وہ سب صادق ہیں اور ان کے صدق پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور قرآن مجید میں جو عقائد اور احکام بیان کیے گئے ہیں وہ سب عقل اور فطرت سلیمہ کے مطابق ہیں اور ان میں کوئی چیز خلاف عقل نہیں ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی توحید پر رسولوں کی بعثت پر قیامت پر اور جزاء اور سزا پر جو دلائل پیش کیے گئے ہیں ان کی قطعیت میں کوئی ضعف اور جھول نہیں ہے اور ایسا پیارا کلام ہے کہ جو بھی اس کو پڑھتا ہے اس کا کلیجہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور اسے سکون ملتا ہے۔ قلبی طور پر بھی سکون ملتا ہے اور ذہنی طور پر بھی سکون ملتا ہے۔

Marfat.com

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ (القصص:46)

اور نہ آپ (پہاڑ) طور کی جانب تھے جب ہم نے ندا فرمائی تھی لیکن یہ آپ کے رب کی رحمت ہے (کہ اس نے آپ کو غیب کی خبریں دیں) تاکہ آپ ان لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

توضیحِ مترجم

اس سے مراد یہ ہے کہ آپ اس وقت پہاڑ طور کی مغربی جانب نہ تھے جب ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسول بنا کر فرعون کی طرف بھیجا تھا اسی طرح آپ اس وقت بھی پہاڑ طور کی جانب نہ تھے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ستر منتخب شدہ افراد کے ساتھ پہاڑ طور پر آئے تھے اور جب ان ستر افراد کو زلزلہ نے پکڑ لیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔

اے میرے رب عزوجل! اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے ہی ان کو اور مجھ کو ہلاک کر دیتا کیا تو ان بے وقوفوں کے فعل کی وجہ سے ہم سب کو ہلاک کر دے گا یہ واقعہ محض تیری طرف سے ایک آزمائش ہے تو اس آزمائش کی وجہ سے جس کو چاہے گمراہی میں مبتلا کر دے اور جس کو چاہے ہدایت پر برقرار رکھے سو تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر معاف فرمانے والا ہے۔

اس آیت کی دوسری تفسیر میں یہ روایات ہیں۔

امام فخر الدین رازی متوفی 606ھ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ

ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس وقت نداء کی جب وہ اپنے آباء کی پشتوں میں تھے۔

اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے تمہارے دعا کرنے سے پہلے تمہاری دعاؤں کو قبول کر لیا اور تمہارے سوال کرنے سے پہلے تم کو عطا کر دیا اور تمہارے مغفرت طلب کرنے سے پہلے تم کو معاف فرما دیا اور اللہ تعالیٰ نے اسی وقت یہ ندا فرمائی تھی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ستر افراد کو لے کر پہاڑ طور پر آ گئے تھے۔

اور وہب بن منبہ نے فرمایا ہے کہ

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ذکر کیا۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اے میرے رب عزوجل! مجھے ان کو دکھا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تم ان کو نہیں دیکھ سکتے اگر تم چاہو تو میں تم کو ان کی آواز سنا دوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

کیوں نہیں اے میرے رب عزوجل!

تو اللہ سبحانہ نے پکارا۔

اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)!

تو انہوں نے اپنے آباء کی پشتوں سے جواب دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی آواز سنا دی۔

پھر ارشاد فرمایا:

Marfat.com

میں نے تمہارے دعا کرنے سے پہلے تمہاری دعاؤں کو قبول فرمالیا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں گزر چکا ہے۔

(تفسیر کبیر: ج:8، ص:603 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لیکن یہ آپ کے رب کی رحمت ہے۔

اس کا معنیٰ یہ ہے کہ

آپ انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات کے وقت موجود نہیں تھے اور نہ وہ واقعات کسی کتاب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھے تھے لیکن ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان واقعات کی وحی فرمائی یہ ہماری رحمت ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیں اور ان کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلیل قائم ہو۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝ (آل عمران: 44)

اور آپ ان کے پاس نہ تھے جب وہ (قرعہ اندازی) کے لئے اپنے قلموں کو ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی کفالت کرے گا اور آپ ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

توضیحِ مترجم

اس آیت کریمہ میں حضرت زکریا، حضرت یحییٰ علیہما السلام اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے گزشتہ واقعات کی خبر دی گئی ہے اور یہ غیب کی وہ خبریں ہیں جن پر آپ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم از خود مطلع نہ تھے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کا کوئی اور فرد مطلع تھا نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکتب میں جا کر کسی سے ان کے متعلق کچھ سنا تھا نہ کسی کتاب میں پڑھا تھا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زمانہ میں موجود تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان واقعات کا مشاہدہ کرلیا ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ۔

کسی چیز کا ذریعہ اس چیز کا مشاہدہ کرنا ہے یا اس چیز کے متعلق پڑھنا ہے یا اس کے متعلق کسی سے کچھ سننا ہے اور یہ تینوں ذرائع منتفی تھے تو ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گزشتہ واقعات کی جو صحیح صحیح خبریں بیان کی ہیں ان کے علم کا ذریعہ صرف اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی وحی تھی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ وحی نازل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان واقعات سے باخبر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کرنے کا ثبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے احوال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمایا اور یہ اطلاع صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ حاصل ہوئی اور وحی کا ثبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ

اللہ تعالیٰ کے بتلائے بغیر یا اس کی وجہ کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم از خود غیب نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ کی وحی اور اس کی تعلیم سے ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جان لیا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے میرے کندھے کے درمیان اپنا دست قدرت رکھا، میں نے اس کی انگلیوں کی پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں محسوس کی پھر ہر چیز مجھ پر منکشف ہو گئی اور میں

Marfat.com

نے اس کو جان لیا۔ (جامع ترمذی:ص:466 مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

لہٰذا تمام بحث سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کرنے کا ثبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت ہے۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ○ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (یوسف:102 تا104)

اور جب برادران یوسف اپنی سازش پر متفق ہو رہے تھے اور اپنی سازش پر عمل کر رہے تھے تو اس وقت آپ ان کے پاس موجود نہ تھے اور آپ خواہ کتنا ہی چاہیں اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں اور آپ ان سے اس (تبلیغ دین) پر کسی اجر کا سوال نہیں کرتے یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والوں کے لئے نصیحت ہے۔

توضیحِ مترجم

اس آیت سے مقصود یہ بتانا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے اس مفصل واقعہ کی خبر دینا، غیب کی خبر ہے۔ اس لیے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا معجزہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے اور اہل مکہ کو علم تھا کہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کسی کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور نہ کسی عالم کی شاگردی اختیار کی ہے اور نہ اہل علم کی مجلس میں بیٹھے ہیں اور نہ مکہ مکرمہ علماء کرام کا شہر تھا اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت یوسف علیہ السلام کے اس واقعہ کو بغیر کسی غلطی اور تحریف کے اور کسی سے پڑھے اور سنے بغیر بیان کر دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

Marfat.com

اور اس پر دلیل ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوا ہے۔

پھر مزید تاکید کے طور پر فرمایا:

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے خلاف سازشیں کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ نہ تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام واقعات کو کیسے جان لیا اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان واقعات کا علم نہیں ہو سکتا تھا پس ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہے اور یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے۔

امام عبدالرحمٰن بن علی بن محمد جوزی متوفی 597ھ لکھتے ہیں:

قریش اور یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا قصہ دریافت کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تفصیل سے یہ واقعات بیان فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امید تھی کہ سورہ یوسف کو سن کر یہ لوگ ایمان لے آئیں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ امید پوری نہ ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت رنجیدہ اور غمگین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنج زائل کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لئے یہ آیات نازل فرمائیں۔

(زادالمسیر: ج:4،ص:293 مطبوعہ مکتب الاسلامی بیروت)

اس دوسری آیت کا معنٰی یہ ہے کہ

قرآن مجید میں توحید، رسالت، مبداء اور معاد کے دلائل ہیں اور نیک کاموں کی نصیحت ہے۔ قرآن مجید رشد و ہدایت کے مضامین پر مشتمل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب دولت کمانا نہیں ہے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کبھی خواہش کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوشش تو صرف یہ ہے کہ لوگ ہدایت پر آ جائیں اور وہ اخروی فلاح کو حاصل کر لیں۔

Marfat.com

متنِ کتاب

اور اسی (سورہ) کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ٥ (یوسف:111)

توضیحِ مترجم

ان کے قصوں سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام، ان کے بھائیوں اور ان کے والد کے قصے ہیں اور کسی قصہ کا حسن یہ ہوتا ہے کہ اس میں نصیحت اور حکمت ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اس میں عقل والوں کے لئے نصیحت ہے۔

یعنی جو واقعات میں غور و فکر کریں کہ جو شخص کسی کے ظلم و ستم پر صبر کرے اور جب اسے کوئی حسین، جوان اور مقتدر عورت کے گناہ کی دعوت دے اور وہ اس سے اپنا دامن بچائے خواہ اس کے نتیجہ میں اس کو قید و بند کے مصائب اٹھانے پڑیں تو اللہ تعالیٰ اس کو بہت عمدہ جزا دیتا ہے اور وہ بھائی جو اپنی طاقت کے بل پر حضرت یوسف علیہ السلام پر ظلم کر رہے تھے ایک وقت آیا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس غلہ کی خیرات لینے آئے اور وہ سب ان کے سامنے سجدہ ریز ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظالم بالآخر ناکام ہوتا ہے اور مظلوم انجام کار کامیاب ہوتا ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

یہ قرآن من گھڑت بات نہیں۔

یعنی سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کیا ہے یہ کوئی جھوٹ نہیں ہے بلکہ سابقہ آسمانی کتابوں کے موافق ہے اور ان کا مصدق ہے گویا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دال

Marfat.com

ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔

اس کے دو معنی ہیں۔

ایک یہ کہ

اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کی پوری تفصیل ہے۔

اور اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ

اس قرآن میں بندوں کی دنیا اور آخرت کی فلاح سے متعلق تمام احکام شرعیہ کی تفصیل ہے اور ان کی رشد و ہدایت اور اصلاح عقائد اور مبداء اور معاد کی تمام تفصیل اس میں موجود ہے اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس میں ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک رونما ہونے والے تمام واقعات کی تفصیل ہے اور آسمانوں اور زمینوں کے تمام حقائق اور ان کے تمام اسرار و رموز اور ان کے تمام منافع اور مضار کی تفصیلات اس قرآن میں ہیں کیونکہ قرآن مجید تاریخ، جغرافیہ اور سائنس کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ رشد و ہدایت کی کتاب ہے اور اس میں رشد و ہدایت سے متعلق تمام تفصیلات ہیں۔

نیز ارشاد فرمایا:

یہ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

یعنی قرآن مجید ہدایت تو تمام انسانوں کے لئے ہے لیکن اس کی ہدایت سے صرف ایمان والے ہی فائدہ اٹھاتے ہیں اسی لیے یہ ارشاد فرمایا کہ قرآن ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

کتاب کی اصل عبارت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَقَالُوْا لَوْ لَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ

Marfat.com

الْاُوْلٰی۝ (طٰہٰ:133)

اورانہوں نے کہا یہ اپنے رب کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے! کیا ان کے پاس وہ واضح دلیل نہیں آچکی جو پہلی کتابوں میں ہے۔

توضیحِ مترجم

کفار نے اپنے کلام سے یہ وہم پیدا کیا کہ ان کو بغیر کسی دلیل اور معجزہ کے ایمان لانے کا مکلّف کیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا کہ پہلے صحائف میں ان کے پاس واضح دلائل نہیں آچکے تھے اور اس میں سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر کئی وجوہ سے دلیل ہے۔

1- قرآن مجید کی متعدد آیات سابقہ آسمانی کتابوں کے موافق ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی درس میں جا کر پڑھنا لکھنا نہیں سیکھا تھا اور نہ کسی استاد سے استفادہ کیا تھا اور یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ تمام امور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب سے حاصل ہوئے تھے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

2- سابقہ آسمانی کتابوں میں سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور بعثت کی بشارت ہے۔

3- کیا ان کو سابقہ آسمانی کتابوں سے یہ نہیں معلوم ہو چکا کہ ہم قوموں کو عذاب بھیج کر ہلاک کر چکے ہیں جنہوں نے نشانیوں اور معجزات کا مطالبہ کیا اور جب ان کو ان کے فرمائشی معجزات دیئے گئے اور وہ پھر بھی ایمان نہیں لائے تھے تو ہم نے ان قوموں پر عذاب بھیج کر ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِیْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی

Marfat.com

يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدٌ ○ (حٰم السجدہ:52تا53)

''آپ فرمایئے کہ بھلا یہ بتاؤ کہ اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہو اور تم نے اس کا کفر کیا ہو تو اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوگا جو مخالفت میں حق سے بہت دور چلا جائے۔ ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں اطراف عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کے نفسوں میں بھی حتیٰ کہ ان پر منکشف ہو جائے گا کہ یہ قرآن برحق ہے کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ آپ کا رب ہر چیز پر گواہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جلد ہی ان کے اردگرد اس طرح کے حالات ظاہر کر دوں گا جن سے ثابت ہو جائے گا کہ قرآن اور جو قرآن کو لے آیا حق پر ہیں۔

کیا تمہیں یہ بات کفایت نہیں کرتی کہ تمہارا رب ہر چیز پر خبردار ہے۔

یعنی علم میں کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ پر مطلع ہے۔

اگر یہ بہتان لگانے والے ہوتے تو ان کی فوراً گرفت کر لیتا۔ قرآن مجید میں غیب کی خبریں ہیں اور ایسی پیشن گوئیاں ہیں جو تمام بغیر کسی کمی بیشی کے مکمل اتریں۔

توضیحِ مترجم

اللہ تعالیٰ نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ

آپ فرمایئے! بھلا یہ بتاؤ کہ اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہو اور تم نے اس کا کفر کیا ہو تو اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا جو مخالفت حق میں بہت دور چلا جائے، ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں اطراف عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کے اپنے نفسوں میں بھی حتیٰ کہ ان پر منکشف ہو جائے گا کہ یہ قرآن برحق ہے کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ان کا رب ہر چیز پر گواہ ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر یہ حجت قائم فرمائی ہے کہ تم لوگ جب

Marfat.com

بھی قرآن مجید کو سنتے ہو تو اس سے اعراض کر لیتے ہو اور اس میں غور و خوض نہیں کرتے اور توحید کو قبول کرنے سے گھبراتے ہو اور دور بھاگتے ہو اور یہ تو واضح بات ہے کہ بداہت عقل یہ نہیں کہتی کہ قرآن مجید منزل من اللہ نہیں ہوسکتا اور نہ بداہت عقل یہ کہتی ہے کہ اللہ واحد نہیں ہے اور سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول نہیں ہیں پس دلیل سے قطع نظر یہ بات صحیح ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی پھر جب قرآن مجید کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نزول ہوسکتا ہے پھر تم اس کا انکار کیوں کرتے ہو اور اس کے انکار پر اصرار کر کے اللہ تعالیٰ کے عظیم عذاب کے مستحق کیوں ہوتے ہو پھر تمہیں چاہئے کہ اس معاملہ میں تفکر کرو اگر دلائل سے یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے تو تم اس کو ترک کر دو اور اگر دلائل سے یہ ثابت ہو کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو پھر تم اپنی ضد چھوڑ دو اور اس سے اعراض کرنے کو اور اس کو ترک کرنے پر اصرار کرنے کو ترک کر دو۔

اور اس آیت میں فرمایا ہے کہ کہ

ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں (اطراف عالم) آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفسوں میں بھی حتیٰ کہ ان پر منکشف ہو جائے گا کہ یہ قرآن برحق ہے۔

آفاق سے مراد ہے۔

آسمانوں اور ستاروں کی نشانیاں اور دن اور رات کی نشانیاں اور روشنیوں اور اندھیروں کی نشانیاں اور عالم عناصر اربعہ اور عالم موالید ثلاثہ کی نشانیاں اور ان میں سے اکثر کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔

اور اپنے نفسوں سے مراد یہ ہے کہ

انسان کی اپنی ماں کے رحم میں کس طرح نطفہ، مضغہ اور ہڈیاں کے تشکل کے مراحل سے گزر کر پیکر انسان میں ڈھلتا ہے پھر کس طرح دودھ پیتا بچہ ہوتا ہے پھر کم سن لڑکا ہوتا ہے پھر بالغ مرد پھر جوان پھر ادھیڑ عمر کا پھر بوڑھا اور پھر خاک کا ڈھیر بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں جو عجائب اور اپنی قدرت کی نشانیاں رکھی ہیں وہ غیر متناہی ہیں

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ انسان کو ان عجائب پر یوماً فیوماً (یعنی دن بدن) مطلع فرماتا رہتا ہے اور دن بہ دن انسان کو نئے نئے حقائق معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب یہ معلوم نہیں تھا کہ شوگر اور بلڈ پریشر کیا مرض ہے یہ انسان کو کیسے لاحق ہوتا ہے اور اس کا کیا علاج ہے اور کیا پرہیز ہے پھر رفتہ رفتہ یہ حقائق معلوم ہو گئے۔ پھر ایک زمانہ تھا جب تپ دق کا علاج معلوم نہ تھا اب اس کا علاج دریافت ہو گیا ہے پہلے چیچک کا علاج نہیں تھا اور ماں اور بچہ دونوں مر جاتے تھے۔ اب سرجری کے ذریعہ اس کا علاج ہو رہا ہے۔ اگر دل کی چار شریانیں بلاک ہو جائیں تو پہلے اس کا علاج ممکن نہیں تھا۔ اب معلوم ہوا کہ انسان کی پنڈلیوں میں کچھ شریانیں زائد ہوتی ہیں جنہیں پنڈلیوں سے نکال کر دل کی شریانوں کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے اس کو آپریشن بائی پاس کہتے ہیں اور اسی طرح کی بہت سی مثالیں ہیں۔ اسی طرح پہلے یہ معلوم نہیں تھا کہ ہوا کہاں تک ہے اور چاند زمین سے کتنے فاصلہ پر ہے اب یہ معلوم ہو گیا کہ دو سو میل تک ہوا ہے کہ اس کے بعد ہوا نہیں ہے اسی وجہ سے خلا نورد اپنے ساتھ آکسیجن کی تھیلیاں لے کر جاتے ہیں اور اب یہ معلوم ہو گیا کہ چاند زمین سے پونے دو لاکھ میل کے فاصلے پر ہے پہلے لوگ سمجھتے تھے کہ خلا محال ہے اب ثابت ہو گیا ہے کہ خلا ایک حقیقت ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اشیاء کا وزن زمین کی کشش کی وجہ سے ہوتا ہے اور خلا میں کسی چیز کا کوئی وزن نہیں ہوتا، زمین کی رفتار اور سورج اور چاند کی رفتار سے پہلے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ سورج یا چاند کو گرہن کسی تاریخ کو لگے گا اور کتنی دیر گہن لگا رہے گا اور دنیا کے کس کس حصے میں اور کس کس شہر میں کتنی دیر تک دیکھا جا سکے گا۔

غرض یہ کہ زمین و آسمان کے متعلق سیاروں اور ستاروں کے متعلق جو پہلے ہمیں معلومات نہیں تھیں اب حاصل ہو چکی ہیں۔ انسان کے جسم کے بارے میں جو معلومات پہلے نہیں تھیں وہ اب حاصل ہو چکیں، سائنسی آلات کے ذریعے بچے کے پیدا ہونے سے پہلے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ مذکر ہے یا مؤنث ہے۔ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ لنگڑا

Marfat.com

یا اپاہج ہوگا یا کسی خطرناک بیماری کا حامل ہوگا۔ انسان کے جسم میں جو سیال خون ہے اس کے ٹیسٹ کے ذریعہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس میں کون کون سی بیماریاں ہیں۔ غرض ہمیں اس عالم کبیر (خارجی کائنات) اور عالم صغیر (خود نفسی انسان) کے متعلق دن بہ دن نئے نئے حقائق معلوم ہو رہے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق سچے ہیں کہ ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفسوں میں بھی حتیٰ کہ ان پر منکشف ہو جائے گا کہ یہ قرآن برحق ہے۔

متنِ کتاب

ارشاد فرمایا:

عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(مزمل:20)

اللہ کو علم ہے کہ تم میں سے کچھ بیمار ہوں گے اور کچھ لوگ زمین میں سفر کریں گے اللہ کے فضل کو تلاش کرتے ہوئے اور کچھ دوسرے لوگ اللہ کی راہ میں قتال کر رہے ہوں گے۔

یہ سورہ مکی ہے اور شروع شروع میں نازل ہوئی (یعنی مکی زندگی کے آغاز میں نازل ہوئی)

توضیحِ مترجم

اس آیت کے ابتدائی حصہ میں اللہ تعالیٰ نے تہجد کی فرضیت کو منسوخ کرنے کی حکمت بیان فرمائی ہے یعنی اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے تہجد کی فرضیت کو کیوں منسوخ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ کچھ لوگ بیمار ہوں گے تو وہ تہجد نہیں پڑھ سکیں گے اور کچھ لوگ تجارت کے لئے زمین میں سفر کریں گے تو وہ حالت سفر میں تہجد نہیں پڑھ سکیں گے اور اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے سخت مشقت کے کاموں میں مصروف ہوں گے پس اگر وہ دن کی تھکن، رات کی نیند سے نہ اتاریں اور رات کو پھر آدھی رات یا تہائی رات تک تہجد پڑھیں تو پھر ان کے لئے دن میں جہاد کی مشقت اٹھانا بہت مشکل ہوگا اور جہاد بہت اہم فریضہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے تہجد کی فرضیت کو منسوخ کر دیا اور تہجد کی فرضیت کو منسوخ کرنے کی جو وجوہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے متعلق بیان فرمائی ہیں وہ وجوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی متحقق ہیں بلکہ ان وجوہ کے علاوہ ایک زائد وجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امور تبلیغ میں مصروف اور مشغول ہونا ہے۔ اس لیے جس طرح امت سے تہجد کی فرضیت ساقط ہوگئی اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی تہجد کی فرضیت ساقط ہوگئی۔ اس آیت کے لطائف میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کا اور حلال روزی کے حصول کے لئے سفر کرنے والوں کا ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جو شخص مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں کوئی چیز فروخت کرنے کے لئے لے گیا اور محض ثواب کی نیت سے یہ سفر کیا اور اس چیز کو مروج قیمت کے مطابق فروخت کیا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا شہداء میں شمار ہوگا۔

سبحان اللہ عزوجل!

اس قدر ثواب کا انبار ایک طالب رضا الٰہی عزوجل کو ملتا ہے۔

لہٰذا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بندوں کے تمام امور کا علم تھا اس لیے تہجد کی فرضیت کو ساقط فرمایا گیا۔

متنِ کتاب

اسی طرح یہ سورت بغیر اختلاف کے مکی ہے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ○ (القمر:45تا46)

Marfat.com

''عنقریب ان کی جماعت شکست کھا جائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے بلکہ ان کی وعید قیامت ہے اور قیامت بڑی مصیبت اور بہت تلخ ہے۔''

یہ پیش گوئی تھوڑے عرصے کے بعد بدر کے دن واقع ہوئی اور یہ واضح طور پر ثابت ہوئی اور عنقریب یہ اس فصل میں بیان ہوگی کہ جس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امور کا ذکر ہے۔ قرآن مجید عدل وانصاف پر مکمل مفصل مسائل کا ذخیرہ رکھتا ہے کہ جس کے اندر انسان کی سمجھ اور عقل صحیح کا قطعی فیصلہ یہی ہے کہ یہ حکمت ودانائی پر مشتمل ہے اور رحیم کا نازل کردہ ہے جو تمام چھپی ہوئی چیزوں کو خوب جانتا ہے۔

توضیحِ مترجم

کفار اپنے گھمنڈ پر تھے کہ ہم طاقت ور بہت زیادہ ہیں اور ان کو مات دے دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں فرمایا کہ عنقریب کفار شکست کھا جائیں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نہیں جانتا تھا کہ کافروں کی کون سی جماعت شکست کھا جائے گی پھر میں نے دیکھا کہ جنگ بدر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنے ہوئے دعا کر رہے تھے۔ اے اللہ عزوجل! بے شک بڑے فخر اور تکبر کے ساتھ تیرے خلاف اور تیرے رسول کے خلاف جنگ کرنے آئے ہیں پس تو ان کو ہلاک کردے۔

پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○ (القمر:45)

(مصنف عبدالرزاق: رقم الحدیث:3069)

اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر دی ہے اور اسی طریقہ سے واقع ہوا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ
میں جس وقت بچی تھی اور کھیلتی تھی اس وقت مکہ مکرمہ میں سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝ (القمر:46)

بلکہ ان کی وعید قیامت ہے اور قیامت بڑی مصیبت اور بہت تلخ ہے۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4876)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے دن اپنے خیمہ میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کر رہے تھے! میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کی قسم دیتا ہوں۔
اے اللہ عز وجل!
اگر تو چاہے کہ آج کے بعد تیری کبھی عبادت نہ کی جائے (یعنی اگر مسلمانوں کی جماعت شکست کھا جائے) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا۔

اور کہا۔
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اتنی دعا کافی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ دعا کی ہے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنے ہوئے تھے۔ پھر یہ آیات پڑھتے ہوئے خیمہ سے باہر تشریف لائے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝ (القمر:45تا46)

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4877)

علامہ بدرالدین محمد بن بہادر الزرکشی متوفی 794ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

ابوزید کی روایت میں یہ دعا اس طرح ہے۔

اے اللہ عزوجل!

میں تجھ سے تیرے وعدہ کے پورا کرنے کا اور تیرے عہد کے ایفاء اور اتمام کا سوال کرتا ہوں۔

اور یہ جو فرمایا ہے کہ

اے اللہ عزوجل! اگر تو چاہے کہ تیری عبادت نہ کی جائے۔

اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے فعل کو تسلیم کرنا ہے کہ وہ جو چاہے کرے۔

(تنقیح الزرکشی علی الجامع الصحیح: ج:4،ص:110 دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے پیش گوئی فرمائی تھی لفظ بلفظ ویسے ہی ہوا اور یوم بدر کے دن کفار ہلاک کر دیئے گئے اور ان کو قید کر دیا گیا اور باقی بھاگ نکلے۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (الانعام:115)

اور آپ کے رب کی بات سچائی اور عدل کے اعتبار سے پوری ہوگی اس کے احکام کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

یعنی خبر کے لحاظ سے صدق ہے اور امر و نہی کے اعتبار سے عدل ہے۔

توضیحِ مترجم

اس آیت کریمہ میں یہ فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب عزوجل کا کلمہ صدق اور عدل کے اعتبار سے پورا ہو گیا یعنی قرآن مجید جو معجز کلام ہے وہ پورا ہو گیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر دلالت کرتا ہے۔

Marfat.com

اس کا دوسرا معنٰی یہ ہے کہ
مکلفین کو قیامت تک علم اور عمل کے اعتبار سے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب قرآن مجید میں بتمامہ موجود ہیں۔
اور اس کا تیسرا معنٰی یہ ہے کہ
-ازل میں اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیئے وہ سب تمام اور مکمل ہیں۔ ان میں نہ کوئی نفیر ہو سکتا ہے اور نہ کوئی اضافہ ہو سکتا ہے۔

جیسا کہ اس حدیث مبارکہ میں ہے:
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔
(سنن ترمذی: ج:4، رقم الحدیث:2524 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ کے علم پر قلم خشک ہو چکا ہے۔
(سنن ترمذی: ج:4، رقم الحدیث:2651 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اور ایک روایت میں ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:
تم جن چیزوں سے ملاقات کرنے والے ہو ان کے متعلق قلم (لکھ کر) خشک ہو چکا ہے۔ (صحیح البخاری: کتاب القدر: باب:2)

ایک اور روایت میں ہے:
حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔
اور اس نے فرمایا:
لکھ۔
اس نے کہا:
اے میرے رب عزوجل! میں کیا لکھوں؟
تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
قیامت تک ہر چیز کی تقدیر لکھ۔

(سنن ابوداؤد: ج:4، رقم الحدیث:4700)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو جو صدق اور عدل فرمایا ہے۔
اس کا چوتھا معنٰی یہ ہے کہ
قرآن مجید میں آیات دو قسم کی ہیں۔
ایک قسم میں خبریں
دوسری قسم عقائد اور احکام شرعیہ ہیں۔
صدق کا تعلق قرآن مجید کی دی ہوئی خبروں کے ساتھ ہے اور عدل کا تعلق عقائد اور احکام شرعیہ کے ساتھ ہے یعنی اس کی دی ہوئی تمام خبریں صادق ہیں اور اس کے بیان کردہ عقائد اور احکام شرعیہ سب عادل ہیں یعنی متوسط ہیں اور صحیح ہیں کیونکہ عدل کا معنٰی متوسط ہے جو افراط و تفریط کی درمیانی کیفیت کا نام ہے۔
امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی 606ھ لکھتے ہیں:
اللہ تعالیٰ کا کلمہ صادق ہے۔
اس کی دلیل یہ ہے کہ
کذب نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور وعید

Marfat.com

دونوں میں خلف محال ہے۔

(تفسیر کبیر: ج:5،ص:125 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام صدق ہے اور عدل کے اعتبار سے پورا ہو گیا۔

کتاب کی اصل عبارت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝

(ھود:1)

الف لام را: یہ (آسمانی) کتاب ہے جس کی آیتیں مستحکم کر دی گئی ہیں اور خدائے حکیم کی طرف سے (ان کی) تفصیل کر دی گئی ہے۔

یعنی اس کے الفاظ مستحکم ہیں اور اس کے معانی مفصل ہیں۔

توضیحِ مترجم

آیات کو مستحکم کرنے کے چند معانی ہیں۔

1- اس کتاب کی عبارت مستحکم ہے، اس میں کوئی نقص اور خلل نہیں ہے جیسے کوئی مضبوط اور پختہ عمارت ہو۔

2- جس طرح تورات اور انجیل کو قرآن مجید نے منسوخ کر دیا ہے اس طرح قرآن مجید کسی کتاب سے منسوخ نہیں ہے یہ مستحکم کتاب ہے۔ ہر چند کہ اس کی بعض آیتوں کے احکام اس کی بعض دوسری آیتوں سے منسوخ ہیں مگر اس کی اکثر اور غالب آیات کے احکام منسوخ نہیں ہیں اور وہ آیات بھی اس لحاظ سے مستحکم ہیں کہ ان آیات کی تلاوت کی جاتی ہے اور ان کو پڑھنے سے اجر ملتا ہے۔

3- اس کتاب میں جو اصول اور عقائد بیان کیے گئے ہیں۔

مثال کے طور پر

Marfat.com

توحید

رسالت

تقدیر

قیامت

حشر نشر

اور جزا وسزا

یہ محکم ہیں اور یہ اصول نسخ کو قبول نہیں کرتے۔

4- اس کتاب کی آیتوں میں تناقض اور تضاد نہیں ہے یہ سب مستحکم آیات ہیں۔

5- اس کتاب کی تمام آیتیں انتہائی فصیح و بلیغ ہیں، تمام انسانوں اور جنات کو اس کی کسی ایک سورت کی نظیر لانے کا چیلنج کیا گیا لیکن آج تک کوئی اس کی نظیر نہیں لا سکا حالانکہ اسلام اور قرآن کے مخالف بہت زیادہ ہیں اور علم اور تحقیق کے شعبہ جات بھی دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔

6- علوم دینیہ کی دو اقسام ہیں۔

ایک قسم کا تعلق اصول اور اعتقاد کے ساتھ ہے۔

مثال کے طور پر

اللہ تعالیٰ پر

فرشتوں پر

انبیاء کرام علیہم السلام پر

اور رسولوں پر

آسمانی کتابوں پر

تقدیر پر

قیامت پر

Marfat.com

جزا اور سزا پر

ایمان لانا اور ان کی تمام تفاصیل اور ان کے دلائل کو جاننا۔

اور علم دین کی دوسری قسم کا تعلق فروع اور اعمال سے ہے۔

اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

ایک قسم کا تعلق اعمال ظاہرہ کی تہذیب اور اصلاح سے ہے اس کا نام فقہ ہے اور دوسری قسم کا تعلق احوال باطنہ کی تہذیب اور اس کی اصلاح سے ہے اور اس کا نام علم تصوف ہے اور جو کتاب ان تینوں علوم پر مشتمل ہے اور عقائد اور ظاہری اور باطنی اعمال کے اصول اور کلیات پر حاوی اور متکفل ہے وہ صرف قرآن مجید ہے اور اس پائے کی کوئی اور کتاب نہیں ہے۔ آسمانی کتابوں میں نہ دنیاوی کتابوں میں۔

7- یہ کتاب تفسیر اور تبدیل سے محفوظ ہے۔ اس کتاب کی کوئی آیت اس سے نہ تو کم ہوسکتی ہے اور نہ اس میں کسی اور آیت کا اضافہ ہوسکتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کی تمام آیات مستحکم ہیں۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ ط وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًاo (الفتح:28)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے اور اللہ (اپنے رسول پر) کافی گواہ ہے۔

یعنی علم نافع اور علم صالح سے مزین کیا۔

توضیحِ مترجم

اس سے مراد یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا

Marfat.com

تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ادیان کے اوپر دلائل کے ساتھ غلبہ عطا فرمائے یا جہاد کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ عطا فرمائے یا اس طرح غلبہ عطا فرمائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تمام پہلی شریعتوں کے لئے ناسخ ہو جائے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ثبوت کے لئے اللہ تعالیٰ کی شہادت کافی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی شہادت کا معنی یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزات عطا فرمائے یہ آیت ان کافروں کے رد میں نازل فرمائی جنہوں نے صلح حدیبیہ کے سرنامہ پر

''محمد رسول اللہ'' (صلی اللہ علیہ وسلم)

لکھنے سے منع کر دیا تھا۔

اور کہا تھا کہ

اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مان لیں تو پھر جھگڑا کیا رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ

اگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں مانتے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ اللہ تو گواہی دے رہا ہے بس یہی گواہی تمہارے لیے کافی ہے۔

متنِ کتاب

وھکذا......

اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمیل بن زیاد کو ارشاد فرمایا:

کتاب اللہ پچھلی قوموں کی خبریں دیتی ہے اور تمہارے درمیان کا حکم ہے (یعنی حل ہے) اور مستقبل کی خبریں دیتا ہے۔

Marfat.com

قرآن عظیم وجوہ کثیرہ سے معجزہ

فصاحت و بلاغت، نظم، تراکیب، اسالیب اور ماضی کی خبریں اور مستقبل کی خبریں کو شامل ہے۔ فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بدیع اور انوکھے نظم ونسق کے لحاظ سے عجیب اور عمدہ فقروں کے لحاظ سے نیا طرز بیان اور عمدہ اسلوب کے اعتبار سے غیب کا اظہار اور پیش گوئی کے اعتبار سے احکام و مسائل اور قوانین وتعزیرات کے اعتبار سے قرآن مجید کی فصاحت، الفاظ کا میٹھا پن اور کلام کے معجزانہ نظم و انداز سے تحدی اور چیلنج کے مخاطب عرب کے بڑے بڑے فصحاء ہیں۔ اس کے علاوہ احکام اور معانی اور قوانین و تعزیرات کی اقسام کی وجوہات اعجاز کا چیلنج تمام کائنات کو ہے کہ جنہوں نے اس کا انکار کیا اور معارضہ کیا۔ تمام زمین والے عام ہیں چاہے اہل کتاب ہوں یا ان کے علاوہ ہوں، عقلاء یونان، ہند، فرس، قبط اور اس کے علاوہ تمام بنی آدم کو عام ہے۔

بعض متکلمین کے مطابق اس کی وجوہ اعجاز یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے ان کے انکار کے ساتھ چیلنج کو قبول کرنے سے روکے رکھا یا ان کی سننے کی قوت کو سلب فرمالیا اور ان کی زبانوں پر قفل لگادیئے۔ یہ بات باطل ہے اور قرآن مجید کے مخلوق ہونے کے عقائد رکھنے کی وجہ سے ہے اور حقیقت کے برعکس ہے کیونکہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور مخلوق ہرگز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنی مشیت اور ارادہ سے اس کو نازل فرمایا گیا ہے۔ تمام مخلوق قرآن مجید کی طرح بات کرنے اور قرآن مجید کا چیلنج کرنے سے عاجز ہے حتیٰ کہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی جو فصیح و بلیغ کے انتہاء درجے پر قائم ہیں اور اکمل انسان ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے کلام کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ ان کا طرز کلام، کلام اللہ کے بدیع بیان کی طرح نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت اور بلاغت کا کوئی بھی صحابی رسول رضی اللہ عنہم مقابلہ نہیں کرسکتا اور اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح کلام تابعین کرام رضی اللہ عنہم سے ارفع واعلیٰ

Marfat.com

ہے اور اسی طرح سلف وصالحین کا کلام متاخرین کے طریقہ کلام سے عمدہ ہے۔ جس طرح کہ جاہلیت کے زمانہ کے شاعروں کا کلام بعد والوں کے شاعروں و مؤلدین سے زیادہ فصاحت و بلاغت کے انتہائی درجے پر ہے۔

حدثنا حجاج ثنا لیث حدثنی سعید بن ابی سعید عن ابیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے اتنے معجزات عطا فرمائے ہیں کہ ان کو ملاحظہ کر کے مخلوق ایمان لائی ہے۔ مجھے قرآن مجید کا معجزہ عطا فرمایا گیا ہے۔ مجھے (اللہ تعالیٰ سے) امید ہے کہ قیامت کے دن میری اتباع کرنے والے کثیر ہوں گے۔

وقد اخرجه البخاری و المسلم من حدیث اللیث بن سعد رضی الله عنه (بخاری)

معنیٰ اس کا یہ ہے کہ

ہر نبی کو وقت کے لحاظ سے حالات کے لحاظ سے معجزات عطا فرمائے گئے ہیں ان انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کی تصدیق کر کے کچھ لوگ تو ایمان لائے اور کامیاب ہوئے اور کچھ لوگ انکاری ہوئے اور عتاب کے مستحق ہوئے۔ ان انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات وقتی اور عارضی طور پر تھے ان کی صرف اب یاد ہی باقی رہ گئی ہے مگر قرآن مجید ایک ایسا معجزہ ہے کہ جو ہمیشہ رہے گا اور قیامت تک باقی رہے گا گویا کہ سننے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مقدس سے سماعت کر رہا ہے اور یہ ہر دور کے لوگوں کو اپنے معجزے کے لحاظ سے کھینچتا رہے گا اور ان کو متاثر کرتا رہے گا اور اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت تک اتباع کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا رہے گا۔

Marfat.com

فصل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق (حسنہ)

دلائل معنویہ کے اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق طاہرہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق کامل، شجاعت، حلم، کرم، زہد، قناعت، ایثار، دوسروں سے ملن جول اچھا، صدق، امانت، تقویٰ، عبادت سب کامل ہیں۔ جس کو ہمارے شیخ ابوالعباس ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جو نصاریٰ اور یہود کے درمیان فرق پر اور جو اہل کتاب اور ان کے علاوہ مشابہت پر ہے اس کے آخر میں نبوت پر دلائل پیش کئے ہیں اور اس میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو اچھے انداز کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں مذکور ہے۔

توضیحِ مترجم

نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم عظیم اخلاق پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح ہر لحاظ سے کامل و اکمل بنایا ہے تمام ادیان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین عظیم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کوئی دین محبوب اور پسند نہیں ہے۔ جن چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر عمل کرتے تھے اور جن کاموں سے منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے باز رہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل زندگی قرآن مجید کی عملی تصویر تھی۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو جامع مانع عبارت میں بیان کیا جائے تو وہ آیات قرآن ہیں اور اگر قرآن مجید کی آیات کو انسانی پیکر میں ڈھالا جائے تو وہ پیکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عظیمہ پر بے شمار احادیث مبارکہ ہیں مگر میں چند ثواب کی نیت سے عرض کرتا ہوں۔

ہشام بن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔

اے ام المومنین رضی اللہ عنہا! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں بتایئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا۔

کیا تم قرآن نہیں پڑھتے۔

میں نے کہا:

کیوں نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث:746)

ایک اور روایت میں ہے کہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھ سے اف نہیں کیا اور میں ن جو کیا تو کبھی مجھ سے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور میں نے جس کام کو ترک کیا تو کبھی مجھ سے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے اس کام کو کیوں ترک کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے اور کوئی ریشم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے زیادہ ملائم نہیں تھا۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو سے بڑھ کر کسی مشک اور عطر کی خوشبو نہیں سونگھی۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث:6911)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ طبعاً فحش گفتار تھے نہ تکلفاً اور نہ بازار میں بلند آواز

Marfat.com

سے باتیں کرتے تھے اور نہ برائی کا جواب برائی سے دیتے تھے لیکن معاف کردیتے تھے اور درگزر فرماتے تھے۔(سنن ترمذی: رقم الحدیث:2016)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، ماسوا جہاد فی سبیل اللہ کے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی خادم کو مارا اور نہ کسی عورت کو۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث:2328)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی ظلم کا بدلہ لیتے ہوئے نہیں دیکھا جب تک اللہ تعالیٰ کے محارم اور اس کی حدود میں سے کسی حد کو نہ توڑا جائے اور جب اللہ تعالیٰ کے محارم میں کسی کو پامال کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ غضب ناک ہوتے تھے اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں میں اختیار دیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اختیار کرتے جو سب سے زیادہ آسان ہو بہ شرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث:3560)

ایک اور روایت میں ہے کہ

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چادر لے کر آئی جس کے کناروں پر بنائی کی ہوئی تھی۔

اس نے کہا:

میں نے اس چادر کو اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہناؤں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر کی ضرورت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

Marfat.com

عورت سے وہ چادر لے لی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بہ طور تہہ بند باندھ کر آئے۔ایک شخص نے اس چادر کی تحسین کی۔

اور کہا۔

یہ بہت اچھی چادر ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چادر مجھے دے دیں۔

مسلمانوں نے اس شخص سے کہا۔

تم نے اچھا نہیں کیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کی وجہ سے اس چادر کو پہنا تھا پھر تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چادر مانگ لی۔حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال رد نہیں کرتے۔

اس نے کہا:

اللہ تعالیٰ کی قسم!میں نے پہننے کے لئے یہ چادر نہیں مانگی،میں نے تو اپنا کفن بنانے کے لئے یہ چادر مانگی ہے۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا:

پھر وہ چادر اس کا کفن بن گئی۔(صحیح البخاری:رقم الحدیث:1277)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا لوگ اس کو مارنے کے لئے جھپٹے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب کے اوپر ایک ڈول یا دو ڈول پانی بہا دو کیونکہ تم آسانی کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو مشکل میں ڈالنے کے لئے نہیں بھیجے گئے۔

(صحیح البخاری:رقم الحدیث:6128)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

Marfat.com

یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا۔

اسام علیکم (یعنی تم پر موت آئے)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

تم پر موت آئے اور تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور تم پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! رک جاؤ تم نرمی کو لازمی رکھو اور تم موجب عار باتوں اور بدکلامی سے اجتناب کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے ان کی بات ان پر لوٹا دی تھی اور ان کے متعلق میری دعا قبول ہوگی اور میرے متعلق ان کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 6030)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ایک نجرانی چادر تھی جس کے کنارے سخت موٹے تھے۔ ایک اعرابی نے اس چادر کو پکڑ کر سختی کے ساتھ کھینچا۔

میں نے دیکھا کہ

اس چادر کو سختی کے ساتھ کھینچنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے مبارک پر نشان پڑ گئے تھے۔

پھر اس اعرابی نے کہا:

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو اللہ تعالیٰ کا مال ہے

Marfat.com

اس میں سے مجھے دینے کا حکم دیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ عطا کرنے کا حکم دیا۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 6088)

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسن اخلاق کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بندوں پر رحم وکرم فرماتے تھے اور ان کی دستگیری فرماتے تھے نہ کبھی کسی کو گالی دی اور نہ ہی کسی سے لڑے بلکہ تحمل مزاجی اختیار فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ دولت نصیب فرمائے آمین۔

فصل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت (عظیمہ)

متنِ کتاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق، اقوال اور افعال بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت (معجزہ) میں داخل ہیں۔ یعنی نبوت کے دلائل میں سے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا علم اور ان کا دین داری اور حیات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے نیک لوگوں کی کرامات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے بعثت تک اور بعثت سے ظاہری پردہ فرمانے تک مکمل سیرت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ونسب میں تفکر کرنے سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات معجزہ ہی معجزہ ہیں اور تمام کائنات سے افضل واعلیٰ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت سے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے کتاب و سنت کو رکھا ہے اور ہر نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے ہی تشریف لائے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام آپ علیہ السلام کے دو

Marfat.com

بیٹے ہیں جن کا ذکر تورات میں پایا جاتا ہے۔تورات کے اندر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذریت کے مناقب بیان فرمائے گئے ہیں ان کے مصداق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی نہیں ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذریت میں سے رسول مبعوث فرما۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سب سے زیادہ قابل عزت اور قابل محترم قریش ہیں اور قریش میں سے بنی ہاشم کا قبیلہ ہے اور بنی ہاشم میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قابل محترم اور قابل عزت ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو چنا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی جگہ ام القریٰ مکہ مکرمہ اور بیت اللہ ہے۔جس کی تعمیر فرمانے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جنہوں نے حج کی دعوت دی تھی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقدس دور سے لے کر آج تک حج کا قیام جاری وساری ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تمام کتب میں ذکر ہے۔تمام کائنات کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت و پرورش ارفع واعلیٰ تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکارم اخلاق کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی جھوٹ بولا نہ کبھی ظلم کیا اور نہ ہی کبھی گالی گلوچ کی۔صدق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشہور ومعروف تھے،عدل وانصاف کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلمان وکافر اخلاق کے اعلیٰ نمونے کی مثال دیتے اور اس کے قائل تھے،شکل و صورت میں اعلیٰ، حسن و جمال میں کمال مظہر تھے، جاہل اوران پڑھ قوم کے ایک شخص تھے۔تورات،انجیل،علم اور لوگوں کی علمی مجالس کا ان کو پتہ ہی نہیں تھا۔چالیس سال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اعلیٰ کلام فرمایا ایسا کلام فرمایا جو سب سے انوکھا اور نرالا تھا انبیاء کرام علیہم السلام کے ہمیشہ سے پیروکاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق فرمائی اور کمزور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق کی تصدیق کی۔شرارت پسند اور روساء لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری پر نڈر رہتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہلاک کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں تھے

Marfat.com

جس طرح کہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ان کے مخالفوں کا رویہ وطریقہ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوف وخطرے اور خواہش اور لالچ سے بری الذمہ تھے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو کسی مال کا نہ طمع تھا اور نہ منصب کا طمع تھا اس ظاہری عظمت پر قبضہ کرنے والے کفار لوگ تھے جو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو تنگ کرنے پر تلے ہوئے تھے لیکن ان کا یہ رنج پہنچانا اور ضرر پہنچانا ان کے ایمان لانے پر اثر انداز نہ ہو سکا۔ (بلکہ ایمان پر ڈٹے رہے)۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقدس دور سے ہی لوگ حج کیا کرتے تھے اور حج کے دنوں میں عرب کے قبائل اکٹھے ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے توحید اور رسالت کی دعوت دیتے تھے اور ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے تھے۔ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات مدینہ منورہ کے رہائشی لوگوں سے ہوئی جو یہودیوں کے ہمسائے تھے وہ ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بارے میں سنتے رہتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو وہ لوگ جان گئے کہ وہی نبی ہیں جن کا یہود کہا کرتے تھے اس وجہ سے وہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور تعلیمات سے متاثر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومنصب کو جان گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا دائرہ کار تھوڑے عرصہ میں بہت زیادہ ہو گیا ہے تو ان لوگوں نے اسلام کو قبول کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہجرت فرما کر مدینۃ المنورہ میں تشریف لائیں گے اور ان کو شاد وباد کریں گے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی وہاں پر مہاجرین وانصار کی رہائش گاہیں تھیں وہ دنیا کی لالچ وطمع سے منزہ تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کی اجازت عطا فرمائی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی ترویج کے لئے کفار سے جہاد کرتے رہے اور اس میں اصولوں اور قواعد کا لحاظ رکھا۔ جھوٹ، غداری اور بے وفائی کے دھبے سے ہر حال

Marfat.com

میں منزہ رہے اور ایفائے عہد کے اعلیٰ نمونہ پر فائز رہے۔ اسلام کی دعوت پورے عرب میں پھیل گئی حالانکہ اس سے پہلے کاہنوں کی خبروں، بتوں کی پرستش، خالق کی نافرمانی اور مخلوق کی فرمانبرداری، خون ریزی اور قطع رحمی سے بھری پڑی تھی نہ تو کسی کو زندگی کا پتہ تھا نہ تو کسی کو موت کی خبر تھی یہی جاہل لوگ اوران پڑھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی فیض یابی سے تمام روئے زمین کے لوگوں سے عظیم علماء، دیندار، عابد اور بڑے پارسا لوگ بن گئے، عیسائیوں نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جس وقت شام میں ملاحظہ کیا۔

تو انہوں نے کہا:

اصل اور سچی بات تو یہی ہے کہ مسیح کے حواری ان لوگوں سے کبھی افضل نہیں تھے۔

یہ ان (مقدس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے علم وعمل کی اچھی یادیں ہیں جو تمام عالم میں روز روشن کی طرح ہیں ان کے برعکس اگر دوسری قوموں کو دیکھا جائے اور ان کے آثار کو دیکھا جائے تو دونوں میں بہت بڑا فرق نظر آتا ہے۔ ہر چیز کے ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی درہم و دینار، مال مویشی کسی قسم کا ترکہ نہیں چھوڑا۔ صرف ایک خچر اور جنگ کا سامان چھوڑا تھا یہاں تک بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ تیس وسق کے عوض ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں کچھ زمین تھی اس کی پیداوار سے گھر والوں کا خرچہ چلایا کرتے تھے اور جو بچ جاتا تھا اس کو حاجت مندوں میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ اس زمین کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ اس کی وراثت جاری نہ کی جائے بلکہ صدقہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت عجائبات اور معجزات کا مظہر تھے ما کان و مایکون (یعنی جو ہو چکا اور جو ہوگا) کی خبروں سے آگاہ فرمایا کرتے تھے۔ نیکی کا حکم فرماتے اور برائی سے منع کرتے تھے۔ پاک چیزوں کو حلال فرماتے تھے اور ناپاک چیزوں کو حرام فرمایا کرتے تھے اور ضرورت کے مطابق احکام کو نافذ فرماتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے دین کے مکمل ہونے کا اعلان فرمادیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اکمل شریعت ہے کوئی ایسی معقول

Marfat.com

بات نہیں جو عقلاً معقول مستحسن ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں حکم نہ دیا ہو اور کوئی ایسی بات نہیں جو نا مناسب ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہ فرمایا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کسی بات کا حکم نہیں دیا کہ آج کوئی یہ کہہ سکے کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حکم نہ فرماتے اور نہ ہی کسی ایسی چیز کے بارے میں منع کیا کہ کوئی آج یہ کہہ سکے کہ کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو منع نہ کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام پاک شدہ چیزوں اور صاف ستھری چیزوں کو حلال فرمایا اور اس میں سے کسی بھی چیز کو حرام نہ ٹھہرایا۔ جس طرح کہ بعض شریعتوں پر حرام کیا گیا تھا اور تمام ناپاک اور گندی چیزوں کو حرام کیا ان میں سے کسی بھی چیز کو حلال نہیں فرمایا جس طرح کہ بعض شریعتوں میں حلال ہوئی تھیں۔ اس عالم میں جتنی بھی قومیں ہیں اور ان کے پاس جتنی بھی اچھائیاں ہیں وہ سب اس شریعت میں پائی جاتی ہیں۔ انجیل و زبور اور تورات میں ملائکہ اور آخرت کے دن کے بارے میں جو خبریں ہیں وہ تمام قرآن مجید میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں پائی جاتی ہیں اور چند اشیاء کی بھی خبر دی گئی ہے جن کا ان کتب میں ذکر موجود نہیں۔ ان کتب میں عدل کی حاجت، درست فیصلہ، فضائل کی دعوت اور اچھائیوں کی جو بھی ترغیبات آئی ہیں ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور ان میں کچھ اضافہ بھی کیا ہے اور اہل عقلاء اگر ان عبادات میں تفکر کریں گے تو اسلامی عبادات کی فضیلت اور فوقیت ان کو نظر آ جائے گی یہی صورتیں تمام قسم کے حدود و احکام و شریعت و مسائل اور قوانین کا ہے۔ بہر حال امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہر فضیلت میں تمام امتوں سے اکمل ہے اگر تمام عالم کی اقوام کے علم کا ان کے علم سے موازنہ کیا جائے تو ان کے علم کی فضیلت ظاہر و ثابت ہو گی اگر ان کے دین اور عبادات اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو ان کے دین و عبادات اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے موازنہ میں لایا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اوروں سے زیادہ دین رکھنے والے ہیں اگر ان کو شجاعت اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کو دیکھا جائے تو ان کا پلہ بھاری لگتا ہے۔ یہ سب

Marfat.com

فضائل اور اخلاق ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے حاصل ہوئے ہیں اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے حاصل کیے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل وہ کسی کی پیروی نہیں کرتے تھے جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکمیل فرمائی ہوتی جس طرح کہ حضرت مسیح علیہ السلام اوتار کی شریعت کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوئے تو حضرت مسیح علیہ السلام کی اتباع کرنے والوں کے فضائل اور علوم کچھ تورات سے، کچھ زبور سے اور کچھ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات سے اور کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اور کچھ حصہ حواریوں کے بعد بعض دوسری تعلیمات اور فلاسفہ وغیرہ کے کلام سے ماخوذ تھے مگر امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کسی کتاب کا وجود تھا اور نہ کسی نبی کی تعلیم کا وجود تھا بلکہ ان میں زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام اور تورات اور زبور پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ذریعے سے ایمان یافتہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانے اور تمام آسمانی کتب کو تسلیم کرنے کا حکم فرمایا اور انبیاء کرام علیہم السلام میں فرق کرنے سے منع فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِىْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(البقرہ:136 تا 137)

(اے مسلمانو) تم کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہماری طرف نازل

Marfat.com

کیا گیا اور اس پر جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل کیا گیا اور اس پر جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور اس پر جو دوسرے انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ہم (ایمان لانے میں) انبیاء میں سے کسی ایک میں (بھی) فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (ایک رب) کے فرمانبردار ہیں۔ سو اگر وہ ان کی مثل پر ایمان لائیں جن پر تم ایمان لائے ہو تو بے شک وہ ہدایت پائیں گے اور اگر وہ انحراف کریں تو (جان لیجئے) کہ وہ محض ضد اور ہٹ دھرمی پر ہیں تو عنقریب ان کے شر سے بچانے کے لئے اللہ آپ کو کافی ہوگا اور وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

عرض مترجم

جب یہود اور عیسائیوں نے کہا:

تم یہودی ہو جاؤ یا عیسائی ہو جاؤ تو پہلے فرمایا آپ فرمایئے کہ نہیں بلکہ ہم ابراہیم کی ملت پر ہیں اب فرمایا تم کہو ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی معرفت کی دلیل ان کے صدق پر معجزہ کا ظہور ہے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے صدق پر معجزہ ظاہر ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا واجب ہے اسی طرح باقی انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت و رسالت کی۔ جب قرآن نے شہادت دی تو ان پر بھی ایمان لانا واجب ہوا اور ہم انبیاء کرام علیہم السلام میں یہ فرق نہیں کرتے کہ بعض پر ایمان لائیں اور بعض پر ایمان نہ لائیں جس طرح یہود و نصاریٰ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے بلکہ ہم تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لاتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں یہ فرمایا ہے کہ

ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد پر جو نازل کیا گیا ہم اس پر بھی ایمان لاتے ہیں۔

Marfat.com

اس کا مطلب یہ ہے کہ

دین کے جو احکام ان پر نازل کیے گئے ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا دین واحد ہے۔ دین ان عقائد اور ان اصولوں کو کہتے ہیں جو تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں مشترک ہیں۔

مثال کے طور پر

الوہیت

توحید

رسالت

قیامت

مرنے کے بعد اٹھنا

قضاوقدر کا حق ہونا

عبادت کا فرض ہونا

شرک

قتل ناحق

اور جھوٹ کا حرام ہونا وغیرہ۔

اور ہر زمانہ کے مخصوص حالات کے اعتبار سے عبادات اور معاشرت کے جو احکام ہوتے ہیں ان کو شریعت کہتے ہیں اور ہر نبی کی شریعت الگ ہے۔

تو اگر اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ

ہم ان انبیاء سابقین علیہم السلام کی شرائع پر ایمان لاتے ہیں۔

تو اس کا محمل یہ ہے کہ

ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ ہر نبی کی شریعت اس کے زمانہ میں برحق تھی اور اب اللہ تعالیٰ نے تمام شرائع منسوخ کر کے صرف شریعت محمدی کو قیامت تک کے لئے جاری

Marfat.com

کر دیا ہے۔

اور اگر اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ

ہم انبیاء کرام علیہم السلام سابقین پر نازل ہونے والے صحائف پر ایمان لاتے ہیں۔

تو اس کا محمل یہ ہے کہ

ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ جو اصل صحائف اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل کیے تھے وہ برحق ہیں اور بعد میں ان کی امتوں نے ان پر جو تحریف کر دی اس کی ہم تصدیق نہیں کرتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

اہل کتاب تورات کو عبرانیہ میں پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے لئے عربی میں اس کی تفسیر کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اہل کتاب کی تصدیق کرو نہ ان کی تکذیب کرو۔

بلکہ کہو۔

امنا باالله وما انزل الينا...... الاية

(صحیح بخاری: ج:2،ص:644 مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

اور پھر ارشاد فرمایا:

اور (کہو) ہم اسی (ایک رب) کے فرمانبردار ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ

ہمارا ان سب پر ایمان لانا اسلام کی وجہ سے ہے اور قرآن کی شہادت کے سبب سے ہے کیونکہ نبوت کا ثبوت معجزہ کے ظہور سے ہوتا ہے اور معجزہ کا ظہور کے بعد کسی کو مانا جائے اور کسی کو نہ مانا جائے تو یہ خواہش نفس کی اتباع ہے دلیل کی اتباع نہیں ہے سو یہود

Marfat.com

اور عیسائیوں نے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ظہور معجزہ کی وجہ سے نبی مانا ہے تو ان پر لازم ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نبی مانیں ورنہ لازم آئے گا کہ وہ دلیل کے متبع نہیں ہیں بلکہ خواہش نفس کے متبع ہیں جس کو چاہا نبی مانا اور جس کو چاہا نہ مانا۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (بقرہ:286-285)

(ہمارے) رسول اس (کلام) پر ایمان لائے جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا اور مومن (بھی ایمان لائے) اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر سب (یہ کہتے ہوئے) ایمان لائے کہ ہم (ایمان لانے میں) ان رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اے ہمارے رب ہم تیری بخشش کے طالب ہیں اور (ہمیں) تیری ہی طرف لوٹنا ہے اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں کرتا جو اس (شخص) نے نیک کام کیے ہیں ان کا نفع (بھی) اس کے لئے ہے اور جو

Marfat.com

اس نے برے کام کیے ہیں ان کا نقصان بھی اس کے لئے ہے۔ اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے غلطی ہو جائے تو ہماری گرفت نہ فرمانا اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بھاری بوجھ نہ ڈالنا جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا۔ اے ہمارے رب! ہم پر ان احکام کا بوجھ نہ ڈالنا جن کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہمیں معاف فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہمارا مالک ہے تو کافروں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

توضیحِ مترجم

اس آیت کریمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کتاب پر ایمان لانے کے بعد مومنین کے ایمان لانے کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ وہ اس کلام پر ایمان لاتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا گیا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور اے ہمارے رب عزوجل ہم تیری مغفرت کے طالب ہیں اور تیری ہی طرف ہمیں لوٹنا ہے۔

پھر ارشاد فرمایا:

اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر سب یہ (کہتے ہوئے) ایمان لائے کہ ہم (ایمان لانے میں) ان رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

اس آیت کریمہ میں پہلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا ذکر فرمایا گیا ہے کیونکہ ہر ذی عقل سب سے پہلے وجود صانع پر استدلال کرتا ہے اس کے بعد فرشتوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان فرشتے واسطہ ہیں اس لیے ان کا دوسرے درجہ میں ذکر ہے پھر کتابوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے کیونکہ کتابیں وہ وحی ہیں جن کو فرشتہ اللہ تعالیٰ سے لے کر انبیاء کرام علیہم السلام تک پہنچاتا ہے اسی لیے ان کا تیسرے مرتبہ میں ذکر ہے۔ اس کے بعد رسولوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے کیونکہ وہی وحی کے انوار سے اقتباس کرتے ہیں اس لیے ان کا چوتھی جگہ ذکر ہے۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لانے

Marfat.com

میں ان رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے جیسے یہود اور نصاریٰ نے فرق کیا کہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لائے اور بعض پر ایمان نہیں لائے۔

پھر ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلّف نہیں کرتا۔

امام ابن جریر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تم اس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا۔

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ہاتھ پاؤں اور زبان کے کاموں سے توبہ اور رجوع کرتے ہیں، وسوسوں سے کیسے رجوع کریں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اس آیت کو لے کر آئے۔ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلّف نہیں کرتا بے شک تم وسوسوں سے باز رہنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت کے سینہ میں جو وسوسے آتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمالیتا ہے جب تک کہ وہ ان پر عمل نہ کریں اور ان کی بات نہ کریں۔

(الدر المنثور، ج:1، ص:736 مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ ایران)

اور آگے ارشاد فرمایا:

''جو اس (شخص) نے نیک کام کیے ہیں ان کا نفع (بھی) اس کے لئے ہے
اور جو اس نے برے کام کیے ہیں ان کا نقصان (بھی) اس کے لئے ہے۔''

جس کام کو انسان کا قصد اور ارادہ سے کرے اس کو کسب اور اکتساب کہتے ہیں اور خواطر اور وساوس میں انسان کے قصد اور ارادہ کا دخل نہیں ہوتا اس لیے ان پر گرفت نہیں ہو

Marfat.com

گی اسی طرح جو کام انسان سے نسیاناً اور خطاء ہو جائے یا جو کام اضطراری طور پر صادر ہو اس پر بھی گرفت نہیں ہوگی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ان کاموں کو معاف کر دیا جو خطاء ہو، نسیاناً ہوں یا جن کاموں پر انہیں مجبور کیا گیا ہو۔

(سنن ابن ماجہ، ص:147 مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

نیکی کے کام انسان کی فطرت کے مطابق ہوتے ہیں اس لیے ان کو کرنے کے لئے زیادہ کوشش نہیں کرنی پڑتی اور برائی کے کام چونکہ انسان کی فطرت کے خلاف ہوتے ہیں اس لیے ان کو کرتے وقت انسان کا نفس بوجھل ہوتا ہے اور ان کے لئے زیادہ عمل کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے ان کے لئے اکتساب فرمایا۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

جس کی سرشت میں خیر اور نیکی ہو وہ اگر برا کام کسی وجہ سے کرے گا تو اس کا ضمیر مزاحمت کرے گا اور اسے برائی کے لئے زیادہ دشواری ہوگی اور جس کی سرشت میں شر اور برائی ہو وہ برے کام کو زیادہ دل چسپی اور زیادہ کوشش سے کرے گا اسی طرح ہر صورت میں برے کام میں زیادہ عمل ہوگا اسی لیے برے کام کے لئے اکتساب کا لفظ فرمایا جس میں زیادہ عمل ہے کیونکہ زیادتی لفظ زیادتی معنیٰ پر دلالت کرتی ہے۔

پھر ارشاد فرمایا:

اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بھاری بوجھ نہ ڈالنا جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا۔

امام ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ

ہم کو ایسے احکام کا مکلّف نہ کرنا جن کو ہم ادا نہ کر سکیں جس طرح ہم سے پہلے یہود و

Marfat.com

نصاریٰ پر سخت احکام کا بوجھ ڈالا گیا ان احکام پر عمل نہ کر سکے پھر اس کی سزا میں ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا گیا۔

اور عبدالرحمان بن حسنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب بنواسرائیل کے کپڑوں پر پیشاب لگ جاتا تو وہ اس کو قینچی سے کاٹ دیتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے کہ

بنواسرائیل میں جب کوئی شخص گناہ کرتا تو اس سے کہا جاتا کہ تمہاری توبہ یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو قتل کرو سو وہ قتل کرتا اس امت سے ایسے سخت احکام کا بوجھ اٹھالیا گیا۔

(الدرالمنثور: ج:1 ص:377 مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ ایران)

سابقہ امتوں پر بہت سخت اور دشوار احکام تھے۔

ان پر پچاس نمازیں فرض تھیں۔

زکوٰۃ میں چوتھائی مال کو ادا کرنا فرض تھا۔

نجس کپڑا کاٹے بغیر پاک نہیں ہوتا تھا۔

مال غنیمت حلال نہیں تھا۔

مسجد کے سوا کسی اور جگہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔

تیمّم کی سہولت نہیں تھی۔

قربانی کو کھانے کی اجازت نہیں تھی۔

اونٹ کا گوشت حرام تھا۔

چربی حرام تھی۔

ہفتہ کے دن شکار کی اجازت نہ تھی۔

کوئی گناہ کرتے تو دنیا میں فوراً سزا مل جاتی تھی۔

Marfat.com

قصاص میں قتل کرنا لازم تھا۔

شرک کی توبہ قتل کرنا تھی۔

جس عضو سے گناہ ہوتا تھا اس کو کاٹ دیا جاتا تھا۔

دیت کی سہولت نہیں تھی۔

بعض گناہوں کی سزا میں ان کی صورتوں کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا جاتا تھا۔

الغرض امت محمدی پر اللہ تعالیٰ کے بہت سے احسانات عظمٰی ہیں کہ ہم گناہ بھی کرتے ہیں مگر پکڑ نہیں ہوتی۔ یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔

متنِ کتاب

امت (محمدی) (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی چیز کو حلال نہیں سمجھتی جو دین کے علاوہ ہو اور یہ بدعت کی قائل نہیں (یعنی بدعت سیئہ) اور نہ دین میں کسی نئی چیز کو پیدا کرتی ہے صرف اور صرف انبیاء کرام علیہم السلام کی خبروں اور ان کی قوموں سے عبرت ناک واقعات اور اہل کتاب کی تعلیمات جو مسلمانوں کی تعلیمات کے موافق ہوں اس کی تصدیق کرتے ہیں اور جس میں شک ہو اس میں خاموشی اختیار کرتے ہیں اور جو باطل ہو اس کو رد کرتے ہیں اور اسلام میں ہر طرح کی زیادتی کو ایجاد اور بدعت ٹھہراتے ہیں یہی دین ہے جس پر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین رضی اللہ عنہم اور آئمہ دین چلتے رہے ہیں اور جو اس راہ سے پھر گیا وہ ذلیل وخوار ہوا یہی اہل سنت کا مسلک ہے جو قیامت تک اغلب رہے گا جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانی بتائی ہے کہ

امت محمدیہ کا ایک فرقہ حق پر قائم رہے گا قیامت تک اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی واحدانیت کی دعوت پر متفق ہونے کے باوجود کچھ مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے ان میں جو فرقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت اور واحدانیت کا مخالف ہو وہ ملحد اور بے دین ہوتا ہے۔ مسلمان عیسائیوں کی مانند بدعات و خرافات کے مددگار ہیں جنہوں نے جدت اور بدعت گھڑ لیں اور اکابر نے ان کی حمایت

Marfat.com

کی وقت کے شاہ حضرات نے ان کی وجہ سے جنگیں کیں اور عیسائیوں کی زائد جماعت نے ان کے روبرو سر کو جھکا دیا۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دین ہے نہ کہ گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیم۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو نفع دینے والا علم اور اچھا عمل عطا فرما کر بھیجا جس نے ان کی فرمانبرداری کی وہ کامیاب و کامران ہوئے۔ بدعت و خرافات کا ارتکاب کرنے والا وہی ہوتا ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات میں کمزور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا دین اور ہدایت دے کر مبعوث فرمایا ہے اور امت نے اس ہدایت اور دین حق کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے من و عن لیا لہٰذا ہر نفع دینے والا علم اور نیک عمل امت مسلمہ کا ورثہ اور حق ہے اور یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ متعلم کا ہر کمال اور عروج معلم کا غایت کمال سمجھا جاتا ہے اس سے یہ بات مستلزم ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹے نہیں ہیں۔

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:158)

بے شک میں تم تمام کی طرف رسول ہوں۔

کیونکہ رسول ہونے کا دعویٰ صرف اکمل انسان ہی کر سکتا ہے بدترین انسان، اچھے بشر سے ممکن ہے کہ وہ مکار اور کاذب ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور اچھے خصائل اور مذکورہ بالا کمالات و فضائل سے واضح ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرارت، خباثت اور جہالت سے دور کا واسطہ بھی نہیں تھا۔ تو روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کے اعلان میں صادق اور راست گو تھے، بھول کر جھوٹ بولنے والا جاہل اور گمراہ ہوگا، علم و عروج کے ہوتے ہوئے سہواً اور دینی کمالات کے ہوتے ہوئے ارادۃً جھوٹ بولنا محال ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضلالت اور غوریت دونوں کاموں سے منزہ رکھا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم:1 تا4)

روشن ستارے کی قسم جب وہ زمین کی طرف اترا تمہارے آقا (محمد) نے نہ کبھی سیدھا راستہ گم کیا اور نہ (کبھی) راہ (راست) کے بغیر چلے وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے ان کا کہا ہوا وہی ہے جس کی ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔

توضیحِ مترجم

النجم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات مراد ہے۔

امام جعفر بن محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ النجم سے مراد ہے۔

سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم! جب وہ شب معراج آسمان سے زمین پر آئے اور یہ اس لیے مناسب ہے کہ اس آیت کے بعد والی آیتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے قرب دَنٰی فَتَدَلّٰی اور اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھنے کا ذکر ہے جس کا تعلق شب معراج سے ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن: جز:17،ص:78 دار الفکر بیروت)

نیز علامہ آلوسی نے اسی آیت کی تفسیر میں یہ بھی لکھا ہے کہ

یہ بھی جائز ہے کہ اِذَا هَوٰى سے مراد یہ ہو کہ شب معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عروج لامکان تک ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھا کر یہ بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راہ راست سے گم ہونے اور راہ راست کے بغیر چلنے کے شائبہ سے بھی مبراء، منزہ اور پاک ہیں۔

(روح المعانی: جز:28،ص:70 دار الفکر بیروت)

Marfat.com

متنِ کتاب

اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝ وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ وَ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (التکویر:19 تا 29)

بے شک یہ معزز رسول کا قول ہے جو قوت والا ہے عرش والے کے نزدیک بلند مرتبہ ہے جس کی آسمان والوں میں اطاعت کی جاتی ہے وہاں امانت دار ہے اور تمہارے نبی مجنون نہیں ہیں اور بے شک انہوں نے اسے روشن کنارے پر دیکھا اور وہ نبی غیب کی خبر دینے پر بخیل نہیں ہیں اور یہ (قرآن) شیطان مردود کا قول نہیں ہے سو تم کہاں جا رہے ہو بے شک وہ تمام جہان والوں کے لئے نصیحت ہے تم میں سے ہر اس شخص کے لئے جو سیدھا چلنا چاہے اور تم صرف وہی چاہتے ہو جس کو اللہ رب العلمین چاہتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝ (الشعراء:192 تا 195)

اور بے شک یہ (قرآن) رب العلمین کی نازل فرمائی ہوئی کتاب ہے جس کو الروح الامین لے کر نازل ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کے اوپر تاکہ آپ (اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والوں میں سے ہو

Marfat.com

جائیں صاف صاف عربی زبان میں۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۞ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۞ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ۞ (الشعراء: 221 تا 223)

کیا میں تمہیں ان کی خبر دوں جن پر شیاطین نازل ہوتے ہیں وہ ہر تہمت باندھنے والے گناہ گار پر نازل ہوتے ہیں وہ سنی سنائی باتیں پہنچاتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ

شیطان شریر اور فساد کو پیدا کرنے والے لوگوں کے پاس آتے ہیں تاکہ شرارت کو پھیلائے اور جھوٹ کو عام کرے، اسی بناء پر دینی مسائل میں سہو اور نسیان شیطان کی جانب سے ہوتا ہے جس طرح کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا یہ میری رائے سے اگر یہ درست اور حق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے اگر غلط ہے تو یہ میری اور شیطان کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم شیطان سے منزہ ہیں اس لیے کہ

رسول اللہ شیطان سے قوت و طاقت میں اعلیٰ ہوتا ہے برعکس عام مسلمان اور امتی کے وہ خطا کار رہوتا ہے اگرچہ اس کی خطا معاف فرما دی جائے لہٰذا روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ نبی کے پاس شیطان آتا ہی نہیں ان کے پاس تو فرشتہ ہی آتا اور پیغام لاتا ہے۔

اسی لیے ارشاد فرمایا گیا:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۞ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۞ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۞ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ (الحاقہ: 40 تا 43)

Marfat.com

بے شک یہ قرآن ضرور رسول کریم کا قول ہے اور یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے تم بہت کم ایمان لاتے ہو اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے تم بہت کم سمجھتے ہو یہ رب العلمین کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے اور اگر وہ رسول اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر ہماری طرف منسوب کرتے۔

توضیحِ مترجم

ان آیات کے نزول کا سبب یہ ہے کہ

ولید بن مغیرہ نے کہا:

(سیّدنا) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) ساحر ہیں۔

اور ابوجہل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں۔

اور عقبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاہن ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیات کریمہ نازل فرمائیں۔

کلبی سے منقول ہے کہ

رسول کریم سے اس آیت کریمہ میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

اور اس کی دلیل یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یہ قرآن کسی شاعر کا قول نہیں ہے حالانکہ قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں۔ یہ اللہ عزوجل کا قول ہے اور یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس لیے منسوب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاوت کرنے والے ہیں اور اس کو پہنچانے والے ہیں۔

نیز ارشاد فرمایا:

Marfat.com

یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے اور نہ کسی کاہن کا قول ہے۔

کیونکہ قرآن مجید کی آیات شعر کے فنون کے مخالف ہیں لیکن تم بہت کم ایمان لاتے ہو یعنی تم ایمان لانے کا قصد نہیں کرتے، شعر میں خیالی باتیں ہوتی ہیں اور قرآن میں حقائق ہیں۔ نیز شعر میں یہ قصد کیا جاتا ہے کہ آخری کلمات ایک وزن پر ہوں اور قرآن مجید کی آیات اس طرح نہیں ہیں اور بعض سورتوں میں اگرچہ آخری کلمات ایک وزن پر ہیں لیکن ان کا ایک وزن پر ہونا اتفاقاً ہے قصداً نہیں ہے ورنہ قرآن مجید کی تمام آیات اسی طرح ہوتیں اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے کیونکہ کاہن کی کوئی ایک بات سچی ہوتی ہے اور اکثر باتیں جھوٹی ہوتی ہیں اور قرآن مجید کی کوئی بات جھوٹی نہیں ہے یہ تو رب العلمین کی طرف سے نازل کیا ہوا کلام ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے۔

Marfat.com

باب:

نبوت حسیہ کے دلائل

فصل:

آسمانی معجزات

چاند کا ٹکڑے ہونا

تمام عظیم معجزات میں سے چاند کا دو ٹکڑے ہونا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَ كُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ (القمر:1 تا 5)

قیامت قریب آ گئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور (کافر) اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو پیٹھ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے انہوں نے تکذیب کی اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام اپنے وقت پر مقرر ہے۔ بے شک ان کے پاس ایسی خبریں آ چکی ہیں جن میں (شرک پر) سرزنش ہے (اس میں) انتہائی حکمت ہے سو ان کو عذاب سے ڈرانے نے کوئی فائدہ نہ دیا۔

آئمہ اسلام اور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ چاند کا ٹکڑے ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کے عہد میں ہوا۔ اس حوالے میں کئی احادیث مبارکہ ایک سند سے روایت ہیں کہ مکہ والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات کو طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے اور ان دو ٹکڑوں کے مابین کوہ حرہ واضح طور پر دکھائی دیا۔

توضیحِ مترجم

آیت کریمہ میں فرمایا گیا ہے۔

قیامت قریب آ گئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

چاند کا ٹکڑے ہونا قیامت کی نشانی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔

جمہور کے نزدیک یہ سورت مکی ہے۔

علامہ سیّد محمود آلوسی حنفی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں:

شق القمر کا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہجرت سے پانچ سال پہلے ہوا کیونکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور تفسیر ابن جریر میں ہے کہ

اہل مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دکھایا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا حتیٰ کہ انہوں نے جراء پہاڑ کو ان دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

امام ابوداؤد اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ

ہر طرف سے مکہ مکرمہ میں مسافرین آئے اور انہوں نے یہ شہادت دی کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔

چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے کے متعلق احادیث صحیحہ بہت زیادہ ہیں اور ان احادیث کے متواتر ہونے میں اختلاف ہے۔

شرح مواقف میں علامہ سیّد شریف نے لکھا ہے کہ

Marfat.com

یہ احادیث متواتر ہیں اسی طرح علامہ سبکی نے مختصر ابن حاجب کی شرح میں لکھا ہے۔

اور میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ

چاند کا شق ہونا متواتر ہے۔ قرآن مجید میں اس کی تصریح ہے اور احادیث مبارکہ صحیحہ میں اس کا بہ کثرت ذکر ہے۔ چاند کے شق ہونے کا واقعہ چاند کی چودھویں شب میں واقع ہوا۔

مشہور یہ ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت مبارکہ سے اشارہ کیا تو چاند شق ہو گیا۔

(روح المعانی: جز: 17 ص: 113 تا 117 دار الفکر بیروت)

یہ بات صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں اور مکی زندگی میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔

اور سب سے بڑی پیاری بات یہ ہے کہ کفار یعنی معجزہ طلب کرنے والے چاند کا دو ٹکڑے ہونا دیکھ کر پیٹھ پھیر گئے۔

جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور اگر کافر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔ (القمر: 2)

اس آیت کریمہ کے حصے میں یہ دلیل ہے کہ

مشرکین نے چاند کے دو ٹکڑے دیکھ لیے تھے۔

جس طرح کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

قریش نے کہا:

Marfat.com

یہ ابو کبشہ کے بیٹے کا جادو ہے۔تم مسافروں سے سوال کرو۔انہوں نے مسافروں سے سوال کیا۔

تو انہوں نے کہا:

ہاں! ہم نے چاند کے دوٹکڑے دیکھے ہیں۔

(مسند ابوداؤد طیالسی: رقم الحدیث:296)

تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور (کافر) اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو پیٹھ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے جو پہلے سے چلا آرہا ہے۔

لہٰذا اس بات پر علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند دوٹکڑے ہوا اور مشرکین نے چاند کا دوٹکڑے ہونا دیکھا اسی لیے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کی۔معلوم ہوا کہ مشرکین بڑے ہٹ دھرم تھے معجزات دیکھنے کے باوجود بھی ایمان نہیں لائے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداك امی و ابی و اهلی و مالی و جانی بدکار آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہماری بروز محشر شفاعت عظمیٰ فرمائیں گے اور اپنے مقدس ہاتھوں سے جنت میں لے جائیں گے۔انشاء اللہ عزوجل

متنِ کتاب

چاند کے دوٹکڑے ہونے کے متعلق کئی احادیث مبارکہ متعدد اسناد کے ساتھ روایت ہیں جو یقین اور علم قطعی کا ثبوت ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مکہ والوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات طلب کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چاند کے دوٹکڑے کر کے دکھائے اور دوٹکڑوں کے درمیان کوہ حرا واضح طور

Marfat.com

پر دکھائی دیا۔ (مسند احمد: مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ: جز:25، ص:273)

اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مسند احمد میں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہوا، ایک ٹکڑا پہاڑ پر اور دوسرا ٹکڑا دوسرے پہاڑ پر تھا۔ (اور کوہ حرا نظر آیا)

مشرکین نے کہا:

(سیّدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم پر جادو کیا ہے۔

تو کچھ مشرکین نے کہا:

اگر ہمارے اوپر جادو کیا ہے تو تمام پر تو جادو نہیں کیا۔

(مسند احمد: حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ: جز:34، ص:106)

حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہم مدائن سے ایک فرسخ کے سفر پر رہتے تھے تو جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا لہٰذا میں اپنے باپ کی معیت میں جمعہ کی نماز پڑھنے آیا۔

حضرت حزافہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قیامت قریب آ گئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

سنو قیامت قریب آ گئی ہے اور چاند کے ٹکڑے ہونے کا معجزہ ظاہر ہو گیا ہے تفکر کرو یہ فانی جہان ہے اور مقابلہ کا میدان ہے اور کل مقابلہ اور سبقت کرنے کا نتیجہ سامنے آئے گا۔

میں نے کہا:

ابا جان! کیا مخلوق دوڑے گی۔

تو میرے باپ نے کہا:

تو تو ہے ہی جاہل یہ اعمال کی دوڑ ہے۔

Marfat.com

جب دوسرا جمعہ آیا تو حضرت حزافہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ یہی واقعہ (چاند کا دو ٹکڑے ہونا) دہرایا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
چاند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دو ٹکڑے ہوا۔
آج مقابلہ کا میدان ہے اور کل مقابلہ اور سبقت کرنے کا نتیجہ سامنے آئے گا پیچھے رہنا دوزخ ہے سبقت کرنا جنت ہے۔ (المستدرک: کتاب الاحوال: جز:4،ص:651)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند ٹکڑے ہوا۔
(صحیح البخاری: انشقاق القمر: جز:12،ص:250)

ایک اور روایت میں انہی سے روایت ہے کہ
آپ رضی اللہ عنہ نے اس قول میں فرمایا:
قیامت قریب آ گئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ (القمر:1)
(مسند احمد: جز:25،ص:273)

چاند کے ٹکڑے ہونے کا معجزہ ہجرت سے قبل ظاہر ہوا۔
امام طبرانی متعدد طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند گرہن ہوا۔
تو مشرکین نے کہا:
چاند پر جادو ہو گیا ہے۔
تو یہ آیات نازل ہوئیں۔
قیامت قریب آ گئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔
(معجم الکبیر: احادیث عبد اللہ بن العباس بن عبد: جز:11،ص:250)

Marfat.com

یہ سند غریب ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ چاند کے ٹکڑے ہونے کے وقت چاند گرہن بھی ہوا ہو۔

اس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوا کہ

چاند کا ٹکڑے ہونا چاندنی راتوں میں ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ (اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ہی بہتر جانتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے ایک طرف اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کی دوسری طرف تھا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

گواہ رہو۔ (مسند احمد: جزء السابع: جز:7، ص:303)

اسی طرح امام مسلم اور ترمذی نے کئی سے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام احمد متعدد طرق سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہوا اور لوگوں نے ملاحظہ بھی کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

گواہ رہو۔

(مسند احمد: مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: جز:9، ص:84)

اور امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے متعدد طرق کے ساتھ روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔

تو مشرکین نے کہا:

Marfat.com

یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے۔

تو کچھ لوگوں نے کہا:

(سیّدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے۔ دوسری جگہوں سے مسافرین کو آنے دو دیکھتے ہیں وہ کیا اس کے بارے میں کہتے ہیں پھر مختلف جگہوں سے مسافر آ گئے تو تمام نے اس بات (یعنی چاند کے ٹکڑے ہونے کی) تصدیق کی۔

(صحیح البخاری: سوال المشرکین ان یریھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز: 11، ص: 467)

امام بیہقی متعدد طرق سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

مکہ مکرمہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔

تو مشرکین نے کہا:

یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے۔ مسافرین سے پوچھیں اگر انہوں نے دیکھا ہے تو (سیّدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں اگر ان مسافروں نے نہیں دیکھا تو یہ جادو ہی ہے۔ چنانچہ ہر اطراف سے آنے والوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی گواہی دی۔

(مشکل الآثار للطحاوی: انشق القمر بمکۃ: جز: 2، ص: 201)

حدیث مغیرہ میں یہ لفظ زائدہ ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

قیامت قریب آ گئی اور چاند ٹکڑے ہو گیا۔

ابن جریر نے متعدد طرق سے ابن سیرین سے روایت کیا ہے کہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے رہتے تھے کہ

چاند ٹکڑے ہوا ہے۔

صحیح بخاری میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

سورہ دخان کی تفسیر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات رونما ہوئے ہیں۔

1- روم پر غلبہ
2- مکی دور میں خشک سالی
3- بطشہ (یعنی جنگ بدر)
4- دخان (یعنی بھوک کی سختی سے دھواں نظر آنا)
5- چاند کا ٹکڑے ہونا

امام بیہقی نے ابن ابی بکر سے متعدد طرق سے روایت کیا ہے کہ
چاند کا ٹکڑے ہونے کا معجزہ ہجرت سے قبل ظاہر ہوا۔
تو کفار مکہ نے کہا:
ابن ابی کبشہ کا جادو ہے۔

(صحیح البخاری: یوم نبطش البطشۃ الکبری انا منتقمون: جز:15 ص:47)

چاند کے ٹکڑے ہونے کا واقعہ قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی نقل کیا گیا ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ اس کی شہرت کی وجہ سے سندوں کی حاجت نہیں۔

بعض قصاص (یعنی واعظ) کہتے ہیں کہ چاند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گریبان سے داخل ہوا اور آستین سے خارج ہو گیا یہ کلام بالکل اصل نہیں ہے اور یہ موضوع ہے (یعنی من گھڑت ہے) چاند جس وقت دو ٹکڑے ہوا تو اس وقت وہ زمین پر نہیں آیا بلکہ آسمان پر ہی رہا اس کا ایک ٹکڑا کوہ حرا کی ایک جانب تھا اور دوسرا ٹکڑا دوسری جانب تھا اور کوہ حرا اس کے درمیان سے دکھائی دیا۔

بعض نے جہالت کی بناء پر کہا کہ

ہماری آنکھوں پر تو جادو ہو گیا ہے تو انہوں نے مسافرین سے پوچھا اور مسافرین

Marfat.com

نے اس بات کی تصدیق کی پھر انہیں یقین ہوا۔

اعتراض

اگر یہ کہا جائے کہ تمام زمین کے دوسرے ملک والوں میں چاند کا ٹکڑے ہونا کیوں مشہور ومعروف نہیں؟

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی نفی کون کرتا ہے، بہت وقت گزر گیا ہے ہوسکتا ہے کہ ان کے علمی آثار اور ذخائر ضائع ہو گئے ہوں۔ کفار اور نبوت کا انکار کرنے والے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے والے تھے ممکن ہے کہ جس وقت ان کو چاند کے ٹکڑے ہونے کی خبر ہوئی ہو تو انہوں نے اس خبر کو چھپالیا ہو اور جان بوجھ کر بھلا دیا ہو۔ اس کے علاوہ بھی کئی سیاحت کرنے والوں کا قول ہے کہ ہندوستان میں ایک عالی شان اور دیوہیکل عمارت ہے جس پر یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ چاند کے ٹکڑے ہونے کی رات اس کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اور یہ معجزہ کافی رات گزر جانے کے بعد ظہور ہوا۔ اکثر وجوہات کی وجہ سے دوسرے مسلک والے اس کو ملاحظہ نہ کر سکے کیونکہ آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا بھی تھا۔ اور کثیر لوگ سو رہے تھے اور ممالک میں چاند کے طلوع اور غروب ہونے کا ایک وقت بھی نہیں اس کے علاوہ بھی کئی وجوہات ہیں۔

اللہ تعالیٰ (اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم) بہتر جانتے ہیں۔

توضیحِ مترجم

قدیم فلاسفہ نے چاند کے ٹکڑے ہونے کا انکار کیا ہے ان کے نزدیک چاند پہلے آسمان میں ہے اور آسمان میں فرق اور استیام محال ہے اسی طرح ان کا شب معراج آسمان کے دروازوں کو کھلوانے پر بھی اعتراض ہے اسی طرح انہوں نے قیامت کے دن سورج کے لپیٹے جانے پر بھی اعتراض کیا۔

Marfat.com

اس کا جواب یہ ہے کہ

اگر وہ کافر ہیں تو پہلے ان سے اسلام کے ثبوت پر مناظرہ کیا جائے گا اور اگر وہ مسلمان ہیں تو جو چیز صریح قرآن سے ثابت ہے۔

جیسے کہ

اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ○ (التکویر:۱)

اور

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ○ (القمر:۱)

اس کا انکار کرنے سے وہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔

بعض لوگوں نے چاند کے ٹکڑے ہونے کا اس لیے انکار کیا ہے کہ اگر یہ قصہ ہوا ہوتا تو یہ عام لوگوں سے مخفی نہ رہتا کیونکہ یہ ایسی چیز ہے جس کا تعلق حس اور مشاہدہ سے ہے اور تمام اس کو دیکھ سکتے ہیں اور جو چیز عجیب وغریب ہو اس کو لوگ ضرور دیکھتے ہیں اور اگر یہ واقعہ ہوا ہوتا تو یہ ستاروں کے علم کی کتابوں میں ضرور درج ہوتا کیونکہ ان سب لوگوں کا اس کو ترک کرنے پر اتفاق کرنا ممکن نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

چاند کو ٹکڑے کرنے کا واقعہ رات میں رونما ہوا ہے کیونکہ دن میں چاند کا ظہور نہیں ہوتا اور رات کو اکثر لوگ اپنے گھروں میں سوئے ہوئے ہوتے اور بعض صحرا میں سفر کرنے والے بیدار ہوتے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اس وقت کسی اور کام میں مشغول ہوں اور یہ واقعہ تو چشم زدن میں ہو گیا تھا اور یہ بہت بعید ہے کہ ستارہ شناس ہر وقت رصد گاہوں میں بیٹھ کر چاند کو تکتے رہیں اور کبھی غافل نہ ہوں۔

اور یہ ہو سکتا ہے کہ

جب یہ واقعہ ہوا ہو تو اکثر لوگوں کو پتا نہ چلا ہو اور یہ واقعہ ایک لحظہ میں رونما ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ یہ تھا کہ قرآن مجید کے سوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی

Marfat.com

معجزہ حد تواتر کو نہ پہنچے کیونکہ ہر نبی کا وہ معجزہ جو عامۃ الوقوعہ ہوا اور اس کا ادراک حس اور مشاہدہ سے ہوسکتا ہے اور پھر قوم اس کی تکذیب کرے تو اس قوم کو ہلاک کر دیا جاتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اس لیے جس معجزہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو اس کی نظیر لانے کا چیلنج کیا وہ معجزہ عقلی تھا اس لیے اس معجزہ کے ساتھ ان ہی لوگوں سے معارضہ کیا گیا جن کو زیادہ عقل اور فہم دی گئی تھی۔

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ

کسی ستارہ شناس نے اس کا اعتراف نہیں کیا اس نے چاند کے دو ٹکڑے دیکھے ہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ

کسی ستارہ شناس نے یہ بھی نہیں کہا کہ اس نے چاند کے دو ٹکڑے نہیں دیکھے۔

اس واقعہ کو بہ کثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد تابعین نے روایت کیا ہے اور قرآن مجید میں اس کا صراحت سے ذکر ہے۔

اور علامہ خطابی نے کہا ہے کہ

شق القمر کا معجزہ بہت عظیم معجزہ تھا اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات میں اس قسم کا کوئی معجزہ نہیں ہے کیونکہ یہ معجزہ عالم طبیعی سے خارج میں واقع ہوا اور کسی شخص کی دسترس میں یہ نہیں کہ وہ اس معجزہ کی نظیر لا سکے لہٰذا اس معجزہ کے ساتھ نبوت کو ثابت کرنا بہت واضح ہے۔

(فتح الباری: ج:7،ص:581 دارالفکر بیروت)

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کیے تھے اور کفار مکہ بلکہ مکہ مکرمہ میں آنے والے مسافرین نے اس کی تصدیق بھی کی۔

Marfat.com

متنِ کتاب

سورج کا غروب ہونے کے بعد دوبارہ لوٹنے کا معجزہ

ہمارے شیخ بہاء الدین القاسم بن مظفر بن تاج الامنا بن عساکر کئی طرق سے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہو رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جھولی میں تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا:

اے علیؓ (رضی اللہ عنہ) تم نے عصر کی نماز ادا کر لی ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ

یا اللہ عزوجل! علی رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری میں تھا۔ سورج کو واپس فرما دے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

میں نے سورج کو غروب ہوتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر غروب ہونے کے بعد طلوع ہوتے ہوئے بھی دیکھا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: معجزۃ رد الشمس بعد مغیبھا: ص:12)

شیخ ابوالفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ابو عبداللہ بن مندہ سے موضوعات میں نقل کیا ہے اور یہ ہی ابو جعفر عقیلی سے متعدد طرق سے آئی ہے۔

اور کہا ہے کہ

یہ حدیث موضوع ہے دوسری سند میں سخت اضطراب ہے کہ سعید بن مسعود، عبید

Marfat.com

اللہ بن موسیٰ کی جانچ سے فضیل بن مرزوق سے مروی ہیں فضیل کا استاد ابراہیم کے علاوہ عبدالرحمان بن عبداللہ بن دینار کا بتایا ہے اور عبدالرحمان کا استاد علی بن حسن رضی اللہ عنہ اور ان کی استانی تو حضرت فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہا ہیں اور وہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں۔ اور پچھلی سند میں احمد بن داؤد دار قطنی کے امام کے فرمان کے مطابق کذاب اور متروک ہیں اور ابن حبان کے فرمان کے مطابق حدیث کو وضع کیا کرتا ہے اور عمار بن مطر محدث عقیلی کے قول کے مطابق ثقہ لوگوں سے منکر روایات نقل کرتا ہے اور ابن عدی کے قول کے مطابق متروک ہے اور فضیل بن مرزوق کو یحییٰ بن معین نے ضعیف فرمایا ہے اور ابن حبان کے قول کے مطابق موضوع روایات نقل کرتا اور بیان کرتا ہے اور ثقہ راویوں سے غلط روایات بیان کرتا ہے۔

ابن عساکر متعدد طرق سے موسیٰ جہنی اور عروہ بن عبداللہ بن قشیر سے روایت کرتے ہیں۔

اور انھوں نے کہا کہ

میں حضرت فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اس وقت وہ ضعیفہ ہوگئی تھیں۔ ان کے گلے کے اندر یاقوتی ہار اور ہاتھوں کے اندر موٹے کنگن تھے۔

میں نے کہا:

بڑھاپے میں بھی اس طرح؟

تو ارشاد فرمایا:

عورتوں کے لئے مردوں سے مشابہت منع ہے۔

پھر آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مجھے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور ان پر وحی کا نزول ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر چادر ڈالی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور سورج غروب ہوگیا۔

Marfat.com

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا:

اے علی (رضی اللہ عنہ) تم نے نماز پڑھ لی ہے۔

تو کہا کہ

نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور سورج واپس لوٹ آیا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

یہ حدیث منکر ہے اور اس کے اندر راوی مجہول ہیں۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: معجزہ رد الشمس بعد مغیبھا: ص:12)

ابوالفرج امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ابن شاہین نے یہ حدیث ابن عقدہ سے روایت کی ہے اور اس کو باطل فرمایا ہے اور اس کے اندر متہم اور مشکوک راوی ابن عقدہ ہے جو کہ رافضی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عیبوں کو بیان کرتا رہتا ہے۔ خطیب بغدادی، علی بن محمد بن نصر کی جانب سے حمزہ بن یوسف سے مروی ہیں کہ

ابن عقدہ براثا کی جامع مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عیبوں کو بیان کرتا تھا میں نے اس کو چھوڑ دیا اور امام دار قطنی کے قول کے مطابق وہ برا انسان تھا۔

امام ابن عدی ابوبکر بن ابوطالب سے مروی ہیں کہ

ابن عقدہ حدیث مبارکہ کا محترم نہیں تھا حدیث کے نسخ وضع کرتا تھا اور لوگوں کو بیان کرنے کا کہتا تھا اور کئی شیوخ سے ہم اس کے کذب کو بیان کر آئے ہیں۔

الذریۃ الطاہرہ میں حافظ ابوبشر متعدد طرق سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا اس حال

Marfat.com

میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہو رہا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز قضا ہوگئی۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ابراہیم بن حبان کو متروک کہا ہے اور حافظ محمد بن ناصر بغدادی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ناصر کی تصدیق کی ہے۔

ابن مردویہ کئی طرق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق شعبہ نے داؤد کو ضعیف کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ حدیث گھڑنے کی یہ چالاکی ہے کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو سامنے رکھا مگر سورج کے پلٹانے کے بے فائدہ ہونے پر تفکر نہ کر سکا اس لیے کہ سورج غروب ہونے کی وجہ سے نماز قضا ہوگئی۔ سورج کے دوبارہ طلوع ہونے سے نماز ادا نہیں ہوگی۔

اور حدیث صحیح میں ہے کہ

سورج صرف حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے ہی آہستہ ہوا۔

میں کہتا ہوں کہ (ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

اس حدیث کی سند ضعیف اور نکارت سے خالی ہے ہی نہیں ایک میں تو متروک راوی ہے اور دوسری میں مجہول اور رافضی ہے تو اس طرح کی جگہوں پر اس طرح کی ضعیف روایات قابل قبول نہیں ہوتیں کیونکہ یہ ایک عجیب واقعہ ہے جس کے روایت کرنے والے بہت زیادہ ہونے چاہئیں، سورج کے لوٹنے پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا انکار ہرگز نہیں ہے اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے قبول ہونے کو سامنے رکھتے ہوئے اس لیے کہ

صحیح روایت میں ہے کہ

حضرت یوشع علیہ السلام نے بیت المقدس کے محاصرہ کے وقت جمعہ کے دن پچھلے وقت سورج کو غروب ہوتے ہوئے ملاحظہ فرما کر یہ دعا کی کہ

Marfat.com

اے سورج! تو بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور میں بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہوں۔

اے اللہ عزوجل!

اس کے محرک ہونے کو روک دے تو اسی وقت حرکت رک گئی اور سورج غروب سے پہلے پہلے اس کو فتح کرلیا۔

اس بات میں غور فرمائیے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یوشع علیہ السلام سے ارفع واعلیٰ ہیں بلکہ سب انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل واعلیٰ ہیں مگر ہم تو وہ حدیث مبارک روایت کرتے ہیں اور یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ صحیح ثابت ہوتی ہو اگر سورج واپس آنے کی روایت صحیح ثابت ہو جائے تو ہم تمام سے اولاً اس کی تصدیق کریں گے اور اس کے صحیح ہونے کے قائل گردانے جائیں گے۔

حافظ ابوبکر محمد بن حاتم بخاری اثبات امامۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ میں روایت کرتے ہیں کہ

اگر کوئی رافضی معترض ہو کہ سورج کے واپس آنے کی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت وامامت پر ایک بہت بڑی دلیل ہے تو ان کو کہا جائے کہ یہ حدیث صحیح ثابت ہو تو ہم یہود ونصاریٰ کے آگے اتمام حجت کی وجہ سے امت محمدی کی فضیلت و کرامت کے لحاظ سے اس کو حدیث کو پیش کریں مگر افسوس تو اس بات کا ہے یہ حدیث موضوع اور سرے سے ہی بنیاد پر نہیں ہے اور یہ رافضیوں کی گھڑی ہوئی ہے سورج اگر غروب کے بعد دوبارہ پلٹ آتا تو تمام مسلمان اور کافر اس کو دیکھتے اور تفصیل کے ساتھ بیان کرتے (جیسا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہونے میں مسافرین نے بیان کیا تھا) اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر کی وجہ سے تو سورج کو پلٹایا گیا لیکن غزوہ خندق میں

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کہ جن میں خاص طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے ظہر، عصر اور مغرب کی نمازیں قضا ہوگئیں تو سورج واپس نہیں پلٹایا گیا (کیسی چالاکی ہے حدیث گھڑنے کی) غزوہ خیبر سے واپس ہونے کے وقت ایک بار فجر کی نماز قضاء ہوگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سورج کے طلوع ہونے کے وقت جاگے تو پھر رات واپس کی گئی اگر دن اور رات کا واپس پلٹانا فضیلت کا موجب ہوتا تو لازمی سی بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس فضیلت کے تمام سے زیادہ لائق اور حق دار ہوتے۔

ابراہیم بن یعقوب جوز جانی نے محمد بن عبید طنافسی سے پوچھا کہ کیا عصر کی نماز کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سورج کو پلٹانے اور دوبارہ واپس طلوع ہونے کے قائل کے بارے میں آپ کیا رائے رکھتے ہیں!

طنافسی نے کہا:

جس نے اس طرح کہا وہ جھوٹا ہے۔

اور ابراہیم بن یعقوب نے کہا:

یعلیٰ بن عبید طنافسی سے سوال کیا گیا کہ

ہمارے درمیان اس طرح کے لوگ بھی ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی کہتے ہیں اور ان کے لئے سورج کو واپس لوٹانے کے قائل ہیں؟

تو طنافسی نے کہا:

یہ تمام باتیں جھوٹی ہیں۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: معجزۃ رد الشمس بعد مغیبھا: ص:13)

Marfat.com

فصل:

اس (ردالشمس) حدیث کا متعدد طرق سے بیان

ابو القاسم عبید اللہ بن عبداللہ حسکانی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں کہ

انہوں نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر خیبر کے مقام صہباء میں پڑھائی۔نماز ظہر کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی حاجت کے لئے کسی مقام پر روانہ کیا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا فرما چکے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جھولی میں سر رکھا اور سورج کے غروب ہونے تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جھولی میں سر رکھے رکھا پھر جب جاگ آئی۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ

یا اللہ عزوجل! علی رضی اللہ عنہ تیرے نبی کی خدمت میں مشغول تھا سورج کو واپس لوٹا دے۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق سورج واپس لوٹا اور وادی کے پہاڑ روشن دکھائی دینے لگے۔اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور نماز ادا فرمائی پھر اس کے بعد سورج دوبارہ غروب ہو گیا۔

(معجم الکبیر: اسماء بنت عمیس: جز: 24، ص: 144)

عون اور اس کی ماں کے حافظہ اور عدالت کے بارے میں معلوم نہیں جس وجہ سے ان کی اس قدر اہم روایت کو قبول کیا جاتا جو کہ نہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے نہ ہی سنن اور مسانید میں ذکر ہے اور یہ بھی علم نہیں کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے عون کی والدہ نے سنا ہے کہ نہیں۔

Marfat.com

حسین بن حسن اشقر، عبید اللہ بن موسیٰ عبسی شیعہ، فضیل بن مرزوقی، ابراہیم بن حسین بن حسن سے پھر فاطمہ بنت حسین، پھر اسماء بنت عمیس کی روایت میں حسین اشقر غالی شیعہ ہے اور متروک ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بہت زیادہ ضعیف ٹھہرایا ہے اور کامل ابن عدی میں ہے کہ وہ خیر والوں کو گالیاں دیا کرتا تھا امام ابوداؤد نے اس کو ضعیف کہا ہے اور اس کے بھائی محمد نے کہا ہے کہ

حسین اشقر جھوٹا ہے اس سے حدیث نہ لیا کریں۔

محمد بن عمر جعابی دین میں بہت زیادہ نرم ہیں دیوان الضعفاء والمتروکین للذہبی عبادہ بن یعقوب رداجنی غالی شیعہ سے سلف کو گالیاں دیتا تھا۔

ابن حبان نے فرمایا کہ

وہ رافضی ہے۔ اپنے مذہب کا دعوے دار ہے اور مشاہیر سے منکر روایات نقل کرتا ہے اسی وجہ سے محدثین نے فرمایا کہ یہ قابل اعتبار نہیں ہے اور متروک ہے۔ صباح اس مقام پر ولایت کے علاوہ ذکر کیا گیا ہے۔ حسن شاذان فضلی نے ایک رسالہ میں اس کو صباح بن یحییٰ تحریر کیا ہے اس کے علاوہ بات یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بارے میں بنسبت فاطمہ اگرچہ بیٹی ہو بہن ہو زیادہ خبر رکھتے ہوتے اور اگر یہ واقعہ واقعی ہی درست ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ڈائریکٹ روایت کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اگرچہ غنیمت کا مال تقسیم کرنے میں مشغول تھے اور نماز عصر قضا ہوگئی تو کوئی شخص بھی غنیمت کے تقسیم کی وجہ سے نماز کے قضاء کرنے کا قائل نہیں ہے۔ اوزاعی اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جہاد کے حوالے میں بھی نماز کو مؤخر کرنے کا بیان فرمایا ہے اور غزوہ خندق کے قصہ سے استدلال پیش کیا ہے اور بنی قریظہ کے محاصرہ کے دوران آپ سے قول نقل کیا ہے کہ اسی مقام پر جا کر عصر کی نماز پڑھیں اور چھ علم والوں نے کہا ہے کہ نماز کو تاخیر سے پڑھنا نماز خوف سے منسوخ

Marfat.com

ہو گیا ہے اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ

کوئی بھی اہل علم غنیمت کے مال کو تقسیم کے عذر کی بناء پر نماز کو تاخیر سے پڑھنے کا قائل نہیں ہے اور اس مقام پر صورت یہی ہے کہ یہ تاخیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے جو والصلوٰۃ الوسطیٰ سے عصر کی نماز کے قائل ہیں۔ ان راویوں کے نزدیک عصر کی نماز عمداً مؤخر کرنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو متنبہ نہ کرنا کہیں سے بھی ثابت ہو جائے تو یہ واقعہ نماز کو تاخیر سے پڑھنے کے جواز پر زبردست دلیل ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل سے بھی تقویت والا ہے اس لیے کہ یہ غزوہ سات (7) ہجری کا واقعہ ہے اور نماز خوف اس سے قبل شروع ہوئی ہے اور بالفرض اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھول گئے اور نماز قضا ہو گئی تو آپ رضی اللہ عنہ معذور ہیں۔ سورج کو لوٹانے کی کوئی حاجت نہیں تھی بلکہ نماز کا جائز وقت غروب کے بعد بھی تھا کہ نماز کا وہی وقت ہے۔ یہ تمام توجیہات سورج کے لوٹانے کی حدیث کے ضعف پر زبردست دلائل ہیں۔ اس کے علاوہ یہ سورج کے لوٹانے کا واقعہ کسی شہرت یافتہ اور معتبر کتاب میں نقل نہیں ہے صرف اور صرف یہ ہی راوی قصہ کو روایت کرتے ہیں جن میں بعض تو مجہول ہیں اور بعض روایات متروک اور متہم ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ (اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم) بہتر جانتے ہیں۔

پھر یہی نص ابوالعباس ابن عقدہ متعدد طرق سے عمرو بن ثابت سے نقل کرتے ہیں کہ

میں نے عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے سورج کے لوٹانے والی حدیث کے متعلق پوچھا۔

تو انہوں نے کہا کہ

وہ صحیح ہے۔

میں نے کہا:

Marfat.com

کیا ہی بات ہے آپ نے سچ فرمایا ہے مگر میں آپ سے اس روایت کو سننا چاہتا ہوں تو آپ نے اپنے والد کے ذریعے سے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے لئے آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فراغت پا چکے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہو رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سینہ سے لگا لیا۔ وحی سے فارغ ہونے کے بعد۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

آپ نے عصر کی نماز پڑھی ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیے بیٹھا رہا اور سورج غروب ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ

اے اللہ عزوجل! علی تیری فرمانبرداری میں مشغول تھا سورج کو واپس لوٹا دے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے قول کے مطابق سورج واپس لوٹ آیا اور عصر کے وقت کے مطابق ہو گیا اور واپس پلٹنے کی آواز چکی کی طرح تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نماز سے فراغت پا چکے تو اندھیرا ہو گیا اور آسمان پر ستارے ظاہر ہو گئے۔

یہ روایت سند اور متن کے لحاظ سے منکر ہے اور دوسری احادیث کے مضامین کے خلاف ہے۔ عمرو بن ثابت بن ہرمز کوفی مولیٰ بکر بن وائل، عمرو بن ابی المقدام حدار کے نام سے بھی مشہور ہے یہ کئی تابعین سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابوداؤد طیالسی اور ابوالولید طیالسی روایت کرتے ہیں اور عمرو نے اسی روایت کے وضع کا ارتکاب کیا ہے۔ عبداللہ بن مبارک نے اس کو متروک قرار دیا ہے۔

اور فرمایا کہ

Marfat.com

اس سے کسی قسم کی بھی روایت نقل نہ کی جائے اس لیے کہ یہ اسلاف کو گالیاں دیتا تھا اور آپ نے اس کے نماز جنازہ میں بھی شرکت نہ فرمائی۔

عبداللہ بن مہدی نے بھی اسے متروک قرار دیا ہے۔

ابو معین اور امام نسائی نے فرمایا ہے کہ

وہ ثقہ نہیں اور قابل اعتبار نہیں ہے اور اس کی روایت لکھنے کے قابل بھی نہیں ہے اور امام نسائی اور ابوزرعہ نے اس کو ضعیف فرمایا ہے۔ ابوحاتم کے نزدیک یہ غالی شیعہ تھا لہٰذا اس سے روایت نقل ہرگز نہ کی جائے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

محدثین کے نزدیک وہ قوی اور قابل اعتبار نہیں ہے۔

ابوداؤد طیالسی نے فرمایا کہ

یہ خبیث، شرارت پسند اور رافضی اور بدترین انسان تھا جب یہ فوت ہوا تو اس کے نماز جنازہ میں بھی شرکت نہیں فرمائی اس لیے ان کا اعتقاد تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد پانچ (5) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ تمام کے تمام مرتد اور کافر ہوگئے تھے۔

محمد بن اسماعیل جرجانی متعدد طرق سے عمر بن علی بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم سے کہتے ہیں کہ

میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر انور تھا اور اس دوران سورج غروب ہوگیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاگے۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

اے علی (رضی اللہ عنہ) کیا تم نے نماز ادا کرلی؟

Marfat.com

عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نہیں!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

علی (رضی اللہ عنہ) دعا کرو کہ سورج واپس لوٹا دیا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کریں اور میں آمین کہتا ہوں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ

اے اللہ عزوجل! بے شک علی رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے نبی کی طاعت میں تھا لہٰذا سورج کو واپس لوٹا دے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

میں نے سورج پلٹنے کی آواز چکی کی مانند سنی اور وہ سفید اور شفاف قسم کا تھا۔

یہ سند اور روایت کا مضمون دونوں طریق سے منکر اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔ اور پچھلے مضامین کے خلاف ہیں۔

ان تمام وجوہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہوئی کہ

یہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے اور رافضیوں کی گھڑی ہوئی ہے اگر یہ حقیقتاً ہی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تو حدیث خوارج اور قصہ مخدج کی مانند آپ رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور روایت کرتے۔

ابوالعباس فرغانی متعدد طرق سے بیان کرتے ہیں کہ

جویریہ بنت شہر نے کہا:

میں ایک سفر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے جویریہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہو رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کا سر انور میری گود میں تھا۔ آگے ویسے ہی حدیث بیان کی۔

اس روایت کی سند مظلم ہے اور اکثر رجال مجہول نامعروف ہیں۔ ظاہری طور پر یہ روایت رافضی کی من گھڑت ہے اور موضوع ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا برا کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کی نسبت کرنے والے پر لعنت برسائے اور ان کو سزا دے جس کی اس نے وعید سنائی ہے کہ

جو شخص مجھ پر عمداً افتراء باندھے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

ہر صاحب علم و دانش مند کے لئے یہ بات قابل یقین نہیں ہے کہ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ذکر ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بیان ہوا ہو۔ اسی طرح کی ناکارہ سند اور مجہول راویوں سے روایت ہو جن کا عالم میں پایا جانا بھی شک پیدا کرتا ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اور صحاح ستہ، اصحاب مسانید وسنن اور مؤلفین صحاح وحسان کا اس حدیث کو ترک کر دینا اور اپنی کتابوں میں روایت نہ کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ موضوع اور جعلی اور من گھڑت ہے۔ امام عبدالرحمان نسائی اور امام حاکم صاحب مستدرک شیعہ کی طرف مائل گردانے جاتے ہیں اور امام نسائی کی تو ایک کتاب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خصائص پر مشتمل ہے اس تمام کے ہوتے ہوئے انہوں نے اس حدیث کو بیان نہیں فرمایا اور جس نے بیان کیا ہے اس نے صرف تعجب کی بناء پر کیا ہے اس بات کو خوب جان لیں کہ

ایک واقعہ صاف ظاہر ہوتا ہے اور ایک کا آنکھوں دیکھا ہوتا ہے پھر اس کا ضعف اور کمزور سند سے بیان کیا جانا اور مجہول راویوں سے نقل کیا جانا من گھڑت اور موضوع ہونے کی واضح دلیل ہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: حدث علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ: ص:17)

Marfat.com

احمد بن صالح کی حدیث کی تصحیح

احمد بن صالح مصری اس دھوکے میں آ گئے کہ جس حدیث کی سند باقیوں کی بہت عمدہ کہی گئی تھی اور وہ اس کی صحت کی طرف مائل ہو گئے۔ مشکل الحدیث میں احمد بن صالح مصری کا قول علی بن عبدالرحمٰن کی رو سے نقل ہے کہ سورج لوٹانے کی حدیث ہر متعلم کو حفظ کرنی چاہئے تھی کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا معجزہ اور نشانی ہے۔ امام طحاوی بھی اسی جانب مائل ہیں۔ ابوالقاسم حسکانی نے ابوعبداللہ بصری معتزلی سے یہ نقل کیا ہے کہ سورج کے غروب ہونے کے بعد پلٹنا پختہ حال و بیان ہے جو کہ نقل کا تقاضہ رکھتا ہے اگرچہ ہی اس کے اندر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے مگر یہ نبوت کی بھی تو علامت ہے نہ۔

حاصل کلام یہ ہے کہ

اس حدیث کو متواتر نقل کرنا چاہئے یہ حدیث صحیح اسناد سے نقل ہوتی تو یہ بات بڑی توجہ کے لائق تھی مگر یہ صحیح طرق سے نقل ہی نہیں لہٰذا روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ یہ حدیث درست ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ (اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ہی بہتر جانتے ہیں۔

احمد بن صالح کی تصحیح پر علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض

ہر زمانے میں آئمہ نے اس روایت (یعنی سورج کو لوٹانا) کی صحت کو چیلنج کیا ہے اور اس کا اعلانیہ طور پر انکار بھی کیا۔

جیسا کہ

یعلیٰ بن عبید طنافسی

ابراہیم بن یعقوب جوزجانی خطیب دمشق

ابوبکر محمد بن حاتم البخاری المعروف بابن زنجویہ

Marfat.com

حافظ ابی القاسم بن عساکر

شیخ ابی الفرج ابن جوزی

اور اس کے علاوہ متقدمین اور متاخرین وغیرہم

حافظ ابوالحجاج مزی اور علامہ ابوالعباس بن تیمیہ نے اس روایت کو موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔

حاکم ابوعبداللہ، قاضی القضاۃ ابوالحسن محمد بن صالح ہاشمی، عبداللہ بن حسین بن موسیٰ، عبداللہ بن علی بن مدینی سے نقل فرماتے ہیں کہ

پانچ احادیث ایسی ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصلاً ہی ثابت نہیں ہیں۔

1- اگر سوالی صادق ہو تو اس کو محروم لوٹا دینے والا کامیاب نہیں ہو سکتا۔

2- صرف آنکھ کا درد ہی تکلیف دینے والا ہوتا ہے قرضے کا فکر بہت زیادہ ہلاکت میں ڈالنے والا ہوتا ہے۔

3- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سورج کا واپس پلٹنا۔

4- اللہ تعالیٰ مجھے دو سال سے زیادہ زمین کے اندر دفن شدہ ہرگز نہیں رکھے گا۔

5- فسد لگانے اور لگوانے والے کا روزہ فاسد ہو گیا کہ دونوں غیبت کر رہے تھے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اعتراض ابن کثیر علی تصحیح احمد بن صالح: ص:18)

توضیحِ مترجم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور معجزات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو لوٹایا اور جنہوں نے یہ کہا کہ سورج کو لوٹانے میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں فائدہ ہے کہ سورج لوٹ آنے سے وقت لوٹ آتا ہے اور سورج کے لوٹ آنے سے یہ کہنا کہ قضاء نماز کو ادا نہیں کرتا یہ بھی ثابت ہے کہ جب سورج

Marfat.com

غروب ہو جائے اور پھر لوٹ آئے تو اس کے لوٹ آنے سے وقت بھی لوٹ آئے گا کیونکہ اگر سورج کے لوٹنے کے بعد بھی یہ نماز قضاء ہی رہتی تو پھر سورج کے لوٹانے کا کیا فائدہ تھا اس لیے کہ یہ نماز ایک عذر کی بناء پر قضا ہوئی تھی اور عذر یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں خلل نہ ڈالا جائے اور یہ فضیلت ہے اور جب وہ نماز لوٹائی گئی تو وہ فضیلت حاصل ہوگئی اور علماء نے یہ فرمایا ہے کہ یہ نماز ادا ہوئی تھی۔ تاہم سورج کو لوٹا دینے میں کثیر اقوال ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سورج کو لوٹا دیا گیا تھا پہلے اس دور کے منکرین کے اقوال پیش کرتا ہوں۔

ابوالاعلیٰ مودودی نے کہا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق جو روایات بیان کی جاتی ہیں ان کے تمام طرق اور رجال پر بحث کر کے ابن تیمیہ نے اس کو موضوع ثابت کیا ہے اور ابن جوزی کہتے ہیں کہ یہ بلا شک وشبہ موضوع ہے۔ غزوہ خندق کے موقع پر سورج کی واپس والی روایت بھی بعض محدثین کے نزدیک ضعیف اور بعض کے نزدیک موضوع ہے۔

(تفہیم القرآن: ج:4،ص:334 مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور)

میں کہتا ہوں مودودی صاحب نے تو پکا پکایا حلوہ کی صورت میں اقوال بیان کر دیئے مگر اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکا۔ سورج کو لوٹانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو لوٹایا تھا جس طرح کہ علماء محدثین و مفسرین کے اقوال سے ثابت ہے اور وہ یہ ہیں۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی حجر عسقلانی متوفی 852ھ لکھتے ہیں:

سورج کو لوٹانا بہت عظیم معجزہ ہے اور ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں درج کر کے خطا کی ہے اور ابن تیمیہ نے بھی اس حدیث کو کتاب الرد علی الروافض میں درج کر کے اس کو موضوع کہا یہ اس کی بھی خطا ہے۔

(فتح الباری: ج:6،ص:247 مطبوعہ دارالفکر بیروت)

Marfat.com

علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن عراقی الکنانی متوفی 963ھ لکھتے ہیں:

علامہ ابن جوزی نے کہا کہ اس حدیث کی سند میں فضیل بن مرزوق ہے اور اس کو یحییٰ نے ضعیف قرار دیا ہے دوسری سند میں ابن عقدہ ہے اور رافضی ہے اس پر کذاب کی تہمت ہے۔ نیز اس سند میں عبدالرحمٰن بن شریک ہے اس کے متعلق ابوحاتم نے کہا ہے کہ یہ ضعیف الحدیث ہے نیز یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کی سند میں داؤد بن فراہج ہے اس کو شعبہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

علامہ ابن جوزی کے ان اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ

فضیل بن مروزق ثقہ اور بہت زیادہ سچا راوی ہے، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مصنفین نے اس سے استدلال کیا ہے اور عبدالرحمان بن شریک کی ابوحاتم کے علاوہ دوسرے آئمہ نے توثیق کی ہے اور امام بخاری نے کتاب الادب میں اس سے روایت کیا ہے اور ابن عقدہ بہت بڑے حفاظ میں سے ہیں اور ان کی جرح اور تعدیل میں لوگوں کا اختلاف ہے اور جن لوگوں نے ان پر حدیث وضع کرنے کی تہمت لگائی ہے ان کی امام دارقطنی نے تکذیب کی ہے۔

حمزہ السہمی نے کہا کہ

ان پر وضع کی تہمت کوئی طیلچی ہی لگا سکتا ہے۔

اور داؤد بن فراہج کی ایک قوم نے توثیق کی ہے پھر اس حدیث کو آئمہ اور حفاظ کی ایک جماعت نے صحیح کہا ہے۔

ان میں سے امام طحاوی ہیں۔

اور امام سیوطی نے اس حدیث کی اسانید کے تتبع میں ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام کشف اللبس فی حدیث رد الشمس ہے اور اس رسالہ کو امام شافعی کے اس قول پر ختم کیا ہے جس نبی کو بھی کوئی معجزہ دیا گیا ہمارے نبی کو اس جیسا یا اس سے بڑا معجزہ دیا گیا۔

(تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ: ج:1، ص:379 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

Marfat.com

علامہ محمد بن ابراہیم السخاوی متوفی 902ھ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

امام احمد نے کہا:

اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے امام جوزی نے بھی ان کی پیروی کی اور اس حدیث کو موضوعات میں درج کیا ہے لیکن امام طحاوی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور صاحب شفاء نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔

(المقاصد الحسنہ: ص:236: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حافظ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ ایک اور مقام پر راقم ہیں۔

ابن اسحاق کی مغازی میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ معراج کی صبح کو جب کفار قریش کو یہ خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا قافلہ دیکھا ہے اور وہ طلوع و آفتاب کے ساتھ آجائے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی حتیٰ کہ قافلہ آنے تک سورج ٹھہرا رہا۔ یہ حدیث منقطع ہے۔

لیکن امام طبرانی کی اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو حکم دیا تو وہ کچھ دیر متاخر ہو گیا۔

اس حدیث کی سند حسن ہے۔

اور مسند احمد میں جو روایت ہے کہ

حضرت یوشع علیہ السلام کے سوا اور کسی کے لئے سورج نہیں ٹھہرایا گیا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ

انبیاء کرام سابقین علیہم السلام میں سے اور کسی کے لئے سورج نہیں ٹھہرایا گیا اور اس حدیث میں اس بات کی نفی نہیں ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام کے بعد نبی کے لئے سورج ٹھہرایا گیا ہو۔

اور امام طحاوی، امام طبرانی، امام حاکم اور امام بیہقی نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ

Marfat.com

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر رکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر فوت ہو گئی تو سورج لوٹا دیا گیا حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھ لی اور اس کے بعد سورج غروب ہو گیا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔

اور تحقیق یہ ہے کہ

ابن جوزی اور ابن تیمیہ نے اس حدیث کو موضوع قرار دینے میں خطا کی ہے۔

واللہ اعلم

البتہ! قاضی عیاض نے جو یہ نقل کیا ہے کہ

یوم خندق کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سورج کو لوٹایا گیا تھا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھ لی تو اگر یہ ثابت ہو تو پھر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رد الشمس کا تیسرا واقعہ ہے۔

(فتح الباری: ج:6: ص:222 مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

کسی راوی کے رافضی یا خارجی ہونے کی بناء پر اس کی روایت کے موضوع ہونے کا یقین کر لینا صحیح نہیں ہے اگر چہ وہ اپنے فاسد عقیدے میں ہے مگر اس عظیم معجزے کو نظر انداز کیا جائے اور ضعیف حدیث قرار دیا جائے یہ خطاء ہے۔

جیسا کہ

ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی 1014ھ لکھتے ہیں کہ

علامہ ابن جوزی نے ابن عقدہ کی وجہ سے اس حدیث کو موضوع لکھا ہے کیونکہ وہ رافضی تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا کہتا تھا۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ

محض کسی راوی کے رافضی یا خارجی ہونے کی وجہ سے اس کی روایت کے موضوع ہونے کا یقین کر لینا صحیح نہیں ہے جبکہ وہ اپنے دین کے لحاظ سے ثقہ ہو اور غالباً اسی وجہ

Marfat.com

سے امام طحاوی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اصل چیز راوی کی عدالت ہے۔

(شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض: ج:3، ص:11 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اور بعض علماء نے اس حدیث کی سند کو حسن کہا ہے۔

جیسا کہ حافظ ہیثمی متوفی 807ھ نے لکھا ہے کہ

امام طبرانی نے معجم الاوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو ٹھہرنے کا حکم دیا تو وہ ایک ساعت ٹھہر گیا۔

اس حدیث کی سند حسن ہے اور ایک حدیث کی سند صحیح ہے وہ ابراہیم بن حسن سے مروی ہے اور وہ ثقہ راوی ہیں امام ابن حبان نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔

(مجمع الزوائد: ج:8، ص:297 مطبوعہ دار الکتب العربی حدیث بیروت)

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی 360ھ روایت کرتے ہیں کہ

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی جارہی تھی اور ان کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز نہیں پڑھی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ

اے اللہ عزوجل! بے شک علی تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں مشغول تھے تو ان پر سورج لوٹا دے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

میں نے دیکھا کہ سورج غروب ہو گیا تھا اور پھر غروب ہونے کے بعد وہ طلوع ہو گیا۔

(المعجم الکبیر: ج:24، رقم الحدیث:390، ص:152)

امام ابوجعفر متوفی 321ھ لکھتے ہیں:

Marfat.com

یہ حدیث نبوت کی عظیم علامتوں میں ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اپنے آپ کو پابند رکھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے سورج لوٹانے کی دعا کی اس سے نماز عصر کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

(شرح مشکل الآثار: ج:3، ص:98 مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

علامہ اسماعیل بن محمد عجلانی متوفی 1162ھ لکھتے ہیں:

امام احمد نے کہا:

اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

اور علامہ ابن جوزی نے کہا:

یہ موضوع ہے۔

لیکن ان کی خطا ہے۔ اسی وجہ سے

حافظ سیوطی نے کہا:

اس حدیث کو امام ابن مندہ اور امام ابن شاہین نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

اور امام ابن مردویہ نے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور ان دونوں حدیثوں کی سند حسن ہے۔

اور امام قاضی عیاض نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث کو امام طبرانی اور امام حاکم نے اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔

امام طحاوی نے فرمایا کہ

احمد بن صالح کہتے تھے کہ جو شخص علم حاصل کرنا چاہتا ہو اس کو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کو نہیں چھوڑنا چاہئے کیونکہ وہ نبوت کی بہت بڑی علامت ہے۔ یہ حدیث متصل ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور ابن جوزی نے جو

Marfat.com

اس پر کلام کیا ہے اس کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس: ج:1،ص:220 مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور معجزات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سورج کو لوٹایا گیا۔

علامہ سیّد محمد بن محمد الزبیدی الحنفی التوفی 1205ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور معجزات میں سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سورج کو لوٹایا گیا۔

حافظ ابوجعفر طحاوی نے مشکل الآثار میں اور امام ابن مندہ اور امام ابن شاہین نے اور امام طبرانی نے معجم کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھا اور سو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلایا نہیں حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے اللہ عزوجل! بے شک تیرا بندہ علی (رضی اللہ عنہ) اپنے نبی کی خدمت میں مشغول تھا پس اللہ تعالیٰ نے سورج کو لوٹا دیا حتیٰ کہ سورج پہاڑوں اور زمین پر ٹھہر گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے انہوں نے وضو کیا اور عصر کی نماز پڑھی اور سورج غروب ہو گیا۔ یہ صہباء کا واقعہ ہے۔

اس حدیث کا دوسرا متن یہ ہے کہ

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر کپڑا اوڑھ لیتے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر رکھا ہوا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔

Marfat.com

کیا تم نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے۔

انہوں نے عرض کیا:

نہیں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے ان پر سورج لوٹا دیا حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھ لی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں نے دیکھا کہ سورج غروب ہونے کے بعد طلوع ہو گیا۔

امام طحاوی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

اور قاضی عیاض نے ان سے اس حدیث کو الشفاء میں نقل کیا ہے۔

اور امام طحاوی کی تصحیح کو برقرار رکھا ہے۔

اور کہا ہے کہ

یہ سب معجزات نبوت سے ہیں۔

امام طحاوی نے لکھا ہے کہ

امام احمد بن صالح یہ کہتے ہیں کہ

جس شخص کا مقصد علم ہو اس کو چاہئے کہ وہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کو حفظ کرے کیونکہ یہ نبوت کی علامات میں سے ہے۔

امام ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں درج کیا ہے۔

حافظ ابن حجر سے تخریج رافعی میں امام احمد سے یہ نقل کیا ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے اور ابن تیمیہ نے ان کی پیروی کی ہے اور روافض کے رد میں جو رسالہ لکھا ہے اس میں یہ تصریح کی ہے کہ یہ موضوع ہے۔

اور ابن جوزی نے یہ کہا ہے کہ

اس کی سند میں احمد بن داؤد ہے۔

Marfat.com

دارقطنی نے اس کے متعلق کہا ہے۔
وہ متروک الحدیث ہے اور کذاب ہے۔
اور ابن حبان نے کہا ہے۔
وہ حدیث وضع کرتا تھا۔
پھر ابن جوزی نے کہا:
یہ حدیث باطل ہے اور جس نے اس کے موضوع ہونے سے غفلت کی اس ہے اس میں محض فضیلت کی صورت کو دیکھا اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور سورج غروب ہونے کے بعد نماز قضا ہو جائے گی اور سورج کے لوٹ آنے سے وہ نماز ادا نہیں ہوگی۔
میں کہتا ہوں کہ
یہ ابن الجوزی کی غلطی ہے اس پر حافظ سیوطی اور حافظ سخاوی رد کر چکے ہیں اور اہل علم کو معلوم ہے کہ ابن الجوزی احادیث صحیحہ کو احادیث موضوعہ میں درج کر دیتے ہیں اور اس پر ان کے معاصر اور ان کے بعد کے بکثرت علماء نے رد کیا ہے۔
جیسا کہ
حافظ عراقی نے نکت الصلاح میں نقل کیا ہے اور اس حدیث کو متعدد حفاظ نے صحیح کہا ہے۔
حتیٰ کہ حافظ سیوطی نے کہا ہے کہ
اس حدیث کا متعدد اسانید کے ساتھ مروی ہونا اس کی صحت پر شاہد ہے۔
اس لیے ابن جوزی کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔
اور ابن جوزی کا یہ کہنا کہ
اس میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔
اس کا جواب یہ ہے کہ
اس میں فائدہ ہے اور یہ ہے کہ

Marfat.com

سورج کے لوٹنے سے وقت لوٹ آتا ہے۔

اور رہا اس کا یہ کہنا کہ

سورج کا لوٹ آنا قضا نماز کو ادا نہیں بناتا۔ اس کا حافظ ابن حجر نے شرح ارشاد میں یہ جواب دیا ہے کہ

جب سورج غروب ہو اور پھر لوٹ آئے تو اس کے لوٹ آنے سے وقت بھی لوٹ آئے گا اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

اور شہاب الدین خفاجی نے شرح الشفاء میں لکھا ہے کہ

اگر سورج کے لوٹنے کے بعد بھی یہ نماز قضا ہی رہتی تو پھر سورج کے لوٹانے کا کیا فائدہ تھا کیونکہ یہ نماز ایک عذر کی بناء پر قضاء ہوئی تھی۔

اور عذر یہ تھا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں خلل نہ ڈالا جائے اور یہ فضیلت ہے اور جب وہ نماز لوٹائی گئی تو وہ فضیلت حاصل ہوگئی۔

اور دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ

یہ نماز ادا ہوئی تھی۔

علامہ قرطبی نے التذکرہ میں اس کی تصریح کی ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ

جب سورج لوٹ آیا تو گویا وہ غروب نہیں ہوا۔

اور امام طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو حکم دیا تو وہ ایک گھنٹہ موخر ہوگیا۔

(اتحاف السادۃ المتقین: ج:7،ص:191 تا192 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ

سورج کو لوٹایا گیا تھا جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزات میں سے ایک

Marfat.com

عظیم معجزہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی واضح و عظیم دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اگر مجھ سے کہیں خطا ہو گئی ہو تو مجھے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے معاف فرمائے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور عقیدت عطا فرمائے اور مجھ بدکار روسیاہ کار وخطا کار کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین و صلی اللہ علیہ وسلم !

Marfat.com

متنِ کتاب

نبوت کے دلائل میں سے بارش کے نزول کے معجزات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کے لئے بارش کی دعا کرنا اور فوراً قبول ہونا کہ منبر سے اترے ہی نہ تھے کہ بارش کے قطروں سے داڑھی مبارک سے پانی کے قطرے ٹپکے اور بارش کے رک جانے کی دعا کے بیان میں باب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد طرق سے عبداللہ بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا یہ شعر سنا۔

سفید چہرہ جس کی وجہ سے بارش کے بادل مانگے جاتے ہیں یتیموں اور بیواؤں کا سہارا ہیں۔ (صحیح البخاری: سوال الناس الامام الاستسقاء اذ اقحطوا: جز: 4، ص: 98)

حضرت عمرو بن حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی دعا فرماتے تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مقدسہ تک کر یہ شاعر کا شعر یاد آجاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے اترنے سے قبل بارش تھما تھم برستی اور پرنالے بہت زیادہ بہنے لگ جاتے۔

سفید چہرہ جس کی وجہ سے بارش کے بادل مانگے جاتے ہیں یتیموں اور بیواؤں کا سہارا ہیں۔ (صحیح البخاری: باب سوال الناس الامام الاستسقاء...... جز: 1، ص: 342)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس معلق روایت کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں مکمل سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت انس بن مالک رضی

Marfat.com

اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک آدمی بروز جمعہ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے والے دروازے مسجد نبوی کے اندر داخل ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران خطبہ دے رہے تھے۔

وہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مویشی ہلاک ہو گئے، قحط سالی کی وجہ سے راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا فرمائیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

اور تین مرتبہ یوں کہا:

اے اللہ عزوجل! بارش نازل فرما

اے اللہ عزوجل! بارش نازل فرما

اے اللہ عزوجل! بارش نازل فرما

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

آسمان نہایت ہی صاف تھا کوئی ابر نہ تھا اس وقت ہمارے اور سلع پہاڑ کے مابین کوئی آبادی نہیں تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے ایک چھوٹا سا ابر آیا اور آسمان کے درمیان میں پہنچ کر پھیل گیا اور بہت زیادہ برسا ہم نے مسلسل چھ دنوں تک دھوپ نہ دیکھی تھی پھر آنے والے جمعہ میں وہی شخص آیا یا کوئی اور شخص تھا اور اسی ہی دروازے سے داخل ہوا اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔

وہ کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی بناء پر مویشی ہلاک ہو گئے، راستے منقطع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ بارش کو روک لے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقدس ہاتھ اٹھائے۔

اور دعا کی کہ

Marfat.com

یا اللہ عزوجل! ہمارے اردگرد بارش برسا ہمارے اوپر نہ برسا۔
یا اللہ عزوجل! ٹیلوں، پہاڑوں اور نباتات کے اگنے کے مقامات پر بارش برسا۔
بادل آناً فاناً ختم ہوگئے، سورج کی چمک پھیل گئی اور ہم دھوپ میں چلنے لگ گئے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے شریک نے پوچھا کہ
کیا جس نے پہلے جمعہ میں کہا تھا وہی تھا یا کوئی اور تھا۔
تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
اس بات کا مجھے علم نہیں ہے۔

(صحیح البخاری: الاستسقاء فی المسجد الجامع: جز:4،ص:104)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔
اس طرح کے واقعات متعدد راویوں سے نقل فرمائے گئے ہیں۔
ان کے الفاظ میں کچھ فرق ہے۔
ان راویوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1- حضرت قتادہ
2- حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ
3- حضرت یحییٰ بن سعید
4- ثابت
5- حمید
6- اور عبدالعزیز صہیب وغیرہم۔

امام بیہقی متعدد راویوں کے طرق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ
ایک دیہاتی آدمی نے قحط سالی کا شکوہ کیا۔
اور یہ اشعار پڑھے۔

Marfat.com

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایسے وقت میں حاضر ہوئے ہیں کہ کنواری لڑکی کا دل بھی زخمی اور گھائل ہے اور بچے کو دودھ پلانے والی بھی دودھ پلانے سے قاصر ہے۔

اور نوجوان نے بھوک کی شدت کی وجہ سے بیٹھ گئے ہیں اور وہ اس میں اکیلے نہیں (بلکہ ہم بھی ساتھ ہیں) ہمارے کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے صرف اور صرف قحط سالی ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں ہی حاضر ہونا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہم کس کے پاس حاضر ہوں۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے منبر پر رونق افزاء ہوئے اور حمد وثناء کے بعد اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا۔

اور دعا کی کہ

یا اللہ عزوجل! حاجت کے مطابق جلد ہی بارش برسا، خوشگوار اور خوب اگانے والی موسلا دھار اور دور دراز تک برسا جلد ہو دیر نہ ہو، فائدہ مند ہو نقصان دہ نہ ہو جس سے جانوروں کے تھن بھر جائیں خوب کھیتی ہو اور مردہ زمین زندہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سے ہاتھ نہیں لوٹائے تھے کہ خوب تھما تھم بارش ہوئی اور لوگ چلا چلا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

اور عرض کرنے لگے کہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! الغرق، الغرق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف اپنے مقدس ہاتھوں کو بلند فرمایا۔

اور دعا کی کہ

یا اللہ عزوجل! ہمارے گردونواح میں بارش برسا، ہمارے اوپر نہ برسا۔

فوراً بادل ہٹ گئے اور مدینہ منورہ کا مطلع صاف ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے۔

Marfat.com

اور ارشاد فرمایا:

اگر ابو طالب حیات ہوتے تو ان کو سکون ملتا اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، تم میں سے کون ان کے شعر پڑھتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا:

سفید چہرہ جس کی وجہ سے خوب برسنے والے بادل طلب کیے جاتے ہیں تیموں کی پناہ اور بیواؤں کا سہارا ہیں، کمزور وضعیف آل ہاشم اس کی پناہ گاہ ہیں وہ ان کے پاس آ کر انعام یافتہ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے گھر کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو کیا (سیّدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے قبضے میں آ جائیں گے اور اس وقت تو ہم نے ان کی حفاظت کے لئے تیر ہی نہیں چلائے۔ اپنے اور اپنی اولاد کے خون خرابے سے پہلے ہم ان کو اکیلا ہرگز نہیں چھوڑ دیں گے۔

پھر بنی کنانہ کے شخص نے کہا:

تیری حمد اور حمد ہے ایک شکر کرنے والے کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس چہرے کی وجہ سے بارش برسی۔ اس نے اپنے رب عزوجل کو یاد کیا اور اس کی طرف نظریں لگی رہیں چادر کو تہہ کرنے کی طرح بلکہ اس سے بھی جلدی بارش برسنے لگ گئی اور ہم نے بارش کو ملاحظہ کیا عوالی کی نرم زمین پر برسی جو سب علاقے میں پھیلی ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے مضر قوم کی مدد و نصرت فرمائی۔

اور یہ ایسے ہی ہوا جس طرح ان کے چچا ابو طالب کہا کرتے تھے کہ سفید روشن چہرہ ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بارش کو تھاتھم برسایا یہ آنکھیں گواہ ہیں اور اسی طرح ہی سنا گیا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے وہ اور زیادہ نعمتوں کو پاتا ہے اور جو شکر نہیں کرتا وہ مصائب میں ڈوبے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا تو تعریف فرمائی اور تعریفی کلمات ارشاد

Marfat.com

فرمائے۔ (معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: استسقاء علیہ السلام ربہ عزوجل لامتہ......ص:19)

اس روایت میں غرابت ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ روایات کی مشابہت نہیں رکھتی اگر یہ اسی طرح بھی ہو تو پھر یہ کوئی دوسرا قصہ ہوگا۔

حافظ بیہقی متعدد راویوں کے طرق سے ابی وجرۃ یزید بن عبید سلمی سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ

غزوہ تبوک سے جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی فزارہ کے دس افراد کا وفد آیا جس میں خارجہ بن حصین اور حر بن قیس اور وہ عینیہ بن حصن کے بھائی کے بیٹے تھے انہوں نے رملہ بن حارثہ انصار کے گھر میں رہائش رکھی ان لوگوں کی سواریاں بہت نحیف تھیں اور قحط زدہ لوگ تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علاقہ کے بارے میں پوچھا۔

تو انہوں نے عرض کیا کہ

ہمارا علاقہ خشک سالی میں مبتلا ہے، ہمارے اہل وعیال بدحالی کا شکار ہیں، جانور ہلاک ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے اور ہمارے رب عزوجل کے ہاں سفارش فرمایئے اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش فرمائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سبحان اللہ! جی ہاں میں نے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کس سے سفارش کرے اس کے علاوہ تو کوئی بھی عطا فرمانے والا نہیں اس کی کرسی کی سلطنت تو زمین وآسمان سے بھی زیادہ وسیع ہے اور وہ اس کی عظمت اور جلال سے مرد کے نئے پلان کی مانند چرچراہٹ میں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی پریشانیوں، تنگ دستیوں اور فریادرسیوں پر عنقریب مسکراتا ہے۔

Marfat.com

ایک اعرابی نے کہا:

کیا ہمارا رب عزوجل بھی مسکراتا ہے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں۔

تو اعرابی نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم پھر ہنسنے والے رب عزوجل کی خیر سے محروم ہرگز نہیں ہوں گے۔

اس کی بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرادیئے اور منبر پر رونق افزاء ہوئے اور کچھ ارشاد فرمایا اور دعا کے لئے اپنے مقدس ہاتھوں کو بلند فرمایا اور اس طرح مقدس ہاتھوں کو بلند فرمایا کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگ گئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

اے اللہ عزوجل! حاجت کے مطابق فوراً بارش نازل فرما خوشگوار اور خوب اگانے والی موسلا دھار دور دراز تک جلدی ہو دیر نہ ہو مفید ہو نقصان پہنچانے والی نہ ہو۔

اے اللہ عزوجل! اپنی رحمت برسا عذاب نہ برسانا جس میں نہ ہم غرق ہوں نہ ہم ہلاک ہوں۔

اے اللہ عزوجل! ہمیں حاجت کے مطابق بارش عطا فرما اور ہماری اعداء پر مدد فرما۔

ابولبابہ بن عبدالمنذر کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کو خشک کرنے کے لئے کھلی جگہ پر رکھتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ رحمت کی بارش کی دعا فرمائی ہے۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے یہی جملے تین بار کہے اور آپ نے بھی اسی طرح ہی دعا کی۔

Marfat.com

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا اللہ عزوجل! اتنی بارش نازل فرما کہ ابولبابہ قمیض اتار کر اپنے کھیت کا سوراخ اپنے ازار سے بند کرے۔

اللہ عزوجل کی قسم!

آسمان نہایت ہی صاف تھا، بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں تھا اس دور میں مسجد نبوی اور سلع پہاڑ کے مابین کوئی آبادی بھی نہیں تھی، سلع پہاڑ کے پیچھے سے چھوٹا سا بادل ظاہر ہوا، آسمان کے درمیان میں آکر پھیل گیا اور بہت خوب برسا حتیٰ کہ چھ دن برسا اور بارش ہوتی رہی سورج بھی نظر نہ آیا اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنی قمیض کو اتارا اور اپنے کھیت کا سوراخ بند کیا تاکہ کسی سوراخ سے کھجور نہ بہہ کر چلی جائے۔

پھر ایک شخص نے عرض کیا:

مال مویشی ہلاک ہو گئے۔ تمام راستے سیلاب کی بناء پر بند ہو گئے ہیں۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور اتنا ہاتھوں کو بلند فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگ گئی۔

اور دعا فرمائی کہ

یا اللہ عزوجل! ٹیلوں، پہاڑوں اور وادیوں میں رحمت کی بارش برسا تو فوراً مدینہ منورہ سے کپڑے کے شگاف کی مانند بادل چھٹ گئے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: استسقاءہ علیہ السلام ربہ عزوجل الامۃ......ص:23)

یہ سیاق مسلم ملائی کی حدیث جو کہ پیچھے گزر گئی ہے اس سے ملتا جلتا ہے اور اس کا بعض حصہ سنن ابوداؤد اور ابی رزین عقیلی کی حدیث کے مطابق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

حافظ ابوبکر بیہقی دلائل النبوۃ میں متعدد راویوں کے طرق سے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز نبی کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے رحمت کی بارش کی دعا فرمائی۔

یا اللہ عزوجل! بارش نازل فرما۔

یا اللہ عزوجل! بارش نازل فرما۔

حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کھجور تو اس وقت کھلی جگہوں پر خشک ہونے کے لئے پڑی ہوئی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ وہی دعا فرمائی۔

تو حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ نے دوبارہ وہی عرض کی کہ

کھجوریں خشک ہونے کے لئے ابھی کھلی جگہوں پر پڑی ہوئی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ دعا فرمائی کہ

اے اللہ عزوجل! اتنی بارش نازل فرما کہ ابولبابہ اپنے ازار سے کھیت کا سوراخ بند کرے تو پھر بہت زیادہ بارش نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز سے فراغت حاصل کی اور لوگ حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم بارش کبھی نہیں رکے گی جب تک کہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اپنی قمیض کو اتار کر کھیت کا سوراخ نہ بند کرے پھر حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی قمیض اتار کر کھیت کا سوراخ بند کیا اور بارش رک گئی۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: استقاؤہ علیہ السلام ربہ عزوجل لامتہ: ص:23)

اس کی حدیث کی سند حسن ہے اس کو نہ امام احمد نے روایت کیا ہے نہ دوسری کتب والوں نے روایت کیا ہے (صرف امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے) اللہ تعالیٰ (اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ہی بہتر جانتے ہیں۔

غزوہ تبوک میں اس طرح کا ایک واقعہ پیش آیا جو کہ متعدد راویوں کے طرق سے نقل ہے کہ

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں سخت قسم کی گرمی تھی ایک مقام پر تو یہ حال تھا کہ پیاس کی وجہ سے جان نکل رہی تھی اور پیاس کی اتنی سختی تھی کہ اپنے پلان بھی دکھائی نہیں دیتے تھے اور اونٹ کو ذبح کر کے اس کی اوجھڑی کا جمع شدہ غلیظ پانی پینے پر مجبور ہو گئے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول فرماتا ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمایئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا تمہاری چاہت ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

ہاں!

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا اور دعا فرمائی تو فوراً بارش تھما تھم برسنے لگی اور ہم نے تمام برتنوں کو بارش کے پانی سے بھر لیا پھر ہم نے قرب وجوار مقامات کو دیکھا تو سوائے اس اسلامی لشکر کے علاوہ کہیں بارش نہ دیکھی۔

(السنن الکبری للبیہقی: باب ما یحل من المیتۃ بالضرورۃ: جز:9،ص:357)

اس حدیث کی سند جید اور قوی ہے مگر اس کی تخریج نہیں کی گئی۔

اور واقدی نے فرمایا:

اس غزوہ میں تیس ہزار مسلمان تھے، بارہ ہزار گھوڑے اور بارہ ہزار اونٹ تھے سخت گرمی کا موسم تھا اتنی بارش برسی کہ تمام تالاب پانی سے بھر گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی میں اس طرح کے متعدد واقعات رونما ہوئے ہیں جو کہ احادیث صحیحہ میں ذکر ہیں۔

Marfat.com

پیچھے گزر چکا ہے کہ جب قریش کا لشکر مخالفت کرنے لگ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان پر ایسا قحط نازل فرمائے کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں قحط ہوا تھا پھر ان پر اس قدر قحط ہوا کہ وہ گلی سڑی ہڈیوں، کتوں اور ان کے خون کو کھانے پینے پر مجبور ہو گئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی چاہت پر دعا فرمائی تو بارش تھما تھم برسنے لگ گئی۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: استقاؤہ علیہ السلام ربہ عزوجل لامۃ ......ص:24)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ

جس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قحط سالی کی آفت میں مبتلا ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے بارش کی دعا کرواتے تھے۔

اور کہا کرتے۔

اے اللہ عزوجل! ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے تیری بارگاہ میں بارش کی دعا کیا کرتے تھے تو تو ہم پر بارش کا نزول فرماتا تھا اب ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے بارش طلب کرتے ہیں تو تو ہمیں بارش سے سیراب فرما چنانچہ دعا مقبول ہوتی تھی اور بہت زیادہ بارش ہوتی تھی۔

(صحیح البخاری: سوال الناس الامام الاستقاء اذا قحطوا: جز:4، ص:99)

توضیحِ مترجم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماوی معجزات کثیر ہیں چاند کے دو ٹکڑے کرنا اور بارش کے لئے دعا فرمانا اور بارش کا فوراً نزول ہونا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بارش کے لئے دعا فرمانا اور بارش کا فوراً برسنا یہ وہ معجزہ ہے جس کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تصدیق کی ہے اور اس واقعہ کو روایت میں حسن فرمایا گیا ہے اس طرح کی روایات کثیر ہیں جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود بارش کے نزول

Marfat.com

کی دعا کے لئے عرض کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے بارش کے نزول کے لئے دعا کی اور فوراً بارش نازل ہوئی۔

اعرابی نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مویشی ہلاک ہونے اور قحط سالی کی وجہ سے راستے بند ہونے کا ذکر کیا تو کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو یہ نہیں فرمایا کہ اے اعرابی کل آنا یا مجھے اس کا اختیار نہیں ہے یا بعد میں دعا کروں گا بلکہ خالی جھولیوں کو بھرنے والے، مرادوں کی مرادیں پوری فرمانے والے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بارش کے نازل ہونے کی دعا فرمائی اور پھر بارش دیر سے نازل نہیں ہوئی بلکہ فوراً ہی نازل ہوئی حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارش میں بھیگتے ہوئے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے اور پھر یہ بارش ایک دن کے لئے نہیں برسی دو دن کے لئے نہیں، تین دن کے لئے نہیں بلکہ چھ دن مسلسل برستی رہی۔ پھر اسی جمعہ کے روز اسی سائل یا دوسرے شخص نے بارش کے بند ہونے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا فرمائی حتیٰ کہ بادل اپنے زور پر تھے فوراً پھٹ گئے اور سورج چمکا تو لوگ دھوپ میں چلنے پھرنے لگ گئے۔ اس قدر قلیل وقت اور قلیل لمحے میں نہ بارش کے آثار نہ ہی موسم کی خرابی فوراً دعائے حبیب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کا نازل ہونا اور چھ دن برسنا معجزہ سے خالی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات مقدسہ معجزہ سے خالی نہیں اگر کوئی ایمان کی نظر سے دیکھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل معجزہ ہے۔

Marfat.com

فصل:

زمینی معجزات

جمادات وحیوانات کے ذریعے معجزات کا ظہور

انگلیوں سے چشمہ جاری ہونا

جمادات کے ذریعے پانی کی کثرت ہوگئی جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی واضح دلیل ہے اور اس کو ہم عنقریب اسانید کے ساتھ بیان کرنے والے ہیں۔ اور اس کو اسلاف کی اتباع کرتے ہوئے بیان کر رہے ہیں جو کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اجابت کی دعا فرمائی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نماز عصر کا وقت ہوا لیکن کسی کے پاس وضو کے لئے پانی موجود نہیں تھا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں وضو کے پانی کا برتن حاضر کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنا مقدس ہاتھ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وضو کریں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں سے پانی کا چشمہ پھوٹتے ملاحظہ کیا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کیا۔

(صحیح البخاری: التماس الوضوء اذا حانت الصلوۃ: جز:1، ص:294)

اسی روایت کو امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور امام

Marfat.com

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حسن صحیح فرمایا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز کسی کام کے لئے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے اثناء سفر میں نماز کا وقت ہو گیا اور وضو کے لئے پانی نہیں تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کا پانی نہیں ہے۔

اس کیفیت کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہروں سے بے چینی محسوس کی۔ ایک صحابی نے پیالے میں تھوڑا سا پانی حاضر خدمت کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو فرمایا اور وضو فرمانے کے بعد اپنی مقدس انگلیوں کو کھلا فرما دیا۔

اور ارشاد فرمایا:

سب آؤ اور وضو کر لو تو تمام نے وضو کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ

اس وقت کتنے لوگ تھے۔

انہوں نے فرمایا:

ستر (70) یا اسی (80) کی تعداد میں تھے۔

(مسند احمد: مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ، جز:26، ص:336)

اسی روایت کو عبدالرحمٰن بن مبارک عنسی سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔

امام احمد متعدد راویوں کے طرق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

Marfat.com

مسجد کے اندر آذان ہوئی تو جن کے گھر قرب و جوار میں تھے انہوں نے اپنے گھروں سے وضو کرلیا اور جن کا گھر قرب و جوار میں نہیں تھا وہ ایسے ہی رہے (یعنی وضو نہ کر سکے)

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پتھر کا پیالہ پیش کیا گیا جس کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس انگلیاں بھی نہ پھیل سکتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو بند فرمایا اور اس میں مٹھی بنا کر ڈال دی اور جس قدر بھی لوگ باقی رہ گئے تھے سب نے وضو کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تعداد کے بارے میں پوچھا گیا۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ان کی تعداد اسی (80) تھی یا کچھ زیادہ۔

(مسند احمد: مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ: جز:24،ص:137)

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد راویوں کے طرق سے اسی واقعہ کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس میں انہوں نے (80) اسی کی تعداد بتائی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے برتن میں اپنا مقدس ہاتھ رکھا جس میں انگلیاں بھی نہ سما سکتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا مقدس ہاتھ رکھا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آؤ وضو کرو۔

تو پانی انگلیوں اور ان کے اردگرد سے پھوٹنے لگ گیا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کیا۔

Marfat.com

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا۔

تمہاری کتنی تعداد تھی۔

تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تین (300) سو تھے یا تین سو سے زیادہ تھے۔

(مسند احمد: مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ: جز:25،ص:327)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

حدیبیہ کے کنویں پر ہماری تعداد چار سو تھی اور ان کا پانی بھی ختم ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں کی منڈیر پر تشریف لائے اور کلی فرما کر اس میں ڈال دی۔ ہم سب نے اور ہماری سواریوں نے بھی شکم سیر ہو کر پانی پیا۔

(صحیح البخاری: علامات النبوۃ فی الاسلام: جز:11،ص:413)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس میں واحد ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے اور ہمارا پڑاؤ ایک چھوٹے سے کنویں پر ہوا ہم تقریباً (6) چھ افراد اس کنویں میں داخل ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کی منڈیر پر تشریف فرما تھے۔ کنویں سے ہم نے آدھا یا اس سے کم ڈول بھر لیا پھر اس کنویں میں اس قدر بھی پانی کا قطرہ نہ رہا جس سے حلق تر ہو جائے۔ ڈول کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقدس ہاتھ ڈول میں ڈالا اور کچھ کلمات پڑھے اور پھر ڈول کو دوبارہ کنویں میں ڈال دیا گیا فوراً ہی اتنا کثیر پانی ہو گیا کہ ہم نے ڈوبنے کے خوف کی وجہ سے اپنے کپڑوں کو باہر نکال دیا اور

Marfat.com

دیکھتے ہی دیکھتے نہر کی شکل وصورت پکڑ گیا۔

(مسند احمد: حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ: جز:38،ص:33)

اس میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اکیلے ہیں اور ان کی سند جید قوی ہے۔

ظاہر یہی ہے کہ یہ کوئی دوسرا واقعہ ہے واللہ اعلم۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیاس کی شکایت کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک پیالے کے اندر قلیل پانی لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا مقدس ہاتھ ڈالا۔

اور ارشاد فرمایا:

خوب سیر ہو کر پیو۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خوب سیر ہو کر پیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں کے مابین فوارے پھوٹ رہے ہیں۔

(مسند احمد: مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما: جز:29،ص:219)

اس صورت میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اکیلے ہیں۔

توضیحِ مترجم

یہ روایات ایسی ہیں کہ جو حسن اور قوی جید ہیں اور ان کا انکار کسی صحابی نے نہیں کیا بلکہ سب نے اس کو متواتر رکھا اور اس کو نقل کرتے آئے۔ انگلیوں سے پانی کے چشمے کا جاری ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے قراری برداشت نہیں فرماتے تھے جب

Marfat.com

اور جس وقت اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اضطراری حالت کو ملاحظہ فرماتے تو ان کی خالی جھولیاں بھر دیتے تھے جس طرح کہ ان احادیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیاس کی شدت میں تھے اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیاس کی شکایت کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں ارشاد فرمایا۔

اے میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبر کرو صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے بلکہ فوراً ہی پانی حاضر خدمت اقدس کیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس انگلیاں داخل فرمائیں اور پانی کا چشمہ جاری فرما دیا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خود بھی خوب سیر ہو کر پیا اور اپنی سواریوں کو بھی پلایا۔

یہ وہ معجزہ ہے جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے مطیع و فرمانبردار تھے ان کا یہ ایمان تھا کہ ہم اس در سے کبھی بھوکے اور پیاسے نہیں ہو سکتے۔ جب بھی اور جس وقت بھی حاجت پیش آئے فوراً پوری ہو گی۔ بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری فرما دینا عظیم معجزات میں سے ایک معجزہ ہے اور نبوت کی واضح دلیل ہے جو کہ تواتر سے نقل ہے۔

درخت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونا

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے اور میں نے بھی پانی کا لوٹا لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا۔ رفع حاجت کے لئے کوئی چیز پردہ نہیں تھی صرف وادی کے کنارے پر دو درخت تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہی درختوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کی شاخوں کو پکڑ کر ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم

Marfat.com

سے میری فرمانبرداری کرو۔ وہ درخت نکیل جیسے اطاعت گزار اونٹ کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا آیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح دوسرے درخت کی شاخ کو پکڑ کر ارشاد فرمایا تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا آیا جس وقت وہ دونوں درخت قریب قریب ہوئے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجھ پر پردہ ہو جاؤ تو وہ دونوں مل گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں اس مقام سے دور بیٹھ گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملاحظہ فرما کر دور نہ تشریف لے جائیں پھر میں نے ملاحظہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فراغت پا چکے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اقدس سے اشارہ کیا تو وہ دونوں اپنی اپنی جگہوں پر چلے گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔

اور ارشاد فرمایا:

اے جابر (رضی اللہ عنہ)! کیا تم نے میرے بیٹھنے کی جگہ کو ملاحظہ کیا۔

میں نے عرض کیا:

جی ہاں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جا کر درختوں سے ایک ایک شاخ کو کاٹو اور جس مقام پر میں بیٹھا تھا اسی مقام پر ایک شاخ کو دائیں طرف اور دوسری کو بائیں طرف ڈال دو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے پتھر کو نوکیلا کیا اور جا کر ایک ایک شاخ کاٹ لی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ پر ڈال دی۔

پھر میں نے عرض کیا:

Marfat.com

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے وہ کام کرلیا ہے اور پھر اس کی وجہ بھی پوچھی۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہاں پر دو قبروں پر عذاب ہو رہا تھا میں نے دو شاخیں ڈلوا دیں تا کہ جب تک یہ تر وتازہ رہیں گی میری وجہ سے ان سے عذاب اٹھالیا جائے گا۔

پھر لشکر کی طرف دوبارہ واپس آئے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے جابر (رضی اللہ عنہ) وضو کا اعلان کرو۔

میں نے اعلان کیا اور ساتھ ہی عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قافلہ میں پانی کچھ بھی نہیں ہے۔

ایک انصاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ٹھنڈا پانی پاس رکھتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم اس انصاری کے پاس جاؤ اور پانی لے آؤ میں جب اس کے پاس آیا تو اس کے پاس بھی تھوڑا سا پانی موجود تھا اگر میں اس پانی کو کسی دوسرے برتن میں ڈالتا تو اس برتن کا خشک حصہ ہی اس کو پی جاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جاؤ اور وہ پانی لے آؤ۔

میں نے وہی تھوڑا پانی لا کر حاضر خدمت اقدس کر دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کچھ پڑھا۔

اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کوئی بڑا تھال منگواؤ تو تھال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس انگلیاں اس تھال میں پھیلا کر رکھ دیں۔

اور ارشاد فرمایا:

Marfat.com

بسم اللہ شریف پڑھ کر اس تھوڑے سے پانی کو میرے ہاتھوں پر ڈالو تو میں نے بسم اللہ شریف پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں پر پانی ڈالا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا اور تھال بھر گیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے جابر (رضی اللہ عنہ) منادی کر دو کہ جس کو بھی پانی کی حاجت ہو وہ آجائے تو تمام نے ضرورت کے مطابق پانی استعمال کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تھال کو اٹھا لیا گیا اور وہ تھال ویسے ہی پانی سے بھرا بھرا تھا۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ عنقریب آپ لوگوں کو کھلائے گا۔ پھر ہم تمام سمندر کے کنارے پر پہنچ گئے تو اس سمندر سے ایک لہر آئی اور ساتھ ایک بڑی مچھلی بھی باہر آ گئی۔ ہم نے سمندر کے ایک کنارے پر آگ جلائی اور مچھلی کو بھونا اور خوب سیر ہو کر کھایا۔ ہم پانچ فلاں فلاں آدمی اس کی آنکھ کی جگہ میں سما گئے پھر اس مچھلی کی ایک پسلی کو کمان بنا کر کھڑا کیا اس کے نیچے سے ایک بڑا اونٹ سوار سر کو نیچے کیے بغیر گزر گیا۔

(صحیح مسلم: حدیث جابر الطویل وقصة ابی السیر : جز:14،ص:295)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے وضو کر رہے تھے اس حال میں کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا:

تمہیں کیا ہوا؟

عرض کیا:

Marfat.com

پانی پینے کے لئے اور وضو کے لئے موجود نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن کے اندر اپنا مقدس ہاتھ ڈالا اور انگلیوں سے چشمہ جاری ہو گیا تو لوگوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور وضو کیا۔

پوچھا گیا کہ

تمہاری تعداد کتنی تھی؟

فرمایا کہ

اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی کفایت کر جاتا لیکن ہم تو صرف ڈیڑھ ہزار ہی تھے۔

(صحیح البخاری: علامات النبوۃ فی الاسلام: جز:11،ص:412)

مگر امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث حصین کہ جس کی تخریج حدیث الاعمش سے ہے کہ اس وقت چودہ سو افراد تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

ہم دو سو سترہ (217) لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سفر میں تھے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا پانی موجود ہے؟

ایک صحابی برتن میں تھوڑا سا پانی لے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی کو پیالے میں ڈال دیا اور اس سے وضو کیا اور پیالے کو اسی مقام پر رہنے دیا تو کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پیالے کی طرف آئے اور اس کو صاف کر دیا اس صورت حال کو ملاحظہ فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رک جاؤ۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس ہتھیلی اس برتن میں رکھی۔

Marfat.com

اور ارشاد فرمایا:

(اب) وضو کرو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے اس روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں سے چشمے پھوٹتے ہوئے دیکھے ہیں اور جس وقت تمام لوگوں نے وضو کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقدس ہاتھ اٹھالیا۔

(مسند احمد: مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما: جز:28،ص:150)

اس کی اسناد جید ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ کوئی دوسرا واقعہ ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر چودہ سو یا اس سے کچھ زائد لوگ تھے اور کنویں کا پانی تھوڑا تھا جو پچاس (50) لوگوں کو پورا نہ ہو سکتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنویں کے منڈیر پر بیٹھ کر دعا کی یا اس کنویں میں لعاب دہن شریف پھینکا تو ایسے پانی نے زور پکڑا کہ ہم تمام لوگوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور سواریوں کو بھی پلایا۔

(صحیح مسلم: باب غزوہ ذی قرد وغیرہا: جز:5،ص:189)

صحیح بخاری کی طویل حدیث جو مسور اور مروان بن حکم سے روایت ہے۔

اس میں ذکر ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر رہائش پذیر ہوئے اور کنویں میں پانی قلیل تھا تو لوگ ایک ایک چلو لے رہے تھے پھر جس وقت پانی ختم ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر کی جگہ سے ایک تیر نکالا۔

اور ارشاد فرمایا:

Marfat.com

اس کو کنویں میں گاڑھ دو تو کنویں کا پانی خوب زور سے نکلنے لگ گیا حتیٰ کہ تمام نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔

(صحیح البخاری: الشروط فی الجہاد والمصالحۃ ......جز:9،ص:256)

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ

کنویں میں تیر گاڑھنے والا ناجیہ بن جندب تھا۔

اور بعض نے کہا:

براء بن عازب تھا۔

ابن اسحاق نے اول قول کو ترجیح دی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک روز لشکر میں پانی موجود نہیں تھا۔

ایک صحابی نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر میں پانی موجود نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا تمہارے پاس ہے؟

اس نے کہا:

ہاں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ پانی میرے پاس لے آؤ۔

تو وہ برتن میں تھوڑا سا پانی لے آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں اپنی مقدس انگلیاں ڈالیں اور ان کو پھیلا دیا انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔

اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا:

Marfat.com

لوگوں کو کہو کہ وضو کر لیں۔

(مسند احمد: بدایۃ مسند عبداللہ بن العباس: جز:5،ص:187)

اس کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شعبی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ہم معجزات کو برکت سمجھتے تھے اور تم اس کو خوفناک سمجھتے ہو۔

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سفر پر تھے پانی کی بہت زیادہ کمی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تھوڑا سا پانی ڈھونڈو تو ایک برتن میں تھوڑا سا پانی حاضر خدمت اقدس کیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا مقدس ہاتھ داخل کیا۔

اور ارشاد فرمایا:

برکت والے پانی کی طرف دوڑے آؤ۔

میں نے ملاحظہ کیا کہ

پانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں سے پھوٹ رہا تھا اور تحقیق ہم دستر خوان کے اوپر کھانا کی تسبیحات سنا کرتے تھے۔

(صحیح البخاری: علامات النبوۃ فی الاسلام: جز:11،ص:415)

امام ترمذی نے اس کو اور سند سے روایت کیا اور اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

امام بخاری متعدد راویوں کے طرق سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

وہ ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے، ساری رات چلتے رہے، صبح صادق سے قبل آرام کے لئے لیٹے تو ایسی آنکھ لگی کہ سورج طلوع ہونے کے بعد جاگ آئی اور تمام سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جاگے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

جاگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ وہ احترام کی بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں جگاتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود نہ جاگ جائیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو کر حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ زور سے ذکر کرنے لگ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاگ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی۔ ایک شخص جماعت سے علیحدہ ہو گیا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز ادا نہ کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد جماعت میں شمولیت نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے رفع حاجت کا عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تیمّم کر کے نماز ادا فرمانے کا حکم صادر فرمایا پھر اس مقام سے روانہ ہو گئے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں لشکر کے پہلے گروہ میں تھا اور ہمیں بہت زیادہ پیاس لگ رہی تھی۔ راستے میں ایک عورت ملی جس نے اونٹ پر پانی کے دو مشکیزے رکھے ہوئے تھے ہم نے اس سے کنویں کے بارے میں معلومات لیں۔

اس نے کہا:

ادھر تو پانی نہیں ہے۔

پھر پوچھا گیا۔

یہاں سے کنواں کتنا دور ہے تو اس نے ایک دن اور رات کا سفر بتایا۔

ہم نے کہا:

ہماری معیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔

اس نے کہا:

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہے۔

ہم اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین لے گئے اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی بیان کیا جو ہمیں بیان کر رہی تھی (یعنی کنویں کے بارے

Marfat.com

میں)

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مشکیزے اتارنے کا حکم ارشاد فرمایا اور بسم اللہ پڑھی اور کھولا اور پانی کو اپنے دست مبارک سے مس کیا۔ ہم چالیس (40) لوگ تھے جنہوں نے خوب سیر ہو کر پانی نوش کیا اور اپنے مشکیزوں اور برتنوں کو بھر لیا اور یہ مشکیزے پہلے سے بھی بہت زیادہ بھرے ہوئے معلوم ہوتے تھے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام سے روٹی اور کھجور کے ٹکڑے جمع فرمائے اور اس عورت کے حوالے کر دیئے۔

اور اس سے ارشاد فرمایا:

یہ اپنے اہل وعیال کے لئے لے جانا۔

اور خوب سن لو!

ہم نے تمہارے پانی میں کچھ کمی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پانی کا بندوبست فرمادیا ہے۔ وہ حیرت زدہ ہو کر اپنے قبیلہ کی طرف آ گئی۔

اور اس نے کہا:

میں ایک بڑے جادوگر سے ہو کر آئی ہوں یا ان کے ساتھیوں کے کہنے کے مطابق ایک نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قبیلے کو ہدایت نصیب فرمائی اور وہ اس معجزے کی بناء پر خود بھی مسلمان ہوئی اور اس کا قبیلہ بھی مسلمان ہو گیا۔

(صحیح البخاری: علامات النبوۃ فی الاسلام: جز: 11 ص: 407)

اسی طرح امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سلمہ بن رزین کی روایت کردہ حدیث کو نقل کیا ہے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک سفر میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر پانی (آج) نہ مل سکا تو کل پیاسا رہنا پڑے گا تو بہت تیز رفتار لوگ پانی کی تلاش میں نکل پڑے اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں چل پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سواری کے اوپر ہی نیند آ گئی۔ میں نے آسرا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو سنبھال لیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقدس سر جھکایا میں نے پھر آسرا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ خود کو سنبھال لیا۔ پھر شدت نیند کی بناء پر سواری سے گرنے کے قریب پہنچ گئے تو میں نے آسرا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا:

کون ہو؟

میں نے عرض کیا:

ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ)

تم میرے ساتھ کس وقت سے ہو۔

میں نے عرض کیا:

رات کے شروع حصے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعا سے نوازا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی حفاظت میں رکھے جس طرح تم نے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر ہم آرام کر لیں (تو اچھا ہے)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے قریب آرام فرمایا۔

اور ارشاد فرمایا:

ذرا دیکھو کہ ہمارے کوئی قرب و جوار میں ہے۔

میں نے عرض کیا:

Marfat.com

چھ (6) یا سات (7) لوگ ہمارے قرب وجوار میں ہیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نماز کے وقت کا خیال رکھنا۔

پھر ہم سب آرام کرنے لگ گئے تو سورج کی شدت نے ہمیں جگایا پھر اس مقام سے دور جا کر ٹھہرے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کو محتاط انداز میں سنبھال کر رکھو اس سے ایک عجیب وغریب چیز کا ظہور ہوگا۔
پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی دو رکعت سنت کے بعد فرض نماز پڑھی۔ پھر اس مقام سے روانہ ہوئے تو لوگ آپس میں باتیں کرنے لگ گئے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

تم کیا باتیں کر رہے ہو۔

سن لو! اگر تمہاری دنیاوی کوئی بات ہے تو تم خود ہی جانو اگر دینی مسئلہ ہے تو مجھ سے پوچھ لو۔

ہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سے نماز میں غفلت ہوئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

غفلت بیداری کی صورت میں ہوتی ہے نیند میں غفلت کو کوئی دخل ہی نہیں جب اس طرح کا کوئی واقعہ ہو بھی جائے تو جاگنے کے بعد نماز ادا کر لیا کرو اور دوبارہ اس کو وقت میں پڑھا کرو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دوسرے لوگ کہاں گئے ہیں۔

عرض کیا:

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی تو کل ارشاد فرمایا تھا کہ آج پانی نہ ملا تو کل پیاسے ہی رہو گے تو لوگ پانی کی تلاش کر رہے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہ پایا۔

اور لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ

نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک پانی کے کنواں پر تشریف فرما ہیں۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اے لوگو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے بناء کنویں پر نہیں ٹھہر سکتے اگر لوگ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کی بات پر یقین کریں تو ہدایت پر رہیں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پیاس کی سختی کی وجہ سے جانیں باہر آ رہی ہیں حلق خشک ہو گئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی عطا فرمائی کہ پریشان نہ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ پانی کا برتن لے آؤ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پیالہ بھی لے آؤ۔

پھر پیالہ میں پانی ڈالتے جا رہے تھے اور لوگ پانی خوب سیر ہو کر پی رہے تھے، لوگوں نے بہت زیادہ ہجوم کر دیا (پانی کم ہونے کی وجہ سے)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رک جاؤ سب خوب سیراب ہو کر پینا۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے سوا تمام نے خوب سیر ہو کر پانی پی لیا۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

یہ طریقہ ہے کہ پلانے والا بعد میں پیا کرے تو پھر میں نے پیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں نوش فرمایا اور برتن میں پانی ویسے ہی موجود تھا جس طرح کہ پہلے تھا اور ہماری تعداد تین سو تھی۔

ابوقتادہ حرث بن ربعی انصاری کے شاگرد عبداللہ بن رباح انصاری فرماتے ہیں کہ میں جامع مسجد میں یہ حدیث بیان کر رہا تھا۔

تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تم کون ہو؟

میں نے کہا:

عبداللہ بن رباح انصاری ہوں۔

تو انہوں نے فرمایا:

لوگوں کو اپنی بات بہت زیادہ یاد ہوتی ہے خیال سے بیان کرو میں اس رات کو ساتواں آدمی تھا۔ جب میں بیان کر چکا۔

تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں خود کو کہتا تھا کہ میرے سوا یہ حدیث کسی کو یاد بھی نہیں ہوگی۔

(مسند احمد: حدیث ابی قتادہ الانصاری رضی اللہ عنہ: جز:46، ص:47)

امام مسلم متعدد راویوں کے طرق سے ابوقتادہ موصلی سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں رات کو کسی مقام پر قیام فرماتے تو دائیں ہاتھ کو تکیہ بنا لیتے اور صبح کے قرب قرب آرام فرمایا کرتے تو بازو کو کھڑا کر کے دائیں ہتھیلی پر سر رکھ لیتے تاکہ زیادہ نیند کی حالت نہ ہو جائے۔

(صحیح مسلم: قضاء الصلاۃ الفائتۃ واستحباب تعجیل: جز:3، ص:453)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ارشاد فرمایا:

تیز تیز چلو کہ وہاں پر ایک کنواں ہے مشرکین نے اگر اس پر ڈیرہ جما لیا تو بہت پریشانی ہوگی۔ لوگوں اور سواریوں کو سخت پیاس لگے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہم صرف نو (9) شخص رہ گئے تھے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہم تھوڑی دیر یہاں آرام کر لیتے ہیں پھر دوبارہ قافلہ کو جا کر مل جائیں گے تو سب نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاں میں ہاں ملا دی اور سب آرام کے لئے اتر گئے۔ پھر ہم سورج کی شدت حرارت کی وجہ سے جاگے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آگے روانہ ہو جاؤ اور حاجت اصلیہ سے فراغت پا لو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا:

کیا کسی کے پاس پانی موجود ہے۔

تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھوڑا سا پانی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ پانی لے آؤ۔

وہ لے کر آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہاتھوں سے مس کر کے دعا فرمائی۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا:

اس سے وضو کرو۔

Marfat.com

وہ سب وضو کرتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی ڈالتے رہے اذان اور اقامت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور جس کے پاس پانی تھا اسے نصیحت فرمائی کہ اس پانی کی حفاظت کرنا اس سے تعجب خیز بات ظاہر ہوگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ چلتے رہے۔

پھر ان سے فرمایا کہ

کیا خیال ہے کہ ہمارے قافلہ نے چشمہ پر قبضہ کرلیا ہوگا۔

انہوں نے کہا:

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قافلہ میں ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں لوگ ہدایت پر ہوں گے۔ اتفاقاً اس چشمہ پر کفار نے قبضہ کرلیا اور مسلمان شدت پیاس محسوس کرنے لگے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس کے پاس پانی تھا وہ کہاں ہے؟

لوگوں نے کہا کہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ یہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ برتن لے آؤ تو وہ برتن بھی لے آیا تو اس میں قلیل پانی تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آ جاؤ اور پیتے جاؤ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقدس ہاتھوں سے پانی ڈالتے رہے اور لوگ خوب سیر ہو کر پیتے رہے حتیٰ کہ لوگ اور جانور خوب سیر ہو گئے مشکیزوں اور برتنوں کو بھی بھرلیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مقابلہ کے لئے کفار کا سامنا کیا تو اللہ تعالیٰ نے تیز آندھی چلائی مشرکین شکست کھا گئے اور مسلمانوں

Marfat.com

کو اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی۔ بہت سارے کافروں کو مار دیا گیا اور اکثر کو قید بھی کر لیا اور خوب مال غنیمت ہاتھ آیا اور قافلہ سلامتی کے ساتھ واپس پلٹ آیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: استسقاؤہ علیہ السلام ربہ عزوجل لامۃ......ص:30)

صحیح مسلم میں متعدد اسانید کے ساتھ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر عطا فرمائی کہ کل تم انشاء اللہ چاشت کے وقت تبوک کے کنواں پر پہنچو گے۔

سن لو کہ!

میرے پہنچنے تک کوئی بھی پانی کو ہاتھ نہ لگائے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر تشریف لائے تو دو اشخاص پہلے سے وہیں پہنچے ہوئے تھے اور کنواں جوتی کے تسمہ کے مساوی تھا جس سے قطرہ قطرہ پانی بہہ رہا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا۔

کیا تم نے پانی کو ہاتھ لگایا ہے۔

انہوں نے کہا:

ہاں۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ڈانٹا پھر کنویں میں تھوڑا سا پانی جمع ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی سے اپنا مقدس چہرہ دھویا اور استعمال شدہ پانی کو دوبارہ اس کنویں میں ڈال دیا اور کنواں پانی سے بہت زیادہ بھر گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیر ہو کر پانی پیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے معاذ (رضی اللہ عنہ) اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی جلد ہی یہ صحرا باغ و بہار ہو جائے گا۔

(صحیح مسلم: باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:11،ص:390)

وفود کے باب میں زیاد بن حارث صدائی سے ہے کہ

Marfat.com

انہوں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سردی کے موسم میں ہمارے کنویں کا پانی بہت زیادہ ہوتا ہے اور ہم اس کے گرد قیام کرتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں اس کا پانی کم ہو جاتا ہے اور ہم دوسرے کنوؤں پر قیام کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور اب ہم مسلمان بھی ہو گئے ہیں ہمارے اردگرد کافر ہی کافر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کنویں کا پانی بہت زیادہ کر دے اور ہم تمام مل کر اس کے گرد قیام کریں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات کنکر منگوائے اور ان کو اپنے مقدس ہاتھوں سے مسل کر ان پر کچھ پڑھا۔

اور ارشاد فرمایا:

بسم اللہ پڑھ کر ایک ایک کنکر کنویں میں ڈال دو۔

صدائی نے کہا:

ہم نے فرمان کے مطابق ہی عمل کیا اس کے بعد دوبارہ اس کنویں کی تہہ ہمیں نظر نہیں آئی۔

(المعجم الکبیر: زید بن الحارث الصدائی کان ینزل مصر: جز:5،ص:262)

اس حدیث کی اصل سند، سنن ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے اور بیہقی کی دلائل النبوۃ میں بہت طویل ہے۔

Marfat.com

باب:

نبی کریم ﷺ کے مستعمل پانی کی برکت سے قبا کے کنویں کے پانی کا ظہور

متعدد راویوں کے طرق سے یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ قبا میں تشریف فرما ہوئے اور کنویں کے متعلق استفسار فرمایا تو میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس کنویں کے متعلق بتایا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اس کنویں کا پانی ختم ہو جایا کرتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک ڈول پانی کھینچنے کا حکم فرمایا اور پھر اس سے وضو فرمایا یا اس میں لعاب دہن ڈالا اور پھر وہی مستعمل پانی اس میں ڈال دیا پھر اس کے بعد اس کنویں کا پانی کبھی ختم نہیں ہوا۔

ابوبکر بزار متعدد رایوں کے طرق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان قدم رنجہ فرمایا ہم نے اپنے نزور کنویں سے پانی پیش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو اس کے بعد کبھی بھی اس کنویں کا پانی ختم نہ ہوا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما ظہر فی البئر التی کانت بقباء من برکتہ......ص:31)

Marfat.com

باب:

نبی کریم ﷺ کی وجہ سے کھانے میں برکت

دودھ میں برکت ہی برکت

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے رہتے تھے کہ

اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنے پیٹ کو بھوک کی شدت کی وجہ سے کبھی زمین سے لگاتا اور کبھی پتھر باندھ لیتا تھا۔ میں ایک روز راستہ میں بیٹھ گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ میں نے ان سے ایک آیت کی تفسیر پوچھی اور میرا اصل مقصد یہ تھا کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے لئے لے کر جائیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ مجھے ساتھ نہ لے کر گئے۔ پھر اسی مطلب کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کا مطلب پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ بھی مجھے ساتھ نہ لے گئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میرے چہرے کو دیکھا تو سمجھ گئے۔

اور ارشاد فرمایا:

ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)

میں نے عرض کیا:

حاضر ہوں۔

پھر ارشاد فرمایا:

Marfat.com

میرے ساتھ آؤ اور اجازت کے بعد اندر حاضر ہوا۔
وہاں پر پیالے میں دودھ رکھا ہوا تھا۔
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا:
یہ کدھر سے آیا ہے۔
جواب دیا گیا کہ
فلاں شخص تحفہ دے گئے ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ابو ہریرہ۔
میں نے عرض کیا:
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حاضر ہوں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اصحاب صفہ کو بلاؤ۔

اصحاب صفہ اسلام کے مہمان تھے ان کا گھر نہیں تھا جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ آتا تو اس سے خود بھی نوش فرماتے اور اصحاب صفہ کو بھی پیش فرما دیتے اور جب صدقہ آتا تو وہ ان کے پاس ہی بھیج دیتے۔ یہ سن کر میں دل میں سوچنے لگا کہ اگر میں اکیلا ہوتا تو ایک رات اور دن کا گزر ہو ہی جاتا۔ اصحاب صفہ آئے تو میں خود ہی ان کو یہ دودھ پیش کروں گا اور ان کے بعد تو میرے لیے کچھ بھی نہ باقی رہے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی ضروری تھا میں نہ چاہتے ہوئے بھی روانہ ہوا اور وہ آ گئے اور انہوں نے اجازت لی اور گھر میں بیٹھ گئے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) اس پیالے کو اٹھاؤ اور سب کو پیش کرو۔
میں نے ہر ایک کو پلایا وہ تمام کے تمام خوب سیر ہو گئے پھر میں نے پیالے کو نبی

Marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی ہتھیلی پر رکھا اور میری طرف نگاہ کرم اٹھائی۔

اور مسکراتے ہوئے مجھ سے ارشاد فرمایا:

ابو ہریرہ؟ (رضی اللہ عنہ)

میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جی ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اب تمہارے اور میرے سوا سب نے پی لیا ہے۔

میں نے عرض کیا:

ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم بیٹھو اور پی لو، میں نے خوب سیر ہو کر پیا تو مجھے بار بار فرماتے رہے کہ اور پیو۔

آخر کار عرض کیا:

اب میرے پیٹ میں جگہ نہیں ہے (مطلب گنجائش اور پینے کی نہیں رہی)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے دیدو تو بچا ہوا دودھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا۔

(مسند احمد: مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: جز: 21 ص: 307)

اسے امام بخاری اور امام ترمذی نے بھی متعدد راویوں کے طرق سے بیان فرمایا ہے اور امام ترمذی نے اسے صحیح فرمایا ہے۔

امام احمد متعدد راویوں کے طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت

Marfat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے۔

اور ارشاد فرمایا:

کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟

میں نے عرض کیا:

دودھ تو موجود ہے لیکن میں امین ہوں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کوئی اس طرح کی بکری ہے کہ جس سے نر نہ ملا ہو اور حاملہ نہ ہوئی ہو۔ تو میں نے چھوٹی بکری پیش کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں پر اپنا مقدس ہاتھ پھیرا تو دودھ آ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں دودھ نکال لیا خود بھی نوش فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا۔

پھر تھنوں سے ارشاد فرمایا:

ویسے ہو جاؤ جس طرح پہلے تھے تو وہ پہلے کی طرح ہو گئے۔

پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

اور عرض کیا کہ

مجھے بھی وہی وظیفہ بتا دیجئے (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقدس ہاتھ میرے سر پر پھیرا۔

اور ارشاد فرمایا:

اے بیٹے تیرے اوپر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو تو تم پڑھے لکھے ہو۔

(مسند احمد: مسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: جز: 7، ص: 452)

اور امام بیہقی نے حدیث ابی عوانہ سے روایت کی ہے کہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے اکیلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ستر سورتیں یاد کر لیں کوئی بھی میرا اہم

Marfat.com

سبق نہیں تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ما اعطی اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم: ج:11، ص:510)

امام بیہقی حدیث ام معبد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ

ہجرت کے سفر میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام معبد کے خیمہ کے قریب تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دودھ اور گوشت خریدنے کا ارادہ فرمایا مگر اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ اس کے خیمہ میں ایک بکری کو ملاحظہ فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ بکری کس طرح کی ہے؟

اس نے کہا:

یہ اتنی لاغر ہے کہ بکریوں کے ساتھ مل کر چراگاہ تک بھی نہیں جا سکتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ دودھ بھی دیتی ہے کہ نہیں؟

اس نے کہا:

یہ دودھ دینے کے قابل ہی نہیں؟

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کا ارادہ دودھ لے لینے کی اجازت بتا رہا ہے۔

تو اس نے کہا:

اگر اس کا دودھ ہو تو بلا شبہ دوہ لیں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کو اپنے پاس منگوایا اور اس پر اپنا مقدس ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی پھر بسم اللہ شریف پڑھی اور تھنوں پر اپنا مقدس ہاتھ رکھا اور بڑا کوئی برتن منگوایا جو کہ آٹھ یا نو لوگوں کو کفایت کرتا تھا۔ بکری نے دودھ دوہنے کے لئے اپنے پاؤں کو کھلا کر لیا اور جگالی شروع کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو دوہ کر برتن بھر لیا۔ سب سے پہلے ام معبد کو پلایا پھر اپنے ساتھیوں کو پھر آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے خود نوش فرمایا۔اس کے بعد دوبارہ برتن میں دودھ دوہ کر بھر دیا اور ام معبد کو دے دیا اور سفر پر تشریف لے گئے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ: ص:32)

امام بیہقی متعدد راویوں کے طرق سے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تقریباً چار سو افراد تھے اور ہم نے ایسے مقام پر بسیرا کیا جہاں پانی ہی نہیں تھا اور سب پیاس کی شدت کی وجہ سے پریشان تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے کر حاضر ہوئے اچانک ایک سینگوں والی بکری آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑی ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دوھویا اور خود بھی نوش فرمایا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی عطا فرمایا۔

اور ارشاد فرمایا کہ

اے نافع (رضی اللہ عنہ)! اس کو مضبوطی سے تھام لو مگر مجھے لگتا ہے کہ تم اس کی نگہداشت نہیں کر سکو گے۔

انہوں نے فرمایا کہ

میں نے اس بکری کو رسی سے مضبوط کر کے باندھ دیا پھر میں رات کو جاگا تو دیکھا بکری نہیں ہے اور رسی موجود تھی۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ عرض کیا:

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو اس کو لے کر آیا تھا تو وہی ہی لے گیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ: ص:32)

امام بیہقی نے فرمایا یہ حدیث متن اور اسناد کے حوالے سے غریب ہے۔

امام بیہقی متعدد راویوں کے طرق سے سعد مولی ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت

Marfat.com

کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بکری کا دودھ پیش کرو حالانکہ بکری تھی ہی نہیں۔ جب میں اٹھا تو بکری موجود تھی اور اس کے تھنوں میں دودھ تھا میں نے اس امر کے لئے اس کی حفاظت کرنے کی تاکید کی اور ہم سواریوں کی نگہداشت میں لگ گئے اور پھر وہ اوجھل ہوگئی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے گم ہو جانے کی خبر دی۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کا جو مالک ہے وہی لے گیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ: ص:32)

یہ حدیث متن اور اسناد کے حوالے سے نہایت غریب ہے۔

توضیحِ مترجم

یہ احادیث مبارکہ متواتر روایت فرمائی گئی ہیں اور ان کا کسی نے انکار نہیں کیا جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپائے معجزات بنا کر مبعوث فرمایا اور اپنی امت کے لئے رحمت بنایا گیا۔

متنِ کتاب

ام سلیم رضی اللہ عنہا کا گھی زیادہ ہونا

حافظ ابو یعلی متعدد راویوں کے طرق سے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ

انہوں نے بکری کے گھی کا ڈبہ بھر کر ربیبة کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیج دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

اس ڈبے کو خالی کر دو تو وہ خالی ڈبہ گھر لے کر آ گئی۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا اس دوران گھر میں موجود نہیں تھیں اور ربیبہ نے اس ڈبے کو کھونٹی پر لٹکا دیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا جب گھر آئیں تو ڈبہ کو بھرا ہوا دیکھ کر ربیبہ کو ڈانٹ ڈپٹ کی کہ اس کو دینے کے لئے تجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا۔

ربیبہ نے کہا:

میں نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا تھا اگر تمہیں یقین نہیں تو جا کر پوچھ لو۔ تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ربیبہ کو ساتھ لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئیں۔

اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ذریعے سے گھی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈبہ بھیجا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جی وہ گھی کا ڈبہ دے گئی تھی۔

تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا:

اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ تو اب بھی بھرا ہوا ہے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ام سلیم (رضی اللہ عنہا) اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ تم نے اللہ تعالیٰ کے نبی کو کھلایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھلایا۔ جاؤ اور کھاؤ۔

انہوں نے کہا کہ

میں گھر آئی اور گھی کو استعمال کے لئے نکالا تو بدستور ہم ایک ماہ یا دو ماہ تناول کرتے رہے۔

(مسند ابی یعلی: ابو عمران الجونی عن انس: جز:7، ص:217)

Marfat.com

امام بیہقی متعدد راویوں کے طرق سے ام اوس بہزیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے گھی کو صاف کیا اور ڈبے میں ڈال دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے پاس رکھ لیا اور تھوڑا سا گھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈبے میں رہنے دیا اور اس پر دم کیا اور برکت کی دعا فرمائی اور پھر واپس دے دیا تو وہ گھی سے بھرا بھرا تھا میں نے سوچا کہ شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے تحفہ کو قبول نہیں فرمایا۔ میں باتیں کرتے ہوئی آئی۔

اور عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو گھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کے لئے لائی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جان گئے کہ دعا قبول ہوگئی ہے۔

اور ان کو ارشاد فرمایا:

اسے لے جاؤ اور کھاؤ اور اس کی برکت کی دعا کرو۔

پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے بعد بھی حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے زمانہ اقدس تک کھاتی رہیں۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ: ص:33)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

دوس قبیلے کی ایک عورت ام شریک رمضان میں مسلمان ہوئیں اور ہجرت کے سفر میں ایک یہودی سے پانی طلب کیا۔

اس نے کہا:

یہودن ہو جاؤ تو پھر پانی دے دیتا ہوں۔

تو اس نے خواب کی حالت میں پانی پیا اور جاگ گئیں اور خوب سیر کی حالت میں

Marfat.com

تھیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خطبہ کی پیش کش فرمائی مگر اس نے خود کو حقیر سمجھ کر کہا کہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مناسب سمجھیں نکاح کر دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا اور اس کو تیس صاع جو کا غلہ بھی عطا فرمایا۔

اور ارشاد فرمایا:

اس کو کھانا مگر ناپنا نہیں۔

اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باندی کے ذریعے گھی کا ڈبہ بھیجا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈبہ کو خالی کر کے ارشاد فرمایا کہ اس کو لٹکا دینا۔

جب ام شریک نے دیکھا تو وہ گھی سے بھرا ہوا ہے۔

اس نے باندی سے کہا کہ

میں نے تمہیں گھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرنے کا کہا تھا۔

تو اس نے کہا:

میں تو ابھی دے کر آئی ہوں۔

اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہوا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کا منہ بند نہ کرنا۔

جس وقت ام شریک نے اس کا منہ بند کر دیا تو وہ ختم ہو گیا۔ پھر اس نے جو کو ناپا تو وہ بھی (30) تیس صاع ہی ہوئے تھوڑے سے بھی کم نہ ہوئے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ: ص:33)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ام مالک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گھی پیش کیا کرتی رہتی تھی۔

Marfat.com

جس وقت ان کے بچے سالن مانگتے اور سالن موجود نہ ہوتا تو وہ اس برتن کو جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بھیجتی تھی اٹھالیتی اور ضرورت کے مطابق گھی کو نکال لیتی۔ایک روز اس نے برتن کو صاف کرلیا تو وہ ختم ہوگیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آپ نے اس کو صاف کیا ہوگا۔

عرض کیا:

ہاں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تو اس کو صاف نہ کرتی تو اس میں سے ہمیشہ گھی نکلتا ہی رہتا۔

(مسند احمد: مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما: جز:29،ص:186)

توضیحِ مترجم

یہ روایات تواتر سے نقل ہوتی رہی ہیں اور ان کا انکار بھی کسی نے نہیں کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سراپائے معجزہ ہیں۔گھی کے ڈبے کو صاف کر کے واپس لوٹانا اور ڈبے کا اسی طرح بھرا بھرا ہونا معجزہ سے خالی نہیں اور پھر اس ڈبے سے حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے دور اقدس تک کھاتے رہنا بھی معجزہ سے خالی نہیں ہے۔ان معجزات سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قاسم نعمت، پس جس کو جو چاہیں نواز دیں۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

Marfat.com

متنِ کتاب

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک بار ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غلہ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نصف وسق جو عطا فرمائے۔ اس سے وہ ہر روز اپنے اور اپنی زوجہ اور مہمانوں کے لئے لیتا رہا ایک دن اس نے ان کو تولا تو وہ جلد ہی ختم ہو گئے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ عرض کیا:

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تم اسے نہ تولتے تو یہ کبھی بھی تم سے ختم نہ ہوتا اور ویسے ہی رہتا۔

ان دونوں احادیث مبارکہ کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کرنا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم سے کہا کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کمزور آواز سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک کی حالت میں ہیں۔ تیرے پاس کچھ کھانے کے لئے موجود ہے۔ اس نے ہاں کہہ کر جو کی دو روٹیوں کو دوپٹے میں لپیٹ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھیج دیں۔ میں جب روٹیاں لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا۔

Marfat.com

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا آپ کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟

میں نے کہا:

ہاں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کو ساتھ چلنے کا فرمایا۔ اور وہ تمام ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے آئے۔ میں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو ان کی تشریف آوری کی اطلاع دی۔

تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم سے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور ہمارے پاس کھلانے کے لئے بھی کچھ نہیں ہے۔

اس نے کہا:

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گھر میں تشریف لے آئے۔

اور ام سلیم سے فرمایا:

جو بھی تمہارے پاس موجود ہے وہ لے آؤ تو اس نے وہی روٹیاں حاضر خدمت اقدس کر دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا اور اس میں گھی کا برتن انڈیل دیا گیا اور وہ مکس ہو کر مالیدہ سا بن گیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کچھ پڑھا۔

اور ارشاد فرمایا:

دس اشخاص کو بلاؤ وہ آئے اور کھا کر روانہ ہو گئے پھر اور دس کو بلایا گیا وہ بھی اسی طرح آئے اور کھا کر چلے گئے ایسے ہی ستر 70 یا (80) اسی اشخاص نے سیر ہو کر تناول

Marfat.com

کیا۔ (صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز: 11 ص: 414)

حضرت ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت بھوک کو ملاحظہ کر کے ام سلیم کے پاس آئے۔

اور اس سے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدت بھوک کی حالت میں ہیں اور تمہارے پاس کچھ کھانے کو موجود ہے۔

اس نے کہا:

ایک مد جو آٹے کا ہے۔

تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کھانا فوراً تیار کرو تاکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت پیش کریں۔

کھانا جب تیار ہو گیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لائیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں تشریف فرما تھے جو تقریباً (80) اسی افراد تھے۔

میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا:

سب چلو۔

Marfat.com

میں گھبرا گیا اور واپس جا کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔

تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

ہمارے گھر کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے بھی زیادہ پتہ ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔

اور عرض کیا:

ہمارے پاس بس یہی تھوڑی سی روٹیاں ہیں جو کہ ام سلیم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کی تھیں۔ ان روٹیوں کو تھال میں رکھ دیا گیا اور گھی کا استفسار فرمایا۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

تھوڑا سا ہے۔

پھر انہوں نے ڈبے کو صاف کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹیوں کو اپنی مقدس انگلیوں سے گودا اور وہ کچرا ہو گئیں اور پھول گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ شریف پڑھی اور وہ اتنی پھیل گئیں کہ تھال ہی بھر گیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دس آدمیوں کو بلا لاؤ جب وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھال ان کے درمیان میں رکھ دیا۔

اور ارشاد فرمایا:

بسم اللہ شریف پڑھ کر تناول کرو۔

پھر ایسے ہی دس دس افراد آتے رہے اور کھانا تناول فرماتے رہے یہاں تک کہ (80) اسی افراد سے زائد نے کھانا تناول فرمایا اور کھانا ایسے ہی باقی بچا ہوا تھا جیسے شروع میں تھا۔ (مسند ابی یعلی باب: بکر المزنی عن انس: جز:7، ص:174)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے روایت کرتے ہیں کہ

Marfat.com

سعد یعنی سعید بن قیس نے کہا کہ

مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں روانہ کیا تا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لاؤں میں حاضر ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گروہ میں رونق افروز تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اور میں نے شرما کر عرض کیا حضرت ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) بلاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ چلو چلتے ہیں۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی کھانا تیار کیا تھا (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لائے ہیں) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تھپکی سے نواز کر برکت کی دعا فرمائی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دس صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو اندر بلا لاؤ تو ایسے ہی دس دس صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کھانا تناول فرماتے رہے اور تمام خوب شکم سیر ہو گئے اور کھانا ویسے کا ویسے ہی رہا۔

(مسند احمد: باب مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ: جز: 27، ص: 38)

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سعد بن سعید بن قیس سے روایت کیا ہے۔

اور امام مسلم نے متعدد راویوں کے طرق سے حضرت ابی طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی روایت کی ہے۔

اور امام احمد متعدد راویوں کے طرق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت کرتے ہیں لیکن اس دومد جو کا ذکر ہے۔

ابو یعلی متعدد راویوں کے طرق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

روایت کرتے ہیں کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے سکونی میں کروٹیں بدل رہے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے اور ام سلیم کو ساری صورت حال بتائی چنانچہ اس نے روٹی پکا دی۔

اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا:

جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے آؤ جب میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گروہ میں تشریف فرما تھے۔

میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ رضی اللہ عنہ یاد کر رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیا اور تشریف لے آئے۔

میں بھاگتا ہوا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا۔

اور کہا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر تشریف لا رہے ہیں۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے استقبال کیا اور عرض کیا:

صرف ایک روٹی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس میں برکتیں نازل فرمائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں برتن میں روٹی حاضر کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

گھی ہو تو لائیے تو میں نے تھوڑا سا گھی بھی حاضر خدمت اقدس کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس انگلی سے روٹی کو گیلا کیا۔

اور ارشاد فرمایا:

Marfat.com

آؤ کھاؤ۔

تو دس دس افراد آتے گئے اور سب نے تناول فرمالیا۔ اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ام سلیم نے بھی تناول کیا اور جو باقی بچا وہ ہمسائے کو تحفتاً دے دیا۔

(مسند ابی یعلیٰ: باب: حمید الطویل عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ: جز:6،ص:413)

اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے متعدد راویوں کے طریق سے بیان کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ام سلیم نے آدھے مد جو کو پیسا اور اس میں گھی ڈال کر حلوہ بنالیا اور مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لانے کے لئے کہا کہ بلا آئیں۔ جب میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اور میرے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) آتے ہیں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ قیام فرمایا۔

میں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو کہا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا:

وہ تھوڑا سا حلوہ ہے جو کہ ام سلیم نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی بنایا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقدس ہاتھ اندر ڈالا۔

اور ارشاد فرمایا:

دس دس اشخاص آتے جاؤ اور کھاتے جاؤ تو پھر چالیس اشخاص نے شکم سیر ہو کر کھایا

Marfat.com

اور وہ کھانا ویسے کا ویسے ہی باقی تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب الاطعمہ میں متعدد راویوں کے طریق سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور ابو یعلیٰ موصلی متعدد راویوں کے طریق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا موجود نہیں ہے انہوں نے مزدوری سے ایک صاع جو لیے اور ام سلیم نے حلوہ بنایا۔ اور اس حدیث کو آگے ذکر کیا۔

(مسند احمد: باب مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ: جز:25، ص:80)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ام سلیم نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہمارے گھر تشریف لا کر کھانا کھائیں تو ہمارے لیے یہ بہت سعادت ہو گی۔ میں نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اور میرے ساتھ ہیں۔

میں نے عرض کیا:

ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ اشخاص کو فرمایا:

اٹھیے اور چلیئے۔

میں پریشانی کے عالم میں ام سلیم کے پاس آیا۔

تو ام سلیم نے کہا:

Marfat.com

اے انس (رضی اللہ عنہ) کیا حکم لائے ہو۔ ابھی میں نے پیغام نہیں دیا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم سے فرمایا:

گھی ہو تو دیجئے؟

اس نے عرض کیا:

ڈبے میں تھوڑا سا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کو مکس کرو۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور گھی کے ڈبہ سے گھی کو نچوڑا اور پھر اسی سے اسی (80) سے زیادہ اشخاص نے شکم سیر ہو کر کھایا اور جو باقی بچا وہ ام سلیم کو پیش کیا کہ تم خود بھی کھاؤ اور کھلاؤ بھی۔

(مسند احمد: مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ: جز: 27، ص: 105)

اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یونس بن محمد مؤدب سے روایت کیا۔

ابو القاسم بغوی متعدد راویوں کے طریق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

میری ماں ام سلیم نے کھچڑا بنایا۔

اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے میرے بیٹے جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر لے آؤ۔ جب میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گروہ میں رونق افروز تھے۔

میں نے عرض کیا:

میرے والد محترم دعوت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد فرما رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ لوگوں کو کہا۔

Marfat.com

چلو چلتے ہیں۔

میں نے تمام کو ساتھ آتے دیکھ کر گھر گیا اور عرض کیا:

اے ابو جان! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام موجودہ لوگوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ دروازے پر آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔

اور عرض کیا:

وہ تو تھوڑا سا کھانا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لے کر آؤ اللہ تعالیٰ اسی میں برکت نازل فرمائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا مقدس ہاتھ داخل فرمایا۔

اور دعا کر کے ارشاد فرمایا:

دس دس اشخاص آئیں تو اسی طرح (80) اشخاص نے کھانا تناول کیا۔

(شرح السنۃ للبغوی: باب تاویل الثیاب والفرش: جز:6ص:460)

باب الاطعمہ میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد راویوں کے طریق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

اس حدیث کے بعض نسخوں میں ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا اور پھر گھر والوں نے کھانا کھایا پھر پڑوسیوں کو بھی پیش کیا گیا۔

یہ متواتر طرق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور حد تواتر تک پہنچتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے علاوہ بھی ان کے ماں شریک بھائی عبداللہ بن ابوطلحہ انصاری کے بیٹے اسحاق، عمرو، یعقوب عبداللہ اور بکر نے بھی روایت کیا ہے ان کے علاوہ بھی ثابت بن مسلم بنانی، سعد بن سعد سعید اخو یحی بن سعید انصاری، سنان بن ربیعۃ، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی طلحہ، یحیٰ بن عمارہ بن ابی حسن،

Marfat.com

یعقوب بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

جب خندق کی کھدائی کی جا رہی تھی تو میں نے ملاحظہ کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدت بھوک کی حالت میں ہیں۔

میں گھر آیا اور زوجہ سے پوچھا۔

گھر میں تھوڑا کھانے کو ہے۔

اس نے ایک صاع جو کا کہا اور گھر میں ایک بکری بھی تھی جس کو میں نے ذبح کیا اس نے آٹے کو پیسا اور تیار کیا اور گوشت کو ہانڈی کے اندر ڈال دیا اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کے لئے آ گیا۔

میری زوجہ نے کہا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسروں کو لا کر مجھے رسوا نہ کر دینا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے آہستہ آواز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں عرض کیا تھوڑا سا کھانا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف لے آئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا تو ب خندق والوں کو آواز دی چلے آؤ جابر (رضی اللہ عنہ) نے ہمارے لیے دعوت کی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تک میں نہ آؤں ہانڈی کو نہ اتارنا اور روٹی کو نہ پکوانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو ساتھ لیا اور میں نے اپنی زوجہ کو آ کر سارا ماجرا سنایا تو میری زوجہ نے مجھے بہت کچھ کہا۔

میں نے کہا:

جیسے تو نے کہا ویسے ہی کیا ہے۔

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور میری زوجہ نے آٹے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقدس لعاب دہن آٹے میں ڈال دیا اور برکت کی دعا فرمائی ایسے ہی ہانڈی میں بھی لعاب دہن اقدس ڈال دیا اور برکت کی دعا فرمائی۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

روٹی پکانے والی کو بلا لے آؤ جو تیرے ساتھ روٹی پکوا لے اور ہانڈی کو نیچے نہ اتارنا بلکہ ایسے ہی سالن ڈالو۔ تقریباً ایک ہزار اشخاص تھے مگر ہانڈی اور آٹے میں تھوڑا سا فرق بھی نہیں آیا۔ (صحیح البخاری: باب غزوۃ الخندق وہی الاحزاب: جز:13، ص:5)

اور العجائب الغربیہ میں حافظ عبدالرحمٰن بن محمد بن منذر ہروی المعرف بشکر ایک عجیب وغریب واقعہ روایت کرتے ہیں کہ جس میں متعدد راوی ہیں کہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مقدسہ سے شدت بھوک کی حالت دیکھی اور گھر تشریف لا کر بکری کو ذبح کیا اور اسے پکایا اور اس کا ثرید بنا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں پیش کر دیا۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ارشاد فرمایا:

تمام انصار کو بلا لے آؤ تو گروہ در گروہ آتے رہے اور تمام کھا کر روانہ ہو گئے اور کھانا ویسے کا ویسے رہا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی تھی کہ گوشت کے کھانے کے وقت ہڈی کو ہرگز نہ توڑنا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ہڈیوں کو جمع فرمایا اور اپنا مقدس ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی تو بکری اپنے کانوں کو جھاڑتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا:

اپنی بکری کو لے جاؤ، اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں اس بکری کو لے کر گھر آیا اور وہ راستہ میں مجھ سے اپنے کان چھڑواتی رہی۔

Marfat.com

میری زوجہ نے مجھ سے کہا۔

اے جابر (رضی اللہ عنہ) یہ کیا؟

میں نے عرض کیا:

اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ ہماری وہی بکری ہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذبح کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ فرمادیا۔

بیوی نے جب یہ سنا تو کہا (تین بار)

میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی ہی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی ہی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی ہی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب: تکثیرہ علیہ السلام الاطعمة: ص:37)

ابو یعلیٰ الموصلی والباغندی متعدد راویوں کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ ثابت بنائی نے کہا کہ

میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کوئی عجیب وغریب واقعہ سنائیے۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی ہے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی غلط کام کے ہونے پر برا نہیں فرمایا۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے شادی فرمائی تو میری والدہ نے مجھے فرمایا: اے میرے بیٹے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی ہے پتہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا ہے کہ نہیں۔ گھی کا ڈبہ لے آؤ۔ میں نے گھی اور کھجور اپنی والدہ کو دے دیئے تو میری والدہ نے ان دونوں کو ملا کر حلوہ بنادیا۔

Marfat.com

اور پھر فرمایا:

اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کو دے آؤ جب میں اس کھانے کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کھانے کو سائیڈ پر رکھو اور ابوبکر وعمر وعثمان وعلی اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جو مسجد میں ہیں سب کو بلا کر لاؤ اور جو راستے میں مل جائیں ان کو بھی ساتھ لے کر آنا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں ششدر تھا کہ تھوڑا سا کھانا ہے اور دعوت کے لئے کثیر لوگ ہیں تو گھر اور مکمل صحن بھر گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس برتن کو لے آؤ۔

چنانچہ میں نے اس برتن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنی مقدس انگلیاں داخل فرمائیں تو کھانا بڑھنے لگ گیا اور تمام کے تمام کھا کر واپس روانہ ہو گئے اور برتن میں اسی قدر کھانا موجود تھا جس قدر میں لے آیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا:

یہ زینب (رضی اللہ عنہ) کو دے کر آؤ تو میں نے وہ کھانا اندر رکھا اور دروازے کو بند کر کے واپس آ گیا۔

ثابت بنانی نے کہا کہ

میں نے کہا:

اے ابوحمزہ رضی اللہ عنہ کتنی تعداد تھی جنہوں نے کھانا کھایا تھا۔

Marfat.com

تو انہوں نے فرمایا:

تقریباً (71) اکہتر یا (72) بہتر تھے۔

(مسند ابی یعلی: باب: سعید بن سنان عن انس بن مالک رضی اللہ عنہما: جز: 7،ص: 315)

یہ حدیث غریب ہے۔

اور جعفر بن محمد فریابی متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اصحاب صفہ کو بلانے کا حکم ارشاد فرمایا اور میں گیا اور سب کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور اجازت لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمادی اور ہمارے روبرو برتن میں کھانا رکھ دیا جو ہوسکتا ہے کہ ایک مد جو سے تیار کیا گیا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا مقدس ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا: بسم اللہ شریف پڑھ کر کھاؤ تو ہم نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہمارے روبرو کھانا رکھا۔

تو ارشاد فرمایا:

ہمارے گھر میں اس کھانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا گیا کہ

جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کھانے سے فارغ ہوئے تھے تو کتنا کھانا بچا تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جس قدر پہلے تھا اس قدر بعد میں تھا مگر اس پر انگلیوں کے نشان دکھائی دے رہے تھے۔ (معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ: ص: 38)

یہ اہل صفہ کے واقعہ کے علاوہ کا کوئی واقعہ ہے جس میں ان کے دودھ پینے کا ذکر ہے۔

جعفر فریابی متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

روایت کرتے ہیں کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور صرف ان کے لئے ہی کھانا تیار کروایا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے کے لئے آیا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انصار میں سے تیس (30) اشراف انصار کو بلا کر لے آؤ اور مجھے یہ شاق گزرا کہ میرے پاس تو اس کھانے کے علاوہ اور کھانا بھی نہیں ہے تو میں جانے سے رک گیا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا:

تیس (30) اشراف انصار کو بلا کر لے آؤ۔ چنانچہ وہ آ گئے جب انہوں نے کھانا کھالیا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کو تسلیم کیا اور بیعت بھی کی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ساٹھ (60) اشراف انصار (یعنی معزز انصار) کو بلا کر لے آؤ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

مجھے ساٹھ (60) آدمیوں کو بلانے میں پریشانی ہی نہیں تھی جس قدر تیس آدمیوں کو بلانے میں تھی۔ چنانچہ وہ آئے اور خوب پیٹ بھر کر کھانا کھا کر روانہ ہو گئے اور روانہ ہونے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی گواہی دیکر ایمان لے آئے اور بیعت بھی کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا:

نوے (90) اشراف انصار کو بلا کر لے آؤ چنانچہ میں ان کو بلا کر لے آیا تو انہوں نے بھی شکم سیر ہو کر کھانا کھایا اور روانہ ہونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی گواہی دی اور بیعت بھی کی۔ قصہ مختصر تھوڑے سے کھانے سے ایک سو اسی (180) انصار نے خوب پیٹ بھر کر کھانا تناول کیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ: ص:38)

Marfat.com

یہ حدیث اسناد اور متن کے حوالے سے بہت زیادہ غریب ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بطریق محمد بن ابی بکر مقدمی اور عبد الاعلیٰ سے روایت کیا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کھانے میں کثرت کا دوسرا واقعہ

حافظ ابویعلیٰ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی ایام سے تناول نہیں فرمایا تھا اور ایسی کیفیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سخت تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ازواج مطہرات سے کھانے کے متعلق پوچھا اور جب کسی سے کچھ نہ پایا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

اے میری بیٹی! کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو موجود ہے مجھے شدت بھوک ہے؟

آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جاؤں اللہ تعالیٰ کی قسم میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے تو کسی پڑوسن نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دو روٹیاں اور تھوڑا سا گوشت ہبہ کے طور پر بھیجا اور آپ رضی اللہ عنہا نے اس کھانے کو اسی برتن میں رہنے دیا۔

اور فرمایا:

میں یہ کھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر کروں گی پھر حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں روانہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

Marfat.com

تحفہ پڑوسن کے ہاں سے آیا تھا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھپا کر رکھ دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لے آؤ۔

تو جب برتن سے کپڑا اٹھایا گیا تو وہ گوشت اور روٹیاں تھیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جان گئیں کہ اس طرح کی برکت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا چنانچہ وہ کھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد وثناء کے بعد معلومات لیں کہ یہ اس قدر اضافے کے ساتھ کھانا کدھر سے آیا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ

ابا جان! یہ اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے خیر کثیر عطا فرماتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد وثناء کے بعد کہا۔

اس اللہ عز وجل کی حمد ہے جس نے آپ کو حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی طرح بنایا اس کو بھی جب اسی طرح ملتا تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں تشریف فرما نہیں تھے آپ رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم نے تناول فرمایا اور تمام ازواج مطہرات نے بھی کھانے کو تناول فرمایا اور پیالہ ویسے کا ویسا بھرا ہی رہا جس طرح پہلے تھا۔ اور جتنا بچا وہ ہمسائیوں میں تقسیم فرما دیا گیا۔

یہ حدیث متن اور اسناد کے لحاظ سے غریب ہے۔

اور تحقیق ہم بعثت کے بیان میں یہ بیان کر چکے ہیں کہ

Marfat.com

جب اللہ تعالیٰ نے وانذر عشیرتك الاقربین آیت کریمہ نازل فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا۔ ایک بکری کا گوشت، ایک صاع گندم اور دودھ کا بندوبست کرو اور بنی ہاشم کی ذریت کو دعوت پیش کرو تو چالیس لوگ جمع ہو گئے اور ان تمام نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا تناول کیا حالانکہ کھانا ویسے کا ویسے ہی بچا ہوا تھا اور ایسے دودھ بھی بچا ہوا تھا۔ یہ بندوبست تین دن تک رہا تھا پھر ان کو اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کی دعوت دی گئی۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ: ص:39)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں دوسرا قصہ

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں موجود تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ثرید کا ایک پیالہ حاضر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب موجود لوگوں نے تناول فرمایا اور ظہر تک تناول فرماتے رہے۔

کسی شخص نے کہا:

کیا اس پیالے میں کھانا (بار بار) ڈالا جاتا رہا تھا۔

تو فرمایا گیا۔

یہاں سے تو نہیں ڈالا گیا مگر آسمان کی طرف سے (یعنی غیب سے ڈالا جاتا ہوگا)

(مسند احمد: باب: ومن حدیث سمرۃ بن جندب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:41، ص:106)

اس کو ترمذی اور نسائی نے بھی معمر بن سلیمان سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر دعوت کا واقعہ

شاید یہی واقعہ حدیث سمرہ رضی اللہ عنہ میں بھی ہے واللہ اعلم۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

اصحاب صفہ فقراء لوگ تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

ہر شخص ان میں سے ایک ایک کو لے کر جائے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو لے گئے (یعنی کھانے کے لئے)

چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو رات کا کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تناول فرمالیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے تک اسی جگہ تشریف فرما رہے۔ رات کا تھوڑا سا حصہ گزرنے کے بعد گھر پر تشریف لائے۔

تو آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے کہا:

آپ نے مہمانوں کو کھانا کیوں نہیں کھلایا؟

بیوی نے کہا:

انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے بغیر کھانا کھانے سے ہی انکار کر دیا کہ جب تک ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نہیں آئیں تو نہیں کھائیں گے۔

میں ڈر کی وجہ سے چھپ گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے اے احمق فرمایا اور بہت کچھ ڈانٹا۔

اور مہمانوں سے ارشاد فرمایا:

کھاؤ اللہ تعالیٰ کی قسم میں نہیں کھاؤں گا۔

Marfat.com

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہم کھانے سے ایک لقمہ اٹھاتے تو اس قدر اور زیادہ ہوجاتا ہمارا پیٹ بھر گیا اور کھانا پہلے سے زیادہ بچا ہوا تھا۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نظارہ ملاحظہ فرمایا۔

تو اپنی زوجہ سے فرمایا کہ

یہ کیا؟

بیوی نے کہا:

یہ پہلے سے بھی تین گنا بڑھ گیا ہے۔

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تناول فرمایا۔

اور ارشاد فرمایا:

قسم سے یہ شیطانی فعل ہے۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس کھانے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوا دیا۔ ایک قوم کا مسلمانوں کے ساتھ ایک معاہدہ جس کی مدت ختم ہوگئی تھی ان کے بارہ وڈیرے آئے اور ان کے ساتھ کئی لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کتنے افراد تھے۔ آپ نے اس کھانے کو ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے بھی شکم سیر ہو کر کھایا۔

(صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز: 11، ص: 417)

یہ روایت صحیح مسلم میں ابوعثمان عبدالرحمٰن بن مل نہدی سے بھی مروی ہے۔

اسی طرح کی حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے

دوسری حدیث

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

Marfat.com

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک سوتیس (130) افراد تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے استفسار فرمایا:

آپ لوگوں کے پاس کھانے کے لئے ہے تو ایک آدمی ایک صاع آٹا لے کر آیا تو اس کو گوندھ دیا گیا اس اثناء میں گرد وغبار طویل قد والا کافر بکریوں کو بھگائے ہوا آ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فروخت کرتے ہو یا ہبہ کرتے ہو۔

اس نے کہا:

بیچنا ہے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خرید فرمائی اور ذبح کیا اور کلیجی کو بھوننے کا حکم ارشاد فرمایا اور ہر آدمی کو تقسیم فرمائی پھر گوشت کو بڑے دو پیالوں کے اندر بھر دیا گیا تو تمام لوگوں نے پیٹ بھر کر تناول فرمایا اور جتنا بچ گیا اس کو اپنے ساتھ لے لیا۔

(مسند احمد: حدیث عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ: جز:4،ص:125)

اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حدیث معمر بن سلیمان سے بھی روایت کیا ہے۔

سفر میں کھانے کا اضافہ

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تشریف لے گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھانے کی بہت مشقت ہوئی اور انہوں نے اونٹوں کو ذبح کرنے کی اجازت لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت عطا فرما دی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو۔

Marfat.com

عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !اگر ان کو ذبح کریں گے تو پھر جنگ کس طرح کریں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم باقی ماندہ کھانے کا سامان ان سے منگوائیں اور خیر و برکت کی دعا فرمائیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچا ہوا کھانے کا سامان منگوایا تو تمام نے حاضر خدمت اقدس کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی۔

اور ارشاد فرمایا:

اپنے برتنوں کو بھر لیجئے۔

تو بھرنے کے باوجود بھی بہت زیادہ کھانا بچا رہا۔اس حالت کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ واحد معبود ہے اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں جس کا توحید اور میرے رسول ہونے پر یقین ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔

(مسند احمد: باب مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: جز:19،ص:131)

اسی طرح جعفر فریانی نے سہیل سے اور امام مسلم اور امام نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ

مگر حافظ ابو یعلیٰ موصلی نے فرمایا کہ

اس سند اعمش میں شک ہے کہ یہی روایت ابی صالح اور ابو سعید سے بھی روایت ہے یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور اس میں غزوہ تبوک کی بھی صراحت ملتی ہے اور یہی روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ بھی بیان کرتے ہیں۔

اس واقعہ کی دوسری حدیث

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابو عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

Marfat.com

ایک غزوہ میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے لوگوں نے زادراہ کی وجہ سے سواریوں کو ذبح کرنے کی اجازت مانگی۔ جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دینے کا قصد فرمالیا ہے۔

تو عرض گزار ہوئے۔

دشمن سے بھوک اور پیدل کی حالت میں کس طرح جنگ کرسکیں گے۔

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بقیہ سفر خرچ منگوا کر دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس میں برکت نازل فرمائے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر خرچ طلب فرمایا۔ ایک شخص زیادہ کھانا لے کر آیا جس کے پاس کھجور کا ایک صاع تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ پھر ان کو برتن لے کر آنے کا حکم ارشاد فرمایا تو تمام نے اپنے برتنوں کو بھرلیا اور کھانا ویسے کا ویسے ہی رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ منظر دیکھ کر مسکرائے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک دکھائی دینے لگے۔

اور فرمایا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

اسی کلمہ کی بناء پر لوگ دوزخ سے محفوظ رہیں گے۔

(مسند احمد: باب: حدیث ابی عمرۃ الانصاری رضی اللہ عنہ: جز: 30، ص: 493)

اس حدیث کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عبداللہ بن مبارک سے روایت کیا ہے۔

سفر میں کھانا زیادہ ہونے کی دوسری حدیث

حافظ ابوبکر بزار متعدد راویوں کے طریق سے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن ابی ربیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ

اس نے ابوقیس غفاری سے سنا کہ ہم غزوہ تہامہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

معیت میں تھے جس وقت ہم عسقان کے مقام پر پہنچے تو لوگوں نے بھوک کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواریوں کو نحر کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو گئے۔

اور عرض کیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سواریوں کے ذبح کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور یہ لوگ کس پر سفر کریں گے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم کیا کہتے ہو؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے باقی سفر خرچ منگوائیں اور پھر برکت کی دعا فرمائیں۔

پھر بچا ہوا سفر خرچ کپڑے میں جمع کر دیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرما کر ارشاد فرمایا:

اپنے برتنوں کو لے کر آؤ چنانچہ انہوں نے اپنے برتنوں کو بھر لیا پھر روانہ ہونے کا حکم فرمایا، اثنائے سفر میں بارش ہو گئی اور تمام نے خوب پانی پیا۔ پھر تین آدمی آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے اور ایک واپس پلٹ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان میں سے تو ایک آدمی اللہ تعالیٰ سے حیا کر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حیا کی پریت رکھ لی۔ تو دوسرے نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمالی اور تیسرے نے اللہ تعالیٰ سے اعراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض فرمالیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ: ص:41)

Marfat.com

حافظ بزار نے کہا:

ابو حنیس کی روایت کے علاوہ ہم نہیں جانتے اور امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو ابو حنیس غفاری کے دادا سے روایت کیا ہے۔

حافظ ابو یعلیٰ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت عبید اللہ بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک غزوہ میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے۔

ہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن تو طاقت ور اور تازہ دم ہے مگر ہم تو بھوک سے نڈھال اور کمزور لوگ ہیں۔

انصار نے کہا:

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں تو سواریوں کو ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلا دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس کے پاس زیادہ کھانا ہو وہ لے کر آئے تو تمام لشکر سے 20 صاع میں سے کچھ جمع ہوگئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر برکت کی دعا فرمائی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لے لو مگر جلد بازی نہ کرو۔

تو تمام برتن بھر لئے گئے یہاں تک کہ آستینوں میں بھی اٹھایا گیا اور کھانا ویسے کا ویسے ہی رہا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول

Marfat.com

ہوں۔ جو اس پر ایمان لائے وہ دوزخ کی آگ سے حفاظت میں رہے گا۔

(مسند ابی یعلیٰ: باب مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: جز:1،ص:199)

حافظ ابو یعلیٰ نے اسی روایت کو متعدد راویوں کے طریق سے یزید بن ابی زیاد سے روایت کیا ہے جو پچھلی روایت کی شاہد ہے۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے اسی حوالے سے حدیث

حافظ ابو یعلیٰ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم غزوہ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر خرچ جمع کرنے کا حکم ارشاد فرمایا چنانچہ ایک دستر خوان پر جمع ہو گیا اور اس کی مقدار میرے گمان کے مطابق بیٹھی ہوئی بکری جتنی تھی۔ ہم چودہ سو لوگوں نے کھانا کھایا۔ میں نے دوبارہ اندازہ لگایا تو اس وقت بھی بکری کی جسامت کے برابر کھانا پڑا ہوا تھا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ: ص:42)

اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ہم نے اپنے توشہ دان بھر لئے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا وضو کے لئے پانی ہے؟

تو ایک آدمی تھوڑا سا پانی لوٹے میں لے کر آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی کو پیالے میں ڈال دیا چنانچہ چودہ سو لوگوں نے جی بھر کر وضو کیا۔

(صحیح مسلم: باب استحباب خلط الازواد اذا قلت والمؤاساۃ: جز:9،ص:145)

ابن اسحاق نے کہا کہ

Marfat.com

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ کو اس کی والدہ عمرہ بنت رواحہ نے چند کھجوریں دیں۔

اور کہا۔

ان کو اپنے والد اور ماموں عبداللہ کو دے آؤ۔

انہوں نے کہا کہ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے کھجوروں کو لے کر اپنے والد اور ماموں کو تلاش کرتے ہوئے گزری۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے بیٹی! یہ کیا ہے۔

میں نے عرض کیا:

والد صاحب اور ماموں صاحب کے لئے اُمی نے یہ دی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان کو میرے پاس لاؤ تو میں نے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دونوں ہاتھوں میں رکھ دیں تو وہ نہیں بھرے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستر خوان کو بچھوایا اور اس پر ڈال دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ تمام کے تمام خندق والے کھانے کو آجائیں۔ تمام نے شکم سیر ہو کر کھائیں اور دستر خوان ایسے لگتا تھا کہ کسی نے کھائی ہی نہیں۔ (معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمة: ص:42)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

میرے والد محترم عبداللہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تو وہ بہت قرض دار

Marfat.com

تھے۔

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

میرے لیے کھجوروں کی پیداوار کے علاوہ قرض چکانے کا کوئی راستہ نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تشریف لے چلئے قرضہ والے مجھ سے کلام درازی نہیں کریں گے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تشریف لے گئے اور کھجوروں کے ڈھیر کے اردگرد چکر لگایا اور دعا فرما کر اسی ڈھیری پر تشریف فرما ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے قرض لیتے جاؤ چنانچہ قرض بھی پورا ہو گیا اور اتنی کھجوریں بھی باقی بچ گئیں۔

(صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز:11،ص:416)

اسی طرح یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے متعدد الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور دعا سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد محترم کا قرض اتر گیا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا قصہ

امام احمد متعدد راویوں کے طریق سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کی اس چھوٹی سی ڈلی سے میرا قرض کیسے ادا ہو سکے گا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکڑا اور اس کی نوک زبان مقدس سے پھیر کر

Marfat.com

ارشاد فرمایا اس کو لے جاؤ اور قرض ادا کر دو۔ پھر میں نے اس تھوڑی سی ڈلی کے ذریعے چالیس اوقیہ قرض اتار دیا۔ (مسند احمد: باب حدیث سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ: جز:48، ص:245)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کھجوروں کا توشہ دان

امام احمد متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تھوڑی سی کھجوریں لے کر آیا۔

اور عرض کیا:

ان میں برکت کی دعا فرما دیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جمع فرمایا اور برکت کی دعا فرمائی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کو توشہ دان میں رکھ لینا اور نکالتے رہنا مگر اس کو جھاڑنا کبھی نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

وہ توشہ دان ہمیشہ ہی میری کمر سے بندھا رہتا تھا ہم اس سے کھاتے اور کھلاتے رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ بھی کرتے تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت میری کمر سے کہیں گر گیا۔

(مسند احمد: باب مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: جز:17، ص:316)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایات

امام بیہقی متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک غزوہ میں حاضر تھے جب شدت بھوک نے ستایا۔

Marfat.com

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! کیا تمہارے پاس کھانا ہے؟

میں نے عرض کیا:

توشہ دان میں چند کھجوریں ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لے آؤ۔

میں نے لا کر حاضر خدمت اقدس کر دیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دستر خوان بچھا دو۔

تو میں نے بچھا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توشہ دان میں تمام کی تمام کھجوریں باہر نکال لیں جو کہ اکیس (21) تھیں اور ہر ایک کو بسم اللہ شریف پڑھ کر جدا جدا کر کے رکھ دیا۔

پھر جمع کر کے ارشاد فرمایا:

فلاں شخص اور اس کے رفقاء کو بلا کر آؤ۔

تو وہ کھا کر روانہ ہو گئے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فلاں شخص اور اس کے رفقاء کو دعوت پیش کرو۔

تو انہوں نے بھی کھائیں اور روانہ ہو گئے مگر کھجوریں ویسے ہی رہیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا اور ہم دونوں نے تناول کیں اور جو بچ گئیں ان کو میں نے اپنے توشہ دان میں رکھ لیا اور مجھے تاکید فرمائی اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) اس کو ہاتھ سے نکالنا اور پلٹنا نہیں۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں اس میں سے ہاتھ سے نکالتا رہا اور اس سے (50) پچاس وسق کھجوریں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیں وہ توشہ دان میرے پالان سے بندھا رہتا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور اقدس میں گر گیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام والاطعمۃ: ص:43)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

مجھے اسلامی دور میں تین مصیبتیں سخت آئیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں آئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

توشہ دان

کہا گیا کہ

توشہ دان کیا ہے۔

تو فرمایا:

ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟

میں نے عرض کیا:

توشہ دان میں کھجور ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دس آدمیوں کو بلا کر لے آؤ۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کھجوریں نکالیں اور برکت کی دعا فرمائی۔

اور ارشاد فرمایا:

دس آدمیوں کو بلا کر آؤ۔

چنانچہ وہ کھا کر روانہ ہو گئے تو اس طرح دس دس آتے رہے اور کھا کر چلے گئے حتیٰ کہ تمام لشکر نے شکم سیر ہو کر کھالیں اور کھجوریں بھی باقی بچی ہوئی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) اس میں سے ہاتھ ڈال کر نکالتے رہو پلٹ کر خالی نہ کرو چنانچہ میں اسی میں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک تناول کرتا رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد میرا سامان اور توشہ دان لٹ گیا۔ میں اس سے تقریباً دو سو وسق کھجوریں کھا چکا ہوں گا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ: ص:44)

ایک اور روایت میں ہے:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ کھجوریں عطا فرمائیں میں نے تھیلے میں ڈالیں اور چھت سے لٹکا دیں۔ ہم ہمیشہ اس میں سے ہی کھاتے رہے آخر کار شامیوں سے مدینہ منورہ پر حملہ کے وقت وہ ضائع ہو گئی تھیں۔

(مسند احمد: باب مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: جز:16، ص:490)

اس میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اکیلے ہیں۔

Marfat.com

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

حافظ ابن عساکر نے اپنے ترجمہ میں عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

میں سفر و حضر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر وقت موجود رہا کرتا تھا۔ایک رات غزوہ تبوک میں کسی حاجت کے لئے کہیں چلا گیا۔جب واپس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھانے سے فارغ ہو چکے تھے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کدھر تھے؟

میں نے واقعہ عرض کیا تو اتنے میں جعال بن سراقہ اور عبداللہ بن معقل مزنی بھی آ گئے۔ہم تینوں بھی بھوکے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کھانے کے لئے کچھ مانگا لیکن ان کے پاس نہیں تھا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

آپ کے پاس کچھ ہے؟

اس نے تھیلی سے سات کھجوریں نکال دیں اور ایک پلیٹ میں رکھ دیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے مقدس ہاتھوں پر رکھا اور کچھ پڑھا۔

پھر ارشاد فرمایا:

بسم اللہ پڑھ کر شروع کریں۔

میں کھاتا رہا اور ان کی گٹھلیاں الٹے ہاتھ میں رکھتا گیا میں نے (54) چون کھجوریں کھائی تھیں اور میرے رفقاء نے پچاس پچاس کھائی تھیں اور خوب سیر ہو گئے تو کھجوریں ویسے ہی سات باقی رہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا:

Marfat.com

ان کو تھیلی میں رکھ دو۔

دوسرے روز دوبارہ پلیٹ میں رکھ کر ارشاد فرمایا:

بسم اللہ پڑھ کر ان کو کھاؤ۔

دس لوگوں نے شکم سیر ہو کر ان کو کھایا اور وہ کھجوریں ویسے ہی پڑی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر میں اللہ تعالیٰ سے حیا والا نہ ہوتا تو مدینہ سے واپسی تک ان سے ہی تناول کرتے رہتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور ایک بچے کو دیں تو وہ کھاتا ہوا روانہ ہو گیا۔ (معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمة: ص:44)

ایک اور روایت میں ہے:

بخاری اور مسلم شریف میں متعدد راویوں کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو میرے گھر میں تھوڑے سے جو رکھے ہوئے تھے۔ میں کافی دیر تک کھاتی رہی میں نے جس وقت ان کو تولا تو ان کی برکت جاتی رہی اور وہ ختم ہو گئے۔ (صحیح البخاری: باب نفقة نساد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد...... جز:10 ص:336)

امام بیہقی نے متعدد راویوں کے طریق سے نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے روایت کیا ہے کہ

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کے لئے مدد مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت کچھ بھی نہیں تھا اور ابو رافع اور ابو ایوب کو درع دے کر یہودی کے ہاں روانہ فرمایا اور رہن رکھ کر تیس (30) صاع جو لے کر آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نوفل کو دے دیئے۔

نوفل نے کہا کہ

میں نے ان کو (6) چھ مہینوں تک کھایا پھر جب ان کو تولا تو تیں ہی ویسے تھے۔

Marfat.com

نوفل نے کہا کہ
اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا۔
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اگر تم ان کو نہ تولتے تو ہمیشہ زندگی میں کھاتے ہی رہتے۔
امام بیہقی نے دلائل میں متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
ایک آدمی اپنے گھر آیا اور اپنے گھر والوں کو خستہ حالی میں پایا پھر وہ جنگل کی طرف نکل گیا۔
اس کی زوجہ نے دعا کی کہ
یا اللہ عزوجل! ہمیں کھانا عطا فرما۔
اس نے دیکھا کہ
چکی چلنے لگ گئی ہے، آٹے سے برتن بھر گیا ہے، تنور روٹیوں اور گوشت سے بھرا ہوا ہے۔ وہ جنگل سے واپس آیا۔
اور زوجہ سے پوچھا۔
کھانے کے لئے کچھ ہے۔
زوجہ نے کہا:
ہاں! اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ بہت کچھ ہے۔
اس نے چکی اٹھائی اور آٹا کو جمع کر لیا۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو ارشاد فرمایا:
اگر تم چکی کو نہ اٹھاتی تو یہ قیامت تک چلتی ہی رہتی۔
(شعب الایمان: باب التوکل باللہ عزوجل والتسلیم: جز:2،ص:481)
دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

ایک انصاری فاقہ اور محتاجگی میں گھرا ہوا تھا۔اس پریشانی میں گھر سے باہر روانہ ہو گیا اس کی زوجہ نے گمان کیا کہ اگر چکی کو چلاؤں اور تنور میں آگ جلا دوں تو ہمسائیوں پر ہماری محتاجگی ظاہر نہیں ہوگی اور ہمیں خوشحال سمجھیں گے پھر اس نے آگ کو جلایا اور چکی کو چلایا کہ اس حال میں اس کا گھر والا آ گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔

جب اس نے چکی کی آواز سنی تو کہا۔

کیا پیس رہی ہے؟

اس نے اپنا گمان بتایا تو انہوں نے ملاحظہ کیا کہ چکی سے آٹا نکل رہا ہے پھر انہوں نے آٹے سے تمام برتنوں کو بھر لیا پھر تنور کو ملاحظہ کیا تو اس میں تازہ روٹیاں ہیں۔اس شخص نے اس واقعہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بیان کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا اب بھی چکی چل رہی ہے۔

تو اس نے عرض کیا کہ

نہیں بلکہ ہم نے آٹے کو اٹھا کر صاف کر لیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تم اسے نہ اٹھاتے تو میری حیات مبارکہ یا تمہاری حیات تک چلتی ہی رہتی۔

(شعب الایمان: الفصل الثانی فی ذکر کثرۃ الاکل: جز:5،ص:23)

یہ حدیث سند اور متن کے لحاظ سے غریب ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کافر آدمی مہمان بن کر آیا اور سات بکریوں کا دودھ پی گیا اور صبح مسلمان ہو گیا پھر ایک بکری کے دودھ سے شکم سیر ہو گیا اور دوسری بکری کا دودھ نہ پی سکا۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسلمان ایک دانت سے کھاتا ہے اور کافر سات دانتوں سے کھاتا ہے۔

اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(صحیح مسلم: باب المومن یاکل فی معی واحد والکافر یاکل: جز:10،ص:395)

حافظ بیہقی متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک بدوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مہمان ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی ڈھونڈنے کے بعد روٹی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا پیش کیا۔ اس کے کئی ٹکڑے کیے اور دعا فرمائی چنانچہ اس نے ان کو کھایا مگر پھر بھی بچا رہا۔

اس نے کہا:

یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو صالح مرد ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسلام لے آؤ یعنی مسلمان ہو جاؤ۔

اس نے پھر کہا۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو صالح مرد ہیں۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ: ص:45)

امام بیہقی نے حفص ابن غیاث سے اسی کی مثل روایت کی ہے۔

امام بیہقی نے متعدد راویوں کے طریق سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تلاش کرنے کی سعی کی مگر کھانا نہ مل سکا۔

تو دعا فرمائی کہ

Marfat.com

اے اللہ عزوجل! تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں بے شک تو ہی مالک ہے۔

فوراً ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مکمل بکری بھنی ہوئی تحفہ میں آ گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے جس کی رحمت کے ہم منتظر ہیں۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ: ص:46)

امام بیہقی نے اسی طرح کا واقعہ متعدد راویوں کے طریق سے روایت کیا ہے لیکن اس میں اصحاب صفہ کا ذکر ہے۔

روایت یوں ہے کہ

رمضان المبارک میں افطاری کے بعد اصحاب صفہ کو طاقت کے مطابق گھر لے جاتا تھا لیکن تین دن مسلسل ہی ان کو کوئی بھی نہ لے گیا اور نہ ہی کھلایا چنانچہ اصحاب صفہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے لئے بہت کوشش کی کہ مل جائے مگر نہ مل سکا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ

اے اللہ عزوجل! ہم تیرے فضل اور کرم سے مانگتے ہیں جو تیرے پاس ہے تیرے بغیر کسی کے پاس کچھ بھی نہیں تو جلد ہی ایک بھنی ہوئی بکری مکمل تحفہ میں آ گئی تو تمام نے شکم سیر ہو کر کھائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہم نے اللہ تعالیٰ سے فضل اور رحمت کا سوال کیا تھا یہ اسی کا فضل ہے اور رحمت اس کے پاس ہمارے لیے جمع ہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ: ص:46)

Marfat.com

بکری کی دستی کی حدیث مبارکہ

امام احمد متعدد روایت کے طریق سے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کسی مجلس میں کسی سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں روٹی اور گوشت حاضر کیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دستی کو اٹھا دیجئے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری دستی مانگی تو اس کو بھی تناول فرمالیا تو دوبارہ دستی مانگی۔

اس نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کی دو ہی دستیاں ہوتی ہیں (یعنی دو ہاتھ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تمہارے باپ کی قسم! اگر تم خاموش رہتے تو میں جتنا بھی طلب کرتا تم دیتے رہتے۔

(مسند احمد: باب مسند عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ: ج:10 ص:381)

یہ حدیث اس طرح نہیں ہے اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آباؤ اجداد کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے مزید یہ کہ اس سند میں دو راوی مبہم ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک بکری ہبہ کے طور پر آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو پتہ کیا کہ یہ کیا ہے۔

Marfat.com

عرض کیا گیا:

یہ ہبہ آیا ہے۔

پھر میں نے اس کو پکایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابورافع دستی لے کر آؤ چنانچہ میں نے دستی حاضر خدمت کردی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دوسری دستی بھی لے کر آؤ چنانچہ وہ بھی حاضر خدمت اقدس کردی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اور لے کر آؤ۔

میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کی دو ہی دستیاں ہوتی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تم چپ رہتے تو میں مانگتا رہتا اور تو دیتا رہتا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی فرمائی اور اپنے مقدس ہاتھوں کو دھویا اور نماز ادا فرمائی پھر ٹھنڈا سالن تناول فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے نماز پڑھائی اور دوبارہ وضو نہیں فرمایا۔

(مسند احمد: باب حدیث ابی رافع رضی اللہ عنہ: ج:48،ص:386)

ایک اور روایت ابی رافع سے ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے ابی رافع سے روایت کرتے ہیں کہ

اس نے سالم بکری کا گوشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

دستی لے کر آؤ۔

چنانچہ میں نے وہ حاضر کر دی پھر دوسری مانگی میں نے وہ بھی حاضر خدمت اقدس کر دی پھر تیسری مانگی۔

تو میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بکری کی دو ہی دستیاں ہوتی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تم خاموش رہتے تو جب جب میں مانگتا رہتا تم دیتے رہتے۔

(مسند احمد: باب حدیث ابی رافع رضی اللہ عنہ: جز:55، ص:176)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دستی کا گوشت مرغوب تھا اسی لیے زینب یہودن نے خیبر کے اندر دستی کے گوشت میں زہر مکس کیا تھا جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لقمہ لیا تو اس لقمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا تھا۔

توضیحِ مترجم

یہ روایات تواتر کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نقل فرمائی ہیں اور کسی نے ان کا انکار نہیں کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سراپائے معجزات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خیر کثیر اور بے شمار نعمتوں سے نوازا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کبھی بھی کوئی بھی پریشانی برداشت نہ فرمائی بلکہ فوراً اس پریشانی کو حل فرما دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح کے بے شمار معجزات ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل اہل ایمان کے لئے معجزہ ہی معجزہ ہے۔

متنِ کتاب

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ دکین بن سعید خثعمی سے روایت کرتے ہیں کہ

ہم چالیس افراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ہم

Marfat.com

نے کھانے کی عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ ان کو کھانا دیدو۔

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

میرے پاس تو گھر والوں کے لئے ہی کھانا ہے اور ان کی مقدار بھی کثیر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جا کر ان کو ضرورت کے مطابق پیش کر دو۔

تو آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق ان کو ساتھ لے کر چلے گئے اور گھر میں لے گئے اور چابی نکال کر تالے کو کھولا تو کھجوریں اونٹ کے بچے کے بیٹھنے کی جگہ جتنی تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اٹھالو۔

تو ہم نے ضرورت کے مطابق اٹھالیں اور میں آخر میں لے کر فارغ ہوا تھا میں نے ملاحظہ کیا کہ کھجوروں میں کسی طرح کی بھی کمی نہ ہوئی۔

(مسند احمد: باب حدیث دکین بن سعید الخثعمی رضی اللہ عنہ: جز:35،ص:457)

علی بن عبدالعزیز نے متعدد راویوں کے طریق سے ابو رجاء سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔

اور انصاری سے فرمایا:

اگر میں نے اس کو سیراب کر دیا تو کیا اجرت دو گے۔

اس نے عرض کیا:

میں اس کو بہت محنت کر کے بھی سیراب نہیں کر سکتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اعلیٰ ترین سو (100) کھجوروں کے بدلے سیراب کر دیتا ہوں۔

اس نے عرض کیا:

Marfat.com

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرمائیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس کو جلد ہی سیراب فرما دیا۔

اور مالک نے کہا:

باغ تو ڈوب گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اعلیٰ کھجوریں ترین پسند فرمالیں چنانچہ تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھائیں اور وہی سو کھجوریں باقی بچی ہوئی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس فرما دیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمة: ص:47)

یہ حدیث غریب ہے اور ابن عساکر نے دلائل نبوۃ میں علی بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے۔

توضیحِ مترجم

صحابی کھیت کو بڑی مشکل سے سیراب کرتا تھا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی ہی دیر میں کھیت کو سیراب فرما دیا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور پھر سو کھجوریں لے کر سب کا شکم سیر ہو کر کھانا اور سو (100) کھجوریں واپس کر دینا بھی معجزہ ہے جس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا معجزہ ہیں۔

Marfat.com

باب:

درخت کا نبی کریم ﷺ کے لیے چلنا

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے گزشتہ اوراق میں حدیث گزر چکی ہے اور اس کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا تھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اہل مکہ کی اذیت سے خون میں ملے جلے غمگین تشریف فرما تھے۔

تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا:

کیا ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے کفار نے حال سے بے حال کر دیا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم معجزہ دیکھنا پسند فرماتے ہیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں میں جواب ارشاد فرمایا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے درخت کو ملاحظہ فرما کر کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بلائیں۔

Marfat.com

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا تو وہ حاضر خدمت اقدس ہو گیا اور آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

اس کو دوبارہ واپس جانے کا حکم فرمایئے تو وہ واپس چلا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بس اتنا ہی کافی ہے۔

(مسند احمد: باب مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ: جز:24،ص:215)

یہ مسند امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے مطابق ہے اور ابن ماجہ میں محمد بن طرلو عن ابی معاویہ سے ذکر کی گئی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی اذیتوں سے پریشان ہو کر حجون کے مقام پر تشریف فرما تھے۔

اور دعا فرمائی کہ

یا اللہ عزوجل! آج مجھے کوئی نشانی دکھایئے۔ جس کے بعد مجھے کسی جھٹلانے والے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی فرمائی گئی کہ فلاں درخت کو بلایئے تو وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آ گیا۔ دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم فرمایا تو وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بس اب مجھے کسی جھٹلانے والے کی پرواہ نہیں ہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب انقیاد الشجر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص:48)

امام بیہقی متعدد راویوں کے طریق سے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت

Marfat.com

کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی اذیتوں سے پریشان ہو کر گھاٹی میں تشریف لے کر جا رہے تھے۔

تو مشرکین نے کہا:

یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے آباؤ اجداد سے بھی افضل ہیں۔

تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔

آپ فرمایئے! تو کیا اللہ کے سوا دوسرے کے پوجنے کو مجھ سے کہتے ہوا ے جاہلو۔(زمر:64)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ

یا اللہ عزوجل! مجھے کوئی تسلی والا معجزہ دکھا جس سے غم دور ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اس درخت کی کسی شاخ کو بلاؤ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شاخ کو بلایا تو وہ ٹوٹ کر زمین کو چیرتی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق واپس چلی گئی۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب انقیاد الشجر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص:48)

امام احمد متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

بنی عامر کے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مہر نبوت دکھایئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ

Marfat.com

اقدس پر ہے میں لوگوں کا طبیب ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں تمہیں معجزہ دکھاؤں۔

اس نے کہا:

کیوں نہیں (یعنی دکھایئے)

اس نے کھجور کے خوشے کو دیکھ کر کہا۔

اس کو بلایئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا تو وہ زمین کو چیرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا:

واپس اپنی جگہ پر چلے جاؤ تو وہ چلا گیا۔

عامری نے کہا:

اے آل بنی عامر! میں نے اس سے بڑھ کر جادوگر آج تک نہیں دیکھا۔

(مسند احمد: باب مسند عبداللہ بن عباس: جز:5،ص:8)

توضیحِ مترجم

کفار کی یہ عادت تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو دیکھتے تو کہتے یہ تو بڑا جادوگر ہے چنانچہ وہ حد سے زیادہ بدقسمت تھے اور سب کچھ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائے۔

امام بیہقی نے متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

اس عامری نے معجزہ خود مانگا تھا اور ابوظبیان اور سماک سے بھی اسی طرح روایت ہے کہ

Marfat.com

اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کو تسلیم کیا اور کلمہ پڑھ کر ایمان لے آیا۔

اور امام بیہقی نے متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور سجدہ میں گر گیا اور پھر سر کو اٹھا کر کھڑا ہو گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واپس جانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

تو عامری نے کہا:

اے بنی عامر! دوبارہ میں کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جھٹلاوں گا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب انقیاد الشجر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص:49)

ایک اور روایت بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح نقل کی گئی ہے جس میں عامری کے ایمان لانے کا تذکرہ ہے۔

امام حاکم نے متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

ہم سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے۔

ایک اعرابی سے پوچھا۔

کدھر کا ارادہ ہے؟

اس نے کہا:

اپنے گھر کی طرف۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا کسی نیکی کی بھی حاجت ہے؟

اس نے کہا:

Marfat.com

وہ کیا ہے؟

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:) تم میرے رسول ہونے اور اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مان لو۔

اس نے کہا:

اس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیا گواہی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ درخت گواہ ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا تو وہ زمین پھاڑتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آ کر کھڑا ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین بار اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے اور رسول ہونے کی گواہی مانگی تو اس نے گواہی دی اور دوبارہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔

اس اعرابی نے کہا:

اگر میری قوم نے بات کو تسلیم کر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب قوم کو لے آؤں گا اگر نہ مانا تو اکیلے ہی آ جاؤں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو جاؤں گا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب: انقیاد الشجر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص:49)

اس کی سند جید ہے اور اس کی تخریج نہیں کی گئی اور نہ ہی امام احمد نے روایت کیا۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

توضیحِ مترجم

یہ روایات تواتر کے ساتھ نقل کی گئی ہیں اور ان کا کسی صحابی نے انکار نہیں کیا۔

درخت کا زمین کو چیر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونا معجزہ ہے اور پھر سب سے بڑی پیاری بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت سے تین بار اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے وحدہ لاشریک ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی گواہی طلب کی تو اس درخت نے گواہی بھی دی جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپائے معجزات ہیں کہ جس راستے سے بھی تشریف لے گئے معجزات طلب کرنے والوں کو معجزات دکھاتے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی دعوت عام پیش فرماتے گئے۔

Marfat.com

باب:

ستون کا رسول اللہ ﷺ کے اشتیاق میں رونا اور فراق سے جزع کرنا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے متعدد طرق کے ساتھ حدیث وارد ہوئی آئمہ کے نزدیک عظیم الشان فائدہ مند ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پہلی حدیث مبارکہ

امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مسجد کی چھت کھجور کے شہتیر کی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے کی طرف رخ فرما کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے اور اس سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

ایک صحابی نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک منبر تیار کر دیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرما کر جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمائیں اور لوگ سنیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں۔

چنانچہ تین درجات والا منبر تیار کیا گیا اور مسجد (نبوی) میں رکھ دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر قیام فرما کر خطبہ ارشاد فرمانے کا ارادہ کیا تو اس کے قریب سے گزر کر

Marfat.com

منبر اقدس پر جلوہ افروز ہوئے تو تنے سے بیل کے رونے جیسی آواز آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رونے کی آواز سن کر منبر سے اتر آئے اور اس پر اپنا مقدس ہاتھ پھیرا اور منبر پر دوبارہ تشریف فرما ہوئے۔

جب مسجد کو شہید کیا گیا تو اس تنے کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس رکھ لیا اور اس کو دیمک نے کھا لیا اور وہ گل سڑ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

(مسند الشافعی: باب: ومن کتاب ایجاب الجمعۃ: جز: 1، ص: 65)

اسی طرح امام احمد بن حنبل نے متعدد راویوں کے طریق سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث مبارکہ

امام ابو یعلیٰ متعدد راویوں کے طرق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ گئے تو وہ کھجور کا تنا بیل کی طرح آواز نکال کر چلا رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم کی وجہ سے اس کی آواز میں لرزش تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اس کو لپٹا لیا پھر وہ پرسکون ہو گیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر میں اس کو نہ لپٹاتا تو وہ قیامت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں روتا رہتا پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے زمین میں دفن کر دیا گیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب حنین الجزع شوقا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص: 50)

اور امام ترمذی نے عمر بن یونس سے روایت کیا اور فرمایا کہ

اس صورت سے صحیح غریب ہے۔

حافظ ابو بکر بزار نے اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ساتھ چمٹایا تو وہ پر سکون ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر میں اس کو نہ چمٹاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔

(مسند البزار: باب مسند ابی حمزۃ رضی اللہ عنہ: جز:2،ص:328)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

جمعہ کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے وقت ستون سے ٹیک لگایا کرتے تھے جب سننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

منبر تیار کریں جس سے سب کو آواز پہنچے۔

جس وقت منبر کو تیار کر دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افزاء ہوئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اس تنے سے اولاد کی محبت میں ماری عورت کی مانند آواز آ رہی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اس کو اپنی آغوش رحمت میں لے لیا اور اس تنے کی آواز ختم ہو گئی۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کر کے کہا ہے کہ

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو روتے۔

اور فرماتے کہ

اے اللہ تعالیٰ کے بندو! درخت کا تنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق میں روتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا مقام ہے تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شوق رکھنے کے زیادہ حق دار ہو۔

(البدایہ والنہایہ: ج:4،ص:519 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

Marfat.com

حافظ نعیم اصفہانی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

اگر میں اس کو اپنے ساتھ نہ لپٹاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا اور چلاتا رہتا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم: رقم الحدیث: 305)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے تیسری حدیث

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اسانید سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر ارشاد فرماتے تھے۔

انصاری عورت نے کہا جس کا بیٹا بڑھئی تھا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر تیار کروالیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں۔

منبر تیار ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر تشریف فرما ہوئے فوراً تنا بچے کی مانند رونے لگ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اس کو آغوش رحمت میں لے لیا اور وہ بچے کی مانند ہچکیاں لے رہا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سننے کی وجہ سے رو رہا تھا۔

(مسند احمد: الجزء الحادی والعشرون: جز: 21، ص: 71)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد اسانید سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ایک درخت یا کھجور کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ

Marfat.com

ارشاد فرماتے تھے۔

انصار کی کسی عورت یا مرد نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر نہ بنا دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تم چاہو۔

انہوں نے منبر بنا دیا جب جمعہ کا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی طرف گئے تو وہ کھجور کا تنا بچے کی طرح زور زور سے رونے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتر کر اس کو اپنے ساتھ لپٹایا تو وہ سسکیاں لینے لگا پھر پر سکون ہو گیا۔

(صحیح البخاری: باب: علامات النبوۃ فی الاسلام: جز: 11، ص: 421)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ

وہ کھجور کا تنا اس طرح چلا رہا تھا جیسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں چلاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ رکھا تو وہ پر سکون ہو گیا۔

(صحیح البخاری: باب الخطبہ علی المنبر: جز: 3، ص: 451)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اسانید سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کی ہے۔

حافظ ابو بزار اور متعدد اسانید سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

منبر کے تیار ہونے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے جب منبر پر خطبہ دینا شروع کیا تو تنے سے رونے کی آواز آئی جو تمام سامعین نے سماعت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا مقدس ہاتھ رکھا تو خاموش ہو گیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب: حنین الجزع شوقا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص: 52)

Marfat.com

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے چوتھی حدیث مبارکہ

ابو بکر بن ابی شیبہ، سفیان بن عینیہ، ابی حازم نے فرمایا کہ
سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے کہ منبر کس چیز کا تھا۔
آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے پہلے کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور اس کی طرف رخ انور فرما کر نماز پڑھتے تھے جس وقت منبر بنایا گیا تو اس پر خطبہ کے لئے تشریف لائے اور تنے سے رونے کی آواز آنے لگ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور اسے آغوش رحمت میں لیا تو وہ چپ ہو گیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب حنین الجزع شوقا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص:53)

اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے اور اس کی اسناد دونوں کی شرائط کے مطابق ہیں۔

اس حدیث کو حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے بھی روایت کیا ہے جو کہ عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پانچویں حدیث مبارکہ

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد اسانید سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے جب منبر بنا دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھنے کے لئے گزرے اور بیٹھنے لگے تو وہ رونے لگ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا مقدس ہاتھ رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

اگر میں اس کو چپ نہ کراتا تو قیامت تک روتا رہتا۔

(مسند احمد: باب: مسند عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہما: جز:5، ص:157)

یہ حدیث مبارکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے مطابق ہے اور حماد بن مسلمہ سے ابن ماجہ میں بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے چھٹی حدیث مبارکہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد اسانید سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے جب منبر تیار کیا گیا اور خطبہ دینا شروع فرمایا تو تنا رونے لگ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا مقدس ہاتھ پھیرا۔

(صحیح البخاری: علامات النبوۃ فی الاسلام: جز:11، ص:419)

عبدالحمید نے اس حدیث مبارکہ کو حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے اسی طرح ہی روایت کیا ہے۔

ابو عاصم نے متعدد اسانید سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اسانید سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے اور یہ حسن صحیح غریب ہے۔

ہمارے شیخ ابوحجاج مزی فی المرافہ متعدد اسانید سے حضرت نافع رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

ہمارے شیخ نے جو عبدالحمید سے ذکر کیا ہے وہ اصل میں عبد بن حمید ہے۔

اللہ تعالٰی ہی بہتر جانتا ہے۔ اور ہمارے شیخ نے فرمایا بعض علماء نے فرمایا کہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ابوحفص میں وہم ہے اور اس کا نام عمر نہیں ہے بلکہ

Marfat.com

معاذ ہے جس طرح کہ ترمذی میں فرمایا گیا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اسانید سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جو گزشتہ حدیث کی ہی طرح ہے۔

حضرت ابی سعید الخذری رضی اللہ عنہ سے ساتویں حدیث مبارکہ

عبد بن حمید لیثی متعدد اسانید سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

عرض کیا گیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مسلمان کثیر ہو گئے اور وہ تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کو دیکھنے کی چاہت رکھنے والے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوں تو تمام دیدار کر سکتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں (یعنی بنادو)

اس منبر کو کون بنائے گا۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا میں بناؤں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم اس کو بنالو گے۔

اس نے عرض کیا:

ہاں۔

اور اس نے انشاء اللہ نہ کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تمہارا نام کیا ہے۔

Marfat.com

اس نے اپنا نام بتایا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
بیٹھو۔
پھر دوسرا کھڑا ہوا اور اس نے بھی اسی طرح کہا یعنی انشاء اللہ نہ کہا۔
پھر ایک شخص کھڑا ہوا۔
اور اس نے عرض کیا:
میں بناؤں گا۔
اور اس نے بھی انشاء اللہ نہ کہا۔
ایک اور شخص کھڑا ہوا۔
اور اس نے عرض کیا:
میں بناؤں گا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
تمہارا نام کیا ہے۔
اس نے عرض کیا:
ابراہیم۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر تیار کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر رونق افزاء ہوئے اور لوگوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دھیان تھا (یعنی متوجہ تھے) تو کھجور کے تنے سے رونے کی آواز آئی اور اس آواز کو میں نے خود سنا اور میں مسجد کے آخری جانب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اس کو گلے لگایا اور وہ چپ ہو گیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا:
یہ کھجور کا تنا میری فرقت میں رویا ہے اگر میں اس کو اتر کر گلے نہ لگاتا تو قیامت تک

Marfat.com

روتا رہتا۔ (معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب حنین الجزع شوقا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص:54)

اس حدیث کی سند شرط مسلم کے مطابق ہے لیکن سیاق میں غرابت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

حافظ ابویعلیٰ متعدد اسانید سے حضرت ابن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر ہر جمعہ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ایک شخص روم سے آیا۔

اوراس نے عرض کیا:

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک منبر بنا دیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوسکیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں۔

اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر بنایا۔پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے لکڑی کا تنا اس طرح رویا جس طرح اونٹنی اپنے بچے کے لئے روتی ہے۔حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور اس پر اپنا مقدس ہاتھ پھیرا۔

(مسند ابی یعلیٰ :باب: من مسند ابی سعید الخذری رضی اللہ عنہ: جز:2،ص:328)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آٹھویں حدیث مبارکہ

حافظ ابویعلیٰ متعدد اسانید سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دنیا اور آخرت کے ساتھ ہونے کا اختیار دیا تھا اس نے آخرت کو پسند کیا اور زمین میں اتناد بایا گیا کہ اس کی علامت ہی نہ رہی۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب حنین الجزع شوقا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص:55)

Marfat.com

یہ حدیث متن اور سند کے لحاظ سے غریب ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نویں حدیث مبارکہ

ابونعیم متعدد اسانید سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جس وقت منبر تیار ہو گیا تو اس پر جلوہ فرما ہوئے تو وہ تنا بیل کی مانند آواز نکالنے لگ گیا اور تمام مسجد والوں نے آواز سنی۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تشریف لائے اور وہ خاموش ہو گیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب حنین الجزع شوقا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص:55)

امام احمد اور نسائی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ

میرے منبر کے قوائم جنت کے ایک زاویہ میں ہیں۔

اور نسائی میں ہے کہ

میرے منبر اور میرے گھر کا درمیانی زمین کا ٹکڑا جنت کا باغیچہ ہے۔

یہ معجزہ متعدد اسانید کے ساتھ روایت کیا گیا ہے اور آئمہ نے ان کو نقل کیا ہے اور اس طرح اہل نظر کے لئے اس میں تامل ونظر وفکر ہے۔ اللہ تعالیٰ مددگار ہے۔

حافظ بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جتنے معجزات سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں اتنے کسی اور نبی کو نہیں عطا فرمائے۔

ابن سواد نے کہا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ایک بے جان لکڑی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آغوش رحمت میں لینا اور اس کا خاموش ہو جانا مردوں کو زندہ کرنے سے بڑا معجزہ

Marfat.com

ہے۔ (معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب حنین الجزع شوقا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص:55)

توضیحِ مترجم

یہ روایات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تواتر کے ساتھ نقل کی گئی ہیں اور آئمہ حدیث نے بھی ان کو تواتر کے ساتھ نقل کیا اور کسی نے ان کا انکار نہیں کیا بلکہ انہی کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس بیان کرتے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزے کا درس دیتے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں تنے کا رونا ایک عظیم معجزہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں ایک درخت ہوکر اور وہ بھی بے جان پھر اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی عطا فرمائی پھر وہ رویا یہ سب معجزہ سے خالی نہیں۔

یہ ایک بے جان چیز ہے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی بھی برداشت نہیں کر سکی مگر ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزرتی ہوگی جو ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے لئے تڑپتا ہوگا شب وروز اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کرتا ہوگا اور زاروقطار روتا ہوگا اللہ تعالیٰ اہل عقلاء کو میرے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے کچھ سیکھنے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

Marfat.com

باب:

کنکریوں کا آپ ﷺ کے ہاتھ میں تسبیح کرنا

امام بیہقی متعدد اسانید سے حضرت سوید بن یزید سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

میں تو سب کچھ دیکھنے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام خیر سے لیتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت کا متبع رہتا تھا۔ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور وہ سیدھی طرف بیٹھ گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سیدھی جانب بیٹھ گئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آ گئے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیدھی جانب بیٹھ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے سے سات یا نو کنکر لیے تو ان سے مکھی کی بھنبھناہٹ کی مانند آواز آنے لگ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نیچے رکھ دیا تو انہوں نے آواز نکالنا بند کر دی۔ پھر ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھا تو پھر آواز آنے لگ گئی پھر ان کو زمین پر رکھا تو ان کی آواز ختم ہو گئی پھر ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھا تو ان کے ہاتھ پر اسی طرح آواز آنے لگ گئی پھر ان کو نیچے رکھ دیا تو وہ چپ ہو گئیں پھر ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھا تو ان سے بھی آواز آنے لگ گئی۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ نبوت کی خلافت ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

صالح بن ابی الاخضر کا حافظہ نہیں ہے اور محفوظ سند یہ ہے کہ صالح ابوحمزہ کے ذریعے سے زہری سے روایت کی ہے۔

انہوں نے ولید بن سوید سے اور انہوں نے ابی ذر سے اسی طرح روایت کی ہے۔

امام بیہقی متعدد اسانید سے شعیب سے روایت کرتے ہیں کہ

ولید بن سوید نے کہا:

بنی سلمی کے کسی بڑے عمر والے کا کہنا ہے کہ جس نے ابوذر سے ریذہ میں ملاقات کی۔ اچانک مجلس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا جس میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔

بنی سلمی نے کہا:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوں گے کہ انہوں نے ان کو ریذہ میں پابند کیا تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس طرح نہ کہو میں نے ان کا حیران کن واقعہ ملاحظہ کیا ہے اس کو میں زندگی میں کبھی نہیں بھلا سکتا۔ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ گیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف بیٹھ گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دائیں طرف بیٹھ گئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آ گئے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دائیں طرف بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے سے سات یا نو کنکر لیے تو ان سے مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح آواز آنے لگ گئی آپ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے ان کو نیچے رکھ دیا تو انہوں نے آواز نکالنا بند کر دی۔ پھر ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھا تو پھر آواز آنے لگ گئی پھر ان کو زمین پر رکھا تو ان کی آواز بند ہو گئی پھر ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھا تو ان کے ہاتھ پر اسی طرح آواز آنے لگ گئی پھر ان کو نیچے رکھ دیا تو وہ چپ ہو گئیں پھر ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھا تو ان سے بھی آواز آنے لگ گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ نبوت کی خلافت ہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تسبیح الحصی فی کفہ علیہ الصلوٰۃ والسلام: ص:55)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جو کہ واقعہ گزر چکا ہے کہ جس میں کھانے کے تسبیح کرنے کا ذکر ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کھانے کی تسبیح خود سنی۔

(صحیح البخاری: علامت النبوۃ فی الاسلام: جز:11 ص:415)

حافظ بیہقی متعدد اسانید سے حضرت ابی اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرمایا:

کل آپ (رضی اللہ عنہ) گھر والوں کے سمیت میرے آنے تک گھر رہنا مجھے کوئی حاجت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ سلام فرما کر عام گفتگو فرمائی۔

پھر ارشاد فرمایا:

میرے قریب آ جاؤ۔

ہم قریب ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر چادر ڈالی۔

اور دعا فرمائی:

اے اللہ عزوجل! یہ میرا چچا ہے اور والد محترم کے مقام پر ہے اور میرا گھرانہ ہے

Marfat.com

ان کو آگ سے محفوظ رکھنا جس طرح میں نے ان پر اپنی چادر رکھی ہے چنانچہ گھر کی دیواروں سے آمین کہنے کی تین بار آواز آئی۔ آمین آمین آمین۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب تسبیح الحصاۃ فی کفہ علیہ الصلوٰۃ والسلام: ص:56)

اس روایت کو ابو عبد اللہ ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اس پتھر کو اس وقت سے بھی جانتا ہوں جو مجھے بعثت سے قبل سلام کرتا تھا۔

(مسند احمد: باب: حدیث جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ: ص:42، ج:346)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک بار مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھا۔ ہم ایک طرف چلے گئے۔ راستے میں ہر پہاڑ اور درخت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔

اور کہتا۔

السلام علیک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(سنن الترمذی: فی آیات اثبات نبوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ج:12، ص:76)

یہ حدیث حسن غریب ہے اس کو ولید بن ابی ثور کے علاوہ روایت کیا ہے۔

اور انہوں نے کہا:

عن عباد بن ابی سعید منهم فروة بن ابی الفراء

اسی طرح حافظ ابو نعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور الفاظ ملتے جلتے ہیں۔

بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک کی مٹھی کفار کی طرف پھینکی تو کفار کا زور

Marfat.com

ختم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

اور یہ آیت نازل ہوئی۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ

اور غزوہ حنین میں بھی اسی طرح ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک کی مٹھی دشمن کی طرف پھینکی اور فوراً جنگ کا منظر بھی تبدیل ہو گیا اور دشمن کو شکست ہوئی۔

ہم نے غزوہ فتح (یعنی فتح مکہ) کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ

جب فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بت کی طرف چھڑی سے اشارہ کرتے ہوئے **جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** پڑھتے گئے اور وہ گرتے گئے۔

ایک روایت میں ہاتھ کا ذکر ہے اشارہ کا ذکر نہیں ہے۔

امام بیہقی متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ

میرے دوپٹہ کے اوپر تصویر بن ہوئی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھاڑ کر ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والے کو ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: باب الدعوی فی الموضع الذی: جز:7،ص:267)

امام اوزاعی سے ہے کہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

ایک سرے پر عقاب کی تصویر تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقدس ہاتھ سے اس کو مٹا دیا۔

Marfat.com

توضیحِ مترجم

ان روایات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے تواتر کے ساتھ نقل کیا اور آئمہ حدیث نے بھی ان روایات کو لیا اور ان کو نقل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کنکریوں کا تسبیح کرنا معجزہ کی دلیل ہے اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کنکریوں کا تسبیح کرنا معجزہ کی بڑی دلیل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے سے تشریف لے جاتے تو شجر و حجر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے گویا کہ ان کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنا معجزہ کی دلیل ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مٹھی میں خاک لے کر کفار کی طرف پھینکنا اور ان کو شکست ہونا معجزہ کی دلیل ہے ان سب روایات سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپائے معجزات ہیں۔

Marfat.com

باب:

نبوت کے دلائل جو حیوانات کے ذریعے سے ہیں

اونٹ کا سجدہ کرنا اور شکوہ کرنا

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد راویوں کے طریق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ایک انصاری کا اونٹ تھا جس سے وہ کھیتوں کو پانی پلانے کا کام لیتا تھا وہ وحشی ہو گیا اور اس نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی کہ باغ خشک ہو رہا ہے اور کھیت سوکھا جا رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا:

چلو چلتے ہیں۔

پھر وہ باغ میں گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کی طرف بڑھے۔

تو انصار نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کتے کی مانند کاٹنے والا ہو گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر حملہ کا خوف ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے اس سے کوئی خطرہ نہیں۔

اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا آیا چنانچہ آ کر گردن کو جھکایا اور سجدے میں چلا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماتھے کے بال

Marfat.com

پکڑے اور اسے رہٹ میں لگا دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بے عقل ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتا اور ہم انسان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر انسان کا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اس کے عظیم حق کی وجہ سے اسے سجدے کرے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم!

اگر مرد سر سے پاؤں تک زخمی ہو اور زخموں سے پیپ نکل رہی ہو اور عورت اس کو چاٹے پھر بھی اس کا حق ادا نہیں کر سکتی۔

(مسند احمد: باب مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ: جز:25،ص:199)

یہ سند جید ہے اور اس کو امام نسائی نے اس کے بعض حصے کو خلف سے روایت کیا ہے۔

امام احمد متعدد راویوں کے طریق سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سفر سے واپس آرہے تھے جس وقت ہم بنی نجار کے باغ کے پاس آئے تو وہاں پر ایک وحشی اونٹ کھڑا تھا اور کسی کے قابو میں بھی نہیں آرہا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ میں تشریف لا کر اونٹ کو بلایا تو وہ گردن کو جھکا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب آیا اور آکر سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو رسی ڈالی اور مالک کو دے دیا۔

لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

زمین وآسمان کے مابین تمام مخلوق سوائے گناہ گار انسان اور جن کے مجھے جانتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

(مسند احمد: باب مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما: جز:28،ص:363)(تفرد بہ الامام احمد)

حافظ ابوالقاسم طبرانی نے متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

وحشی اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے سر کو جھکا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مالک کو دے دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! گویا کہ وہ جانتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

گناہ گار جن وانس کے سوا تمام مجھے جانتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

(المعجم الکبیر: احادیث عبداللہ بن العباس بن عبد رضی اللہ عنہما: جز:12،ص:155)

اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہایت غریب ہے۔

حافظ ابوالقاسم طبرانی متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

انصار میں سے کسی دو انصاری کے دو اونٹ وحشی تھے۔

انہوں نے اس کو باغ میں بند کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کروائیں۔ جب وہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جلوہ افروز تھے۔ اس نے سب کچھ عرض کیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چلو چلتے ہیں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باغ کے دروازے پر تشریف فرما ہوئے۔

Marfat.com

تو ارشاد فرمایا:

اس کو کھول دو۔

تو اس نے دروازہ کھولا اور اونٹ دروازے کے قریب کھڑا تھا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور سجدے میں چلا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مہار کو منگوا کر اسے مالک کو دے دیا پھر دوسرے اونٹ کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور سجدے میں گر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مہار منگوا کر اسے مالک کو دے دیا۔

اور ارشاد فرمایا:

یہ تیرے مطیع رہیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان وحشی اونٹوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا، کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ نہ کریں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں کسی کو کسی کے لئے سجدے کا حکم نہیں دیتا اگر کسی کو حکم دیتا تو صرف عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے گھر والے کو سجدہ کرے۔

(معجم الکبیر: احادیث عبداللہ بن العباس بن عبد رضی اللہ عنہما: جز: 11، ص: 356)

اس کی سند اور متن غریب ہیں۔

ابو محمد عبداللہ بن حامد فقیہ متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مدینہ منورہ سے باہر ایک باغ کی طرف گئے۔ ایک اونٹ نے سر کو اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس نے زمین پر اپنی گردن رکھ دی۔

Marfat.com

عرض کیا گیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس جانور سے ہم زیادہ حق دار ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سبحان اللہ! کیا اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے سجدہ کیا جائے۔

کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ دوسرے کو سجدہ کرے اگر میں کسی ایک کا دوسرے کو سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے گھر والے کو سجدہ کرے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب مایتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:59)

امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر مجھے اپنے ساتھ بٹھایا پھر مجھے چپکے سے ایک بات بتائی جو میں کبھی بھی کسی کو نہیں بتاؤں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے کسی ٹیلہ یا گنجان اور گھنے کھجور کے درختوں کی اوٹ میں جانا پسند کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے وہاں ایک اونٹ آیا اور اس نے بڑبڑ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کان کی ہڈی کے پیچھے ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ اونٹ کس کا ہے۔

انصار کا ایک نوجوان آیا اور اس نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اونٹ میرا ہے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم ان جانوروں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جن کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنا دیا ہے اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ اس کو تم بھوکا رکھتے ہو اور کام لے لے کر اس کو تھکا دیتے ہو۔

(مسند احمد: باب: حدیث عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: جز: 4، ص: 179)

امام احمد متعدد راویوں کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انصار اور مہاجرین کی جماعت میں جلوہ افروز تھے تو ایک اونٹ آیا اور سجدے میں چلا گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو درخت اور اونٹ سجدہ کریں تو ہمیں زیادہ حق ہے سجدہ کرنے کا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے رب عزوجل کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا احترام کرو۔ اگر میں ایک بشر کو دوسرے بشر کے لئے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو دیتا کہ اپنے گھر والے کو سجدہ کرے۔ اگر گھر والا بیوی کو سرخ پہاڑ کو کالے پہاڑ پر اور کالے کو سرخ پہاڑ پر ڈالنے کا کہے پھر بھی گھر والے کا حکم مانے۔ (مسند احمد: باب حدیث السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا: جز: 49، ص: 487)

یہ سند سنن کی شرط پر ہے۔

اور ابن ماجہ نے حماد سے روایت کیا ہے کہ

اگر میں حکم دیتا کسی کو سجدہ کرنے کا تو عورت کو گھر والے کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا۔

الی آخرہ۔ (ابن ماجہ: باب حق الزوج علی المرأۃ: جز: 5، ص: 448)

امام احمد متعدد اسناد سے یعلیٰ بن سیابہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع حاجت کا ارادہ فرمایا تو دو درختوں کو آپس میں مل جانے کا حکم فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ ہو گئے تو واپس جانے کا حکم فرمایا تو وہ واپس چلے گئے اور ایک اونٹ بڑبڑ کرتا آیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں جانتا ہوں کہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے۔

یہ اپنے مالک کا شکوہ کر رہا ہے اور ذبح کرنے کا کہہ رہا ہے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک کو بلایا اور ارشاد فرمایا:

اس کو مجھے تحفہ دے دے۔

اس نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا محبوب مال ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کی خوب دیکھ بھال کرو۔

اس نے عرض کیا:

جیسے حکم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے قریب سے گزرے جس پر عذاب ہو رہا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کو عام گناہ کے بدلے میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تر شاخ گاڑھنے کا حکم فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہوسکتا ہے جب تک یہ تر رہے تو وہ عذاب سے حفاظت میں رہے۔

(مسند احمد: حدیث یعلی بن مرۃ الثقفی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:35،ص:438)

Marfat.com

امام احمد متعدد راویوں کے طریق سے حضرت یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تین چیزیں دیکھیں۔

ایک دن ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں جا رہے تھے ہمارا ایک اونٹ کے پاس سے گزر ہوا جب اونٹ نے دیکھا تو بڑ بڑ کرنے لگا اور اپنی گردن آگے بڑھائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس ٹھہر گئے۔

اور ارشاد فرمایا:

اس کا مالک کون ہے؟

وہ شخص آ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس اونٹ کو مجھے بیچ دو۔

اس نے کہا:

نہیں! میں ہبہ کرتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نہیں مجھے فروخت کر دو۔

اس نے کہا:

نہیں! میں ہبہ کرتا ہوں۔ ہمارے گھر والوں کی گزر اوقات اس کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تم نے یہ کہا ہے تو سنو۔ اس اونٹ نے مجھے شکایت کی ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور اس کو چارہ کم ڈالتے ہو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

پھر ہم ایک جگہ پر آرام کرنے کے لئے اتر گئے اول پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام

Marfat.com

فرمانے کے لئے لیٹ گئے تو ایک درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرنے لگ گیا پھر وہ دوبارہ اپنی جگہ پر چلا گیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ گئے تو میں نے یہی بات عرض کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس درخت نے مجھے سلام کرنے کی اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت عطا فرمادی۔

پھر ہم وہاں سے چل پڑے اور ایک کنویں کے اوپر اتر گئے ایک عورت جس کے بچے پر آسیب تھا اسے لے کر آئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ناک کو پکڑا اور فرمایا:

نکل جاؤ۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

جب ہم واپسی آئے تو وہی عورت اسی کنویں پر آئی اور دودھ اور بکری تحفہ کے طور پر لائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دودھ کو پی لو اور بکری کو واپس کر دو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بچے کے بارے میں پوچھا۔

تو اس نے عرض کیا:

اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اس کے بعد اس کو کسی چیز کی شکایت نہ ہوئی۔

(مسند احمد: حدیث یعلی بن مرة الثقفی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ج:35،ص:444)

امام احمد متعدد اسناد سے حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں تین اشیاء کو دیکھا جو کسی نے بھی نہیں دیکھیں اور نہ

Marfat.com

آئندہ دیکھ سکے گا۔

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جگہ سے گزرے جہاں عورت ایک بچہ کو لے کر بیٹھی تھی۔

اس نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس بچے پر آسیب ہے اور بہت زیادہ تنگ کرتا ہے اور اس کو روزانہ کئی دفعہ دورہ بھی ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسے مجھے دیدو چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ کو کھولا اور تین دفعہ

بسم اللہ انا عبداللہ اخسأ عدو اللہ

پڑھ کر پھونک ماری۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

واپسی پر مجھے اسی جگہ مل لینا اور مجھے تمام حالت کا بتانا چنانچہ دوبارہ ہم اسی جگہ آئے تو وہ عورت تین بکریاں لے کر بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بچے کے بارے میں پوچھا۔

تو اس نے کہا:

اس دن سے اب تک اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان بکریوں کو قبول فرمالیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک کو لے لو اور باقی واپس دیدو۔

ایک روز ہم جبانہ کی طرف چلے گئے اور دور دراز نکل گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کسی اوٹ کو دیکھو۔

Marfat.com

میں نے عرض کیا:

اسی طرح کی ایک گھناؤنی جگہ ہے (یعنی جھاڑی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کے اردگرد کیا ہے۔

میں نے عرض کیا:

اسی طرح کی ایک گھناؤنی جگہ ہے (یعنی جھاڑی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان کو میری طرف سے حکم دو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپس میں مل جاؤ تو وہ آپس میں مل گئیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع حاجت سے فراغت پالی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

ان کو میری طرف سے حکم دو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے مقام پر چلی جاؤ تو وہ اپنے مقام پر چلی گئیں۔

میں ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا ایک اعلیٰ اونٹ حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی گردن کو نیچے کر دیا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کی حالت تو عجیب سی ہے اس کے مالک کا پتہ کرو تو میں اس کے مالک انصاری کو لے کر حاضر ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس اونٹ کا کیا حال ہے؟

اس نے عرض کیا:

مجھے تو صرف اتنا ہی پتہ ہے کہ ہم اس سے پانی اٹھواتے ہیں اور یہ کمزور ہو گیا ہے۔

Marfat.com

ہم نے باہم مشورہ کیا تھا کہ اس کو ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس طرح نہ کرو بلکہ مجھے ہبہ کر دو یا اس کو بیچ دو۔

اس نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر صدقہ کا نشان لگایا پھر ان صدقہ والے اونٹوں میں بھیج دیا۔ (مسند احمد: باب: حدیث یعلیٰ بن مرۃ الثقفی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:35،ص:426)

امام احمد متعدد راویوں کے طریق سے حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آسیب والا بچہ لے کر حاضر ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے اللہ عزوجل کے دشمن نکل جاؤ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو وہ تندرست ہو گیا اس نے دو مینڈھے، پنیر اور گھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینڈھے کو لوٹا دیا اور دوسری چیزیں رکھ لیں۔ پھر دو درختوں کا قصہ بھی ذکر ہے جو کہ گزر چکا۔ (مسند احمد: الجزء التاسع والعشرون: جز:29،ص:92)

امام احمد متعدد اسانید کے ساتھ یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کچھ دیکھا جو کسی نے نہیں دیکھا میں نے بچہ کا معاملہ دیکھا اور دو درختوں کا واقعہ دیکھا اور اونٹ کا واقعہ دیکھا۔

اس روایت میں اتنا فرق ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اونٹ تمہارا شکوہ کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ جوانی میں کام کرواتا رہا اور اب ذبح کر رہا ہے۔

Marfat.com

اس نے عرض کیا:

اللہ تعالیٰ کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچ فرما رہے ہیں اور میرا یہی ارادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اب اس طرح نہیں کروں گا۔

(مسند احمد: باب حدیث یعلیٰ بن مرۃ الثقفی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:35، ص:446)

امام بیہقی متعدد راویوں کے طریق سے یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین معجزات دیکھے ہیں۔

(اور آگے گزشتہ روایت موجود ہے ملاحظہ کریں)

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:61)

یہ عمدہ مسئلہ ہے اور قطعی اور علم یقینی کا فائدہ دیتا ہے اور ابویعلیٰ کا بیان شک سے منزہ ہے۔ صحاح ستہ میں اس واقعہ کو ذکر نہیں کیا گیا صرف ابن ماجہ میں کچھ الفاظ ہیں۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد میں بھی ہے۔ دلائل النبوہ میں حافظ ابونعیم سے اونٹ والی حدیث کئی راویوں کے طریق سے آئی ہے اور عبرانہ بن قرط سے بھی روایت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں چھ اونٹ لائے گئے اور ہر اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں سے ذبح ہونے کی اولاً کوشش کر رہا تھا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہونا

حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا سست رفتار تھا ایک بار مدینہ میں شور پھیل گیا تو لوگ شور کی طرف چل پڑے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر چکر کاٹ کر واپس تشریف لا رہے تھے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
کوئی خوف نہیں کوئی خوف نہیں لوٹ آؤ۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
یہ گھوڑا دریا کے پانی سے بھی زیادہ تیز ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اتنا تیز ہوا کہ دوسرے گھوڑے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:63)

اونٹ کا واقعہ

ابو محمد عبداللہ بن حامد فقیہ اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں متعدد راویوں کے طریق سے غنم بن اوس رازی سے روایت کرتے ہیں کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں حاضر تھے ایک اونٹ بھاگتا ہوا آ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر پریشان جیسا کھڑا ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے اونٹ رک جاؤ اگر تم سچے ہو تو تمہارے لیے یہ سچائی بہتر ہے اگر تم جھوٹے ہو تو یہ جھوٹ بولنا تمہارے لئے وبال کا سبب ہے۔ ہم سے اللہ تعالیٰ نے پناہ مانگنے والے کو امن عطا فرمایا ہے اور ہم سے پناہ لینے والا بے خطرہ ہے۔

ہم نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا بول رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کو ذبح کر رہے تھے اور یہ بھاگ کھڑا ہوا اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریادی ہوا ہے ہم محفل میں بیٹھے تھے کہ اس کا مالک آ گیا جب اونٹ نے اس کو دیکھا

Marfat.com

تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب قریب ہو گیا۔

اس نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا یہ اونٹ تین روز سے اوجھل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ تو تمہاری شکایت کر رہا ہے اور فریادی بنا ہوا ہے کہ تم گرمی کے دنوں میں اس پر سامان لادتے ہو اور صحراؤں میں سفر کرتے ہو اور سردی میں گرم علاقوں کی طرف جاتے ہو۔

اس نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاملہ اسی طرح ہے۔

اب ہم نہ اس کو ذبح کریں گے اور نہ بیچیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ تم سے فریادی بھی ہوا اور تم نے اس کی فریاد ہی نہیں سنی۔

میں تم لوگوں سے زیادہ رحم دل ہوں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے قلوب سے نرمی اور رحم کو لے لیا ہے اور مسلمانوں کے قلوب میں رکھ دیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (100) سو درہم کے بدلے لے لیا اور اس کو آزاد فرما دیا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہو کر بڑبڑ کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمایا اس نے پھر بڑبڑ کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمایا اس نے پھر تیسری بار اسی طرح کیا تو آپ نے آمین فرمایا وہ پھر چوتھی مرتبہ چلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمایا۔

ہم نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا کہہ رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس نے کہا:

Marfat.com

اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام اور قرآن کی تبلیغ پر اچھا اجر عطا فرمائے تو میں نے اس پر آمین کہا۔

اس نے کہا:

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا قیامت کے دن رعب وخوف دور فرمائے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دور فرمایا۔

تو اس پر میں نے کہا:

آمین۔

دوبارہ اس نے کہا:

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو دشمنوں سے حفاظت میں رکھے۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری جان کو حفاظت میں رکھا۔

تو میں نے کہا:

آمین۔

دوبارہ اس نے کہا:

اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں باہم قتال وغارت نہ فرمائے تو میرے اوپر رونے والی حالت ہوگئی۔

انہیں خصلتوں کو میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے تین کو قبول فرمالیا اور ایک کو نہیں فرمایا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی فنا تلواروں کے ساتھ ہے اور اس پر قلم جاری ہو چکا ہے۔ (مطلب تقدیر لکھی گئی)

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: 63)

میں کہتا ہوں یہ حدیث نہایت ہی غریب ہے ان کے علاوہ کسی نے روایت ہی نہیں

Marfat.com

فرمایا اس میں سند اور متن کے لحاظ سے غرابت اور نکارت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

بکریوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سجدہ میں جانا

ابو محمد عبداللہ بن حامد متعدد راویوں کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ انصار کے کسی باغ میں تشریف لے گئے۔ باغ میں بکریاں تھیں اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ان بکریوں سے زیادہ سجدہ کرنے کے حق دار ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک بشر کو دوسرے بشر کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے اگر سجدہ ایک کا دوسرے کو جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم فرماتا کہ وہ اپنے گھر والے کو سجدہ کرے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:64)

یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند کو نہیں جانتا۔

توضیحِ مترجم

یہ روایات متواتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نقل فرمائی ہیں اور آئمہ حدیث نے ان کو آگے نقل فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ احادیث مبارکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر دلالت کرتی ہیں۔ اونٹ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کرنا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے بروز

Marfat.com

حشر خوف و ہراس سے نجات کی دعا کرنا اور کلام کرنا معجزہ ہے اور بڑی پیاری بات یہ ہے کہ اونٹ اور بکری نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا لہٰذا یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے پر دال ہے۔ الغرض اونٹ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سجدہ کرنا اور شکوہ کرنا معجزے سے خالی نہیں جس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپائے معجزات ہیں۔

متنِ کتاب

بھیڑیئے کا واقعہ اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا

امام احمد متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

بھیڑیئے پر بکری نے حملہ کر دیا تو چرواہے نے اس سے بکری واپس لے لی۔

چرواہے کو بھیڑیئے نے کہا:

تمہیں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں آتا کہ تو نے میرا رزق واپس لے لیا ہے۔

چرواہے نے کہا:

تعجب کی بات ہے کہ بھیڑیا بھی انسان کی طرح باتیں کر رہا ہے۔

بھیڑیئے نے کہا:

تعجب تو زیادہ اس بات کا ہے کہ یثرب (یعنی مدینہ منورہ) میں سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پچھلے واقعات بتاتے ہیں چنانچہ چرواہا بکریوں کو بھگا کر مدینہ منورہ آ گیا بکریوں کو ایک مقام پر روکا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور سب واقعہ عرض کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع فرما کر اس چرواہے کو فرمایا ان کو واقعہ سناؤ۔ جب اس نے سنا دیا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

یہ سچ بول رہا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں (سیّدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے قیامت سے قبل درندے انسانوں سے باتیں کریں گے اور مرد کا تسمہ اور کوڑے کی گوڈی یعنی (پھندن) بھی اس سے بات کریں گے اور اس کی ران اس کو گھر کے واقعات بتائے گی۔

(مسند احمد: باب: مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ: ج:23،ص:410)

اس حدیث کی سند شرط صحیح البخاری کے مطابق ہے۔

امام بیہقی نے اس کو صحیح فرمایا ہے۔

ترمذی میں یہ قول فرمان ہے۔

والذی نفسی بیده لاتقوم ساعته حتی یعلم السباع الانس الی آخره......

قاسم بن فضل نے کہا ہے۔

یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

یہ قاسم بن فضل ثقہ مامون راوی ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ایک اعرابی مدینہ منورہ کے گرد بکریوں کی دیکھ بھال کر رہا تھا بھیڑیئے نے ایک بکری کو چھین لیا اعرابی نے اس سے وہ چھڑا لی اور اس کو ڈانٹ ڈپٹ کی تو بھیڑیا دور جا کر بیٹھ گیا۔

اور اس کو کہا کہ

اللہ تعالیٰ نے جو مجھے رزق عطا فرمایا ہے تم نے وہ مجھ سے چھین لیا ہے۔

اس نے کہا:

بہت تعجب ہے کہ بھیڑیا بھی باتیں کرتا ہے۔

Marfat.com

بھیڑیئے نے کہا:

اللہ تعالیٰ کی قسم تم نے تو اس سے زیادہ تعجب یافتہ بات کو سائیڈ پر رکھا ہوا ہے۔

اس نے کہا:

وہ کیا ہے۔

بھیڑیئے نے کہا:

مدینہ منورہ کے باغیچے میں اللہ تعالیٰ کا رسول لوگوں کو ماضی اور مستقبل کے واقعات بتاتا ہے تو اعرابی نے بکریوں کو سائیڈ پر چھوڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر پہنچ کر کنڈی کھٹکھٹائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ارشاد فرمایا:

بکریوں والا اعرابی کدھر ہے تو اعرابی سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم نے جس بات کو دیکھا اور سنا ہے وہ ان کو بتاؤ تو اعرابی نے تمام قصہ سنا دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اس نے سچ کہا ہے اس طرح کے واقعات قیامت سے قبل ظہور پذیر ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم!

قیامت سے قبل اس طرح ہو گا کہ انسان کو اس کے گھر کے حالات اس کا جوتا اور عصا بتائیں گے۔

(مسند احمد: باب مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ: جز:23، ص:458)

یہ حدیث اہل سنن کی شرط پر ہے اور اس کی تخریج نہیں کی گئی اور امام بیہقی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام حاکم اور حافظ ابو نعیم نے بھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

امام احمد نے متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

چرواہے کے ریوڑ سے بھیڑیئے نے ایک بکری کو جھپٹ لیا اور چرواہے نے بھاگ کر اس بکری کو چھین لیا چنانچہ بھیڑیئے نے ایک ٹیلے پر جا کر چرواہے کو کہا۔

اللہ تعالیٰ نے جو مجھے رزق عطا فرمایا وہ تم نے چھین لیا ہے۔

چرواہے نے حیرت سے کہا۔

بھیڑیا بھی باتیں کرنے لگ گیا ہے۔

بھیڑیئے نے کہا:

اس سے حیران کن بات تو یہ ہے کہ ایک شخص گزشتہ اور آنے والے حالات بتاتا ہے اور وہ چرواہا یہودی تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے اسلام قبول کر لیا اور تمام واقعہ عرض کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

آدمی کو اس کے گھر کے حالات اس کا جوتا اور عصا بتائیں گے۔

(مسند احمد: باب مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ: جز:16 ص:259)

تفرد به احمد وهو على شرط السنن ولم يخرجوه .

اور شاید اس واقعہ کو شہر بن حوشب نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے سوا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی سماعت کیا گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

ابونعیم دلائل النبوۃ میں متعدد اسانید کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

میں غزوہ تبوک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھا۔ ریوڑ سے بکریاں

Marfat.com

بھاگ گئیں تو بھیڑیے نے ان سے بکری چھین لی اور چرواہا بکری چھڑانے کے لئے پیچھے بھاگا۔

تو بھیڑیے نے کہا:

مجھے اللہ تعالیٰ نے رزق دیا ہے اور تم مجھ سے چھینتے ہو۔ اس نے یہ سنا تو حیران ہو گیا۔

اس نے کہا:

بھیڑیے کی بات سن کر تمہیں حیرانگی ہو رہی ہے حیرانگی تو یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی آتی ہے۔ کچھ لوگ تو تصدیق کر رہے ہیں اور کچھ جھٹلا رہے ہیں۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ ج3 ص65)

حافظ ابو نعیم نے فرمایا:

اس سند میں حسین بن سلیمان اکیلے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ

حافظ ابن عدی نے حسین، عبد الملک سے کچھ روایات نقل کر کے کہا ہے کہ ان کی روایات میں متابعت نہیں ہے۔

امام بیہقی متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دور میں ایک چرواہا تھا جس کے ریوڑ سے بھیڑیے نے بکری جھپٹ لی اور چرواہے نے اس کے منہ سے چھین لی۔

بھیڑیے نے کہا:

اللہ تعالیٰ کا تمہیں خوف نہیں تم نے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق چھین لیا ہے؟

چرواہے نے کہا:

بہت زیادہ تعجب کی بات ہے کہ بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے۔

Marfat.com

بھیڑیئے نے کہا:

اس سے بڑھ کر تعجب تو یہ ہے کہ (سیّدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس باغیچے میں گزشتہ اور آنے والی خبریں دیتے ہیں چنانچہ وہ چرواہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور تمام بات بتا کر مسلمان ہو گیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب الحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:65)

حافظ ابن عدی نے فرمایا کہ

ابو بکر بن ابی داؤد نے مجھے بیان کیا کہ اس چرواہے کا نام اہبان ہے اور اس کی ذریت بنی مکلم الذئب سے مشہور و معروف ہے۔ محمد بن اشعث خزاعی انہی کی ذریت سے ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہ بات حدیث کے قوی اور ہنر یافتہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔ امام بخاری نے اسی واقعہ کو اپنی تاریخ میں اہبان بن اوس سے روایت کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ

اس کی سند قوی نہیں ہے۔

امام بیہقی حسین بن احمد رازی سے ابوسلیمان مقری کا واقعہ روایت کرتے ہیں کہ میں گدھے کے اوپر سوار تھا، اور گدھا راستہ بھٹکنے لگ گیا میں نے جب اس کے سر پر مارا تو اس نے کہا:

اے ابوسلیمان بہت مار لو تمہارے سر پر بھی اس طرح لگیں گی۔

ان سے کہا گیا کہ

کیا یہ بات سمجھنے والی تھی۔

تو کہا۔

ہاں جیسے تم مجھ سے اور میں تجھ سے بات کر رہا ہوں۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:66)

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھیڑیئے کا واقعہ

سعید بن مسعود متعدد اسانید سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک بھیڑیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر اپنی دم کو ہلانے لگ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا:

یہ بھیڑیئے کا نمائندہ ہے اور مویشیوں سے کچھ حصہ مانگنے آیا ہے تو وہ اپنے حصہ پر گزر بسر کریں گے اور زیادہ پر حملہ نہیں کریں گے۔

عرض کیا گیا:

یہ بات ہمیں قبول نہیں ہے۔

پھر ایک شخص نے اس کو پتھر مارا تو وہ چلاتا ہوا نکل گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ کس قدر تعجب خیز بھیڑیا ہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:66)

امام بیہقی نے عبدالملک ابن عمیر سے مجہول راوی کے ذریعے روایت کیا ہے۔

امام بزار متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز ادا فرمائی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ بھیڑیا ہے اور کس قدر حیرانگی کی بات ہے کہ آپ لوگوں کے مویشیوں میں سے اپنی خوراک مانگنے آیا ہے پھر ایک شخص نے اس کو پتھر مارا وہ چلاتا ہوا نکل گیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:66)

محمد بن اسحاق متعدد اسانید سے ابی سعید سے روایت کرتے ہیں کہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں ایک انصاری کے جنازہ پر تشریف لے گئے راستے میں بھیڑیا ہاتھ پھیلا کر بیٹھا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ تم سے کچھ مانگنے آیا ہے۔

عرض کیا گیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر ریوڑ سے ایک سال میں بکری؟

عرض کیا گیا:

یہ تو بہت زیادہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان سے لے لینا تو پھر وہ بھیڑیا روانہ ہو گیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:66)

واقدی عبداللہ بن حنطب سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مدینہ میں ایک بھیڑیا آیا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ بھیڑیے کا نمائندہ آیا ہے اگر تم پسند کرو تو اس کا حصہ فکس کر دو اور وہ زیادتی نہیں کریں گے اگر تم چاہو تو اسی طرح ہی معاملہ رہے اور تم اپنے مویشیوں کی حفاظت کرو جو وہ چھین جائیں وہ ان کا حصہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

ہم تو حصہ فکس نہیں کریں گے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف تین انگلیوں کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

کہ تم پھر ان سے چھین جانا تو وہ چلاتا ہوا بھاگ گیا۔

ابو نعیم نے متعدد راویوں کے طریق سے جہینہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد سو (100) بھیڑیوں کا گروہ آیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ بھیڑیوں کا گروہ تم سے اپنا حصہ مانگنے آیا ہے اور وہ طے شدہ حصہ لیں گے زیادہ نہیں لیں گے۔ جب کچھ بھی نہ مقرر ہوا تو وہ چلاتے ہوئے نکل گئے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:66)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھیڑیئے والی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ہبان بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان کو مکلم الذئب کہا گیا۔

ابن وہب نے روایت کیا ہے کہ

اسی طرح کا واقعہ ابوسفیان ابن حرب اور صفوان بن امیہ کے ساتھ ہوا۔ بھیڑیئے نے بچے کو پکڑنے کی کوشش کی اور بچہ حرم میں چلا گیا اور بھیڑیا پلٹ آیا جب انہوں نے یہ دیکھا تو حیرت زدہ ہوئے۔

بھیڑیئے نے کہا:

اس سے بڑھ کر حیرانگی کی بات تو یہ ہے کہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو جنت کی دعوت دیتے ہیں اور تم دوزخ کی طرف دعوت دیتے ہو۔

تو ابوسفیان نے کہا:

لات وعزیٰ کی قسم! اگر اسی بات کو تم نے مکہ والوں کے روبرو کہی ہوتی تو انہوں نے ادھر سے چلے جانا تھا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:66)

Marfat.com

توضیحِ مترجم

یہ وہ روایات ہیں جن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے نقل فرمایا ہے اور آئمہ حدیث نے ان کو لے کر آگے نقل فرمایا اوران بزرگوں کا عقیدہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اس طرح کے واقعات رونما ہوئے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر دال ہیں۔ بھیڑیا کے کلام کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت ہوتا ہے اوران کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اپنا حصہ طلب کرنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کی دلیل ہے جس سے ثابت ہوا کہ وحشی جانوروں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کیا اسی لیے ہی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اپنا حصہ طلب کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جن کے در سے بھیک ملا کرتی ہے اور بے سہاروں کو سہارا ملا کرتا ہے۔

وحشی جانور کا نبی کریم ﷺ کا گھر پہنچتے ہی تعظیم وتوقیر کرنا

امام احمد متعدد راویوں کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ

ہمارے گھر میں وحشی جانور تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو وہ اچھلتا اور کودتا تھا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لاتے تو حرکت نہ کرتا بلکہ سکون سے رہتا تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ پہنچے۔

(مسند احمد: باب حدیث سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا: جز:50،ص:330)

اس حدیث کی سند شرط صحیح بخاری پر ہے اور اس کی تخریج بھی نہیں کی گئی لیکن مشہور حدیث ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

Marfat.com

توضیحِ مترجم

یہ حدیث مشہور ہے اور صحیح بخاری کی شرط پر ہے۔

اس حدیث مبارکہ کو روایت کرنے والی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں جو کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقۂ حیات ہیں۔ اور آئمہ حدیث نے اس روایت کو نقل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحشی جانور بھی تعظیم و احترام کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی گردنوں کو جھکا دیتے تھے۔ اس حدیث مبارکہ میں جو روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر تشریف لے جاتے تھے تو وہ اچھلتا اور کودتا تھا۔ اس سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں تڑپتا اور اچھلتا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ جانے کب واپس تشریف لے آئیں گے اور میں دیدار کروں گا۔ ورنہ یہ تو بظاہر ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر واپس تشریف لانے کے وقت وہ سکون اور اطمینان سے رہتا تھا جس سے ثابت ہوا کہ وحشی جانور بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتے تھے۔ لہٰذا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

متنِ کتاب

شیر کا واقعہ

ترجمہ میں ہم نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام کشتی میں سوار تھا اور اس کشتی کو حادثہ پہنچ گیا چنانچہ وہ کسی تختے (لوح) پر بیٹھا اور جزیرہ پر آ گیا اس نے وہاں ایک شیر کو پایا۔

اس نے اس شیر کو کہا۔

میں سفینہ ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں تو اس نے اس کے کندھے

Marfat.com

پر اپنی دم ماری اور اس کے ساتھ چل پڑا اور جب اس نے مجھے میرے راستے پر پہنچا دیا تو آواز نکالی تو میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے رخصت کر رہا ہے۔

امام عبدالرزاق دو راویوں کے طریق سے محمد بن منکدر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام جس کا نام سفینہ تھا وہ لشکر سے روم کی زمین میں جدا ہو گیا یا روم کی زمین میں پکڑا گیا تو وہ ادھر سے نکل پڑا اور اس کو راستے میں شیر ملا۔

اس نے کہا:

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور راستہ بھول چکا ہوں تو وہ شیر اس کی ایک طرف کھڑا ہوا اور تمام راستے میں اس کی حفاظت کرتا رہا حتیٰ کہ لشکر تک پہنچا کر واپس ہو گیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:67)

اس کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

توضیحِ مترجم

اس حدیث مبارکہ کو آئمہ حدیث نے نقل فرمایا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیر وحشی جانور جس کو جنگل کا بادشاہ کہا جاتا ہے وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کو جانتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کرتا ہے اسی لیے ہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفینہ غلام کے بتانے پر اس کو ساتھ لے کر لشکر تک پہنچا آیا اور تمام راستے میں حفاظت کرتا آیا اور اس حدیث مبارکہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت ہوا کہ جب سفینہ نے شیر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہونا بتایا تو اس نے اس کو کچھ نہ کہا بلکہ حفاظت کرتے ہوئے لشکر تک چھوڑ آیا۔

Marfat.com

متنِ کتاب

ہرنی کی حدیث مبارکہ

دلائل النبوۃ میں حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متعدد اسانید سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ

ایک قوم نے ہرنی کو پکڑ کر خیمہ میں باندھ دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوا۔

ہرنی نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے مجھے باندھا ہوا ہے اور میرے دو بچے ہیں مجھے ان سے رخصت دلوادیں تاکہ میں ان کو دودھ پلا آؤں اور پھر واپس آجاؤں گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کا صاحب کہاں ہے؟

قوم نے کہا:

ہم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کو چھوڑ دو یہ دودھ پلا کر واپس آجائے گی۔

عرض کیا:

اس کا ذمہ کون لے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں ذمہ لیتا ہوں۔

پھر قوم نے اس کو چھوڑ دیا تو وہ دودھ پلا کر واپس آ گئی چنانچہ قوم نے پھر اس کو باندھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت واپس تشریف لائے تو ہرنی کو بندھا ہوا ملاحظہ

Marfat.com

فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کا صاحب کون ہے؟

قوم نے کہا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کو میرے ہاتھ فروخت کردو۔

عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کو چھوڑ دو۔

تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا چنانچہ وہ چلی گئی۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبہانی: باب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم...... جز:1 ص:316)

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اسانید سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجر کی زمین (علاقہ) میں تشریف فرما تھے۔ ہاتف غیبی سے دوبار یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرف دیکھا تو کچھ نہ دکھائی دیا پھر کچھ چلے تو دوبارہ اسی طرح آواز آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے الٹے سیدھے ملاحظہ فرمایا تو پھر بھی کچھ نہ دکھائی دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آواز کی طرف تشریف لے گئے تو ایک ہرنی کو بندھا ہوا ملاحظہ فرمایا اور اعرابی آدمی دھوپ میں چادر لے کر سو رہا تھا۔

ہرنی نے عرض کیا:

Marfat.com

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص نے مجھے باندھا ہوا ہے اور اس پہاڑ میں میرے دو چھوٹے بچے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دیں تو میں ان کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یقیناً واپس پلٹ آؤ گی۔

اس نے عرض کیا:

اگر میں وعدے کے خلاف کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار کا عذاب دے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھول دیا تو وہ دودھ بچوں کو پلا کر واپس آ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو باندھنے لگے تو اعرابی بھی جاگ گیا۔

اس نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا میں نے تھوڑی دیر پہلے شکار کیا۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں۔

اس نے عرض کیا:

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگئی۔

تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ صحرا کی طرف خوشی سے بھاگتی ہوئی اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ پڑھتی گئی۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ماتیعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:67)

حافظ ابونعیم نے اس واقعہ کو متعدد اسانید سے ابن حبان سے بھی نقل کیا۔

ابومحمد عبداللہ بن حامد فقیہ نے دلائل نبوۃ میں متعدد اسانید سے حسن بن حنبہ بن ابی سلمہ سے اسی واقعہ کو روایت کیا۔

Marfat.com

امام بیہقی متعدد اسانید سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہرنی کے پاس سے گزرے جو ایک خیمہ میں بندھی ہوئی تھی۔

اس ہرنی نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کھول دیجئے تاکہ میں اپنے بچوں کو جا کر دودھ پلا آؤں پھر میں واپس آجاؤں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے باندھ دینا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ ایک قوم کا شکار ہے اور اس کی باندھی ہوئی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے عہد لیا کہ وہ ضرور واپس آئے گی پھر اس کو کھول دیا وہ تھوڑی دیر میں واپس آگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باندھ دیا پھر خیمہ والے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ان سے مانگ لیا انہوں نے وہ ہرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھول دیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر جانوروں کو انسان کی طرح موت کی سختی کا پتہ چل جائے تو وہ ہمیشہ ہی موٹے نہ ہوں۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی: ج:6، ص:34)

امام بیہقی متعدد اسانید سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مدینہ منورہ تھا۔ ایک اعرابی کے تنے کے ساتھ ہرنی کو باندھا گیا تھا۔

ہرنی نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے مجھے قید کر لیا ہے اور صحراء میں میرے دو بچے ہیں میرے تھنوں میں دودھ کی کثرت ہوگئی ہے اور یہ مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے تاکہ مجھے

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] فرمایا

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ [illegible]

[illegible]

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

[illegible] رضی اللہ عنہ

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

Marfat.com

کے دودھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے برکت ہونے کے باب میں ذکر کیا ہے کہ جس بکری میں دودھ ہی نہیں تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کی وجہ سے دودھ آ گیا تو اس کو روایت کرنے والے دو صحابی ہیں جس طرح کہ پہلے گزر گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

توضیحِ مترجم

ان احادیث مبارکہ کو روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور محدثین کی جماعت نے ان کو نقل کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کو ثابت کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی ہے۔ ہرنی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنا اور وعدے کے مطابق واپس آ جانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور سب سے پیاری بات یہ ہے کہ ہرنی نے وعدے کی خلاف ورزی کرنے پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کو مانگا ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جانور بھی اس بات کو جانتے ہیں کہ نبی سے وعدہ خلافی کرنے پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا ہے اور ہرنی کے کلمہ پڑھنے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جانور بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مانتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جانوروں، لوگوں، پرندوں، انسانوں اور جانوروں بلکہ تمام عالمین کے رسول ہیں اور رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

متنِ کتاب

گوہ والی حدیث مبارکہ

امام بیہقی متعدد اسانید کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک اعرابی جو بنی سلیم قبیلہ کا تھا شکار کر کے پکانے کے لئے گھر لے کر جا رہا تھا۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے۔اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا۔

اور کہا۔

یہ کون ہیں؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا:

یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس نے لوگوں کو کراس کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کہا۔

لات وعزیٰ کی قسم! آسمان کے نیچے کوئی بھی سانس لینے والا اور باتیں کرنے والا آپ سے بڑھ کر مجھے ناپسندیدہ نہیں اگر لوگ مجھے جلدی کا طعنہ نہ دیتے تو میں تمہیں قتل کر کے اسود، احمر اور ابیض کو خوشیاں دیتا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت عطا فرمائیں تا کہ میں اس کو قتل کر دوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم نہیں جانتے کہ بردباری بھی نبوت کا حصہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا:

تم نے مجھ سے اس طرح کلام کیا کہ مجلس میں میری عزت ہی نہیں کی۔

اس نے کہا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی طرف لانا چاہتے ہو۔

پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گوہ کو ڈالا اور لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ اگر یہ ایمان لے آئے گی تو میں بھی ایمان لے آؤں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے گوہ۔

Marfat.com

تو گوہ نے واضح عربی میں جواب دیا جس کو تمام سامعین نے سنا۔

اور عرض کیا:

حاضر ہوں اور میرے لیے سعادت کی بات ہے اے بروز قیامت والوں کی زینت۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے گوہ تم کس کی عبادت کرتی ہو؟

اس نے عرض کیا:

جس کا عرش آسمان میں ہے اور جن کی سلطنت زمین پر ہے اور سمندر میں اس کا راستہ ہے اس کی جنت میں رحمت اور اس کا دوزخ میں عذاب ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا:

میں کون ہوں؟

اس نے عرض کیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدق کامیاب اور مکذب ناکام ہے۔

اعرابی نے کہا:

اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اب بدل گیا ہوں پہلے میری نظر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین سے بدترین شخص تھے اور اب تو مجھے خود سے اور باپ سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔

اور اس نے اعلانیہ طور پر کہا۔

اشهد ان لا اله الا الله و انك رسول الله

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے میرے ذریعے اس کو ہدایت عطا فرمائی۔ یہ غالب

Marfat.com

رہے گا مغلوب نہیں ہوگا یہ نماز کے بغیر مقبول نہیں ہے اور نماز قرآن کے بغیر مقبول نہیں۔

اس نے عرض کیا:

مجھے قرآن سکھا دیجئے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو

قل هو الله احد (یعنی مکمل سورۃ)

سکھائی۔

اس نے عرض کیا ہے:

اور سکھائیں میں نے لبیط اور وجیز اچھا اس سے زیادہ نہیں سنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے اعرابی یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے شعر نہیں ہے۔ گویا کہ سورہ اخلاص کا پڑھنا قرآن کے تہائی، پھر پڑھنا دو تہائی قرآن کے مساوی ہے اور تین بار پڑھنا مکمل قرآن کے مساوی ہے۔

اعرابی نے کہا:

ہمارا اللہ بہت ہی اچھا ہے تھوڑے سے عمل کا بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم کس طرح گزر بسر کرتے ہو۔

اس نے عرض کیا:

بنی سلیم میں فقیر شخص ہوں اور حاجت مند ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کو کچھ دو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس قدر دیا کہ اس کے پاس کثیر مال آ گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا:

Marfat.com

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس وہ اونٹنی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں عطا فرمائی تھی اور وہ دو ماہ کی گابھن بھی ہے اور تیز چلنے والی بھی ہے اس کو دیتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس قدر اعلیٰ اونٹنی کے بدلے قیامت کے دن تمہیں پیٹ والی موتی کی اونٹنی عطا فرمائی جائے گی جس کے پاؤں سبز زبرجد اور گردن سرخ موتی اور ہودج کے اوپر ریشمی کپڑے ڈالے ہوئے ملے گی اور وہ پل صراط سے تجھے بجلی کی مانند پار کرائے گی اور ہر بندہ آپ کو رشک کی نظر سے تکے گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

اب میں دلی طور پر خوش ہو گیا ہوں۔

پھر وہ اعرابی چلا گیا اور راہ میں اس کو ایک ہزار بنی سلیم کے سوار ملے جن کے پاس 1000 تلواریں اور ہزار کمان تھے۔

اس نے کہا:

کدھر جا رہے ہو۔

انہوں نے کہا:

ہم اس کی طرف جا رہے ہیں جو ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے۔

اس نے کہا:

اس طرح نہ کرو اور رک جاؤ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

پھر اس نے تمام واقعہ سنایا۔

تو تمام نے کہا:

ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول

Marfat.com

ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا علم ہوا تو ان کا استقبال کیا اور وہ اپنی سواریوں سے اتر کر پیدل آرہے تھے۔

اور وہ سب کہتے آرہے تھے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پھر انہوں نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم خالد بن ولید کے تحت جہاد کرو۔

عرب اور اس کے علاوہ علاقوں کے (1000) ہزار مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

(دلائل النبوۃ: باب ومن تعبد یانسب...... جز:1، ص:317)

شیخ ابوعبداللہ الحافظ نے معجزات میں ابی احمد بن عدی سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں۔

اس کو ابونعیم نے دلائل میں ابی القاسم بن احمد طبرانی سے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور حسن سند کو ہم نے ذکر کیا ہے وہ اعلیٰ ہے لیکن پھر بھی وہ ضعیف اور ضعیف محمد بن علی بن ولید سلمی کی بناء پر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

توضیحِ مترجم

یہ حدیث جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر دلالت کرتی ہے پہلا معجزہ تو یہ ہے کہ گوہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا اور دوسرا معجزہ یہ ہے کہ اعرابی نے خود کلمہ پڑھا اور رسالت کا اقرار کیا اور تیسرا معجزہ یہ ہے بنی سلیم نے ایک

Marfat.com

ہزار مسلح افراد جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن تھے اور قتل کے ارادہ سے نکلے تھے مگر جان لینے کے بجائے اپنی جان بھی غلامی میں دے بیٹھے اور مسلمان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرلیا۔

گدھے والی حدیث مبارکہ

حفاظ کبار میں سے ایک کے علاوہ نے اس کا انکار کیا ہے۔

ابو محمد بن عبداللہ بن حامد فقیہ نے متعدد اسانید سے ابو منظور سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں خیبر کے مال غنیمت میں سے (4) چار خچر (4) چار موزوں کے جوڑے، دس اوقیہ سونا، ایک پیمانہ چاندی کا، ایک کالا گدھا آئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھے سے بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نام استفسار فرمایا:

کہ تمہارا کیا نام ہے۔

اس نے عرض کیا:

یزید بن شہاب۔

میرے آباء کے ساٹھ گدھے وہ تھے جن پر انبیاء کرام علیہم السلام نے سواری فرمائی ہے اور ان سے اب میں ہی باقی بچا ہوا ہوں اور تمام انبیاء کرام میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہ گئے ہیں امید رکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مجھ پر سواری فرمائیں گے۔ اس سے قبل یہودی میرا مالک تھا تو میں اس کو اپنے اوپر سے عمداً گراتا تھا اور وہ مجھے بھوکا رکھتا تھا اور بہت مارتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے تمہارا نام یعفور رکھ دیا۔

Marfat.com

یایعفور۔

اس نے کہا:

حاضر ہوں اور سعادت مند ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہم جنسی کی شہوت ہے۔

عرض کیا:

نہیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر حاجت کے وقت سواری فرماتے اگر کسی صحابی کو بلوانا ہوتا تو ان کو بھیج دیا کرتے اور وہ سر سے دروازہ بجاتا اور وہ باہر آجاتا تو سر کے اشارہ سے کہتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرما رہے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جدائی کے درد میں ابوالہیثم بن نبہان کے کنویں میں گرا اور مر گیا۔

اور اس کی قبر وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جزع میں بن گئی۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:70)

چڑیا والی حدیث مبارکہ

ابوداؤد طیالسی نے متعدد اسانید سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سفر پر تھے۔ایک شخص نے باغ میں جا کر چڑیا کے انڈے لے لیے اور فضا میں چڑیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلہ کے اوپر چکر کاٹنے لگ گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کو کس نے پریشان کیا ہے۔

Marfat.com

ایک شخص نے کہا:

میں نے اس کا انڈہ اٹھایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کے ساتھ شفقت کرتے ہوئے وہیں رکھ آؤ۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:70)

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سفر پر تھے درخت کے گھونسلے سے ہم نے چڑیا کے بچے لے لیے اور چڑیا پروں کو پھیلا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کے بچے کس نے اٹھائے ہیں اور اس کو پریشان کیا ہے۔

عرض کیا:

ہم نے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان کو وہیں رکھ آؤ۔

چنانچہ ہم نے وہیں رکھا تو وہ واپس نہ لوٹی۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:70)

اس دوسری حدیث میں غرابت ہے۔

امام بیہقی متعدد اسانید سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے دور تشریف لے جاتے تھے ایک بار

Marfat.com

تشریف لے گئے تو کیکر کے سائے میں آرام کے لئے موزے اتارے (آرام کے بعد) ایک موزے کو پہنا تو دوسرے کو پرندے نے اٹھایا اور فضا میں چلا گیا تو اس سے کالا سانپ نیچے آپڑا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ اللہ تعالیٰ کی مجھ پر کرم نوازی ہے۔

اللهم انی اعوذبك من شر ماشي على اجليه ومن شر ما يمشي على بطنه

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:70)

دو اشخاص کا عصا روشن ہونے کا واقعہ

امام بخاری نے متعدد اسانید کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتے ہوئے باہر نکلے اور ان کے پاس عصا تھا جب کام سے فارغ ہو کر باہر آئے تو ایک کا عصا روشن ہو گیا اور جب راستہ الگ ہونے لگا تو دوسرے کا بھی عصا روشن ہو گیا اور اپنے گھر تک پہنچ گئے۔

(صحیح البخاری: باب سؤال المشرکین ان یریھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:3، ص:1331)

امام عبدالرزاق اور نسائی سے اس طرح واقعہ نقل کیا ہے۔

حضرت حسن اور حسنین رضی اللہ عنہما کے لئے بجلی کی چمک

امام بیہقی متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشا کی نماز ادا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم جب سجدہ فرماتے تو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس پشت پر چڑھ جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ سے سر انور اٹھاتے تو ان کو آہستہ سے نیچے بٹھاتے تھے۔ ایک بار نماز سے فارغ ہونے کے بعد ان کو اپنی مقدس رانوں پر بٹھالیا۔

میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو والدہ کے ہاں چھوڑ آؤں۔

اس دوران بجلی کی چمک ظاہر ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان دونوں کو والدہ کے پاس چھوڑ آؤ۔

پھر بجلی کی چمک ویسے ہی رہی حتیٰ کہ وہ اندر داخل ہو گئے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:7)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں متعدد اسانید کے ساتھ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ہم اندھیری رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جب واپس آئے تو ہماری انگلیاں روشن ہو گئیں اور ان کی روشنی تکلیف دہ نہیں تھی۔

حافظ بیہقی متعدد راویوں کے طریق سے ابی عبس انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نمازیں پڑھتا تھا ایک بار تاریک رات میں بارش ہوگئی تو راستہ میں عصا روشن ہو گیا اور اس روشنی کی بدولت گھر میں داخل ہو گیا۔

میں کہتا ہوں۔

یزید بن اسود جو کہ تابعی تھا وہ دمشق کی جامع مسجد میں جسرین محلہ میں نماز ادا کرنے آتا تھا تو کبھی کبھی اندھیری رات میں اس کے پاؤں کا انگوٹھا بھی روشن ہو جاتا تھا۔

اور ہم نے پہلے ذکر کیا ہے طفیل بن عمرو الدوسی کے قصہ میں کہ

Marfat.com

طفیل بن عمر الدوسی مکہ میں مسلمان ہو کر واپس جا رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا طلب گار ہوا اس جگہ پہنچا تو ان کی پیشانی روشن ہو گئی تھی پھر دعا کی تو یہ عصا میں بدل گئی اور وہ قندیل کی مانند دکھائی دیتا تھا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص: 71)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی کرامت

حافظ بیہقی متعدد اسانید سے معاویہ بن ہرمل سے روایت کرتے ہیں کہ

حرا کی وادی میں آگ ظاہر ہو گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

اسے دور دفع کر دیں۔

عرض کیا:

یا امیر المومنین! میں کون ہوں اور کیا چیز ہوں؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو تیار کرتے رہے حتیٰ کہ تیار ہو گئے اور پھر دونوں ان کی طرف چل دیئے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اس کو دونوں ہاتھوں سے جمع فرماتے رہے اور گھاٹی میں ڈال دیا اور آپ رضی اللہ عنہ بھی اس کے ساتھ داخل ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین بار فرمایا:

دیکھنے اور سننے میں کس قدر فرق ہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص: 71)

موت کے بعد زندگی کا لوٹنا

حسن بن عروہ متعدد اسانید سے ابو سبرہ نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک آدمی یمن سے چلا تو راستے میں اس کا گدھا مر گیا۔

اس نے وضو کیا اور دو رکعت نفل پڑھی۔

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ

یا اللہ عزوجل! میں دفینہ سے تیری راہ میں جہاد کے لئے آیا ہوں اور تیری رضا کا طلب گار ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ فرماتا ہے اور میدان محشر میں جمع فرمائے گا مجھے کسی کا محتاج نہ کر اور میرے گدھے کو زندہ فرما دے تو گدھا کانوں کو جھاڑ کر کھڑا ہو گیا۔ (معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ماتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:72)

امام بیہقی نے فرمایا کہ

یہ سند صحیح ہے۔

اور اس کو متعدد اسناد سے شعبی نے بھی روایت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

اس واقعہ کی تائید

ابن ابی الدنیا متعدد اسانید سے شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ

یمن سے چند مجاہد جہاد کے لئے آئے تو راستے میں کسی ایک کا گدھا مر گیا تو ساتھیوں نے سواری دینے کے لئے کہا اور اس نے اس کو رد کر دیا۔

اس نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ

یا اللہ عزوجل! میں دفینہ سے چل کر تیری راہ میں جہاد کرنے کے لئے آیا ہوں اور تیری رضا کا طالب ہوں میں یقین رکھتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ فرماتا ہے اور ان کو محشر کے میدان میں جمع فرمائے گا لہٰذا تو مجھے کسی کا حاجت مند نہ بنا میرا گدھا زندہ فرما دے۔

چنانچہ دعا کرنے کے بعد گدھے کے پاس لوٹا تو وہ کانوں کو جھاڑ کر کھڑا ہو گیا پھر وہ اس پر سوار ہوا اور ساتھیوں کو جا کر مل گیا۔

انہوں نے کہا:

یہ کیا؟

اس نے کہا:

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے میرے گدھے کو زندہ فرما دیا ہے۔

شعبی نے کہا:

اس گدھے کو میں نے کوفہ کے بازار میں بکتے ہوئے دیکھا۔

ابن ابی الدنیا نے متعدد اسانید سے شریک نخعی کے حوالے سے کہا ہے کہ

اس گدھے والے کا نام نباتہ بن یزید ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جہاد کے لئے آیا تھا۔ کناسہ میں جب وہ اس کو فروخت کرنے لگا تو ایک شخص نے کہا:

اس کو تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے زندہ کیا تھا اور تو اس کو بیچ رہا ہے۔

اس نے کہا:

میں پھر کیسے کروں؟

ان کے کسی رشتہ دار نے اس واقعہ کو تین اشعار میں لکھا ہے پس میں نے اس کے ایک شعر کو یاد کر لیا۔

اور ہم میں سے وہ بھی ہے جس کے لئے گدھے کو زندہ کر دیا گیا حالانکہ وہ مر چکا تھا اور اس کا ہر عضو صحیح سلامت ہے۔

اور تحقیق ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کے باب میں ذکر کیا ہے جو کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی گدھی تھی۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی گدھی لاغر تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سب سے تیز رفتار ہو گئی۔ ایسے ہی مویشی جو دودھ دیتے تھے ان کے دودھ اور مکھن میں بھی برکت ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام ہو۔

العلاء بن حضرمی کا واقعہ

ابوبکر بن ابی الدنیا متعدد اسانید سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

Marfat.com

ہم انصاری نوجوان کی تیمارداری کے واسطے گئے تو وہ اچانک ہی فوت ہو گیا تو ہم نے اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کو ڈھانپ دیا اور اس کی والدہ کو صبر کی تلقین کی۔

اس نے کہا:

فوت ہو گیا ہے۔

ہم نے کہا:

ہاں۔

اس نے ہاتھوں کو بلند کیا اور دعا کی کہ

یا اللہ عزوجل! میں مومنہ عورت ہوں اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کر کے آئی ہوں جب مجھے کوئی بھی تکلیف ہوئی تو تو نے رفع فرمائی۔

یا اللہ عزوجل!

میری اس تکلیف کو دور فرما۔

پھر اس نے منہ سے کپڑا اٹھایا تو (وہ زندہ تھا) اور ہم نے مل کر کھانا تناول کیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:72)

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

اس واقعہ میں ہے کہ وہ عورت ام نسائب نابینا عورت تھی۔

امام بیہقی متعدد اسانید سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

اس امت میں میں نے تین واقعہ ایسے دیکھے ہیں اگر یہ بنی اسرائیل میں ظاہر ہو جائیں تو کسی قوم کی جرأت نہیں کہ ان کا مقابلہ کرے۔

ابن عون نے کہا:

اے ابوحمزہ! وہ کیا ہیں؟

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اصحاب صفہ میں ہوتے تھے ایک عورت نے اپنے نوجوان بیٹے کے ساتھ ہجرت کی اور وہ آ گئی۔ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس بھیج دیا گیا اور نوجوان کو اصحاب صفہ میں ملا لیا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کفن اور دفن کا حکم فرمایا چنانچہ ہم اس کے غسل کی تیاری کرنے لگے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان کی ماں کو بتا دو تو میں نے ان کی ماں کو بتا دیا تو وہ آئی اور پاس بیٹھ گئی اور اس کے پاؤں کو پکڑ کر کہا۔

میں خوشی سے مسلمان ہوئی ہوں، بتوں کی مخالفت کی اور مشتاق ہو کر ہجرت کی ہے۔

یا اللہ عزوجل!

مجھے اس مصیبت میں ڈال کر تو بتوں کو راحت نہ پہنچا اور جان نکالنے والی مصیبت دور فرما چنانچہ اس نے دعا سے فراغت حاصل نہیں کی تھی کہ لڑکے کے پاؤں حرکت کرنے لگ گئے تو اس نے منہ سے کپڑا ہٹا دیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی ماں کے وصال کے بعد بھی حیات رہا۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر کو تیار فرمایا جس میں، میں بھی شامل تھا اور لشکر کا امیر علاء بن حضرمی تھا۔ ہم جب جنگ کے میدان میں گئے تو سخت گرمی تھی اور پانی کا کوئی نام ونشان ہی نہیں تھا انسان وحیوانات پیاسے تھے اور جمعہ کا روز تھا قافلہ کے امیر نے دو رکعت نماز جمعہ زوال کے بعد پڑھائی پھر آسمان کی طرف اپنے ہاتھوں کو بلند کیا۔ موسم درست تھا چنانچہ نماز سے فراغت نہیں پائی تھی کہ آسمان پر بادل ہی بادل آ گئے خوب بارش ہوئی اور پانی ہی پانی ہو گیا تو ہم نے پانی سیر ہو کر پیا اور سواریوں کو بھی پلایا۔ اس

Marfat.com

کے بعد ہم غنیم کی طرف چل دیئے تو وہ خلیج کو کراس کر گیا تھا تو آپ خلیج کے جزیرہ پر تشریف فرما ہوئے۔

اور دعا فرمائی:

یا علیم، یا عظیم، یا حلیم، یا کریم۔

پھر فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا نام لو اور پار کرو تو پھر خلیج کو پار کر گئے اور گھوڑوں کے کھر بھی گیلے نہیں ہوئے پھر دشمن پر حملہ کیا اور ان کو قتل کیا جو بچ گئے ان کو قیدی بنالیا۔

دوبارہ ہم خلیج کے جزیرہ پر آ گئے اور اسی طرح دعا کی اور پار کرنے کا حکم فرمایا گیا تو دوبارہ بھی گھوڑوں کے کھر گیلے نہ ہوئے اس کے بعد لشکر کے امیر علاء بن حضرمی وصال فرما گئے۔ غسل وکفن کے بعد ان کا نماز جنازہ پڑھا اور پھر دفن کر دیا۔

ایک شخص نے کہا:

یہ کون ہے؟

ہم نے کہا:

یہ ایک اچھا انسان حضرمی کا بیٹا ہے۔

اس نے کہا:

یہ موتی کا جزیرہ ہے یہاں پر قبر محفوظ نہیں رہ سکتی میل ذومیل اس کو دفن کردو۔

پھر ہم نے قبر کو کھودا تو لحد میں وہ تھے ہی نہیں اور لحد قبر تک روشن ہے اور ہم قبر پر مٹی ڈال کر واپس آ گئے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:73)

امام بیہقی نے فرمایا:

موت کے علاوہ مکمل واقعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور امام بخاری نے تاریخ میں اس کو دوسری سند سے روایت کیا ہے اور ابن ابی الدنیا سے روایت

Marfat.com

کیا ہے۔

امام بیہقی متعدد اسانید کے ساتھ حضرت اعمش کے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ

ہم دجلہ کے دریا کے جزیرہ پر گئے اس میں حد قسم کی پانی کی روانگی تھی اور دشمن دجلہ کے دوسری جانب تھا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے بسم اللہ پڑھی اور گھوڑے کو دریا میں داخل کر دیا تو وہ پانی کی سطح پر تیرنے لگ گیا تو دوسروں نے بھی اسی طرح کیا اور وہ بھی تیرنے لگ گئے۔

اس نظارے کو دیکھ کر دشمن نے کہا:

دیوانے دیوانے۔

پھر ہم ان کی طرف گئے۔

تو ایک پیالہ گم ہوا تھا اور دشمن میدان چھوڑ کر بھاگ گیا تھا تو مسلمانوں نے بہت مال غنیمت اٹھایا اور وہ مال ان کی نظروں میں ادنیٰ دکھائی دیتا تھا۔

امام بیہقی نے فرمایا یہ اسناد صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مسلم خولانی کا واقعہ عنقریب آئے گا اور ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے اور انہوں نے اسود الانس سے ملاقات کی جب ان کو آگ میں ڈالا تو آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہونے کی طرح ٹھنڈی ہو گئی۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما یتعلق بالحیوانات من دلائل النبوۃ: ص:73)

Marfat.com

باب:

مردوں کا کلام کرنا اور ان کے عجائب

زید بن خارجہ کا موت کے بعد کلام کرنا

اس واقعہ میں شہادت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ہے۔

امام بیہقی متعدد اسانید کے ساتھ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں زید بن خارجہ انصاری فوت ہو گیا اور ان کی نعش پر کپڑا ڈال دیا گیا تو ان کے سینے سے گھنٹی کی مانند آواز آئی۔

پھر اس نے فرمایا:

(سیّدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لوح محفوظ میں احمد لکھا ہوا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صادق ہیں کمزور ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے معاملہ احکام میں قوی ہیں اور اول کتاب میں ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سچے ہیں، اول کتاب میں قوی امین ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ سچے ہیں، چار سال گزرنے کے بعد پھر طاقتور ناتواں کو کھا جائے گا اور قیامت کی نشانیاں ظاہر ہوں گی اور لشکر اسلام کی خبر جلد آنے والی ہے اور مسجد قبا کے روبرو اریس نامی کنواں ہے وہ عجیب ہے۔

سعید نے کہا:

Marfat.com

پھر بنی خطمہ کا ایک آدمی مر گیا اس کو چادر سے ڈھانپا گیا اس کے سینے میں سے گھنٹی جیسی آواز آئی۔

پھر اس نے کہا:

یقیناً زید خزرجی سچ کہہ رہا ہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب فی کلام الاموات وعجائبھم)

امام بیہقی نے کہا ہے سعید بن مسیّب کی مانند حبیب بن سالم بھی نعمان سے روایت کرتے ہیں اس میں اریس نامی کنواں کا تذکرہ ہے۔

امام بیہقی نے فرمایا:

وہ واقعہ اس طرح ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی تیار کروائی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی رہی پھر اس کے بعد دوسرے خلفاء کے پاس موجود رہی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ سال بعد وہ اریس نامی کنویں میں گر گئی پھر خلافت کے معاملات بگڑ گئے اور فساد پھیل گیا جیسا کہ زید بن خارجہ نے کہا:

تو یہ معنیٰ ہے اور دو سال گزر گئے چار سال باقی ہیں اور بخاری کی تاریخ میں ہے زید بن خارجہ انصاری خزرجی بدر میں موجود تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں وفات پائی اور وفات پانے کے بعد انہوں نے کلام فرمایا۔

جو روایت کیا گیا کہ موت کے بعد انہوں نے کلام فرمایا تو وہ ایک جماعت سے صحیح اسناد سے روایت ہے۔

ابن ابی الدنیا متعدد اسانید کے ساتھ عبداللہ بن عبید انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ

بنی سلمہ کے ایک آدمی نے موت کے بعد اس طرح کلام کیا۔

Marfat.com

محمد رسول الله، ابوبكر الصديق، عثمان اللين الرحيم ولا ادری ایش قال فی عمر .

حافظ بیہقی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے مگر اس میں یہ الفاظ ہیں۔

محمد رسول الله، ابوبكر الصديق، عمر الشهيد، عثمان الرحيم (معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب فی کلام لاموات وعجائبہم ص: 74)

ربیع بن خراش کا موت کے بعد کلام کرنے کا واقعہ

ہشام بن عمار کتاب البعث میں متعدد راویوں کے طریق سے ربعی بن خراش عبسی سے روایت کرتے ہیں کہ

میرا بھائی علیل ہوا۔ بعد موت ہم تجہیز کی تیاری میں مصروف تھے تو اس نے منہ سے کپڑا اہٹا کر کہا۔

السلام علیکم۔

ہم نے کہا:

وعلیکم السلام لوٹ آئے۔

اس نے کہا:

کیوں نہیں۔

میں نے اپنے رب سے ملاقات کی ہے تو اس نے اپنی رحمت نازل فرمائی، سبز ریشمی حلہ پہنایا پھر میں نے تمہیں خوشخبری سنانے کی اجازت مانگی تو اس نے مجھے اجازت عطا فرمائی۔ معاملہ ایسا ہی ہے جس طرح تم دیکھ رہے ہو، معتدل رہو اور میانہ کرو، خوشخبری سناؤ، متنفر نہ کرو۔ جب اس نے کلام کیا تو اس کی آواز پانی میں کنکر واقع ہونے کی مانند تھی۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب فی کلام الاموات وعجائبہم: ص: 74)

Marfat.com

چھوٹے بچے کا کلام کرنا

امام بیہقی متعدد اسانید کے ساتھ معرض بن عبداللہ بن معرض بن معیقیب یمانی سے روایت کرتے ہیں کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کا حج کیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی گھر میں ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چاند کی طرح تھا۔ یمانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے کو لایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا:

میں کون ہوں۔

اس نے کہا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم نے سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔

پھر کہا کہ

اس بچے نے جوان ہونے کی عمر تک کلام نہیں کیا اور ہم اس کو مبارک یمامہ کہتے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب فی کلام الاموات وعجائبھم: ص:75)

میں کہتا ہوں (یعنی ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

اس حدیث پر محمد بن یونس کریمی اور شیخ کی بناء پر لوگوں نے غرابت کہا ہے اور اس کے انکاری بھی ہوئے لیکن اس میں شرعاً اور عقلاً انکار نہیں۔ جریج کے قصہ سے بات ثابت ہے۔ جریج نے استفسار کیا اور بچے نے بتا دیا کہ میں چرواہے کا بچہ ہوں اس کے سوا اس حدیث کو کدیمی کے علاوہ محبوب بن عثمان شاصونہ سے بھی روایت کیا گیا ہے لیکن یہ سند بھی غریب ہے۔

Marfat.com

امام بیہقی نے اس طرح بھی سند کو نقل فرمایا:

شیخ ابو عبداللہ الحافظ، ابی الحسن علی بن عباس وراق، ابی الفضل احمد بن خلف بن محمد بن مقرلی قزوینی، ابی الفضل العباس بن محمد بن شاصونہ، حاکم ابن عمر زاہد ثقہ راوی سے روایت کرتے ہیں کہ

میں یمن کی حرہ بستی گیا اور اس حدیث کو جانا اور شاصونہ کی قبر بھی دیکھی اور اس کی نسل کو بھی آباد دیکھا۔

امام بیہقی نے فرمایا کہ

اس حدیث کی تائید اس مرسل روایت سے ہے مگر اس میں چھوٹے بچے کی جگہ نوجوان کا ذکر ملتا ہے۔

وکیع دو راویوں کے بعد اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ

ایک عورت نوجوان گونگے کو لے کر آئی۔

تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

یہ بات نہیں کر سکتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا:

میں کون ہوں۔

اس نے کہا:

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

امام حاکم متعدد اسانید سے اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئی۔

عرض کیا:

یہ بچہ بات نہیں کر سکتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

اس کو میرے قریب کرو تو اس نے قریب کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں کون ہوں۔

بچے نے عرض کیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب فی کلام الاموات وعجائبھم: ص:76)

Marfat.com

باب:

شفاء کے معجزات

آسیب والے بچہ کے لئے نبی کریم ﷺ کا دعا کرنا اور چھٹکارا پانا

یہ روایت اسامہ بن زید اور جابر بن عبداللہ اور یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہم سے گزر چکی ہے اور طوالت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

امام احمد متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بچے کو لے کر آئی۔

عرض کیا:

میرا بچہ مجنوں ہے کھانے میں فساد کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینہ پر اپنا مقدس ہاتھ مسح کیا اور دعا بھی فرمائی تو اس نے الٹی کر دی چنانچہ سیاہ کتے کی صورت میں پیٹ سے آسیب جاتا رہا۔

(مسند احمد: باب بدایۃ مسند عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہ: جز:5، ص:58)

فرقد سنجی نیک شخص ہے لیکن حافظہ کا کمزور ہے۔

اور اس کو شعبہ نے بھی روایت کیا ہے اور اکیلے ہی روایت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

ابوبکر بزار متعدد اسانید سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مکہ مکرمہ میں ایک عورت حاضر ہوئی۔
اس نے عرض کیا:
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ خبیث (جن) مجھ پر غلبہ رکھتا ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو ارشاد فرمایا:
اگر تم اس پر صبر کرو تو بروز حشر تمہارا کوئی گناہ اور حساب نہ ہوگا۔
اس نے عرض کیا:
اللہ تعالیٰ کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں صبر کروں گی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں۔
اس نے عرض کیا:
مجھے خوف ہے کہ یہ خبیث مجھے ننگا نہ کر دے۔
پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور جس وقت اس کو خوف ہوتا تو کعبہ کے پردے سے لپٹ جاتی اور دعا کرتی اور وہ خبیث دور بھاگ جاتا۔

(مسند البزار: مسند ابن عباس رضی اللہ عنہما: جز:2، ص:191)

راوی صدقہ میں کوئی حرج نہیں اور فرقد اس سے اہل علم کی جماعت روایت کرتی ہے۔ ان میں سے شعبہ اور اس کے علاوہ بھی روایت کرتے ہیں اور اس سوء حفظ کا بھی احتمال ہے۔

امام احمد مختلف اسانید سے عطا بن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں کہ
مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا:
آپ رضی اللہ عنہ کو جنتی عورت دکھاؤں۔
میں نے کہا:
کیوں نہیں۔
آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

Marfat.com

یہ کالی عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔

اور کہا۔

مجنون کی حالت میں میرا ستر کھل جاتا ہے دعا فرما دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر چاہو تو صبر کرو اور تمہارے لیے جنت ہے اگر چاہو تو میں دعا کر دیتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں جنت عطا فرمائے گا۔

اس نے عرض کیا:

بلکہ میں صبر کرتی ہوں مگر میرا ستر نہ کھلنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے لئے دعا فرمائی۔

(مسند احمد: باب بدایۃ مسند عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہ: جز: 7، ص: 103)

اسی طرح بخاری میں یہ روایت موجود ہے۔

اور مسلم میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

امام بخاری متعدد اسانید کے ساتھ ابن جریج سے روایت کرتے ہیں کہ

عطا نے مجھے خبر دی کہ

میں نے کعبہ کے قریب یہ کالی عورت ام زفر دیکھی۔

(صحیح البخاری: باب فضل من یصرع من الریح: جز: 17، ص: 389)

حافظ ابن اثیر الغابہ میں کہا ہے کہ

بے شک ام زفر حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی مشاطۃ تھیں اور کنگھی کیا کرتی تھیں اس کی عمر اتنی طویل ہوئی کہ عطاء بن ابی ریاح نے اس کا دور پایا۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

کہ

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بخار نے یہ عرض کی کہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے محبوب لوگوں میں بھیج دیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
انصار کے پاس چلے جاؤ۔
پھر وہ انصار میں چلا گیا اوران پر حاوی ہوا تو وہ اس سے بے ہوش ہو گئے۔
انصار نے عرض کیا:
بخار نے ہم کو چلنے پھرنے کے قابل نہیں رکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرما دیجئے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو وہ ٹھیک ٹھاک ہو گئے پھر ایسے ہی انصاری عورت نے عرض کی۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
دعا کروں پھر مرض دفع ہو جائے یا صبر کو لیتی ہو اور جنت حاصل کرتی ہو۔
اس نے عرض کیا:
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبر ہی اچھا ہے۔
(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب: جماع ابواب دعوات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم: جز:6،ص:343)
محمد بن یونس کدیمی ضعیف راوی ہے۔
بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
بخار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
کون ہو۔
اس نے عرض کیا:
میں بخار ہوں خون چوستا ہوں جسم نحیف کرتا ہوں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

قباوالوں کی طرف چلے جاؤ۔

چنانچہ ان کو بخار نے پکڑ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے ان کے چہرے زرد تھے اور انہوں نے بخار کے مرض کا شکوہ کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر پسند کرو تو میں دعا کروں تو اللہ تعالیٰ تم سے بخار دور فرما دے گا اگر پسند کرو تو معاملہ اسی طرح رہے اور گناہوں کا کفارہ بن جائے۔

انہوں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! صبر کا معاملہ ہی بہتر ہے۔

(دلائل النبوۃ: باب جماع الواب دعوات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم: ج:6،ص:342)

یہ حدیث مسند احمد اور صحاح ستہ میں نہیں ہے۔

اور ہم نے اول الہجرۃ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ذکر کی ہے کہ جو اہل مدینہ کے لئے ہے کہ

مدینہ منورہ کی آب وہوا خراب ہو گئی تھی اور خطرناک امراض نے پناہ گاہ بنا رکھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعا فرمائی تو خوشگوار جگہ بن گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام ہوں۔

توضیحِ مترجم

ان احادیث مبارکہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے نقل فرمایا اور آئمہ حدیث نے ان احادیث کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے باب میں شمار کیا۔ بخار کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اجازت مانگنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ پر دال ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بخار بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس شہر میں آنے سے پہلے اجازت کی بھیک مانگتا ہے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے اندھے کی بینائی لوٹنا

امام احمد متعدد راویوں کے طریق سے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نابینا شخص حاضر ہوا اور دعا کے لیے عرض کیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تو چاہے تو اس معاملے کو آخرت کے لئے مؤخر کردوں اور اگر تو چاہے تو دعا کر دیتا ہوں۔

عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا ہی فرما دیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو اور اس دعا کو مانگو۔

اے اللہ عزوجل!

میں تجھ سے بھکاری ہوں اور تیرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کی سفارش کے ذریعے تیری طرف متوجہ ہوں۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنی اس ضرورت میں متوجہ ہوں کہ وہ مستجاب ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری اس میں سفارش فرمائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش میرے لیے مقبول ہو وہ اسی طرح بار بار یہی دعا کرتا رہا۔

پھر اس کے بعد اس نے کہا:

مجھے کامل بھروسہ ہے کہ میرے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش یقیناً مقبول ہو گی۔

فرمایا:

Marfat.com

اس نے اسی فعل کو کیا تو وہ ٹھیک ٹھاک ہو گیا اور بینائی لوٹ آئی۔

(مسند احمد: باب حدیث بن حنیف رضی اللہ عنہ: ج:35، ص:110)

امام احمد نے شعبہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

اور فرمایا:

اللھم شفعه فی (مسند احمد: الجزء الثامن والعشرون: ج:28، ص:480)

اسی طرح ترمذی ونسائی محمود بن غیلانی سے اور ابن ماجہ احمد بن منصور بن سیار سے اور دونوں عثمان بن عمرو سے روایت کرتے ہیں۔

امام ترمذی نے فرمایا:

یہ حسن صحیح غریب ہے ہم نہیں جانتے مگر ابن جعفر خطمی سے پھر امام احمد نے بھی متعدد اسانید سے عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے۔

امام نسائی نے متعدد اسانید سے ابو جعفر سے یہی روایت کیا ہے اور امام نسائی متعدد اسانید سے روایت کر کے فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے ابو جعفر کا سماع ابو امامہ اور عمارہ بن خزیمہ سے ہوا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

امام بیہقی اور امام حاکم نے متعدد اسانید کے ساتھ ابو امامہ بن سہل بن حنیف اور عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک نابینا شخص آیا اور بینائی کے جانے کا عرض کیا:

اور عرض کیا کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے اور مجھے بہت اذیت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

وضوخانہ میں جا کر وضو کرو پھر دو رکعت پڑھو۔

پھر کہو۔

اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کی سفارش کے ذریعے تیری طرف متوجہ ہوں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی اس ضرورت میں متوجہ ہوں کہ وہ پوری ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری اس میں سفارش فرمائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش میرے لیے مقبول ہو۔

عثمان نے کہا:

ہم اسی وقت مجلس ہی میں تھے اور نہ ہم نے زیادہ باتیں کیں تو وہ اسی طرح معلوم ہوتا تھا کہ کبھی نابینا بھی نہ تھا۔ (المستدرک: باب کتاب الدعاوالتکبیر والتہلیل: جز: 1 ص: 703)

امام بیہقی نے کہا:

اس روایت کو ہشام دستوائی عن ابی جعفر عن ابی امامۃ ابن سہل عن عمہ عثمان بن حنیف نے بھی روایت کیا۔

دم کی برکت سے بینائی کا لوٹ آنا

ابوبکر ابن ابی شیبہ متعدد اسانید سے حبیب بن مزیط سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ان کے والد آئے ان کی آنکھیں سفید تھیں اور نظر بھی نہیں آتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا:

تجھے کیا ہوا؟

اس نے عرض کیا:

میں اونٹ چرایا کرتا تھا تو میرا پاؤں سانپ کے اوپر جا پڑا اور میری بینائی جاتی رہی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دم کیا تو اس کی بینائی لوٹ آئی اور بینائی اس قدر

Marfat.com

زیادہ ہوئی کہ وہ اسی سال کی عمر میں سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے۔

(مصنف ابن شیبہ: باب من رخص فی النفث فی الرقی: ج:7،ص:401)

امام بیہقی نے فرمایا:

اس کے علاوہ حبیب بن مدرک بھی کہا جاتا ہے۔

(یعنی راوی کو)

اس معنٰی میں روایت گزر چکی ہے کہ

غزوہ میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل کر باہر آ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقدس ہاتھوں سے ڈھیلے کو حلقہ میں رکھا تو پتہ نہ چلتا تھا کہ کون سی آنکھ زخمی ہوئی تھی۔

توضیحِ مترجم

ان روایات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے روایت کیا ہے اور آئمہ حدیث نے ان کو اپنی کتابوں میں معجزات کے باب میں جمع فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نابینا شخص کا حاضر ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کی بینائی بحال کروانا معجزہ ہے۔

اور اسی طرح حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا باہر آ جانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو دوبارہ لگانا اور اس کی بینائی کا ویسے ہی رہنا معجزہ کی دلیل ہے جس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا معجزات ہیں۔

متنِ کتاب

تحقیق غزوہ احد میں گزر گیا ہے اور جس کو ہم نے ابی رافع کے شہید ہونے کے باب میں ذکر کیا ہے۔

جابر بن عتیک کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقدس ہاتھ پھیرا تو وہ جلد ہی تندرست ہو گئی۔

Marfat.com

امام بیہقی نے سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ

محمد بن حاطب کا آگ میں ہاتھ جل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دم کیا تو فوراً تندرست ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرجیل جعفی کی غدود کو جو کہ ہاتھ پر تھی اس کو اپنا مقدس ہاتھ لگایا تو وہ تندرست ہو گئی۔

میں کہتا ہوں۔

غزوہ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آشوب کی بیماری تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ تندرست ہو گئی۔

اور اس حدیث کو ترمذی نے تعلمیہ علیہ السلام میں ذکر کیا ہے۔

حافظہ کی دعا سے حافظہ مضبوط

صحیح میں ابی ہریرہ اور جماعت صحابہ نے نقل کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی چادر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دم فرمایا تو آپ رضی اللہ عنہ اس کے بعد کسی بھی بات کو نہیں بھولے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھولتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک دعا ارشاد فرمائی جس کو آپ رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے جس کی وجہ سے یہ شکایت دور ہو گئی۔ (صحیح البخاری: باب الحجۃ علی من قال...... جز:6، ص:2677)

اور بیہقی میں روایت ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کے لئے دعا فرمائی جو کہ مرض میں مبتلا تھے تو وہ مرض جاتا رہا۔

اس طرح کے کثیر واقعات ہیں۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من معجزات الشفاء: ص:78)

Marfat.com

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا تیز ہونا

امام بیہقی متعدد اسانید کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

لوگوں نے جزع فزع کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور چکر لگا کر واپس تشریف لے آئے اور پھر لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کوئی خطرہ نہیں یہ گھوڑا دریا کے پانی کی طرح تیز ہے۔

انہوں نے کہا:

اللہ تعالیٰ کی قسم اس کے بعد اس کا کوئی گھوڑا مقابلہ نہیں کر سکا۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی: باب من سمی المرأۃ قارورۃ: جز:10 ص:200)

گھوڑے کو ہلکا سا کوڑا مارنا اور تیز رفتار ہونا

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ جعیل اشجعی سے روایت کیا ہے کہ میں کسی غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھا اور میرا گھوڑا پتلا اور کمزور تھا اور میں تمام لوگوں سے پیچھے پیچھے تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تیز دوڑو۔

عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھوڑا) کمزور اور پتلا ہے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفیف سا کوڑا مارا اور برکت کی دعا فرمائی تو گھوڑا اس قدر تیز چلا کہ اگر اس کو روکتے تو رکتا ہی نہ اور اس کا ایک بچہ بارہ ہزار میں

Marfat.com

بیچا گیا۔ (معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب من معجزات الشفاء: ص:79)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے عن محمد بن رافع عن محمد بن عبداللہ الرقاشی سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اور ابوبکر بن خیثمہ نے متعدد اسانید سے رافع بن سلمہ اشجعی سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری نے تاریخ میں متعدد اسانید سے جعیل ابن ابی جعد سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔

تو اس نے عرض کیا:

میں انصار میں شادی کر رہا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم ان کو دیکھ لیا کرو کیونکہ انصار کی عورتوں میں کچھ ہوتا ہے۔

اس نے عرض کیا:

میں نے اس کو دیکھا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کتنے (حق مہر) سے نکاح کیا ہے۔

اس نے کچھ کا کچھ بتایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایسے لگتا ہے کہ تو پہاڑوں سے سونا اور چاندی کھرید کر آتے ہو۔ ہمارے پاس تو آج کچھ بھی نہیں ہے جو ہم تمہیں دے سکیں مگر تمہیں کسی غزوہ میں بھیجتا ہوں تو مل جائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبس کی طرف جہاد کے لئے جانے کا فرمایا۔

Marfat.com

اس نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری اونٹنی اٹھ کرنہیں جاسکتی تو میں کیسے جاؤں۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہارے کے لئے اس کو اپنا مقدس ہاتھ دیا اور اونٹنی کے پاس تشریف لے گئے تو اس کو اپنے مقدس پاؤں سے ٹھوکر لگائی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ اتنا تیز ہوئی کہ قائد سے بھی آگے آگے ہوتی تھی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب من رأی فی منامہ شیئاً...... جز:8،ص:71)

امام مسلم نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن معین عن مروان سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ مجاہد سے روایت کیا ہے کہ

ایک آدمی نے اونٹ خریدا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں برکت کی دعا کے لئے حاضر ہوا۔

اور عرض کیا:

اس کے لئے برکت کی دعا فرمادیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ آپ کو اس میں برکت عطا فرمائے۔

ابھی وہ سوار نہیں ہوا تھا تو وہ مر گیا۔اس نے پھر دوسرا اونٹ خریدا اور برکت کی دعا کے لئے حاضر ہوا۔

اور عرض کیا:

میں نے اونٹ خریدا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم برکت کی دعا فرمادیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت عطا فرمائے۔

Marfat.com

ابھی وہ سوار نہیں ہوا تھا تو وہ مر گیا۔ اس نے پھر اونٹ خریدا اور برکت کی دعا کے لئے حاضر ہوا۔

اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے دو اونٹوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی تھی لیکن اب یہ دعا فرمائیں کہ میں اس پر سوار ہوتا رہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے اللہ عزوجل اس کو سوار فرما دے۔

تو وہ اونٹ اس کے پاس بیس (20) سال تک رہا۔

امام بیہقی نے فرمایا:

یہ مرسل حدیث ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی دو دعائیں آخرت کے بارے میں ہوگئی تھیں (یعنی ان کا آخرت میں اجر ملے گا)

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ حبیب بن اساف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

میں اور میری قوم کا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں جہاد میں شامل ہونے کے لئے حاضر ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسلمان ہو۔

انہوں نے عرض کیا:

نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہم مشرکین سے مشرکین کے لئے مدد نہیں لیتے ہوتے پھر ہم ایمان لے آئے اور غزوہ میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ میرے کندھے پر سخت کٹ لگی جس کی وجہ سے میرا بازو

Marfat.com

کٹ کر لڑھک گیا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑھکتے بازو کو جوڑا اور دعا فرما دی تو وہ فوراً ہی ٹھیک ہو گیا پھر میں نے اس کو قتل کیا جس نے مجھے تلوار ماری تھی پھر اس کی بیٹی سے نکاح کیا۔

وہ مجھے کہتی رہتی۔

لاعدمت اندی وشحك و هذا لوشاح

اور میں اس کو کہتا رہتا۔

لا عدمت اندی اعجل اباك الی النار

امام احمد نے اس حدیث کی مثل یزید بن ہارون سے بھی روایت کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے دعا کا مقبول ہونا

صحیحین میں متعدد راویوں کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت سے فراغت پا کر آئے تو پانی رکھا ہوا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پانی کون لے آیا ہے۔

عرض کیا گیا:

ابن عباس (رضی اللہ عنہما)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا اللہ عزوجل! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

(صحیح البخاری: باب وضع الماء عند الخلاء: جز: 1 ص: 248)

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے شانوں پر ہاتھ اقدس رکھا۔

اور ارشاد فرمایا:

یا اللہ عزوجل! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب دعوات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم: ج:6،ص:395)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اللہ تعالیٰ نے اس قدر قبول فرمائی کہ

آپ رضی اللہ عنہ علوم شریعہ کے امام تھے خاص طور پر قرآن فقہی اور تفسیر میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فائق تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما ہماری عمر کے مطابق ہوتے تو ان کو بے پناہ علم ملتا اور آپ رضی اللہ عنہما قرآن کی ترجمانی کرنے والے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہما حضرت ابن عباس مسعود رضی اللہ عنہما کے بعد 36 سال زندہ وسلامت رہے تو جان لیں کہ اس عرصے میں کیا کمال حاصل کیا۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

عرفات کے میدان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن کی تفسیر پر لوگوں کو خطبہ دیا اور سورہ بقرہ کی تفسیر فرمائی یا کوئی دوسری سورہ تھی اگر اس کو روم یا ترک اور دیلم والے سنتے تو ایمان لے آتے۔

اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ سے راضی ہو اور راضی ہوا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال واولاد کے زیادہ ہونے کی دعا فرمائی تھی۔ (صحیح البخاری: کتاب الدعوات: رقم الحدیث: 7317)

اور اسی طرح ترمذی میں متعدد اسانید سے ابی خلدہ سے ہے کہ

میں نے ابی عاکیہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں سنا کہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت انس رضی اللہ عنہ دس سال خدمت کرتے رہے ان کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال واولاد کے زیادہ ہونے کی دعا فرمائی چنانچہ ان کے باغ میں سال میں دومرتبہ پھل لگتا اور ریحان سے کستوری کی خوشبو آتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سو (100) سے زیادہ اولاد تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سو سال تھی۔اس لیے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

اس کی عمر کو طوالت بخش۔

توان کی عمر سو سال ہوئی۔

(سنن ترمذی: باب مناقب انس بن مالک رضی اللہ عنہ: ج:12،ص:320)

حضرت ام سلیم اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی تو ایک بچہ پیدا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور عبداللہ کی ذریت میں نو بیٹے ہوئے اور تمام کے تمام حافظ قرآن تھے۔

صحیح مسلم میں متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ کے مسلمان ہونے کی دعا کے لئے عرض کیا: جب آپ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے تو والدہ غسل کررہی تھیں۔

غسل کرنے کے بعد کہا۔

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا رسول الله ۔

تو خوشی کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔

اور عرض کیا کہ

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمادیں کہ مومنین کے دل میں ہماری محبت پیدا ہو جائے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمادی اور وہ مستجاب ہوئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

کوئی مومن اور مومنہ ایسی نہیں جو ہم سے محبت نہ کرتی ہو۔

(صحیح مسلم: باب من فضائل ابی ہریرۃ الدوسی رضی اللہ عنہ: جز:12،ص:286)

یقیناً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے صحیح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا کہ ہر شہر میں جمعہ کے دن خطبہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوتا ہے اور لوگوں میں بھی ذکر ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ ہی قضاء اور قدر کا تقاضہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی۔

صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی سعد کے لئے دعا فرمائی کہ جب آپ رضی اللہ عنہ مرض میں مبتلا تھے آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ٹھیک ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:

یا اللہ عزوجل! اس کی دعا مقبول فرمانا اور اس کا نشانہ ٹھیک فرمانا اور تیر نشانے پر جا کر لگے۔ تو یہ دعائیں بھی مستجاب ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک اچھے جنگ جو تھے، جب ابوسعد اسامہ بن قتادہ نے جھوٹی شہادت دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے دعا فرمائی کہ

یا اللہ عزوجل!

اس کی عمر لمبی ہو۔ محتاج رہے اور مصائب میں پھنسا رہے۔

تو جس طرح دعا کی ویسے ہی ہوا۔

اور وہ کہتا رہتا کہ

میں حد سے زیادہ ضعیف ہو گیا اور مصائب میں گرفتار ہوں مجھے تو سعد کی بد دعا ہی لگ

Marfat.com

گئی ہے۔

بخاری وغیرہ میں ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائب بن یزید کے لئے دعا فرمائی اور اس کے سر پر اپنا مقدس ہاتھ پھیرا تو وہ چورانوے (94) سال کی عمر تک بھی تندرست تھے اور حواس بھی ٹھیک تھے اور جس سر کے بالوں کے مقام پر اپنا مقدس ہاتھ رکھا تھا وہ کالے ہی رہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب من معجزات الشفاء: ص: 81)

امام احمد متعدد اسانید کے ساتھ ابو زید انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

میرے قریب ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر اپنا مقدس ہاتھ پھیرا۔

اور دعا فرمائی کہ

یا اللہ عز وجل! یا اللہ عز وجل! اس کو جمال عطا فرما اور ہمیشہ کا جمال عطا فرما۔

کہا گیا کہ

ان کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی تھی اور داڑھی میں کچھ بال سفید تھے اور ہنستا چہرہ رہتا تھا اور آخری عمر تک جھریاں بھی نہ آئی تھیں۔

(مسند احمد: باب حدیث ابی زید الانصاری رضی اللہ عنہ: جز: 42، ص: 220)

امام سہیلی نے فرمایا:

اس کی سند صحیح موصول ہے۔

امام بیہقی اس بارے میں فرماتے ہیں کہ

اس طرح کے نظارے کثیر ہیں۔

اللہ تعالیٰ دلوں کو تسلی عطا فرمائے اور مطلوب حاصل ہو جائے۔

امام احمد متعدد اسانید کے ساتھ ابو العلاء سے روایت کرتے ہیں کہ

جس مقام پر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا میں وہاں پر تھا۔ ایک آدمی

Marfat.com

کا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا تو میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ سے اس کا عکس ملاحظہ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ کھلا کھلا رہتا تھا گویا کہ ابھی تیل لگایا ہے۔

(مسند احمد: باب الجزء الرابع والثلاثون: جز:34، ص:363)

صحیحین میں ہے کہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی جبکہ آپ رضی اللہ عنہ پر زعفران کا اثر باقی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تجارت اور غنیمت کا مال بہت زیادہ آیا حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بھی ازواج کو اسی اسی ہزار دینار دے کر راضی کیا جو کہ آٹھویں میں سے چوتھائی حصہ بنتا ہے۔

اور شبیب بن غرقد کے لئے بھی دعا ثابت ہے کہ

آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ بن ابی جعد مازنی کو بکری لینے کے لئے ایک دینار عطا فرمایا اور انہوں نے ایک دینار سے دو بکریاں لے لیں اور ایک بکری کو ایک دینار میں بیچ دیا چنانچہ انہوں نے ایک بکری اور ایک دینار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے تجارت میں برکت کی دعا فرمائی اس کے بعد اگر وہ مٹی کی کوئی چیز بھی خرید لیتے تو منافع حاصل کر لیتے۔

امام بخاری نے متعدد اسانید کے ساتھ ابی عقیل سے روایت کیا ہے کہ

عبداللہ بن ہشام مجھے بازار میں لے کر جاتے تھے اور طعام خریدتے تھے۔ اگر حضرت ابن زبیر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بازار میں آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوتی تو وہ ان کو بیع میں شریک ہونے کا کہتے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی تو آپ رضی اللہ عنہ ان کو شراکت کے طور پر ملا لیتے۔ بعض دفعہ

Marfat.com

(ربما) تو آپ رضی اللہ عنہ ایک سودے میں سے سواری بھی حاصل کر لیتے (یعنی منافع میں)

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ایک بار بہت زیادہ سرد موسم تھا اور میں نے فجر کی اذان دی چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مسجد میں کوئی نماز پڑھنے والا ہی نہیں تھا (سوائے میرے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لوگ کہاں ہیں۔

میں نے عرض کیا:

سردی نے منع کر رکھا ہوگا (یعنی سردی کی وجہ سے نہیں آئے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:

یا اللہ عزوجل! ہم سے سردی کو دور فرما دے۔

تو میں نے دیکھا کہ وہ پنکھے چلا کر آ رہے ہیں۔

(صحیح البخاری: باب الشرکۃ فی الطعام وغیرہ: جز: 8، ص: 413)

پھر امام بیہقی نے فرمایا:

تفرد به ايوب بن يسار

اور اس کی مثال حدیث مشہور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی قصہ خندق میں گزر چکی ہے۔

زوجین کیلئے دعا فرمانا کہ انکو آپس میں محبت عطا فرما تو دعا مستجاب ہوئی

امام بیہقی متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہیں تشریف لے کر جا رہے

Marfat.com

تھے۔

ایک عورت نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں مسلمان عورت ہوں اور میرا گھر والا عورت کی مانند ہے (یعنی نامرد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے گھر والے کو بلا کر آؤ۔

وہ بلا کر آئی اور وہ جوتے بناتا تھا (یعنی خراز تھا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ارشاد فرمایا:

اے اللہ تعالیٰ کے بندے تمہاری عورت کیا کہہ رہی ہے۔

اس نے عرض کیا:

اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت دی ہے میں نے کبھی سر نہیں دھویا (یعنی غسل نہیں کیا)

عورت نے کہا:

ایک ماہ میں صرف اس طرح ہوا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم برا جانتی ہو۔

اس نے کہا:

ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آپ دونوں اپنے سروں کو ملاؤ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی جبین (پیشانی) کو ملایا۔

اور دعا فرمائی۔

Marfat.com

یا اللہ عزوجل! ان کو آپس میں محبت عطا فرما اور محبوب بنا پھر ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمط کے بازار میں تشریف لے گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے چنانچہ وہ عورت سر پر چمڑے لیے آ رہی تھی۔ جب اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو فوراً سر سے چمڑے کو اتارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم چومنے لگ گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم کیسے ہو اور تمہارا شوہر کیسا ہے۔

عرض کیا:

اللہ تعالیٰ کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہرت عطا فرمائی۔

وہ مجھے بہت عزیز ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اشهد انی رسول الله (صلی الله علیه وسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

وانا اشهد انك رسول الله

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع ابواب دعوات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم: جز:6،ص:456)

ابو عبداللہ نے کہا:

اس سند میں علی بن علی الہی متفرد ہیں اور اس کی کثیر روایات منکر ہیں۔

امام بیہقی نے فرمایا:

یہی واقعہ یوسف بن محمد بن منکدر اپنے باپ سے اور وہ جابر عبداللہ سے روایت کرتے ہیں مگر انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

ابو القاسم بغوی نے متعدد اسانید کے ساتھ ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ایک آدمی اپنے چھوٹے بچے کو لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں

Marfat.com

حاضر ہوا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور برکت کی دعا فرما دی پھر اس کی پیشانی پر بہت زیادہ بال اتر آئے۔ جب خوارج ظاہر ہوئے تو یہ خوارج والوں کی طرف مائل ہو گیا پھر اس کے وہ بال ختم ہو گئے اور باپ نے اس کو گھر میں قید کر دیا تاکہ ان کے ساتھ دوبارہ نہ جائے چنانچہ جب اس کو سمجھایا گیا تو وہ دوبارہ نہ گیا پھر وہی بال دوبارہ اگ آئے۔ (معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من معجزات الشفاء: ص:82)

حافظ ابوبکر بیہقی نے متعدد اسانید سے ابوطفیل سے روایت کیا ہے کہ

فراس ابن عمر کو سر کا سخت درد ہوا تو اس کا باپ اس کو لا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھوں کی درمیانی جگہ کو پکڑا اور اس کو کھینچا تو ساتھ ہی بال ظاہر ہو گئے اور درد سر جاتا رہا۔ جو پھر دوبارہ کبھی نہ ہوا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع دعوات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم: جز:6،ص:458)

حافظ ابوبکر بزار نے متعدد اسانید سے جعدی سے روایت کیا ہے کہ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور اپنا یہ قول حاضر خدمت اقدس کیا۔

ہم پاکیزگی اور بزرگی میں آسمان تک پہنچ گئے ہیں اور ہم اب اس سے بھی اوپر جانے کی امید رکھتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابو لیلیٰ! کہاں اوپر؟

اس نے کہا:

جنت۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان شاء اللہ جلد ہی۔

Marfat.com

پھر اس نے کہا:

ولا خیر فی حلم اذا لم یکن لہ
بوادر تحمی صفوۃ ان یکدرا
ولا خیر افی جھل اذا لم یکن لہ
حلیم اذا ما اورد الامر اصدرا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بہت خوب! اللہ تعالیٰ تمہارے دانتوں کو سلامت رکھے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب من معجزات الشفاء: ص:83)

اور امام بیہقی سے اسی طرح کی حدیث متعدد اسانید کے ساتھ یعلی بن اشدق سے روایت کی ہے اور اس میں زائد الفاظ یہ ہیں کہ

یعلی بن اشدق نے کہا:

ان کی عمر ایک سو بارہ (112) سال ہوئی تھی اور ان کے دانت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت کی وجہ سے صحیح وسلامت اولوں کی مانند صاف صاف تھے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع ابواب دعوات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم: جز:6، ص:460)

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس نگاہ کو اٹھا کر یمن، شام اور عراق کی طرف دیکھا۔

اور دعا فرمائی کہ

یا اللہ عزوجل! ان کے قلوب کو اپنی طاعت میں لا اور ان کے گناہ معاف فرما۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع ابواب دعوات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم: جز:6، ص:464)

ابوداؤد طیالسی نے متعدد اسانید کے ساتھ زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف اپنی مقدس نظر اٹھائی اور یہ دعا فرمائی۔

Marfat.com

یا اللہ عزوجل! ان کے دلوں کو مائل فرما۔

پھر شام کی جانب مقدس نظر اٹھائی۔

اور یہ دعا فرمائی۔

یا اللہ عزوجل! ان کے قلوب کو مائل فرما۔

پھر عراق کی طرف مقدس نظر اٹھائی۔

اور یہ دعا فرمائی۔

یا اللہ! ان کے قلوب کو مائل فرما۔

تو معاملہ اسی طرح ہی ہوا کہ

یمن والے شام والوں سے قبل اسلام لائے پھر خیر اور برکت ہو عراق اسلام لائے۔ اور وعدا اہل شام پر ہمیشگی کے ساتھ ہو ہدایت اور دین کی مدد ان کے ساتھ ہو۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب من معجزات الشفاء: ص:83)

احمد نے مسند میں روایت کیا ہے۔

قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ عراقی نیک لوگ شام میں آجائیں گے اور شام کے شرارت پسند لوگ عراق میں۔

(مسند احمد: باب الجزء السادس والثلاثون: جز:36، ص:461)

فصل:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم پر دعا کا مستجاب ہونا

امام مسلم نے متعدد اسانید کے ساتھ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے الٹے ہاتھ سے کھانا کھایا۔

Marfat.com

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
سیدھے ہاتھ سے کھاؤ۔
عرض کیا:
میں اس سے کھانے کی استطاعت نہیں رکھتا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
تو نہ ہی کھا سکے۔
پھر وہ ہاتھ کو کبھی بھی منہ تک نہ لے جا سکا۔
(صحیح مسلم: باب آداب الطعام والشراب واحکامھما: جز:10،ص:297)
ابوداؤد طیالسی نے متعدد اسانید کے ساتھ ایاس سے روایت کیا ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بشر بن راعی عسیر نے الٹے ہاتھ سے کھانا کھایا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
سیدھے ہاتھ سے کھاؤ۔
اس نے کہا:
میں نہیں کھا سکتا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
تو کھا ہی نہ سکے۔
کہتے ہیں کہ
اس کے بعد وہ منہ تک اس ہاتھ کو نہ لے جا سکا۔
(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: فصل فی دعاۂ علی قوم فاستجیب فیھم:ص:84)
صحیح مسلم میں متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

Marfat.com

میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں چھپ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے گردن سے پکڑا اور ہلایا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لئے روانہ کیا میں گیا تو وہ کھانا تناول فرما رہے تھے چنانچہ میں واپس آ گیا۔

اور عرض کیا کہ

کھانا تناول فرما رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار بھیجا تو پھر بھی وہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔

میں نے عرض کیا:

وہ کھانا تناول فرما رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کا پیٹ ہی کبھی نہ بھرے۔

(صحیح مسلم: باب من لعنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:13،ص:4)

امام بیہقی نے اسی روایت کو ذکر کیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔

اذهب فادع لي معاوية وكان يكتب الوحي

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع ابواب دعوات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم: جز:6،ص:478)

میں کہتا ہوں (یعنی علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ نہیں بھرا اور امارت کے زمانہ میں ہر روز سات دفعہ گوشت سے کھانا کھاتے تھے۔

اور فرماتے۔

میرا پیٹ نہیں بھرا جاتا حتیٰ کہ میں خود کھا کھا کر تھک جاتا ہوں۔

غزوہ تبوک میں نماز ادا کی جا رہی تھی تو لڑکا آگے سے گزرا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے دعا کی تو وہ چلنے کے قابل نہ رہا۔

امام بیہقی نے روایت فرمایا ہے کہ

ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کی نقل کرتا تھا اور منہ ٹیڑھا کرتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تو اسی طرح ہی ہو جا۔

پھر وہ موت تک اسی گندی صورت میں رہا۔

اور بعض روایات میں ہے کہ

حکم بن ابی العاص ابو مروان بن حکم تھا۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

امام مالک ایک راوی کے طریق سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم غزوہ بن اغار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو ایک آدمی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پرانے کپڑوں میں ملاحظہ فرمایا حالانکہ اس کے پاس دوسرے کپڑے بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نئے کپڑے پہننے کا حکم فرمایا چنانچہ وہ پہن کر آیا اور واپس بھی روانہ ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ کس طرح ہے؟ (یعنی عجیب شخص ہے)

اللہ تعالیٰ اس کی گردن مارے (یعنی موت دے)

کسی شخص نے کہا:

اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔

تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہی شہید ہوا۔

Marfat.com

اس طرح کی کثیر احادیث آئی ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی متعدد جماعت سے احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مستجاب ہونے کا ذکر ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے باب میں ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللھم من ببته او جلدته او لعنته ولیس لذالك اھلا فاجعل ذالك قربة له تقربه بها عندك یوم القیامة ۔

اور ہم نے بعثت کے بیان میں ذکر کر دیا ہے کہ

جو کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے ابو جہل بن ہشام اور اس کے ساتھیوں نے مشورہ کیا اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سجدہ میں اوجھڑی پشت مبارک پر رکھ دی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہا نے پشت سے اوجھڑی اتار لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو گئے تو ان کے لئے بددعا فرمائی۔

اور کہا۔

یا اللہ عزوجل! قریش کو برباد فرما۔

یا اللہ عزوجل! ابی جہل بن ہشام، شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ کو پھر باقی سات کا نام لے کر ہلاکت کی دعا فرمائی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا میں نے ان کی لاشوں کو بدر کے کھنڈر کنویں میں گرا ہوا دیکھا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: فصل فی دعاۂ علی قوم فاستجیب فیھم: ص:84)

Marfat.com

یہ متفق علیہ حدیث ہے۔

امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ایک آدمی بنی نجار کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھتا تھا اور بقرہ اور آل عمران کا بھی قاری تھا۔

ہم اس طرح کے قاری کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو غفورا رحیما لکھواتے اور وہ علیما حکیما لکھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو فرماتے کہ جس طرح جس طرح تم چاہو لکھ لو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علیما حکیما تحریر کرواتے تو وہ سمیعا بصیرا تحریر کرتا۔ یہ سمجھتا تھا کہ میں بھی کچھ لکھ لیتا ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نہیں چنانچہ وہ اسلام سے پھر گیا اور مشرک لوگوں کے ساتھ جا کر مل گیا اور اپنے آپ کو بہت کچھ کہلوانے لگ گیا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں تم لوگوں سے زیادہ علم رکھتا ہوں اس لیے کہ میرے دل میں جو بات بھی آتی تھی میں اس کو تحریر کر دیتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا پتہ چلا کہ اس طرح کہہ رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا فرمائی کہ اس کو زمین بھی قبول نہ کرے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جس مقام پر وہ مرا میں اسی جگہ گیا تو اس کی لاش کو زمین کے اوپر پڑا ہوا دیکھا۔ میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ کئی بار دفن کیا گیا لیکن زمین باہر نکال دیتی ہے۔

(مسند احمد، باب مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ج: 26، ص: 393)

یہ حدیث شیخین کی شرط پر ہے لیکن اس کی تخریج نہیں کی گئی۔

امام بخاری متعدد اسانید کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک نصرانی آدمی نے اسلام قبول کیا اور بقرہ و آل عمران کو پڑھ بھی لیا اور وحی بھی

Marfat.com

لکھتا تھا۔

اور کہتا تھا کہ

(سید) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی کا علم رکھتے ہیں جو میں لکھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک فرما دیا پھر اس کو دفن کرنے لگے تو زمین نے باہر پھینک دیا۔

ورثاء نے کہا:

یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کا فعل ہے انہوں نے پھر بہت گہری قبر کھودی اور اس کو دفن کر دیا پھر انہوں نے کل صبح کو زمین پر پڑے ہوئے دیکھا تو جان گئے کہ یہ لوگوں کا فعل نہیں ہے چنانچہ ادھر ہی اس کو پڑا رہنے دیا۔

(صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز:11،ص:449)

توضیحِ مترجم

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرنے والا کبھی بھی صحیح وسلامت نہیں رہ سکا بلکہ ایمان بھی جاتا رہا اور اس کو زمین نے بھی قبول نہیں کیا۔ زمین کیسے قبول کرتی جس کو زمین کے شاہ نے بھی اس کو قبول نہیں کیا۔

Marfat.com

باب:

ان مسائل کا بیان جن کا رسول اللہ ﷺ نے گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کی کتب کے مطابق جواب دیا

تحقیق ہم نے بعثت کے باب میں ذکر کیا ہے کہ

قریش نے یہودیوں کے پاس مدینہ منورہ میں ایک وفد کو روانہ کیا تا کہ وہ ان لوگوں سے بذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امتحانی طور پر سوال کریں۔

یہودیوں نے کہا:

اس سے روح کے بارے میں امتحاناً سوال کرو اور ان لوگوں کے بارے میں پوچھو جنہوں نے اپنی رہائش گاہوں کو چھوڑ دیا ہے اور ان کا کوئی علم بھی نہیں اور ایسے شخص کے بارے میں سوال کرو جس نے تمام زمین کا سفر کیا تھا انہوں نے ان سوالوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرما کر فرمایا:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل:85)

اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں تھوڑا علم ملا۔

Marfat.com

توضیحِ مترجم

یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے عذاب دینے کے بارے میں سوال کیا تھا کہ وہ ہوتی تو جسم میں ہے اور روح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پھر کیسے عذاب دیا جائے گا۔

حافظ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ فرماتے ہیں۔

امام ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قصہ روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا کہ روح کو کس طرح عذاب دیا جائے گا جبکہ وہ جسم میں ہے اور روح تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح الباری: ج:8، ص:403 مطبوعہ لاہور)

روح کیا چیز ہے۔

بعض نے کہا روح خون ہے۔

بعض نے کہا لطیف جسم ہے۔

الغرض اس میں کئی قول ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی 855ھ لکھتے ہیں:

بعض علماء نے کہا کہ

روح خون ہے۔

اور اس کی تعریف میں ستر قول ذکر کیے گئے ہیں۔

اس میں اختلاف ہے کہ

آیا روح اور نفس ایک ہی چیز ہیں یا نہیں۔

زیادہ صحیح یہ ہے کہ

روح اور نفس متغائر ہیں۔

نفسانی انسانی وہ چیز ہے جس کی طرف ہم میں سے ہر شخص ''میں'' یا ''ہم'' سے

Marfat.com

اشارہ کرتا ہے اور اکثر فلاسفہ نے روح اور نفس میں فرق نہیں کیا۔

انہوں نے کہا:

نفس لطیف بخاری جوہر ہے جو حیات، حس اور حرکت ارادیہ کی قوت کا حامل ہے وہ اس کا نام روح حیوانی رکھتے ہیں اور یہ نفس ناطقہ اور بدن کے درمیان واسطہ ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

روح ایک جوہر حادث ہے جو بنفسہ قائم ہے جو غیر متحیز ہے (جگہ نہیں گھیرتا) وہ جسم میں نہ داخل ہے نہ خارج ہے وہ جسم سے متصل ہے نہ منفصل ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ

روح جسم کی صورت کی طرح ایک لطیف صورت ہے اس کی دو آنکھیں، دو کان، دو ہاتھ اور دو پیر ہیں اور جسم کے ہر عضو کے مقابلہ میں اس کا ایک لطیف عضو ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ

وہ انسان کے بدن میں ایک لطیف جسم ہے اور اس کا انسان کے جسم میں اس طرح حلول ہے جس طرح گلاب کے پانی کا گلاب میں ہوتا ہے۔ حکماء اور علماء متقدمین اور متاخرین کا روح کی تعریف میں بہت اختلاف ہے۔

(عمدۃ القاری: جز:2، ص:201 مطبوعہ مصر)

اور روح کی موت کے بارے میں اختلاف ہے۔

کہ اس کو موت آتی ہے یا نہیں۔

بعض نے فرمایا اس کو موت آتی ہے۔

اور بعض نے فرمایا اس کو موت نہیں آتی۔

بہر حال اس میں اقوال ہیں۔

جو کہ درج ذیل ہیں۔

علامہ شمس الدین ابی عبداللہ بن قیم جوزیہ متوفی 751ھ لکھتے ہیں:

Marfat.com

آیا روح پر موت آتی ہے یا نہیں۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

بعض علماء نے کہا:

روح پر بھی موت آتی ہے اور وہ موت کا مزہ چکھتی ہے اور ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور دلائل سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوال کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔

فرمایا:

ہر وہ چیز جو زمین پر ہے فنا ہونے والی ہے صرف آپ کے رب کی ذات باقی رہے گی جو بزرگی اور عزت والی ہے۔ (الرحمٰن: 26،27)

فرمایا:

اس کے چہرے (ذات) کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ (القصص: 88)

اور جب ملائکہ پر بھی موت آئے گی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ روح پر موت نہ آئے۔

محققین کا یہ کہنا ہے کہ

ارواح پر موت نہیں آئے گی کیونکہ ارواح کو بقاء کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ موت صرف ابدان پر آئے گی۔

اور اس کی دلیل یہ ہے کہ

بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ موت کے بعد جب روحوں کو دوبارہ ان کے اجسام میں لوٹا دیا جائے گا تو پھر ان کو جو عذاب یا ثواب ہو گا تو وہ دائمی ہو گا اور اگر روحوں پر موت آتی ہے تو ان کا ثواب یا عذاب دائمی نہ ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور انہیں اپنے رب کے پاس سے رزق دیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے فضل سے خوش ہیں اور ان لوگوں کے متعلق ہو رہے ہیں جو ابھی

Marfat.com

تک ان سے نہیں ملے اس پر کہ انہیں نہ کوئی خوف ہے نہ غمگین ہوں گے۔

(آل عمران: 169 تا 170)

جبکہ قطعی طور پر یہ معلوم ہے کہ ان کی روحیں ان کے جسموں سے نکل چکی ہیں اور ان کے جسموں نے موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے۔

اور صحیح یہ ہے کہ

روحوں کی موت یہ ہے کہ وہ جسموں سے نکل جائیں پس اگر روح کی موت سے اس معنٰی کا ارادہ کیا جائے تو پھر صحیح ہے اور اگر روح کی موت سے یہ ارادہ کیا جائے کہ وہ معدوم ہو جائیں گی اور عدم محض ہو جائیں گی تو پھر یہ صحیح نہیں ہے۔

(الروح: ص: 33، 34 مطبوعہ دار الحدیث مصر)

الغرض یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے بارے میں سوال کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روح کے بارے میں جواب ارشاد فرمایا۔

متنِ کتاب

اور سورہ کہف نازل فرمائی جن میں ان اصحاب کا واقعہ نقل فرمایا جو اپنے دین کی وجہ سے قوم سے نکل کر غار میں تشریف لے گئے اور انہوں نے وہاں عبادت کی اور وہاں وہ تین سو نو (309) سال رہے پھر حضرت موسٰی اور خضر علیہ السلام کے واقعہ کی خبر دی جنہوں نے حکم اور مواعظ کو جاری کیا۔

پھر اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ (الکہف: 83)

اور آپ سے ذوالقرنین کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرمایئے کہ میں عنقریب تمہارے سامنے ان کا کچھ ذکر کروں گا۔

پھر ان کی خبروں سے آگاہ فرمایا اور جو مشارق اور مغارب میں انہوں نے سفر کیا ان کے بارے میں بتایا یہ وہ خبریں ہیں جو کہ واقع ہوئیں اور جو گزشتہ کتب ہیں ان کے

Marfat.com

بیان قرآن کے مطابق ہیں اور وہ حق ہیں اور جو قرآن کے خلاف ہیں وہ مردود ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور وہ کتاب نازل فرمائی جو لوگوں کے لئے واضح بیان ہے اور اخبار اور احکام کے اختلاف میں فیصلہ کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تورات اور انجیل کے ذکر کے بعد فرمایا:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (المائدہ:48)

اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرمائی اور ان پر محافظ اور گواہ۔

اور ہم اول ہجرت میں عبداللہ بن سلام کا واقعہ ذکر کرتے ہیں۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فوراً آ گئے میں بھی فوراً بھاگا اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت کی تو میں فوراً کہنے لگا۔

یہ چہرہ جھوٹے آدمی کا نہیں ہو سکتا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام میں نے یہ سنا۔

اے لوگو! سلام پھیلاؤ، عزیز و اقارب سے صلہ رحمی کرو، کھانا کھلاؤ، راتوں کو نماز پڑھو جس وقت لوگ نیند میں ہوں۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے متعدد راوی نقل کرتے ہیں کہ اس میں عبداللہ بن سلام کے سوالات بھی ہیں۔ تین سوالات ایسے ہیں جو نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

1- قیامت کی نشانی؟

2- اہل جنت کا پہلا کھانا؟

Marfat.com

3- کبھی بچہ ماں کے اور کبھی باپ کے مشابہ ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کی پہلی نشانی یہ ہے کہ

آگ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لائے گی۔

جنتیوں کا پہلا کھانا مچھلی کا دل ہے۔

بہرحال رہا بچہ تو اس کی مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ

جب باپ کا مادہ رحم میں پہلے چلا جائے تو بچہ باپ سے مشابہ ہوتا ہے اور اگر ماں کا چلا جائے تو ماں سے مشابہ ہوتا ہے۔

(صحیح البخاری: خلق آدم صلوات اللہ علیہ وذریتہ: جز:11،ص:110)

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ سعید مقبری سے روایت کیا ہے کہ

اس میں قیامت کی پہلی نشانی کے علاوہ چاند کے کالے پن ہونے کے متعلق سوال ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چاند میں کالا پن اس لیے ہے کہ چاند اور سورج سیارے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانیاں دکھانے والی۔ (بنی اسرائیل:12)

یہ سن کر عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) نے کہا:

اشهد ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله ۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع ابواب اسئلۃ الیہود وغیرھم: جز:7،ص:7)

Marfat.com

یہودیوں کے مسئلے کے سوال کا جواب دینا

حافظ بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ ثوبان سے روایت کیا ہے کہ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی کھڑا تھا۔

ایک یہودی آیا۔

اور اس نے کہا:

السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تو میں نے اس کو دھکا دے دیا اور وہ گرتے ہوئے سنبھل گیا۔

اس نے کہا:

مجھے کیوں دھکا دیا؟

میں نے کہا:

تم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیوں نہیں کہا۔

اس نے کہا:

میں نے تو اس نام سے پکارا جو کہ گھر والوں نے رکھا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سچ ہے کہ میرا نام گھر والوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا ہے۔

یہودی نے کہا:

میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سوالات کرنے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر میں نے ان کا جواب دے دیا تو تجھے کیا فائدہ ہوگا؟

یہودی نے کہا:

میں توجہ سے سنوں گا۔

Marfat.com

مگر وہ زمین تنکے سے کریدنے لگ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سوال کرو۔

یہودی نے کہا:

جب بروز قیامت زمین و آسمان تبدیل ہوں گے تو لوگ کس مقام پر ہوں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پل کے پیچھے اندھیرے میں ہوں گے۔

اس نے کہا:

کن لوگوں کو پہلے جنت میں جانے کی اجازت دی جائے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مہاجرین فقراء کو۔

اس نے کہا:

جب وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو کیا تحفہ ملے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مچھلی کا دل۔

اس نے کہا:

اس کے بعد ان کو غذا کون سی ملے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنت کا چرتا بیل ان کے لئے ذبح کیا جائے گا جس کو وہ تناول کریں گے۔

اس نے کہا:

وہ کیا پئیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

سلسبیل۔

اس نے کہا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔

پھر اس نے کہا:

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا ہوں جس کو کوئی نہیں جانتا سوائے نبی یا ایک شخص یا دو اشخاص کے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہیں کیا نفع دے گا اگر بتا دوں تو؟

اس نے کہا:

میں توجہ سے سماعت کروں گا۔

دوبارہ اس نے بچہ کے بارے میں سوال کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مرد کی منی سفید ہوتی ہے اور عورت کی منی زرد ہوتی ہے جب جماع کریں تو اگر مرد کی منی غالب آجائے تو بچہ ورنہ بچی ہوتی ہے۔

یہودی نے کہا:

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ پھر وہ روانہ ہو گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'یہ جوابات مجھے اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں جو کہ پہلے معلوم نہیں تھے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: باب صفۃ ماء الرجل وما المرأۃ: جز: 1 ص: 169)

اسی طرح امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے نافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس مرد کا احتمال ہے کہ وہ عبداللہ بن سلام ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ کوئی دوسرا ہو۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

ابوداؤد طیالسی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

یہود کی قوم ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی انہوں نے عرض کیا کہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتیں پوچھتے ہیں جن کا جواب نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو دل کرے پوچھو مگر تم اللہ تعالیٰ کا مجھے ذمہ دو جو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی ذریت سے لیا تھا اگر تم ان کو درست جانو تو اسلام میں داخل ہو جاؤ گے۔

انہوں نے کہا:

ٹھیک ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو چاہو پوچھو۔

انہوں نے کہا:

ہمیں خبر دیں کہ تورات کے نزول سے قبل حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر کون سا کھانا حرام کیا تھا؟

ہمیں بتائیں کہ

انسان کے مادہ سے کبھی لڑکا اور کبھی لڑکی کیوں پیدا ہوتی ہے۔

ہمیں بتائیں کہ

نبی کی نیند (کا کیا حکم ہے)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کون سا فرشتہ ساتھی ہے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے پکا وعدہ کرو اگر میں نے درست بتائے تو کیا تم میری اتباع کرو گے تو انہوں نے پکا وعدہ دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آپ لوگ جانتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کافی عرصہ مرض کی حالت میں رہے تو آپ علیہ السلام نے منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے تندرستی عطا فرمائی تو میں محبوب کھانا چھوڑ دوں گا اور یعقوب علیہ السلام کا محبوب کھانا اونٹ کا گوشت اور دودھ تھا۔

انہوں نے عرض کیا:

ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا اللہ عزوجل! ان پر گواہ ہو جاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کو نازل فرمایا کیا جانتے ہو کہ مرد کا مادہ سفید اور عورت کا رقیق زرد ہوتا ہے اور جماع کے دوران جو غالب ہو وہی اولاد ہوتی ہے۔

اگر آدمی کا مادہ غالب ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بچہ اور عورت کا ہو تو بچی ہوتی ہے۔

تو انہوں نے کہا:

ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا اللہ عزوجل! ان پر گواہ رہو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے تورات کو نازل فرمایا کیا تمہیں علم نہیں کہ نبی کی آنکھیں سوتی اور دل بیدار رہتا ہے۔

انہوں نے کہا:

ہاں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا اللہ عزوجل! ان پر گواہ رہو۔

انہوں نے کہا:

ملائکہ میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کون دوست ہے۔

یہی سوال فیصلہ کرنے والا ہے اور فرق بتا دینے والا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے دوست حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ اور وہ ہر نبی کی طرف مبعوث ہوا۔

انہوں نے کہا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی جواب مفارقت کا ہے اگر اس کے علاوہ کوئی دوست ہوتا تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس میں تمہیں کیا فائدہ؟

تو انہوں نے کہا:

ملائکہ میں سے وہ ہمارا دشمن ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔

تم فرما دو جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہو تو اس نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہے اور ہدایت اور بشارت

Marfat.com

مسلمانوں کو۔ (البقرہ:97)

اور یہ آیت نازل ہوئی۔

تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے۔ (بقرہ:90)

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: فصل فی دعائہ علی قوم فاستجیب فیھم: ص:87)

امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ صفوان بن عسال سے روایت کیا ہے کہ

ایک یہودی نے ساتھی سے کہا۔

ہم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ولقد اتینا موسیٰ تسع آیات کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

اس نے کہا:

اس طرح نہ کہو! اس نے اگر اس بات کو سن لیا تو ان کی آنکھیں چار ہو جائیں گی۔

پس انہوں نے سوال کر ہی لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ بناؤ۔

چوری نہ کرو۔

زنا نہ کرو۔

کسی کا ناحق قتل نہ کرو۔

جادو نہ کرو۔

سود نہ کھاؤ۔

کسی ناحق بندے پر مقدمہ نہ کرو کہ وہ قتل ہو جائے۔

پاکیزہ عورت پر تہمت ہرگز نہ لگاؤ۔

یا ارشاد فرمایا:

جنگ کے میدان سے نہ بھاگو۔

Marfat.com

اورتم اے یہودیو! ہفتہ کے روز شکار نہ کرو۔

وہ آگے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ و پاؤں کو چومنے لگ گئے۔

اور دونوں نے کہا:

ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تمہیں مسلمان ہونے سے کیا چیز روکتی ہے۔

انہوں نے کہا:

حضرت یہود علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی نبوت ان کی ذریت میں ہی رہے، اور ہم اسلام لے آئے تو یہود کے قتل کرنے کا خوف ہے۔

(مسند احمد: باب حدیث صفوان بن عسال المرادی: جز: 37، ص: 51)

امام ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، حاکم بیہقی نے متعدد طرق سے اس روایت کو نقل کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہ حسن صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں (ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

ان کی سند میں کچھ نے کلام کیا ہے نو معجزات کے روایت کرنے والے کو دس کلمات اور وصایا کے بارے میں وہم ہوا ہے یہ وہ وصیتیں ہیں جو کہ ہجرت کے بعد لیلۃ القدر کی شب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوہ طور پر کلام فرمانے کے وقت عطا کیں۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام اور اسرائیلی کوہ طور پر کھڑے تھے اور نو معجزات خوارق عادات جن کے ظہور کی وجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تائید میں مصر میں نازل ہوئے تھے جو کہ درج ذیل ہیں۔

عصا

ید (بیضاء)

Marfat.com

طوفان

لکڑی

جوئیں

مینڈک

خون

قحط سالی

رزق میں قلت

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

مباہلہ کا واقعہ

توضیحِ مترجم

مباہلہ کا واقعہ سننے سے پہلے مباہلہ کا معنٰی جاننا ضروری ہے اس لیے مباہلہ کا معنٰی سمجھ لیں۔

مباہلہ کے معنٰی پر علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔

علامہ راغب اصفہانی نے فرمایا:

مباہلہ کا معنٰی ہے۔

عاجزی کے ساتھ دعا کرنا۔

(المفردات ص:63 مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران)

اور امام ابن جریر نے فرمایا ہے۔

مباہلہ کا معنٰی ہے۔

فریق مخالف کے لیے ہلاکت اور لعنت کی دعا کرنا۔

(جامع البیان: ج:3، ص:209 مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

Marfat.com

امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشا پوری متوفی 458ھ لکھتے ہیں:
لغت میں ابتہال کے دو معنیٰ ہیں۔
عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا۔
اور لعنت کرنا۔
اور یہ دونوں قول حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں۔
کلبی سے روایت ہے کہ
بہت کوشش کے ساتھ دعا کرنا۔

(الوسیط: ج:1،ص:445 مطبوعہ دارالکتب بیروت)

مباہلہ کرنا اس شخص کے لئے جائز ہے جس کو اپنے حق پر ہونے کا کامل یقین ہو اور فریق مخالف کے کفر پر ہونے کا یقین ہو کیونکہ مباہلہ میں یہ دعا کی جاتی ہے کہ
اے اللہ عزوجل!
ہم میں سے جو فریق جھوٹا ہو اس پر لعنت فرما۔
اور لعنت صرف کافر پر جائز ہے۔
اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ
آیا اب بھی مباہلہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔
علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ
امام عبد بن حمید ان اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کسی شخص سے اختلاف ہوا تو آپ رضی اللہ عنہما نے اس کو مباہلہ کی دعوت دی۔
اور یہ آیت (بقرہ: 61) پڑھی اور مسجد حرام میں حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر ہاتھ بلند کر کے دعا کی۔
اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ

Marfat.com

اب بھی مباہلہ کرنا جائز ہے۔

(روح المعانی: ج: 3، ص: 190 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کن سے مباہلہ کیا اور وہ کون تھے اور کیوں کیا۔ اس کے بارے میں یہ ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے وفد کے سامنے دلائل پیش کئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے ہیں اور اس شبہہ میں عیسائیوں کے تمام شبہات کو زائل کیا اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا کہ وہ ہٹ دھرمی سے کسی دلیل کو نہیں مان رہے تو انہیں عاجز کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے مباہلہ کا حکم دیا۔

متنِ کتاب

اور ہم سورہ بقرہ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تم فرماؤ اگر پچھلا گھر اللہ تعالیٰ کے نزدیک خالص تمہارے لیے ہو نہ اوروں کے لئے تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو اور ہرگز کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے اور اللہ خوب جانتا ہے۔

(بقرہ: 94، 95)

اور اسی کی مثل سورہ جمعہ میں ہے۔

فرمایا:

اور کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان کوتکوں (برے اعمال) کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تمہیں ملنی ہے۔ (جمعہ: 7-6)

نصاریٰ کا وفد نجران سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو برے عقائد سے روکا تو وہ نہ رکے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

فرمایا کہ ان سے مباہلہ کرو، جب مباہلہ پر عمل پیرا نہ ہوئے تو جزیہ دینے پر رضامند ہوئے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا گیا۔

پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرمادو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ڈالیں۔ (آل عمران:61)

اسی طرح مشرکین کے ساتھ مباہلہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا فرمائی۔

ارشاد فرمایا:

تم فرماؤ جو گمراہی میں ہو تو اسے رحمٰن خوب ڈھیل دے حتیٰ کہ جب وہ دیکھیں وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا تو عذاب یا قیامت تو اب جان لیں گے کہ کس کا برا درجہ ہے اور کس کی فوج کمزور۔ (مریم:75)

یہود کا اعتراف کرنا کہ آپ ﷺ رسول اللہ ہیں

جب وہ مباہلہ کے لیے بیٹھے تو انہوں نے درمیان میں حکم بنالیا جو ان کے مطابق فیصلہ کرے گا ورنہ وہ چلیں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ن قرآن مجید میں ان کی مذمت فرمائی۔

عبداللہ بن مبارک معمر سے وہ زہری سے روایت کرتے ہیں کہ

میں سعید بن مسیّب کے ساتھ بیٹھا تھا اور ان کے پاس قبیلہ مزینہ کا بھی شخص تھا جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں شمار ہوتا تھا اور وہ ان کا احترام بھی کرتا تھا اور ان کا والد بھی صلح حدیبیہ میں حاضر تھا اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا تھا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں حاضر تھا اور یہود کے لوگ زنا کا مسئلہ لے کر آئے اور انہوں نے یہ طے کیا ہوا تھا کہ ان کے احکام سخت نہیں ہوتے

Marfat.com

اگر تو رجم کے سوا فیصلہ کیا تو ہم اس پر عمل کر لیں گے اور نبی کی تصدیق کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں انعام پائیں گے اگر انہوں نے رجم کا فیصلہ کیا تو پھر ہم ہرگز قبول نہ کریں گے اس لیے کہ تورات کے اس فیصلہ کی تو پہلے مخالفت کر بیٹھے ہیں۔ پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسجد میں اس مسئلہ کا بتایا کہ شادی شدہ زانی کے بارے میں تمہارا کیا فیصلہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات کا جواب نہ ارشاد فرمایا تو موجودہ لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھے اور ان کی تعلیم کی جگہ پہنچ گئے تو وہ تورات کی تلاوت کر رہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے یہودیو! میں تمہیں اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات شریف کو نازل فرمایا کہ تورات میں شادی شدہ زانی کی کیا سزا ہے؟

انہوں نے کہا:

دونوں کو ایک دوسرے کی پیٹھ کر کے بٹھاتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں مگر اس وقت ان کا استاد جو کہ نوجوان تھا چپ رہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کہا۔

تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں بتاؤ۔

اس استاد نے کہا:

اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے ہی دیا تو صحیح بات اس طرح ہے کہ تورات میں رجم کی سزا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تو پھر اس جلوس کی ابتداء کہاں سے ہوئی۔

اس نے کہا:

ایک شہزادے نے زنا کیا تھا جس کی وجہ سے اس کو رجم نہیں کیا گیا اس کے بعد کسی

Marfat.com

اور نے زنا کیا تو بادشاہ رجم کرنا چاہتا تھا مگر اس کی قوم آگے آئی۔

اور کہا۔

اولاً شہزادے کو رجم کیا جائے گا بعد میں اس کو رجم کیا جائے گا۔ پھر ایسے ہوتے ہوتے رجم کے مسئلہ میں ترمیم ہوئی کہ اب کالا منہ ہی کر کے گدھے کے اوپر بٹھانا ہے اور جلوس نکالنا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں تورات میں ترمیم کے علاوہ فیصلہ کا حکم دیتا ہوں۔

پھر ان دونوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق رجم کر دیا گیا۔

امام زہری نے فرمایا:

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بے شک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرماں دار نبی۔ (المائدہ:44)

اور اس کے لئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث جو صحیح میں ہے شاہد ہے۔

میں کہتا ہوں جو اس سیاق میں حدیث سے ثابت ہوا ہے وہ اس اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہے۔

ترجمہ:- اے رسول تمہیں نہ کریں وہ جو کفر پر دوڑتے ہیں جو کچھ وہ اپنے منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور ان کے دل مسلمان نہیں اور کچھ یہودی جھوٹ خوب سنتے ہیں اور لوگوں کی خوب سنتے ہیں جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے۔ اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں کہتے ہیں یہ حکم تمہیں ملے تم مانو اور یہ نہ ملا تو بچو۔ (مائدہ:41)

یعنی اگر تمہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فیصلہ سنا دیں تو اس کو مانو اور اگر یہ نہ ملے تو بچو۔

Marfat.com

یعنی اگر تمہیں فیصلہ نہ سنائیں تو پھر بچو اور فیصلہ کو قبول کرو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو ہرگز تو اللہ سے اس کا کچھ بنا نہ سکے گا وہ ہیں کہ اللہ نے ان کا دل پاک کرنا نہ چاہا انہیں دنیا میں رسوائی ہے اور انہیں آخرت میں بڑا عذاب۔ بڑے جھوٹ سننے والے بڑے حرام خور تو اگر تمہارے حضور حاضر ہوں تو ان میں فیصلہ فرماؤ یا ان سے منہ پھیر لو اور اگر تم ان سے منہ پھیر لو گے تو وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔ بے شک انصاف والے اللہ کو پسند ہیں اور وہ تم سے کیونکر فیصلہ چاہیں گے حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے بایں ہمہ اسی سے منہ پھیرتے ہیں اور وہ ایمان لانے والے نہیں۔ (المائدہ: 41 تا 43)

پس اللہ تعالیٰ نے ان کے برے گمان اور قصد اور ان کے اعتقاد پر مذمت فرمائی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ کا حکم رجم ہے اور محمد بن اسحاق نے اس روایت کو زہری سے بیان کیا ہے۔ اس میں ہے کہ عبداللہ بن صوریا اعور بعد اس کے کافر و منکر ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے پھر یہ آیت نازل فرمائی۔

یا ایھا الرسول لا یحزنك الذین یسارعون فی الکفر......

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: فصل فی دعائہ علیٰ قوم فاتجیب فیھم: ص: 88)

توضیحِ مترجم

توریت شریف میں زانیہ اور زانی دونوں کے لئے رجم کا حکم فرمایا گیا ہے اور قرآن مجید میں بھی رجم کا حکم فرمایا گیا ہے۔

توریت میں رجم کا حکم اس طرح فرمایا گیا ہے۔

پر اگر یہ بات سچ ہو کہ لڑکی میں کنوارے پن کے نشان نہیں پائے گئے تو وہ

Marfat.com

اس لڑکی کو اس کے باپ کے گھر کے دروازہ پر نکال لائیں اور اس کے شہر کے لوگ اس کو سنگسار کریں کہ وہ مر جائے کیونکہ اس نے اسرائیل کے درمیان شرارت کی کہ اپنے باپ کے گھر میں فاحشہ پن کیا یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا۔ (استثناء:22،21)

اور اگر کنواری لڑکی کسی شخص سے منسوب ہو گئی اور کوئی دوسرا آدمی اسے شہر میں پا کر اس سے صحبت کرے تو تم ان دونوں کو اس شہر کے پھاٹک پر نکال لانا اور ان کو تم سنگسار کر دینا کہ وہ مر جائیں۔ لڑکی کو اس لیے کہ وہ شہر میں ہوتے ہوئے نہ چلائی اور مرد کو اس لیے کہ اس نے اپنی ہمسایہ کی بیوی کو بے حرمت کیا یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا۔ (استثناء:24،23)

اور انجیل میں بھی رجم کی آیات موجود ہیں۔

یوحنا کی انجیل میں ہے۔

اور فقیہ اور فریسی ایک عورت کو لائے جو زنا میں پکڑی گئی تھی اور اسے بیچ میں کھڑا کر کے یسوع سے کہا۔ اے استاد یہ عورت زنا میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہے تو ریت میں موسیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ایسی عورتوں کو سنگسار کریں پس تو اس عورت کی نسبت کیا کہتا ہے انہوں نے اس کو آزمانے کے لئے یہ کہا تا کہ اس پر الزام لگانے کا کوئی سبب نکالیں مگر یسوع جھک کر انگلی سے زمین پر لکھنے لگا جب وہ اس سے سوال کرتے ہی رہے تو اس نے سیدھے ہو کر ان سے کہا جو تم میں بے گناہ ہو وہی پہلے اس کو پتھر مارے۔

(یوحنا: باب:8، آیت 3 تا 8)

تو ریت اور انجیل سے ثابت ہوا کہ

شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم پچھلی آسمانی کتابوں میں موجود تھا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اس وقت نزول قرآن کے وقت کی موجود کتابوں کا جو مصدق قرار دیا ہے

Marfat.com

وہ اسی حکم کے اعتبار سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ ہزار ہا تحریفات کے باوجود رجم کا یہ حکم توریت اور انجیل میں بھی آج تک موجود ہے۔

تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ شادی شدہ مسلمان مرد یا عورت زنا کرے تو اس کی حد رجم ہے۔

اور فقہاء اسلام میں سے کسی مستند شخص نے اس اجماع کی مخالفت نہیں کی مگر افسوس یہ ہے کہ ہماری حکومت زانی شخص کو پکڑ کر چند پیسوں کے بدلے میں چھوڑ دیتی ہے حتیٰ کہ اس کیس میں جھوٹی گواہی دینے والے بھی کثیر ہوتے ہیں۔

امام حاکم متوفی 405ھ روایت کرتے ہیں کہ

عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

جس شخص نے رجم کا انکار کیا اس نے قرآن کا انکار کیا حالانکہ اس کو گمان بھی نہیں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارے رسول آچکے ہیں اور وہ ان بہت سی باتوں کو بیان کرتے ہیں جن کو تم چھپاتے تھے اور رجم کو بھی یہود چھپاتے تھے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(المستدرک: ج:4، ص:359 مکہ مکرمہ)

اور کثیر بن صہلت بیان کرتے ہیں کہ

حضرت عمرو بن العاص اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما قرآن مجید کے نسخے لکھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے۔

تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے کہ جب بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کریں تو ان کو ضرور رجم کرو۔

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر عرض کیا اس آیت کو لکھ دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر شادی شدہ بوڑھا زنا کرے تو اس کو کوڑے لگائے جاتے ہیں اور رجم بھی کیا جاتا ہے اور جب غیر شادی شدہ بوڑھا زنا کرے تو اس کو صرف کوڑے لگائے جاتے ہیں اور جب شادی شدہ زنا کرے تو اس کو رجم بھی کیا جاتا ہے۔

(المستدرک: ج:4،ص:360)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ

توریت وانجیل وقرآن وحدیث مبارکہ وآئمہ دین کے اقوال سے رجم کرنا ثابت ہے مگر یہود نے تحریفات کر کے اس کا معنیٰ ہی تبدیل کر دیا اور اپنی خرافات نکال لیں۔

متنِ کتاب

حماد بن سلمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہودی لڑکا خدمت کرتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تیمارداری کے لئے تشریف لے گئے تو اس کا والد سر کے پاس کھڑے ہو کر تورات کی تلاوت کر رہا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے یہودی! تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں! کیا جو تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ہے اس میں میری صفات ہیں۔

اس نے عرض کیا:

نہیں۔

اس لڑکے نے کہا:

Marfat.com

کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی قسم تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفات مذکور ہیں۔

اور اس نے کہا:

اشهد ان لا اله و اشهد انك رسول الله

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا:

اس کو (بوڑھے) کو اس کے سر سے ہٹا دو اور اپنے تابع داری کرو۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: فصل فی دعائہ علی قوم فاستجیب فیھم: ص:89)

ابوبکر ابن شیبہ نے متعدد اسانید کے ساتھ عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ

ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے دخول کے لئے بھیجا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (یہودیوں کے) گھرانہ میں تشریف لے گئے تو یہودی آدمی تورات پڑھ رہا تھا جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات کی جگہ آیا تو وہ خاموش ہو گیا اور ادھر ہی ایک مریض شخص بھی تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خاموش کیوں ہوئے ہو؟

اس مریض شخص نے عرض کیا:

کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صفت کے موضوع پر آ گیا ہے اور خاموش ہو گیا ہے۔ چنانچہ گھٹنے گھسیٹتے ہوئے مریض آیا۔

اور اس یہودی سے کہا۔

ہاتھ کو اٹھاؤ۔

پھر اس نے عرض کیا:

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی صفات ہیں۔

اور کہا۔

Marfat.com

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ

پھر وہ مر گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے بھائی کی خدمت کرو (یعنی کفن دفن کرو)

(مصنف ابن ابی شیبہ: مالکم انکتم ؟ فقال المریض: جز:1 ص:395)

ایک اور روایت میں ہے کہ

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے مدارس میں ارشاد فرمایا:

اے یہود! اسلام لے آؤ۔

اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! تمہیں معلوم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

تو انہوں نے کہا:

اے ابوالقاسم! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پہنچا دیا (یعنی پیغام کو)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں بھی یہ ہی چاہتا تھا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: فصل فی دعائہ علی قوم فاستجیب فیھم: ص:90)

گزشتہ کتابوں میں آمد بشارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت سے یہ بات قطعی طور پر اپنے مقام تک مکمل ہوگئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی قوموں کو بھی عطا فرمائی ان کی اقوام یہ جانتی تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے مگر اکثر نے ان باتوں کو چھپایا اور خوف رکھتے تھے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول اُمی غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں اور انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔ تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں جلائے (زندہ کرے) اور مارے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ۔ (الاعراف: 157، 158)

توضیحِ مترجم

اس آیت کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نو اوصاف ذکر کئے گئے ہیں۔

1- نبی

2- رسول

3- امی

4- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تورات میں مکتوب ہونا

5- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انجیل میں مکتوب ہونا

6- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا

7- پاکیزہ چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام کرنا

8- ان سے بوجھ اتارنا

Marfat.com

9- ان کے گلے میں پڑے ہوئے طوق اتارنا

نبی اور رسول

نبی اور رسول کے معنیٰ میں علماء کے اقوال ہیں۔

علامہ مسعود بن عمر تفتازانی متوفی 791ھ لکھتے ہیں:

رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کے لئے بھیجا اور کبھی اس میں کتاب کی شرط بھی لگائی جاتی ہے اس کے برخلاف نبی عام ہے خواہ اس کے پاس کتاب ہو یا نہ ہو۔ (شرح عقائد نسفی:ص:114)

اُمی کا اطلاق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمی ہونا بھی وصف ہے۔ پوری کائنات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی استاذ نہیں ہوا نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے شاگرد بنے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔

قرآن مجید میں اُمی کا لفظ ارشاد ہوا ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ (الاعراف:158)

اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر جو نبی اُمی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے لیے اُمی کا لفظ ارشاد فرما کر اپنی صفت کو بیان فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہم اُمی لوگ ہیں لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث:1913)

Marfat.com

علماء کرام نے اُمی کے معنٰی بیان فرمائے ہیں اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کو بیان فرمایا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی متوفی 502ھ لکھتے ہیں:

امی وہ شخص ہے جو نہ لکھتا ہو اور نہ کتاب سے دیکھ کر پڑھتا ہو۔

اس آیت میں اُمی کا یہی معنٰی ہے۔

ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم

قطرب نے کہا:

امیہ کے معنٰی ہیں۔

غفلت اور جہالت

سو امی کا معنٰی قلیل المعرفت ہیں۔

اسی معنٰی میں ہے۔

ومنھم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی

یعنی وہ اُمی ہیں جب تک ان پر تلاوت نہ کی جائے وہ ازخود نہیں جانتے۔

فراء نے کہا:

یہ وہ عرب لوگ ہیں جن کے پاس کتاب نہ تھی۔

اور قرآن مجید میں ہے:

والنبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل

ایک قول یہ ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمی اس لیے فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امیین کے نبی تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمی اس لیے فرمایا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لکھتے تھے نہ کتاب سے پڑھتے تھے۔

اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حفظ کرنے سے مستغنی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی ضمانت پر اعتماد تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

سنقرئك فلا تنسىٰ

عنقریب ہم آپ کو پڑھائیں اور آپ نہیں بھولیں گے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمی اس لیے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام القریٰ یعنی مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے۔

(المفردات: ج:1، ص:29 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

تورات میں آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر تورات میں بشارتیں ملتی ہیں۔

چنانچہ موجودہ تورات میں ہے۔

خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی سننا یہ تیری اس درخواست کے مطابق ہوگا جو تو نے خداوند اپنے خدا سے مجمع کے دن حواب میں کی تھی کہ مجھ کو نہ تو خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سننی پڑے اور نہ ایسی بڑی آگ ہی کا نظارہ ہوتا کہ میں مر نہ جاؤں اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا جو میری ان باتوں کو جن کو وہ

Marfat.com

میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔

(تورات استثناء: باب: 18، آیت 15 تا 19)

اور جگہ ہے۔

دیکھو! میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے میں نے اپنی روح اس پر ڈالی وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا وہ نہ چلائے گا نہ شور کرے گا اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا اور ٹمٹماتی بتی کو نہ بجھائے گا وہ راستی سے عدالت کرے گا وہ ماندہ نہ ہوگا اور ہمت نہ ہارے گا جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کرے۔ جزیرے اس کی شریعت کا انتظار کریں گے جس نے آسمان کو پیدا کیا اور تان دیا جس نے زمین کو اور ان کو جو اس میں سے نکلتے ہیں پھیلایا جو اس کے باشندوں کو سانس اور اس پر چلنے والوں کو روح عنایت کرتا ہے یعنی خداوند یوں فرماتا ہے میں خداوند نے تجھے صداقت سے بلایا میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دوں گا۔ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور اسیروں کو قید سے نکالے اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں قید خانہ سے چھڑائے۔ یہوداہ میں ہوں یہی میرا نام ہے میں اپنا جلال کسی دوسرے کے لئے اور اپنی حمد کھودی ہوگی مورتیوں کے لئے روا نہ رکھوں گا دیکھو پرانی باتیں پوری ہوگئیں اور نئی باتیں بتاتا ہوں اس سے پیشتر کہ واقع ہوں میں تم سے بیان کرتا ہوں۔

(تورات یسعیاہ: باب: 42، آیت 1 تا 9 مطبوعہ پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور)

اس میں نہ چلانے اور شور نہ کرنے اور نہ بازاروں میں آواز سنائی دینے کا جو فرمایا گیا ہے وہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے۔

Marfat.com

انجیل میں آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں

انجیل میں آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں موجود ہیں۔

چنانچہ انجیل میں ہے۔

یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے۔ اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی۔

(متی کی انجیل: باب: 21، آیت: 43-42 مطبوعہ بائبل سوسائٹی لاہور)

اور یوحنا کی انجیل میں ہے۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا بلکہ ان سے بھی بڑے کام کرے گا کیونکہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور جو کچھ تم میرے نام سے چاہو گے میں وہی کروں گا تا کہ باپ بیٹے میں جلال پائے اگر میرے نام سے کچھ چاہو گے تو میں وہی کروں گا اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔

(یوحنا کی انجیل: باب: 4، آیت 12 تا 16 پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور)

لیکن جب وہ مددگار آئے گا جن کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا۔

(یوحنا کی انجیل، باب: 14، آیت: 26 پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور)

Marfat.com

لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے بارے میں اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ راست بازی کے بارے میں اس لیے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارے میں اس لیے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔

(یوحنا کی انجیل: باب:16، آیت 16 تا 17 پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور)

ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارتیں عطا فرمائی ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ تورات اور انجیل میں یعنی گزشتہ کتب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں موجود ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرمانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بذریعہ اتم فرمایا یہی تو وجہ ہے کہ پورے جہاں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت تبلیغ کا چرچا ہے اور اسلام پھیلا ہوا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہم مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک ایک

Marfat.com

اعرابی آیا اور وہ کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو ڈانٹنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کا پیشاب منقطع نہ کرو اس کو چھوڑ دو پس انہوں نے اس کو چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس نے پیشاب کر لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کے پیشاب کے اوپر ایک ڈول پانی کا بہا دو۔ تم آسانی کے لئے بھیجے گئے ہو۔ مشکل میں ڈالنے کے لئے نہیں بھیجے گئے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو بلایا۔

اور ارشاد فرمایا:

مساجد پیشاب یا کسی اور گندگی ڈالنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں یہ تو صرف اللہ عزوجل کے ذکر، نماز اور قرآن پڑھنے کے لئے ہیں یا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک ڈول پانی لانے کا حکم فرمایا اور اس پر بہا دیا۔ (صحیح مسلم: کتاب الطہارۃ: رقم الحدیث: 2850)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں اس قدر وصف رکھتے تھے کہ کسی کام سے منع فرماتے تو اس کی حکمت بھی ارشاد فرما دیتے تھے۔

جس طرح کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو لعنت کرے۔

عرض کیا گیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شخص اپنے ماں باپ کو کس طرح لعنت کرے گا۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک شخص کسی کے باپ کو گالی دے گا تو وہ (جواب میں) اس کے باپ اور ماں کو گالی دے گا۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 5973)

ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امر بالمعروف و نہی المنکر اس انداز سے فرمایا کہ حسن خلق کی جھلک نظر آتی تھی۔

نبی کریم ﷺ کا اشیاء کو حلال و حرام کرنا

جن چیزوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حلال فرمادیں وہ حلال ہیں اور جن کو حرام فرما دیں وہ حرام ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن مجید کا فیصلہ ہے کہ دو، دو سے تین، تین سے اور چار، چار سے نکاح کرنا جائز ہے اور بیک وقت نکاح میں ہونے کو حلال فرمایا گیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلٰث و ربع

یہ قرآن کا فیصلہ ہے اور چار سے نکاح بیک وقت حلال فرمایا گیا ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے حیات ہوتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسرا نکاح کرنا حرام ٹھہرایا جس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو حلال فرمادیں وہ حلال ہو جاتی ہے اور جس کو حرام ٹھہرادیں وہ حرام ہو جاتی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز کو حرام ٹھہرانا اللہ تعالیٰ کا ہی حرام ٹھہرانا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز کو حلال ٹھہرانا اللہ تعالیٰ ہی کا حلال ٹھہرانا ہے۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سنو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس کی ایک مثل دی گئی ہے۔

سنو!

عنقریب ایک شخص اپنے تخت پر سیر ہو کر بیٹھا ہو گا وہ یہ کہے گا کہ اس قرآن کو لازم رکھو اس میں جو تم حلال پاؤ اس کو حلال قرار دو اور اس میں جو حرام پاؤ اس کو حرام قرار دو اور بے شک جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا وہ ایسا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا۔

سنو!

تمہارے لیے پالتو گدھا حلال نہیں ہے اور نہ ہر کچلیوں سے شکار کرنے والا درندہ اور نہ راستہ میں پڑی ہوئی ذمی کی چیز سوا اس کے نہ اس کا مالک اس سے مستغنی ہو۔

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4604)

اس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو حلال و حرام فرما دیں گویا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ہی حلال و حرام فرمایا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا بنی اسرائیل سے بوجھ اور طوق کا اتارنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل سے سخت احکام ختم کیے تھے جو کہ بنی اسرائیل پر فرض تھے۔

جیسا کہ ان کی شریعت میں اگر کسی کے کپڑے پر پیشاب لگ جاتا تو اس کو کاٹ دیتے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ان کو یہ حدیث پہنچی کہ ابوموسیٰ ایک بوتل میں پیشاب کر رہے تھے۔

انہوں نے کہا:

Marfat.com

بنواسرائیل کو جب پیشاب لگ جاتا تو وہ اس جگہ کو کاٹ دیتے تھے۔

(مسند احمد: ج:9، رقم الحدیث:23308)

اسی طرح جب بنی اسرائیل میں کوئی گناہ کرتا تو اس کے دروازے پر لکھ دیا جاتا۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ان میں سے جب کوئی گناہ کرتا تو اس کے گھر کے دروازے پر لکھ دیا جاتا تھا کہ تمہاری توبہ یہ ہے کہ تم اپنے اہل وعیال کے ساتھ گھر سے نکل کر دشمن کے مقابلہ کو جاؤ حتیٰ کہ تم سب پر موت آجائے۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم: ج:5،ص:1583 مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ)

ان لوگوں کے اوپر مال غنیمت حلال نہیں تھا۔ اس کو ایک آگ آ کر جلا دیتی تھی۔

ہفتہ کے دن شکار کرنا ممنوع تھا، گناہ گار کے عضو کو کاٹنا لازم تھا، قتل ہو یا قتل عمد اس میں قصاص لازم تھا، دیت مشروع نہ تھی، تیمّم کی سہولت نہ تھی، مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ نماز پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام مشکلات اور شدید احکام کے بوجھ اور طوق کو ان سے اتار دیا اور ان کے لئے آسان احکام پسند فرمائے۔

نبی کریم ﷺ کا تمام مخلوق کے لئے رسول ہونا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لئے رسول بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سبا:28)

اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے (قیامت تک) خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

☆ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کے لئے رسول ہیں۔

Marfat.com

اور احادیث مبارکہ کثیر ایسی ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام مخلوق کے لئے رسول ہونا ثابت ہے۔ رضا الٰہی عزوجل کی نیت سے چند عرض کرتا ہوں اگر زیادہ ذکر کرتا ہوں تو موضوع طویل ہو جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے انبیاء کرام علیہم السلام پر چھ وجوہ سے فضیلت دی گئی ہے۔

1- مجھے جوامع الکلم (جامع مانع کلام) عطا فرمائے گئے ہیں۔

2- اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔

3- اور میرے لیے غنیمتیں حلال فرمائی گئی ہیں۔

4- میرے لیے تمام روئے زمین کو پاک کرنے والی اور مسجد بنا دیا گیا ہے۔

5- مجھے تمام مخلوق کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

6- اور مجھ پر انبیاء کرام علیہم السلام کے آنے کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔

(صحیح مسلم:10، رقم الحدیث:5230)

ایک اور روایت میں ہے کہ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے انبیاء کرام علیہم السلام پر پانچ وجوہ سے فضیلت دی گئی ہے۔

1- مجھے تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

2- اور میں نے اپنی شفاعت کو اپنی امت کے لئے ذخیرہ کر لیا ہے۔

3- اور ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔

4- اور میرے لیے تمام روئے زمین کو پاک کرنے والی اور مسجد بنا دیا گیا ہے۔

5- اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے اور وہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے

Marfat.com

حلال نہیں تھیں۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 6674)

اس تمام کلام کا حاصل یہ ہے کہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ

(انعام: 114)

اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ قرآن ان کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل ہوا ہے۔

توضیحِ مترجم

کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور قرآن مجید کا انکار کیا مگر مومنین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ سمجھا اور اس پر ایمان لائے۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ: 146)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس ہی کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور ان میں سے ایک فریق یقیناً جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔

Marfat.com

توضیحِ مترجم

اہل کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وقرآن مجید کو حق سمجھتے تھے مگر اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے کچھ تو ایمان لے آئے اور کچھ نے انکار کیا۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت قتادہ، حضرت ربیع، حضرت ابن عباس، سعدی، ابن زید اور ابن جریج رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ

یہ ضمیر تحویل قبلہ کی طرف لوٹتی ہے یعنی اہل کتاب تحویل قبلہ کے حق ہونے کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

(جامع البیان: ج:2،ص:16 مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

علامہ ابوالحیان اندلسی لکھتے ہیں:

یہ ضمیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ مجاہد قتادہ وغیرہما سے یہ روایت ہے۔ زجاج، تبریزی اور زمخشری کا یہ مختار ہے۔ پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صیغہ خطاب سے ذکر کیا تھا اور اب ضمیر غائب سے ذکر کیا ہے۔ سنو یہ باب التفات سے ہے یعنی اہل کتاب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح معرفت حاصل تھی ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت میں کوئی شک نہیں تھا نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبروں کے صادق ہونے میں کوئی تردد تھا اور جن چیزوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکلّف کیا گیا تھا مثلاً بیت المقدس کے قبلہ ہونے کا منسوخ ہونا ان کی صداقت پر ان کو یقین تھا کیونکہ ان کی کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات لکھی ہوئی تھیں۔

قرآن مجید میں ہے:

جس رسول کا ذکر وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں ہوا پاتے ہیں۔

(الاعراف:157)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس ضمیر کے لوٹنے کی تائید اس سے ہوئی ہے

Marfat.com

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ (البقرہ:146)

تو یہ معرفت کیسی ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے عمر رضی اللہ عنہ! جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو فوراً پہچان لیا جیسے اپنے بیٹے کو پہچانتا ہوں اور میں سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بیٹے سے زیادہ پہچانتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کی ہیں اور اپنے بیٹوں کے متعلق ہمیں پتا نہیں کہ عورتیں کیا کرتی ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے سر کو بوسہ دیا۔

اور فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تمہیں توفیق دی ہے۔ (البحر المحیط: ج:2، ص:33: مطبوعہ دارالفکر بیروت)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ

اہل کتاب سب کچھ جانتے تھے اور وہ ایسے پہچانتے تھے جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا جاتا ہے۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ۠

(آل عمران:20)

اور آپ اہل کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے فرماتے کیا تم نے اسلام قبول کرلیا

Marfat.com

پھر اگر انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو وہ ہدایت پا گئے ہیں اور اگر انہوں نے روگردانی کی تو آپ کے ذمہ تو صرف دین کو پہنچانا ہے اور اللہ ہی بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

توضیحِ مترجم

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کریمہ میں ان پڑھ لوگوں کو بھی مخاطب کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب پڑھے لکھے اور ان پڑھوں کو بھی تبلیغ واحکام پہنچائے ہیں۔

پھر فرمایا:

کیا تم نے اسلام قبول کر لیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا کہ

آپ ان سے فرمایئے کہ تم اسلام قبول کر لو۔

امر کے بجائے استفہام سے خطاب فرمایا اور اس میں یہ ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخاطب بہت ضدی اور ہٹ دھرم ہے اور وہ انصاف پسند نہیں ہے کیونکہ منصف مزاج شخص کے سامنے جب کوئی چیز دلیل سے ثابت ہو جائے تو پھر وہ حیل و حجت نہیں کرتا اور اس کو فوراً قبول کر لیتا ہے۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ (ابراہیم:52)

یہ (قرآن) تمام لوگوں کے لئے پیغام ہے تاکہ انہیں اس کے ساتھ ڈرایا جائے۔

توضیحِ مترجم

قرآن مجید نصیحت کے لئے کافی ہے جو اہل عقل ہو وہ اس کے احکام پر عمل کر سکتا

Marfat.com

ہے اس کی ہر سورت نصیحت کے لئے کافی ہے۔ قرآن مجید میں اس طرح کی آیات موجود ہیں جن میں نیک اعمال پر بشارت دی گئی ہے اور برے اعمال سے ڈرایا گیا ہے۔ پس انسان کو ثواب کے شوق سے یا عذاب کے خوف سے نیک اعمال کرنے چاہئیں اور برے اعمال کو ترک کرنا چاہئے اور ہدایت کے لئے یہ اسلوب کافی ہے کیونکہ انسان ثواب کے شوق سے اطاعت کرتا ہے یا عذاب کے خوف سے اطاعت کرتا ہے لہٰذا قرآن مجید ہی کافی نصیحت ہے جس سے ڈرایا جائے۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لِاُنۡذِرَکُمۡ بِہٖ وَمَنۡۢ بَلَغَ ؕ (الانعام:19)

تاکہ میں تم کو اس قرآن سے ڈراؤں اور جس تک یہ پہنچے۔

توضیحِ مترجم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو تبلیغ کی اور ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور قرآن مجید کی آیات کے ذریعے ان کو دلائل عطا فرمائے تاکہ ڈر کی وجہ سے ایمان لے آئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی قرآن سے دلائل دیئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی قرآن مجید کی آیات کو پہنچانے کا حکم فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری طرف سے تبلیغ کرو خواہ ایک آیت ہو اور بنو اسرائیل سے احادیث بیان کرو کوئی حرج نہیں ہے اور جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔ (صحیح البخاری: ج:4، رقم الحدیث: 3461)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو قرآن سے دلائل دے کر ڈرایا۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ مَنْ یَّکْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ (ھود:17)

اور تمام فرقوں میں سے جس نے (بھی) اس کے ساتھ کفر کیا اس کی وعید کی جگہ دوزخ ہے۔

توضیحِ مترجم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار تمام فرقوں پر واجب ہے اگر انہوں نے انکار کیا تو وہ کافر ہیں اور پچھلی تمام شریعتیں منسوخ ہوگئی ہیں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر چلنا واجب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔

اس امت میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جو میری نبوت (کی خبر) سنے خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی ہو پھر وہ شخص اس حال میں مرے کہ وہ میرے لائے دین پر نہ آیا تو وہ شخص دوزخی ہی ہوگا۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 153)

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنا واجب ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہے اور کافر کا دائمی مقام دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔

متنِ کتاب

لِّیُنْذِرَ مَنْ کَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ۝ (یٰسین:70)

Marfat.com

تا کہ وہ زندہ لوگوں کو ڈرائیں اور کافروں پر حق ثابت ہو جائے۔

توضیحِ مترجم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی آیات سے ڈرانے کا حکم فرمایا گیا ہے اور ان لوگوں کو ڈرانے کو حکم ہے جو زندہ ہوں یعنی عقل والے ہوں اور عقل کو حیات سے تشبیہ دی گئی ہے حقیقت میں عقل والے ہی زندہ ہوتے ہیں۔

حافظ سیوطی نے امام ابن جریر اور امام بیہقی کے حوالے سے لکھا ہے کہ

ضحاک نے کہا:

زندہ لوگوں سے مراد عقل والے ہیں۔

(الدر المنثور: ج:7 ص:62 دار احیاء التراث العربی بیروت)

عقل کو حیات کے ساتھ تشبیہ کیوں دی گئی ہے وہ اس لیے کہ جو شریعت کو سمجھتے ہیں اور اسلام کی عظمت و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر یقین رکھتے ہیں وہی عقل والے ہیں۔ عقل سے مراد بھی صحیح عقل ہو بیمار عقل مراد نہیں ہے کیونکہ عقل صحیح ہی حیات ابدیہ کا سبب ہے اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ کفار حقیقت میں مردہ ہیں کیونکہ زندہ وہ ہے جو اپنے دل و دماغ میں اپنے خالق حقیقی کی معرفت رکھتا ہو اور اس معرفت کے تقاضوں پر عمل کرتا ہو۔ عاقل وہ شخص ہے جو صلاح اور فساد اور صحیح اور غلط اور حق اور باطل میں تمیز رکھتا ہو اور اپنے اعضاء کو صلاح، صحیح اور حق کے تقاضوں پر چلائے اور فساد، غلط اور باطل سے باز رکھے اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ جس قلب میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کا نور ہو وہی قلب زندہ ہوتا ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانا مفید ہوتا ہے وہی اس ڈرانے کا اثر قبول کرتا ہے اور دنیا سے اعراض کر کے آخرت اور اپنے مولیٰ اور پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

بعض مفسرین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

زندہ لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ایمان لانے والے ہوں

Marfat.com

کیونکہ دائمی حیات تو صرف ایمان سے حاصل ہوتی ہے اور درحقیقت زندہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے احکام کی اطاعت کے ساتھ زندہ رہے اور اس کی عبادت کے ساتھ زندہ رہے وہ ظاہری حیات میں بھی زندہ ہوتا ہے اور اپنی وفات کے بعد بھی زندہ ہوتا ہے اور جو اپنی نفسانی خواہشوں کے ساتھ زندہ ہو وہ درحقیقت میں مردہ ہی ہے۔

اس آیت کریمہ میں زندہ لوگوں کے ڈرانے کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ وہی ڈرانے سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور کفار کے دل حقیقت میں مردہ ہیں وہ ڈرانے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے۔ ان پر صرف حجت قائم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس اپنے نبی اور رسول بھیجے تھے ان کو ایمان لانے اور اعمال صالحہ کرنے کی دعوت دی تھی تاکہ وہ بھی جنت اور اللہ کی رضا کے مستحق ہو جائیں اور ان کو اس لیے دعوت دی کہ کل قیامت کے دن وہ یہ شکوہ نہ کریں کہ ہم کو کسی نے ایمان لانے کی دعوت نہیں دی ورنہ ہم بھی ایمان لے آتے۔

متنِ کتاب

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امین اور اہل کتاب عرب وعجم کی تمام مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا۔

پس جس کو قرآن پہنچ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے ڈرانے والے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔

امت میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جو میری نبوت (کی خبر) سنے خواہ وہ یہودی ہو عیسائی ہو پھر وہ شخص اس حال میں مرے کہ وہ میرے دین پر نہ آیا تو وہ شخص دوزخی ہی ہوگا۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 153)

اور صحیحین میں ہے۔

مجھے پانچ خصوصیات عطا فرمائی گئیں جو پہلے کسی نبی کو نہ عطا فرمائی گئیں۔

Marfat.com

ایک ماہ کی مسافت تک میری رعب کے ساتھ مدد کی گئی۔ غنیمت کا مال مجھ پر حلال ہے جو کہ پہلے نہیں تھا۔ تمام روئے زمین کو میرے لیے پاک بنایا گیا۔

شفاعت کا منصب مجھے عطا فرمایا گیا۔

ہر نبی اپنی قوم کی طرف رسول تھا میں تمام مخلوق کا نبی ہوں۔

(صحیح البخاری: باب قول اللہ تعالیٰ فلم تجدوا ماءً فتیمموا: جز:2،ص:58)

کالے گورے، عربی و عجمی، جن و انس تمام عالم کا رسول ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت پچھلی کتابوں میں بھی مذکور ہے۔ بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت عطا فرمائی تھی۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے یوں تعبیر فرمایا ہے۔

بے شک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہوں جو مجھ سے پہلے تورات نازل کی گئی اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایسے رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائے گا اس کا نام احمد ہوگا۔

(الصف:6)(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: تبشیر الکتب السابقۃ بہ: ص: 90)

مقدمہ جو قرآن کے بارے میں ہے

احادیث صحیحہ میں وارد ہو چکا ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد موافق و مفارق تمام لوگوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے لوگوں میں اعلیٰ ذہانت کے مالک ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کائنات میں تبلیغ کو عام فرمایا اور شرق و غرب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راج ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہ ہوتے تو بہت زیادہ ہر ایک کو نقصان ہوتا اور انبیاء کرام علیہم السلام مخالفت کی تاکید فرماتے رہتے اور قوم کو متنبہ کرتے رہتے اور نفرت کی آگ بھڑکاتے رہتے۔ ہر نبی نے گمراہ کرنے والی ذات سے تنبیہہ کی ہے حتیٰ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی دجال سے خبردار کیا ہے۔ وضاحت طلب بات یہ ہے کسی نبی نے بھی

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرنے پر نفرت قوم کو نہ دی نہ ہی مخالفت کے لئے حکم فرمایا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی غلط بات کی بلکہ فرمانبرداری کا حکم فرمایا۔ مخالف رہنے سے روکا اور فرامین کی بجا آوری کا فرمایا۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور (اے رسول) یاد فرمائیے جب اللہ نے تمام نبیوں سے پختہ عہد لیا کہ میں تم کو جو کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ عظیم رسول آ جائیں جو اس چیز کی تصدیق کرنے والے ہوں جو تمہارے پاس ہے تو تم ان پر ضرور بہ ضرور ایمان لانا اور ضرور بہ ضرور ان کی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور میرے اس بھاری عہد کو قبول کر لیا انہوں نے کہا ہم نے اقرار کر لیا فرمایا پس گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں پھر اس کے بعد جو عہد سے پھرا سو وہی لوگ نافرمان ہیں۔ (آل عمران: 81 تا 82)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے پختہ عہد لیا کہ اگر تمہاری حیات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو تم لازمی طور پر ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا اور تمام کو حکم فرمایا کہ وہ اپنی قوم سے یہی عہد لیں۔

اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

اور بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارتیں سابقہ کتب میں پائی جاتی ہیں اور وہ مشہور ہیں اور ہم نے یہاں کچھ ذکر کی ہیں جو کہ کتب میں پائی جاتی ہیں جن کی صحت کا اعتراف کیا جاتا ہے اور ان کو بار بار پڑھا بھی جاتا ہے اور قدیم علماء اس بات پر جمع ہوئے ہیں کہ اور انہوں نے ان احادیث کو بیان بھی کیا ہے جن کے ذریعے ایمان لایا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں ہے کہ نمرود کی آگ سے چھٹکارا کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اٹھو اور شرق وغرب میں بچے

Marfat.com

کے لئے چلو حضرت سارہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وحی کا بتایا تو اس نے دل میں سوچا کہ یہ آپ کے بچے کے لئے ہے تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور بچے کو اسی جگہ سے دوسری جگہ چھوڑ آنے کا کہا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو حجاز کے بنجر میدان میں چھوڑا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی یہ سوچتے تھے کہ بشارت حضرت اسحاق علیہ السلام کے لئے ہے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اسحاق علیہ السلام کی ذریت بہت زیادہ ہوگی۔ اور رہے اسماعیل علیہ السلام تو میں اس کو برکت عطا فرماؤں گا اور پھل پھول لگاؤں گا ان کی ذریت ماذ ماذ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرماؤں گا اور ان کی ذریت سے بارہ (12) امام پیدا فرماؤں گا اور ان کی بڑی امت ہو گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بیت اللہ کے پاس چھوڑ دیا تو ان کو پیاس نے سخت پریشان کیا اور بچے کی وجہ سے غمگین ہوگئیں فرشتے نے آکر زمزم جاری فرمادیا اور ان کی حفاظت کا حکم جاری فرمایا کہ ان کی ذریت سے بہت بڑا اعظمت والا ظہور ہوگا۔ ستاروں کی مانند کثیر اولاد ہوگی اور یہی ثابت ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذریت بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت میں کوئی بھی سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل منصب نہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت شرق وغرب پر ہوئی اور تمام امتیں آپ علیہ السلام کے زیر حکم آئیں۔ اور اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قصہ اول میں بھی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد تمام امتوں پر حاکم ہوگی اور تمام قومیں ان کے ہاتھ میں ہوں گی اور تمام رہائشی ان کی رہائش کے قریب ہوں گے اور یہ سب کچھ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صادق ہے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سفر رابع میں ہے۔

اے موسیٰ علیہ السلام! میں ان کے اقارب سے اعلیٰ نبی مبعوث فرماؤں گا اور اپنی وحی کو ان کے منہ سے صادر کراؤں گا اور تم اس کو سماعت کرو گے۔

اور سفر خامس میں ہے۔

Marfat.com

اور وہ سفر میعاد ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو میدان تیہ میں انتیسویں سن میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

جان لو کہ تمہارے اقارب میں سے ایسا نبی مبعوث فرمائے گا جو نیکی پھیلائے گا برائی سے منع کرے گا پاک چیزوں کو حلال فرمائے گا، خبیث چیزوں کو حرام ٹھہرائے گا اس کے حکم سے عدول دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب ہے۔

اور اسی طرح سفر خامس میں بھی ہے جو کہ موجود ہے اللہ تعالیٰ طور سینا سے آیا ساعیر سے چمکا اور فاران سے تشریف لایا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ظہور ہوا۔

اس کے سیدھے ہاتھ میں نور اور الٹے ہاتھ نار ہے اور جوان اس کے گرد جمع ہوں گے یعنی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آیا اور اس کی مشروعت طور سیّدنا سے ہے اور پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام فرمایا یہ تین اماکن اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائے ہیں جو وقوعی ترتیب پر ہیں۔ پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کا ذکر ہے۔ پہلے فاضل کا ذکر پھر اس سے افضل کا ذکر پھر اس سے بھی افضل کا ذکر فرمایا۔

اس قسم کے قاعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

انجیر کی قسم اور زیتون۔ (التین: 1)

اس سے مراد بیت المقدس کے باغات ہیں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔

اور

طور سینا (التین: 2)

جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کلام فرمایا:

اور

اس امان والے شہر کی قسم (التین: 3)

یہ وہ جگہ ہے جہاں سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔

Marfat.com

اور حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور میں امت محمدیہ کو جہاد کرنے والا اور عبادت کرنے والا فرمایا ہے اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ختام القبة المبنية ہیں۔

(یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کا آخری زینہ)

جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے:

میری اور پچھلے انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایک معمار کی طرح ہے جس نے عمارت کو مکمل کیا مگر ایک اینٹ کے علاوہ (یعنی وہ میں ہوں)

تو لوگ اس کے گرداگرد پھرے کہ اس کو کیوں نہیں لگایا گیا اور اس کا مصداق یہ آیت ہے۔

ہاں اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ (الاحزاب:40)

زبور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اس طرح ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت دعوت پھیل جائے گی اور ایک سمندر سے دوسرے سمندر تک شریعت پھیلی ہوگی، ہر طرف سے بادشاہ ان کے پاس زکوٰۃ و تحفے لے کر حاضر کریں گے پریشانیوں کا حل مشکلات ہوگا کائنات کی تکالیف دفع کرے گا، ضعیف اور جن کا سہارا کوئی نہیں ان کی مدد کرے گا مکمل دھرتی درود و سلام نچھاور کرے گی ہر ساعت میں اللہ تعالیٰ کی برکتیں اس پر نازل ہوں گی۔ اس کا ذکر ہمیشہ ہوگا۔

یہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق ہوتا ہے۔

شعیا علیہ السلام کے کلام میں ہے کہ

میں قوموں کے لئے اُمی نبی مبعوث فرماؤں گا وہ بداخلاق، دل کا غلیظ، بازاروں میں شور کرنے والا نہیں ہوگا، ہر حسن عمل میں معتدل و اخلاق کا خوش آور، سنجیدگی اس کی زینت ہے دل میں تقویٰ ہے حکمت اس کی جبلت ہے، وفا اس کی عادت ہے، عدل اس کی سیرت ہے، حق اس کی شریعت ہے،

Marfat.com

ہدایت اس کی ملت ہے، اسلام اس کا دین ہے، قرآن اس کی کتاب ہے، احمد اس کا نام، ان کے ذریعے سے گمراہوں کو راہ حق پر لاؤں گا، بکھروں کو ان کے ذریعے سے جڑاؤں گا، ان کے ذریعے سے دلوں میں نفرت رکھنے والوں کو الفت ڈالوں گا ان کی امت تمام قوموں سے بہتر ہوگی، ان کی قربانیاں ان کی جانیں ہوں گی، قرآن ان کے سینوں میں پیوست ہوگا، رات کو جاگنے والے ہوں گے اور دن کو جنگ کے مجاہد یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ (الحدید:21)

اور کلام شعیا کی فصل خامس میں ہے۔

وہ دشمن قوموں کو دھونس دے گا اور عرب کے مشرکین کو مصائب میں ڈال دے گا اور تمام شکستہ آور ہو جائیں گے اور چھبیسویں فصل میں ہے۔

خشک زمین کو خوش ہونا چاہئے احمد اس کو لبنان کی طرح سرسبز بنائے گا اور لوگ اس کے چہرے سے اللہ کا جلال دیکھیں گے۔

اور حضرت الیاس علیہ السلام کے صحیفہ میں ہے۔

بے شک وہ صحابہ کی جماعت کے ساتھ نکلے اور حجاز کی زمین کو دیکھ کر کہا، تفکر کرو یہ حجاز والے تم پر غلبہ پائیں گے کہا وہ معبود کی کس طرح عبادت کریں گے فرمایا وہ ہر اعلیٰ مقام پر اپنے رب کی تعظیم کرتے ہوں گے۔

اور حضرت حزقیل علیہ السلام کے صحیفہ میں ہے۔

میرا بندہ بہترین ہے اس پر وحی نازل کروں گا، قوموں میں میرا عدل ظاہر کرے گا میں نے اس کو پسند کر لیا ہے اپنے لیے منتخب کر لیا ہے اور اس کو دین حق کے ساتھ قوموں میں مبعوث کیا ہے۔

کتاب النبوات میں ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی کا مدینہ سے گزر ہوا تو بنو قریظہ اور بنو نضیر

Marfat.com

نے ان کی دعوت کی تو وہ روئے پھر ان لوگوں نے پوچھا اے اللہ عزوجل کے نبی علیہ السلام آپ کیوں رو رہے ہیں۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

حرہ کی جانب سے اللہ تعالیٰ نبی کو مبعوث فرمائے گا جو کہ تمہارے گھروں کو تباہ کرے گا اور تمہاری عورتوں کو پکڑ لے گا۔

جب اس نے یہ فرمایا تو یہود قتل کرنے لگ گئے اور وہ نبی تشریف لے گئے۔

حضرت حزقیل علیہ السلام کے کلام میں ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

میں نے ماں کے پیٹ میں تمہاری تصویر بنانے سے پہلے اس کو پاک کیا پھر نبی بنایا اور تمام قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

صحیفہ شعیا میں بھی ہے کہ

مکہ مکرمہ کی ضرب المثل ان کے صحیفہ میں ہے۔

اے سرزمین مکہ! اس عظیم بچے کی بناء پر جو تمہیں اللہ تعالیٰ دے خوشیوں کے ڈنکے بجا کر ان کی برکت کی بناء پر تیرا علاقہ کھلا ہو جائے گا اور تیرا اڈنکا ختم ہو جائے گا، تیرے رہنے والوں کے مکان عمدہ ہوں گے، تمام زمین کے بادشاہ ہر جگہ سے تحفے لے کر یہاں آئیں گے یہ اعلیٰ ترین بچہ تمام کائنات کا سردار بنے گا اور ملکوں و شہروں پر قبضہ کرے گا، پریشان نہ ہو، دشمن کا ظلم تمہیں کبھی نہیں ہوگا اور پچھلے غموں کا دھوبن بن جائے گا۔

یہ تمام واقعات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں ہوئے اور مکہ مکرمہ ہی اصل مداوئی ہے اگر یہود اس کلام کو بیت المقدس کا مداوئی سمجھیں تو ان کا یہ کلام مناسب نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

حضرت ارمیاء علیہ السلام کے صحیفہ میں ہے۔

Marfat.com

ایک ستارہ جو جنوب سے ظاہر ہوا اس کی شعاعیں بجلی کی کرنیں ہیں اور اس کے نیزے پھیلنے والے ہیں اور ان کی وجہ برابر ہو گئے۔

اور اس سے مراد سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور انجیل میں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

میں جنت کی طرف جا رہا ہوں اور تمہاری جانب فارقلیط کو بھیجوں گا جو آپ لوگوں کو ہر تعلیم بخشے گا اور فارقلیط سے مراد سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام نازل فرمائے۔

جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل ہے۔

ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہے۔ (صف:

6)

اس باب میں بے شمار واقعات سابقہ کتب میں ہیں اور ہم طویل کرنے کے بجائے اسی پر اکتفاء کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے ہدایت عطا فرمائے اور صراط مستقیم عطا فرمائے ان نصوص کو کثیر علماء و احبار جانتے ہیں لیکن وہ ان کو چھپاتے ہیں۔

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ غلیان بن عاصم سے روایت کیا ہے کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ملاحظہ فرمایا اور اس کو اپنے پاس بلایا تو وہ شلوار و قمیض اور جوتا پہن کر آیا اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا تم میرے رسول ہونے کی گواہی دیتے ہو تو وہ لگاتار یا رسول اللہ کہتا جا رہا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا تم میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتے ہو تو اس نے انکار کر دیا۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
تورات کو پڑھتا ہے۔
اس نے کہا:
ہاں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا:
اور انجیل۔
اس نے عرض کیا:
ہاں اور فرقان (کی تلاوت بھی کرتا ہوں)
مجھے رب محمد کی قسم! اگر میں چاہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بھی پڑھ لوں گا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ذرا بتائیں کہ تم تورات وانجیل میں میری صفات کی تلاوت کرتے ہو۔
اس نے عرض کیا:
ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کی صفات ملاحظہ کرتے ہیں لیکن ہم نے تو امید لگا رکھی تھی کہ وہ اسرائیل میں سے ہوگا لہٰذا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اظہار ہوا تو ہم نے سمجھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی وہ ہیں مگر ہم نے جب کافی دیکھا اور غور کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ نہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا:
کیسے؟
اس نے عرض کیا:
ان کی امت میں تو ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو تھوڑے ہو۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے نام کو اونچا فرما کر فرمایا:

اس مقدس ہستی کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ہی تو وہ ہوں اور میری امت میں سے ستر ہزار سے زائد لوگ جنت میں بغیر حساب کے جائیں گے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: المقدمہ فیما جاء بہ من القرآن: ص:93)

نبی کریم ﷺ کا سوال کرنیوالے سے پہلے سوال کا جواب عطا فرمانا

امام احمد نے متعدد کے ساتھ والعبہ اسدی نے از خود نہیں بلکہ کسی اور نے بیان کیا اور وہ ہوسکتا ہے کہ والعبہ ہی ہوں۔

روایت کیا ہے کہ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ہر نیکی اور بدی کے متعلق پوچھنے کا ارادہ تھا اور مسئلے پوچھنے والے حاضرین بھی بہت تھے میں ان کے اوپر سے گزرتا گیا۔

انہوں نے کہا:

اے والعبہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے ہٹو اور میں آگے جا رہا تھا اور چھوڑنے کا کہہ رہا تھا کہ مجھے آگے جانے دو مجھے پاس ہونا پسند ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

والعبہ کو چھوڑ دو اور قریب آنے دو حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین بار ارشاد فرمایا:

انہوں نے کہا:

میں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم مجھے سوال کرتے ہو یا میں جواب دوں۔

اس نے کہا:

Marfat.com

نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مجھے جواب ارشاد فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم نیکی اور بدی کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔

اس نے کہا:

ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس انگلیوں کو جمع فرمایا اور میرے سینے پر تین مرتبہ مار کر ارشاد فرمایا:

اے والعبہ دل سے پوچھو کہ نیکی وہ جس سے دل کو راحت پہنچے اور بدی وہ جس سے دل کھٹکے اور سینہ تردد کرے اگرچہ ہی لوگ اس کو جائز کہیں۔

(مسند احمد: حدیث والعبہ بن معبد الاسدی نزل الرقۃ: جز:36،ص:443)

توضیحِ مترجم

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اب یہاں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو ثابت فرمانے لگے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف احادیث مبارکہ دلائل کے طور پر پیش کی ہیں اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کو ثابت کیا ہے لیکن میں رضا الٰہی عزوجل کی نیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے عموم کو بیان کرنا چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر علم غیب ہے اور علماء کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے اس بارے میں کیا حسن انداز اپنایا اور کیا فرمایا ہے اور اس بحث کو پڑھنے سے علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی بحث پڑھنے کا سرور آئے گا اور خلاصہ ذہن نشین ہو جائے گا۔

ملاحظہ فرمائیں۔

غیب کا لغوی معنیٰ

علامہ محمد بن مکرم بن منظور افریقی متوفی 711ھ لکھتے ہیں:

الغیب کا معنیٰ ہے۔

Marfat.com

ہر وہ چیز جو تم سے غائب ہو۔

امام ابو اسحاق نے یومنون بالغیب کی تفسیر میں کہا۔

وہ ہر اس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو ان سے غائب ہے اور اس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے جیسے مرنے کے بعد جی اٹھنا، جنت اور دوزخ اور جو چیز ان سے غائب ہے اور اس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے وہ غیب ہے نیز غیب اس کو کہتے ہیں جو آنکھوں سے پوشیدہ ہو خواہ وہ دل میں ہو۔

کہا جاتا ہے کہ

میں نے وراء غیب سے آواز سنی یعنی اس جگہ سے سنی جس کو میں نہیں دیکھ رہا۔

(لسان العرب: ج:1، ص:454 مطبوعہ ایران)

علامہ محمد طاہر پٹنی متوفی 986ھ لکھتے ہیں:

ہر وہ چیز جو آنکھوں سے غائب ہو وہ غیب ہے عام ازیں کہ وہ دل میں ہو یا نہ ہو۔

(مجمع بحار الانوار: ج:4، ص:82 مطبوعہ مکتبہ دار الایمان المدینۃ المنورہ)

علامہ مجد الدین مبارک بن محمد بن الاثیر الجزری المتوفی 606ھ لکھتے ہیں:

احادیث میں علم غیب اور ایمان بالغیب کا بکثرت ذکر ہے اور ہر وہ چیز جو آنکھوں سے غائب ہو وہ غیب ہے عام ازیں کہ وہ دل میں حاصل ہو یا نہ ہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت فرمایا کہ

المغیبہ (وہ عورت جس کا شوہر غائب ہو) کو مہلت دو حتیٰ کہ وہ اپنے بکھرے ہوئے پراگندہ بالوں کو سنوار لے اور موئے زہار صاف کر لے۔

(مسند احمد: ج:3، ص:289)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے کہ

ایک مغیب عورت کسی شخص کے پاس کچھ خریدنے گئی اس نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی۔

Marfat.com

تو اس عورت نے کہا کہ
میں مغیب ہوں (یعنی میرا شوہر غائب ہے) تو اس شخص نے اس کو چھوڑ دیا۔

(مسند احمد: ج:1،ص:269)

نیز حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جو شخص اپنے بھائی کے لئے ظہر غیب (اس کے غیاب) میں دعا کرتا ہے تو اس دعا کے ساتھ جو فرشتہ موکل ہوتا ہے وہ کہتا ہے آمین۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث:6800)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ جب ملاقات ہو تو اس کو سلام کرے جب اس کو چھینک آئے تو اس کو جواب دے (یعنی یرحمک اللہ کہے)
جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے۔
جب وہ دعوت دے تو اس کو قبول کرے۔
جب وہ فوت ہو تو اس کے جنازہ پر جائے۔
اس کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور غیب میں (اس کی غیر حاضری میں) اس کی خیر خواہی کرے۔

(سنن دارمی: رقم الحدیث:2633)

سنن ترمذی میں ہے۔
جب وہ حاضر ہو یا غائب ہو تو اس کی خیر خواہی کرے۔

(رقم الحدیث:2746)

(النہایہ: ج:3،ص 357 تا 358 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

Marfat.com

یہ غیب کا لغوی معنیٰ تھا اب اصطلاحی معنیٰ ملاحظہ ہو۔

غیب کا اصطلاحی معنیٰ

غیب کے اصطلاحی معانی کو بیان کرنے والے متعدد علماء کرام ہیں۔

مگر میں چند اقوال بیان کرتا ہوں:

قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی متوفی 686ھ لکھتے ہیں:

غیب سے مراد وہ مخفی امر ہے جس کا نہ حواس (خمسہ) ادراک کر سکیں اور نہ ہی اس کی بداہت عقل تقاضا کرے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔

ایک وہ قسم جس کے علم کی کوئی دلیل ذریعہ نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں ان کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور دوسری قسم وہ ہے جس کے حصول کا کوئی ذریعہ ہو۔

(خواہ عقلی دلیل سے اس کا علم ہو خواہ خبر سے)

جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات اور قیامت اور اس کے احوال کا علم۔

(انوار التنزیل مع الکازرونی: ج:1، ص:114 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ محی الدین شیخ زادہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

غیب کی دوسری قسم میں جو قاضی بیضاوی نے کہا ہے کہ

جس کے علم پر کوئی دلیل ہو اس سے مراد عام ہے وہ دلیل عقلی ہو یا نقلی ہو کیونکہ اللہ عزوجل اور اس کی صفات پر عقلی دلائل قائم ہیں (اور ان کو عقل سے جانا جا سکتا ہے) اور یہ دو قسمیں غیب ہیں اور غیب کی دوسری قسم کو انسان ان دلائل سے جان سکتا ہے اور وہ غیب جس کا علم اللہ سبحانہ کے ساتھ مختص ہے وہ غیب کی قسم اول ہے۔

(حاشیہ شیخ زادہ علی تفسیر البیضاوی: ج:1، ص:89 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی 1069ھ لکھتے ہیں:

Marfat.com

غیب کا معنٰی ہے جو چیز آنکھوں سے پوشیدہ ہو اس طرح جو چیز حواس سے اور انسان سے غائب ہو اس پر بھی غیب کا اطلاق ہوتا ہے اور غیب لوگوں کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے کوئی چیز غیب نہیں ہے کیونکہ رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے غائب نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے عالم الغیب والشہادۃ اس کا معنٰی ہے جو چیز تم سے غائب ہے اور جس کا تم مشاہدہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ ان سب کا عالم ہے۔ اور یومنون بالغیب کا غیب کا معنٰی ہے جن چیزوں کا حواس سے ادراک نہ ہو سکے اور جن کا بداہت عقل تقاضہ نہ کرے اور ان کا علم صرف رسل علیہم السلام کے خبر دینے سے ہوتا ہے۔

(نسیم الریاض: ج:3، ص:150 مطبوعہ دارالفکر بیروت)

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی 562ھ لکھتے ہیں:

الغیب وہ چیز ہے جو نہ حواس کے تحت واقع ہو اور نہ بداہت عقول اس کا تقاضہ کریں اور اس کا علم صرف انبیاء کرام علیہم السلام کی خبر سے ہوتا ہے۔

(المفردات: ج:2، ص:475 مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ)

نبی کریم ﷺ کے علم کی اقسام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی قسم کا علم عطا فرمایا گیا مگر جس علم کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر عطا فرمائی ہے وہ تین قسم پر ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی 1052ھ لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھ سے میرے پروردگار نے کوئی چیز پوچھی جس کا میں جواب نہیں دے سکا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں محسوس کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اولین اور آخرین کا علم عطا فرمادیا اور مجھے کئی اقسام کا علم عطا فرمایا۔

Marfat.com

ایک علم کی وہ قسم تھی جس کے متعلق مجھ سے عہد لیا کہ میں کسی کو اس پر مطلع نہیں کروں گا اور میرے علاوہ اور کوئی شخص اس کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ دوسری علم کی قسم وہ قسم تھی جس کو ظاہر کرنے یا پوشیدہ رکھنے کا مجھے اختیار عطا فرمایا اور تیسری علم کی وہ قسم تھی جس کے متعلق مجھے حکم دیا کہ میں امت کے ہر خاص و عام کو اس کی تبلیغ کروں۔

(مدارج النبوت: ج: 1 ص: 168 مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب جاننے میں اقوال علماء

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب جاننے میں علماء کرام کے کثیر اقوال ہیں مگر میں چند عرض کرتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علم غیب عطا ہونا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ یعلم الغیب وارد ہے۔ کمافی المرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح للملا علی القاری بلکہ خود حدیث سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما میں حضرت خضر علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے۔

کان یعلم علم الغیب

مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اس نے عرفاً علم بالذات متبادر ہے۔

کشاف میں ہے۔

غیب سے مراد وہ پوشیدہ چیز ہے جس میں ابتداءً صرف اللہ تعالیٰ کا علم نافذ ہوتا ہے اس لیے مطلقاً یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ فلاں شخص غیب کو جانتا ہے۔

اور اس سے انکار معنیٰ لازم نہیں آتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیوب و

Marfat.com

ماکان و ما یکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً عزت وجلالت والے ہیں۔ تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز وجلیل نہ ہے نہ ہوسکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ غرض صدق وصورتِ معنٰی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کی نفی صحت معنی۔

امام ابن المنیر اسکندری کتاب الانتصاف میں فرماتے ہیں۔

کتنے عقائد ایسے ہیں جن کا مطلقاً قول نہیں کیا جاتا۔ مبادا ان کے غیر کا وہم کیا جائے جن کا اعتقاد جائز نہیں ہے اس لیے کسی چیز کا اعتقاد رکھنے اور اس کا اِطلاق کرنے میں کوئی تلازم نہیں ہے۔

یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق اطلاق کیا جائے یا بلاقید علی الاطلاق مثلاً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطا کی تصریح کردی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔

علامہ سیّد شریف قدس سرہ حواشی کشاف میں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے غیر کے لئے علم غیب کا اطلاق کرنا اس لیے جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ علم کا تعلق ابتداء ہے تو یہ قرآن مجید کے خلاف ہو جائے گا لیکن جب اس کو مقید کیا جائے۔

اور یوں کہا جائے کہ

اس کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبر دی ہے یا اس کو غیب پر مطلع فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ: ج:9،ص:81 مطبوعہ دارالعلوم امجدیہ کراچی)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ملفوظات میں فرماتے ہیں۔

علم مافی الغد کے بارے میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم مافی الغد تھا وہ جھوٹا ہے اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض

Marfat.com

جہالت ہے۔ علم جب کہ مطلق بولا جائے خصوصاً جبکہ غیب کی خبر کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے اس کی تصریح حاشیہ پر میر سیّد شریف رحمۃ اللہ علیہ نے کر دی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کہ کوئی شخص کسی مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً وہ کافر ہے۔ (ملفوظات: ج:3،ص:34 مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ الامن والعلیٰ میں فرماتے ہیں۔

مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے سے امور غیب پر انہیں اطلاع ہے۔ (الامن والعلیٰ :ص:203 مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خالص الاعتقاد میں فرماتے ہیں کہ

1- بلاشبہ غیر خدا کے لئے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خود ضروریات دین سے ہے اور منکر کافر۔

2- بلاشبہ غیرِ خدا کا علم معلومات الٰہیہ کو حاوی نہیں ہو سکتا۔ مساوی تو درکنار تمام اولین و آخرین و انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین سب کے علوم مل کر علوم الٰہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرہ سی بوند کے کروڑویں حصہ کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ، دونوں حصہ متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے۔ بخلاف علوم الٰہیہ کے غیر متناہی در غیر متناہی ہیں اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش و فرش و شرق و غرب و جملہ کائنات از روز اول تا روز آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہیں کہ عرش و فرش دو حدیں ہیں، شرق و غرب دو حدیں ہیں، روز اول و روز آخر دو حدیں ہیں اور جو کچھ دو حدوں کے اندر ہے سب متناہی ہے بالفعل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا تو جملہ علوم خلق کو علم الٰہی سے اصلاً نسبت ہوتی ہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ توہم مساوات۔

3- یونہی اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے سے انبیاء کرام علیہم السلام کو کثیر و وافر غیبوں کا علم ہے یہ بھی ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو کافر ہے کہ

Marfat.com

سرے سے نبوت ہی کا منکر ہے۔

4- اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ تمام انبیاء، تمام جہاں سے اتم واعظم ہے۔ اللہ عزوجل کی عطا سے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے مسلمانوں کا یہاں تک اجماع تھا۔

(خالص الاعتقاد: ص 38 تا 39 مطبوعہ مطبع اہل سنت بریلی)

مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:

اس معاملہ میں کسی مسلمان کو کلام نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی ہزاروں لاکھوں چیزوں کا علم عطا فرمایا تھا۔ بلکہ تمام فرشتوں اور اولین و آخرین کو جتنا علم دیا گیا ہے ان سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم فرمایا گیا ہے یہی پوری امت کا عقیدہ ہے۔

(معارف القرآن: ج: 3، ص: 328 مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی)

ان اقوال سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا گیا ہے اور وہ مخلوق میں سب سے بڑھ کر ہے لہٰذا اسی علم غیب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی ثابت ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کو علم کلی عطا کیا جانا

نبوت کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کلی عطا فرمایا گیا ہے اور کلی علم کا معنٰی یہ ہے کہ وہ کل مخلوقات کا علم ہے نہ کہ خالق کا علم ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس علم کلی کو ما کان وما یکون کے علم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم متناہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کلی دفعتہً دیا گیا یا تدریجاً دیا گیا ہے۔ بعض دلائل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کلی دفعتہً عطا کیا گیا ہے اور

Marfat.com

بعض دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تدریجاً عطا کیا گیا ہے اور ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ علم کلی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجمالاً دفعتہً عطا کیا گیا اور تفصیلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کلی تدریجاً عطا کیا گیا۔ پہلے علم کلی دفعتہً کے دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًاo (النساء:113)

اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی اور آپ کو ان تمام چیزوں کا علم دے دیا جن کو آپ پہلے نہیں جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر بڑا فضل عظیم ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ لکھتے ہیں:

اولین اور آخرین کی خبروں اور ما کان و ما یکون (جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ مستقبل میں) میں سے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نہیں جانتے تھے اس سب کا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم دے دیا۔

(جامع البیان: ج:5،ص:373 دارالفکر بیروت)

امام عبدالرحمان بن محمد بن ادریس رازی ابن ابی حاتم متوفی 327ھ لکھتے ہیں:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت کے بیان کا علم دیا اور حلال اور حرام کا علم دیا تاکہ اس علم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے سامنے استدلال کر سکیں۔

ضحاک نے فرمایا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر اور شر کا علم دیا۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم: ج:4،ص:1064: رقم الحدیث:5958 مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ)

امام ابوالحسن بن مسعود البغوی الشافعی متوفی 516ھ لکھتے ہیں:

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم احکام میں سے جو کچھ نہیں جانتے تھے۔

اور ایک قول ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب سے جو کچھ نہیں جانتے تھے اس کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا۔

(معالم التنزیل: ج:1، ص:700 دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی شافعی متوفی 606ھ لکھتے ہیں:

اس آیت کی دو تفسیریں ہیں۔

1- اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب اور حکمت نازل کی اور ان کے اسرار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا اور ان کے حقائق سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا حالانکہ اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں سے کسی چیز کا علم نہیں تھا اسی طرح آئندہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمائے گا تاکہ منافقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھسلانے پر قادر نہ ہو سکیں۔

2- اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین کی خبروں سے مطلع کیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے مکروفریب سے محفوظ رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو جو علم عطا فرمایا اس کے متعلق ارشاد کیا۔

وہ بہت کم ہے۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل:85)

اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق فرمایا:

وہ عظیم ہے۔

وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (النساء:113)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے شرف عظیم پر دلیل ہے۔

(تفسیر کبیر: ج:4، ص:217 دار احیاء التراث العربی بیروت)

Marfat.com

قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی متوفی 685ھ لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخفی چیزوں اور امور دین اور احکام میں سے جو کچھ بھی نہیں جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم دے دیا۔

(تفسیر بیضاوی مع عنایۃ القاضی: ج:3،ص:349 دار الکتب العلمیہ بیروت)

تفسیر بیضاوی کی شرح میں علامہ اسماعیل بن محمد قونوی حنفی متوفی 1195ھ لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مخفی امور کا علم دے دیا جو غیب ہیں جن کا حواس ادراک کر سکتے ہیں نہ بداہت عقل ان کا تقاضہ کرتی ہے۔

(حاشیۃ القونوی: ج:7،ص:296 دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ علاؤ الدین علی بن محمد الخازن المتوفی 741ھ لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام شرع اور امور دین میں سے جن کا علم نہیں تھا ان کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا۔

ایک قول یہ ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب سے جن چیزوں کا علم نہیں تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا علم دے دیا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخفی چیزوں، دلوں کی باتوں، منافقین کے احوال اور ان کے مکر وفریب کا علم دے دیا۔

(تفسیر الخازن: ج:1،ص:426 دار الفکر بیروت)

علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی 1137ھ لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن مخفی امور کو نہیں جانتے تھے ان کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا۔(روح البیان: ج:2،ص:243 دار احیاء التراث العربی بیروت)

Marfat.com

علامہ سیّد محمود آلوسی بغدادی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن مخفی امور، دل کی باتوں، منافقوں کی سازشوں، امور دین اور احکام شرع کو نہیں جانتے تھے ان سب کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کے اسرار سے مطلع اور حقائق شرح سے واقف کر دیا۔

(روح المعانی: جز:4،ص:210 دارالفکر بیروت)

ان مفسرین کے اقوال سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفعتۂ علم کلی عطا فرمایا گیا۔

اب احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں آنے کے لئے دیر کی حتیٰ کہ قریب تھا کہ ہم سورج کو دیکھ لیتے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے آئے اور نماز کی اقامت کہی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر نماز پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر بہ آواز بلند ہم سے فرمایا۔ جس طرح اپنی صفوں میں بیٹھے ہو بیٹھے رہو۔ پھر ہماری طرف مڑے۔

اور ارشاد فرمایا:

میں اب تم کو یہ بیان کروں گا کہ مجھے صبح کی نماز میں آنے سے کیوں دیر ہو گئی۔ میں رات کو اٹھا اور وضو کر کے میں نے اتنی رکعات نماز پڑھی جتنی میرے لیے مقدر کی گئی تھی۔ پھر مجھے نماز میں اونگھ آئی پھر مجھے گہری نیند آ گئی۔ اچانک میں نے اچھی صورت میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھا۔

اس نے فرمایا:

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں نے کہا:

Marfat.com

اے میرے رب عزوجل! میں حاضر ہوں۔

ارشاد فرمایا:

ملا اعلیٰ کس چیز میں بحث کر رہے ہیں۔

میں نے کہا:

میں نہیں جانتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا پھر ہر چیز مجھ پر منکشف ہوگئی اور میں نے اس کو جان لیا۔

(سنن ترمذی: ص:466، رقم الحدیث:3233 مطبوعہ نور محمد کراچی)

ایک اور روایت میں ہے کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے (خواب میں) اپنے رب عزوجل کو حسین صورت میں دیکھا۔

میرے رب عزوجل نے فرمایا:

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں نے کہا:

حاضر ہوں یا رب عزوجل!

فرمایا:

ملا اعلیٰ کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟

میں نے کہا:

اے میرے رب عزوجل! میں نہیں جانتا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں

Marfat.com

نے اپنے سینے میں محسوس کی پھر میں نے جان لیا جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔

(سنن ترمذی: ص:466، رقم الحدیث:3244 مطبوعہ نور محمد کراچی)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آج رات کو نیند میں میرا رب عزوجل حسین صورت میں میرے پاس آیا۔

اور فرمایا:

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا تم جانتے ہو کہ ملا اعلیٰ کس چیز میں بحث کر رہے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا حتیٰ کہ میں نے اپنے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس کی اور میں نے ان تمام چیزوں کو جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں۔ (مسند احمد: ج:1، ص:368)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنے سینہ میں محسوس کیا حتیٰ کہ میرے لیے وہ تمام چیزیں منکشف ہو گئیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمینوں میں ہیں۔

(مسند احمد: ج:4، ص:366)

ایک روایت میں ہے کہ

Marfat.com

پھر میرے لیے ہر چیز منکشف ہوگئی اور میں نے اس کو پہچان لیا۔

(سنن ترمذی: رقم الحدیث: 3235)

ایک اور روایت میں ہے کہ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو میرے لیے لپیٹ دیا اور میں نے اس کے تمام مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔ (صحیح مسلم: ج: 4، ص: 390 طبع کراچی)

ایک اور روایت میں ہے کہ

حضرت انس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت فرمایا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میرے لیے اٹھالیا اور میں دنیا کی طرف اور قیامت تک دنیا میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ان ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو دیکھ رہا ہوں جو اللہ عزوجل کے حکم سے روشن ہیں۔ اس نے اپنے نبی کے لئے ان کو روشن کیا جس طرح پہلے نبیوں کے لئے روشن کیا۔

(کنز العمال: رقم الحدیث: 31979)

ان اقوال و احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کلی دفعۃً عطا فرمایا گیا ہے۔

اب علم کلی تدریجاً کی بحث ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن مجید میں ہے:

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ (ھود: 120)

رسولوں کی خبروں میں سے ہم آپ کو وہ بیان فرماتے ہیں جن سے ہم آپ کے دل کو ثابت اور برقرار رکھیں۔

Marfat.com

اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ط (المومن:78)

اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے (بھی) رسول بھیجے۔ ان میں سے بعض کا قصہ ہم نے آپ سے بیان فرمایا اور بعض کا قصہ ہم نے آپ سے بیان نہیں فرمایا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ما کان و ما یکون کا علم ہے وہ قرآن عظیم سے مستفاد ہے اور قرآن مجید میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور قرآن مجید دفعتہً نازل نہیں ہوا بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے تدریجاً تیئس سال میں نازل ہوا ہے۔ پس جب بھی کوئی آیت یا کوئی سورت نازل ہوتی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم میں اضافہ کرتی حتیٰ کہ قرآن مجید کا نزول ہو گیا پس ہر چیز کی تفصیل اور اس کا بیان مکمل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر نعمت کو مکمل کر دیا جیسا کہ اس نے قرآن میں اس کا وعدہ فرمایا ہے۔ پس اگر قرآن مجید کے نزول کی تکمیل سے پہلے یہ اعتراض کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض نبیوں کا قصہ بیان نہیں کیا گیا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کا علم نہیں تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قصہ یا کسی واقعہ میں توقف فرمایا (جیسا کہ اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے سوال کے موقع پر ایسا ہوا) حتیٰ کہ وحی نازل ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سوال کردہ امور منکشف ہو گئے تو وہ قرآن مجید میں ہر چیز کے بیان ہونے کے منافی نہیں ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کلی ہونے کے منافی ہے جیسا کہ کسی بھی عقل مند پر مخفی نہیں ہے۔ پس منکرین علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی کے لئے جب بھی بعض واقعات اور روایات سے استدلال کریں گے خواہ ان واقعات اور روایات کی تاریخ کا علم نہ ہو تو ان کا استدلال باطل ہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے

Marfat.com

کہ وہ واقعہ قرآن مجید کے نزول کی تکمیل سے پہلے کا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کلی کی تکمیل قرآن مجید کے نزول کی تکمیل کے ساتھ ہوئی ہے اور اگر وہ واقعہ قرآن مجید کے نزول کی تکمیل کے بعد کا ہو تو منکرین کو اس پر صریح نص پیش کرنی ہوگی اور اس کے بغیر ان کا دعویٰ محض باطل ہوگا اور منکرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی تقصیر اور تنقیص اس کے بغیر ثابت نہیں کر سکتے۔

اور اگر بہ فرض محال وہ کوئی ایسی روایت لے آئیں جس کے متعلق قطعیت سے ثابت ہو کہ وہ قرآن مجید کے نزول کی تکمیل کے بعد کی ہے اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض علم کی نفی ہوتی ہو تب بھی وہ ہمیں مضر نہیں ہے۔

کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

وَ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

(النساء:113)

"اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام چیزوں کا علم دے دیا جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔"

اور ہم اس آیت قطعی الدلالۃ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کلی ثابت کر چکے ہیں اور جو روایات خبر واحد کے قبیل سے ہوں اور وہ قرآن مجید کے معارض ہوں تو ان کو نہ سنا جاتا ہے نہ قبول کیا جاتا ہے بلکہ ان کو مسترد کر دیا جاتا ہے اور منکرین کے سرخیل شیخ انبیٹھوی نے لکھا ہے کہ عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہیں۔ قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں۔

(براہین قاطعہ: ص:51 مطبع بلالی، ہند)

سو منکرین پر لازم ہے کہ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کلی کی نفی کرنا چاہتے ہیں تو وہ قرآن مجید کی آیت یا حدیث متواتر کی طرح کوئی ایسی قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ روایت پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ قرآن مجید کے نزول کی تکمیل

Marfat.com

کے بعد بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فلاں چیز کا اصلاً علم نہیں ہوا اور اس طرح نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تو تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مخفی رکھا۔ کئی ایسی چیزیں ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا علم تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ظاہر نہیں کیا اور اس کو مخفی رکھا اور اس کی دلیل یہ بھی ثابت ہو کہ مکمل توجہ کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں ہوا کیونکہ بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کا علم ہوتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ نہیں ہوتی۔

(الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ: ص83 تا85 مرکز اہل سنت برکات رضا)

اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ چاہے علم کلی دفعتہً ہو یا تدریجاً ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کلی عطا فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض چیزوں کی اطلاع نہیں فرمائی جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا تھا۔

نبی کریم ﷺ کو علوم خمسہ کا علم

قیامت کب واقع ہوگی؟

بارش کب ہوگی؟

ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟

انسان کل کیا کرے گا؟

اور کون شخص کس جگہ مرے گا؟

یہ وہ امور خمسہ ہیں جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا فرمایا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبریں عطا فرما دیں جن میں اکثر کا ظہور ہو چکا ہے اور اکثر کا ہوگا۔

بارش کے نزول کا علم

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بارش کے نزول کا علم فرمایا ہے۔ کثیر

Marfat.com

احادیث مبارکہ ایسی ہیں کہ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارش کے نزول کا علم ثابت ہوتا ہے۔ میں صرف تین (3) احادیث مبارکہ پر اکتفاء کرتا ہوں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

کوئی سال دوسرے سال سے زیادہ بارش والا نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ اس بارش کو جہاں چاہتا ہے لے جاتا ہے اور بارش کے ساتھ فلاں فلاں فرشتے نازل ہوتے ہیں اور وہ لکھتے ہیں کہ کہاں بارش ہو رہی ہے اور کس کو رزق مل رہا ہے اور اس کے قطروں سے کیا مل رہا ہے۔

(المستدرک: ج:2، ص:403) (کنز العمال: رقم الحدیث: 21613)

ایک اور روایت میں ہے کہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس وقت تک قیامت نہیں ہو گی جب تک کہ اتنی زبردست بارش نہ ہو جس سے کوئی پختہ بنا ہوا گھر محفوظ رہے گا نہ خیمہ۔

(مسند احمد: ج:2، ص:262 طبع قدیم)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال اور یاجوج ماجوج کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔

اس کے اخیر میں ہے۔

پھر اللہ کے نبی اور ان کے اصحاب دعا کریں گے تب اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا تو صبح کو وہ یک لخت مر جائیں گے پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب زمین پر اتریں گے مگر زمین پر ایک بالشت برابر جگہ بھی ان کی گندگی اور بدبو سے خالی نہیں ہو گی پھر اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ

Marfat.com

السلام اوران کے اصحاب اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں کی مانند پرندے بھیجے گا یہ پرندے ان لاشوں کو اٹھائیں گے اور جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا وہاں پھینک دیں گے۔ پھر اللہ ایک بارش بھیجے گا جو زمین کو دھو دے گی اور ہر گھر خواہ وہ مٹی کا بنا ہوا ہو یا کھال کا خیمہ ہو وہ آئینہ کی طرح صاف ہو جائے گا۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2937)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بارش کے نزول کا علم عطا فرمایا گیا۔

والدہ کے رحم کا علم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم عطا فرمایا گیا کہ والدہ کے رحم میں بچہ ہے یا بچی ہے۔

جیسا کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ عزوجل نے رحم میں ایک فرشتہ مقرر کیا ہے۔

وہ کہتا ہے۔

اے رب عزوجل! یہ نطفہ ہے۔

اے رب عزوجل! یہ جما ہوا خون ہے۔

اے رب عزوجل! یہ گوشت کا لوتھڑا ہے۔

پھر جب اس کی تخلیق کا ارادہ فرماتا ہے۔

تو فرشتہ پوچھتا ہے۔

یہ مذکر ہے یا مونث

Marfat.com

یہ بد بخت ہے یا نیک بخت

اس کا رزق کتنا ہے

اس کی مدت حیات کتنی ہے۔

پھر وہ ماں کے پیٹ میں لکھ دیتا ہے۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 318)

ایک اور روایت میں ہے کہ

قابوس نے بیان کیا ہے کہ

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ہمارے گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء میں سے ایک عضو ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ عنقریب فاطمہ کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا اور تم اس کو دودھ پلاؤ گی۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت حسین یا حضرت حسن رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے اور انہوں نے حضرت قثم بن عباس کے ساتھ ان کو دودھ پلایا۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3923)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو والدہ کے رحم کا علم بھی عطا فرمایا گیا۔

کل اور آئندہ واقعات کا علم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کل اور آئندہ کے واقعات کا علم بھی عطا فرمایا گیا جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت ثابت ہوتی ہے۔ روایات ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور ہم کو ابتداء آفرینش سے خبریں دینی شروع کیں حتیٰ کہ اہل جنت اپنی منازل میں داخل ہو گئے اور اہل نار اپنی منازل میں داخل ہو گئے جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا اس نے بھلا دیا۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3192)

اور جب غزوہ بدر کا واقعہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال ہونے سے پہلے پہلے فرمادیا کہ فلاں کافر فلاں جگہ مرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچ ثابت ہوا اور اس جگہ سے آگے پیچھے کوئی نہ ہوا۔

چنانچہ صحیح مسلم ہے۔

ان شاء اللہ کل فلاں کافر اس جگہ گرے گا۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2873)

اور خیبر کے واقعہ سے ایک دن قبل فرمایا:

کل میں جھنڈا اس کو عطا کروں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ خیبر کو فتح کرے گا۔

(صحیح البخاری: 2301)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا تھا اور اس دن آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کو آشوب کا مرض تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقدس لعاب دہن لگایا تو آپ رضی اللہ عنہ کو ایسے محسوس ہوا کہ جیسے کبھی کچھ ہوا بھی نہیں تھا تو آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں خیبر کو فتح کیا گیا۔

بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کل اور آئندہ کا علم تھا اور آج بھی میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ویسے ہی ہے۔

مرنے کی جگہ کا علم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بندے کے مرنے کی جگہ کا علم بھی بتایا گیا جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا فلاں اس مقام پر مرے گا فلاں کو اس جگہ

Marfat.com

موت کے گھاٹ اتارا جائے گا۔

جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث مبارکہ ہے۔

یہ کل فلاں کے گرنے کی جگہ ہے اور یہ کل فلاں کے گرنے کی جگہ ہے۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2873)

اس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بندے کے مرنے کی جگہ کا بھی علم عطا فرمایا گیا۔

قیامت کا علم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم بھی عطا فرمایا گیا کہ قیامت کب ہوگی اور قیامت میں کیا کیا ہوگا۔ اور قیامت سے پہلے کیا کیا ظاہر ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک ارض حجاز سے ایسی آگ نمودار نہ ہو جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 7118)

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ثابت ہو چکا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھایا جائے گا اور جہل کا ظہور ہوگا اور زنا عام ہوگا اور شراب پی جائے گی اور مرد چلے جائیں گے اور عورتیں باقی رہ جائیں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا کفیل ایک مرد ہوگا۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 81)

Marfat.com

ایک اور روایت میں ہے کہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے اور قیامت بھی صرف جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1944)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم خمسہ عطا فرمائے گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مطلع بھی فرمایا۔ قیامت کی کچھ نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں اور کچھ باقی ہیں مگر جو ہو رہی ہیں وہ صاحب دانش، صاحب عقل خود جانتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ شراب کی کثرت ہے، کون نہیں جانتا کہ زنا کی کثرت ہے، کون نہیں جانتا کہ والدین کی نافرمانی عام ہے، کون نہیں جانتا کہ عورت کا آج کیا حال ہے اور کس قدر فتنہ انگیز ہے۔ یہ سب میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ثابت ہے اور میرے نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے جو بھی ہونا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم وہ ضرور ہوگا کیونکہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے۔

علماء کرام کے اقوال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم خمسہ عطا فرمانے پر علماء کرام کے متعدد اقوال ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

علامہ زرقانی المواہب کی شرح میں لکھتے ہیں:

علم قیامت اور باقی ان چیزوں کے متعلق جن کا سورہ لقمان کی آخری آیت میں ذکر ہے۔

علماء نے یہی کہا ہے کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا۔ (شرح مواہب اللدنیہ: ج: 1، ص: 265)

علامہ آلوسی حنفی فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر اس چیز کا علم نہیں دے دیا جس کا علم دینا ممکن تھا۔

(روح المعانی: ج: 15، ص: 154)

علامہ ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم المالکی القرطبی المتوفی 656ھ لکھتے ہیں:

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت کے بغیر ان پانچ چیزوں کے جاننے کا دعویٰ کرے وہ اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

(المفہم: ج: 1، ص: 156 مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

بعض علماء نے کہا ہے کہ

(سورہ بنی اسرائیل کی) آیت میں یہ دلیل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کی حقیقت پر مطلع نہیں کیا بلکہ احتمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کی حقیقت پر مطلع کیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دینے کا حکم نہ دیا ہو، قیامت کے متعلق بھی علماء نے اسی طرح کہا ہے۔

(فتح الباری: ج: 8، ص: 403)

علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی لکھتے ہیں:

اور بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امور خمسہ کا علم دیا گیا ہے اور وقوع قیامت کا اور روح کا بھی علم دیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(شرح الصدور: ص: 319 مطبوعہ بیروت)

Marfat.com

علامہ صاوی مالکی لکھتے ہیں:

علماء نے فرمایا کہ

حق بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے اس وقت تک وصال نہیں فرمایا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کے علوم پر مطلع نہیں فرمادیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان علوم کے مخفی رکھنے کا حکم فرمایا۔

(تفسیر صاوی: ج:3،ص:215)

امام رازی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے مخصوص غیب یعنی قیامت قائم ہونے کے وقت پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا البتہ ان کو مطلع فرماتا ہے جن سے وہ راضی ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تفسیر کبیر: ج:10،ص:678)

علامہ آلوسی حنفی فرماتے ہیں۔

اور یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو وقوع وقت قیامت پر مکمل اطلاع دی مگر اس طریقہ پر نہیں کہ اس سے علم الٰہی کا اشتباہ ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا اخفاء واجب کر دیا ہو اور یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص میں سے ہو۔ لیکن مجھے اس پر کوئی قطعی دلیل حاصل نہیں ہوئی۔ (روح المعانی: ج:21،ص:113)

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

اور جواب یہ ہے کہ یہاں غیب عموم کے لئے نہیں ہے بلکہ مطلق ہے یا اس سے غیب خاص مراد ہے یعنی وقت وقوع قیامت اور آیات کے سلسلہ ربط سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور یہ بات مستبعد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض رسولوں کو وقت وقوع قیامت پر مطلع فرمائے خواہ وہ رسل ملائکہ ہوں یا رسل بشر۔

(شرح المقاصد: ج:5،ص:6 طبع ایران)

Marfat.com

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

حق یہ ہے کہ قرآن کی آیت میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کی حقیقت پر مطلع نہیں کیا بلکہ جائز ہے کہ مطلع کیا ہو اور لوگوں کو بتلانے کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیا ہو اور بعض علماء نے قیامت کے بارے میں بھی یہی قول کیا ہے اور بندہ مسکین یہ کہتا ہے کہ کوئی مومن عارف حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے علم کی کیسے نفی کر سکتا ہے وہ جو سیّد مرسلین اور امام العارفین ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور صفات کا علم عطا فرمایا ہے اور تمام اولین اور آخرین کے علوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیے ہیں۔ ان کے سامنے روح کے علم کی کیا حیثیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے سمندر کے سامنے روح کے علم کی ایک قطرہ سے زیادہ کیا حقیقت ہے۔ (مدارج النبوۃ: ج:2،ص:40)

سید عبدالعزیز دباغ عارف کامل فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان پانچ چیزوں کا علم کیسے مخفی ہوگا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت شریفہ میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب تصرف نہیں ہوسکتا جب تک اس کو ان پانچ چیزوں کی معرفت نہ ہو۔ (الابریز: ص:483)

علامہ احمد قسطلانی شافعی متوفی 911ھ تحریر فرماتے ہیں۔

کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سوا اس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ انہیں اپنے جس غیب پر چاہے اطلاع دے دیتا ہے (یعنی وقت قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں) رہے اولیاء وہ رسولوں کے تابع ہیں ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔

(ارشاد الساری: ج:7،ص:178)

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علامہ بیجوری شرح بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچوں غیبوں کا علم دے دیا۔

علامہ شنوانی نے جمع النہایہ میں اسے بطور حدیث بیان کیا ہے کہ

بے شک وارد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اشیاء کا علم عطا نہ فرمایا۔

حافظ الحدیث سیدی احمد مالکی غوث الزماں سیّد شریف عبدالعزیز مسعود حسنی سے راوی

یعنی قیامت کب آئے گی، مینہ کب اور کہاں اور کتنا برسے گا، مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، کل کیا ہوگا، فلاں کہاں مرے گا۔ یہ پانچوں غیب جو آیہ کریمہ میں مذکور ہیں ان میں سے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی نہیں اور کیونکر یہ چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ ہیں حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ساتوں قطب ان کو جانتے ہیں اور ان کا مرتبہ غوث کے نیچے ہے۔ غوث کا کیا کہنا پھر ان کا کیا پوچھنا جو سب اگلوں پچھلوں سارے جہان کے سردار اور چیز کے سبب ہیں اور ہر شے انہیں سے ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) (خالص الاعتقاد: ص: 43 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی کراچی)

جس آیت کو منکرین پیش کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم خمسہ کی نفی کرتے ہیں وہ یہ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ج وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ ج وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَکْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ م بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ o (لقمان: 34)

''بے شک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے جو رحموں میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا بے شک اللہ ہی جاننے والا خبر دینے

Marfat.com

والا ہے۔''

☆ اگر منکرین اس کے معانی اور تفسیر کو سمجھتے ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں نہ کرتے۔ انہوں نے تو اس کا شان نزول ہی نہیں سمجھا اور نہ ہی واضح مطلب جانا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ

مشرکین ان چیزوں کے متعلق سوال کرتے تھے اس لیے بتایا گیا کہ ان چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ

مشرکین کا اعتقاد یہ تھا کہ ان کے کاہنوں اور نجومیوں کو ان کا علم ہے اس لیے بتایا گیا کہ ان کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس آیت میں ان پانچ چیزوں کا شمار کیا گیا ہے حالانکہ تمام مغیبات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ

لوگ ان چیزوں کے متعلق سوال کرتے تھے۔

روایت ہے کہ

دیہاتیوں میں سے حارث بن عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے وقت سے متعلق سوال کیا اور یہ کہ ہماری زمین خشک ہے میں نے اس میں بیج ڈالنے ہیں، بارش کب ہوگی اور میری عورت حاملہ ہے اس کے پیٹ میں مذکر ہے یا مؤنث، اور مجھے گزشتہ کل کا تو علم ہے لیکن آئندہ کل میں کیا کروں گا اور مجھے یہ علم تو ہے کہ میں کس جگہ پیدا ہوا ہوں لیکن میں کہاں مروں گا۔

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

Marfat.com

نیز اہل جاہلیت نجومیوں کے پاس جا کر سوال کرتے تھے اور ان کا زعم یہ تھا کہ نجومیوں کو ان چیزوں کا علم ہوتا ہے اور اگر کاہن غیب کی کوئی خبر دے اور کوئی شخص اس کی تصدیق کرے تو یہ کفر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص کاہن کے پاس گیا اور اس کے قول کی تصدیق کی تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ دین کا کفر کیا۔

اور یہ جو بعض روایات میں ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام غیب کی خبریں دیتے ہیں تو ان کا یہ خبر دینا، وحی، الہام اور کشف کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم دینے سے ہوتا ہے۔

لہٰذا ان پانچ چیزوں کے علم کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا اس بات کے منافی نہیں ہے کہ ان غیوب پر انبیاء کرام، اولیاء کرام اور ملائکہ کے سوا اور کوئی مطلع نہیں ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(اللہ) غیب جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو (کامل) اطلاع نہیں دیتا مگر جن کو اس نے پسند فرمالیا جو اس کے (سب) رسول ہیں۔ (جن 26 تا 27)

اور بعض غیوب وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ساتھ خاص کر لیا جن کی اطلاع کسی مقرب فرشتے کو ہے اور نہ کسی نبی مرسل کو۔

جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہے۔

اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں اس کے سوا (بذات خود) انہیں کوئی نہیں جانتا۔ (الانعام:59)

قیامت کا علم بھی انہی امور میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وقوع قیامت کے علم کو مخفی رکھا لیکن صاحب شرع کی زبان سے اس کی علامتوں کو ظاہر فرما دیا۔ مثلاً

خروج دجال

Marfat.com

نزول عیسیٰ علیہ السلام

اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

اس طرح بعض اولیاء نے بھی الہام صحیح سے بارش ہونے کی خبر دی اور یہ بھی بتایا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔اسی طرح ابوالعزم اصفہانی شیراز میں بیمار ہو گئے۔

انہوں نے کہا کہ

میں نے اللہ تعالیٰ سے طرطوس میں موت کی دعا کی ہے اگر بالفرض شیراز میں مر گیا تو مجھے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کر دینا (یعنی ان کو یقین تھا کہ ان کی موت طرطوس میں آئے گی)

وہ تندرست ہو گئے اور بعد میں طرطوس میں ان کی وفات ہوئی اور میرے شیخ نے بیس سال پہلے اپنی موت کا وقت بتا دیا تھا اور وہ اپنے بتائے ہوئے پر ہی فوت ہوئے تھے۔

(روح البیان: ج:7،ص 103 تا 105 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

علامہ احمد شہاب خفاجی متوفی 1069ھ لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے۔

جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی جو بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لیے بہت خیر جمع کر لیتا اس لیے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

(نسیم الریاض: ج:3،ص:150 مطبوعہ دارالفکر بیروت)

Marfat.com

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں:

یہ جاننا چاہئے کہ ہر غیب کا علم اللہ عزوجل کے سوا کسی کو بھی نہیں ہے اور مغیبات کا حصر ان پانچ چیزوں میں نہیں ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے غیر سے ان پانچ چیزوں کے علم کی نفی اس لیے کی ہے کہ کفار اور مشرکین ان کے متعلق بہ کثرت سوال کرتے تھے اور لوگوں کو ان کے جاننے کا اشتیاق تھا۔

علامہ قسطلانی نے کہا کہ

ان پانچ چیزوں کا ذکر فرمایا حالانکہ غیب تو غیر متناہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پانچ کی تخصیص دوسرے عدد کی نفی نہیں کرتی۔

علامہ قسطلانی کی بیان کردہ توجیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو ان پانچ چیزوں میں سے کسی ایک کے علم پر مطلع فرمادے اور یا اللہ تعالیٰ اس کو ان پانچ چیزوں کا اجمالی علم عطا فرمادے اور جو علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے وہ علم محیط ہے جو ان پانچ چیزوں کے ہر ہر احوال کو مکمل تفصیل کے ساتھ شامل ہے۔

فیض القدیر کی عبارت نقل کرنے کے بعد علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ہم نے جو ذکر کیا ہے اس سے یہ معلوم ہوگیا کہ ان پانچ چیزوں اور دیگر غیوب کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہونے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان غیوب کی خبریں دینے میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

اسی طرح علامہ آلوسی نے ذکر کیا ہے کہ

جب اللہ تعالیٰ کسی جگہ بارش نازل فرمانا چاہتا ہے تو جو فرشتے بارش نازل پر مامور ہیں ان کو مطلع فرماتا ہے اور وہ ان جگہوں پر بادلوں کو ہانک کر لے جاتے ہیں اور ان کو علم ہوتا ہے کہ بارش کب ہوگی اور کس جگہ ہوگی۔

اسی طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحم میں ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے جو یہ جان لیتا ہے کہ یہ بچہ مذکر ہے

Marfat.com

یا مونث ہے اور وہ ماں کے پیٹ میں لکھ دیتا ہے اس کا رزق کتنا ہے اس کی عمر کتنی ہے اور یہ شقی ہے یا سعید ہے، سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب کی خبریں دینا اور فرشتوں کو ماؤں کے رحموں کا علم ہونا اس کے منافی نہیں ہے کہ غیب کا علم اور خصوصاً ان پانچ چیزوں کا علم اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے اور اسی میں منحصر ہے کیونکہ اللہ عزوجل کے ساتھ وہ علم خاص ہے جو علم کلی ہے اور ہر ہر جزی کو محیط اور شامل ہے لہٰذا فرشتوں کو جو علم ہے اور بعض خواص کو جو علم دیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم محیط کے مقابلہ میں بہت کم ہوتا ہے۔

اور علامہ ملا علی القاری نے شرح شفاء میں کہا ہے کہ

ہر چند کہ اولیاء اللہ پر بعض چیزیں عیاں ہو جاتی ہیں لیکن ان کا علم یقینی نہیں ہوتا اور ان کا الہام ظنی ہوتا ہے اور نجومیوں کا علم تو بہت بعید ہے اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو قیامت کا علم عطا فرمایا ہے وہ غایت اجمال میں ہے اگرچہ دوسرے انسانوں کے مقابلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بہت کامل ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم کامل طریقہ پر عطا فرمایا ہو لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اس پر مطلع نہ فرمایا ہو اور اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ واجب کر دیا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس علم کو مخفی رکھیں اور یہ چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص میں سے ہو۔

(روح المعانی: جز:21 ص168 تا170 دارالفکر بیروت)

ان اقوال سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم خمسہ کا علم عطا فرمایا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں مطلع بھی فرمایا جیسا کہ پیچھے بحث گزر چکی ہے۔

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان و ما یکون کا علم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان و ما یکون کا علم عطا فرمایا گیا ہے (یعنی جو ہو چکا اور جو ہوگا) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علم کا اظہار اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کیا اور ان کو گزشتہ واقعات و حالات سے آگاہ کیا اور مستقبل کے حالات و واقعات سے متنبہ فرمایا غرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان و ما یکون کا علم عطا فرمایا گیا۔

دلائل کے لئے احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں تشریف فرما ہوئے اور قیامت تک جو امور پیش ہونے والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑا اور وہ سب امور بیان کر دیئے۔ جس نے ان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے ان کو بھلا دیا اس نے بھلا دیا اور میرے ان اصحاب کو ان کا علم ہے ان میں سے کئی ایسی چیزیں واقع ہوئیں جن کو میں بھول چکا تھا جب میں نے دیکھا تو وہ یاد آ گئیں جیسے کوئی شخص غائب ہو جائے تو اس کا چہرہ دیکھ کر اس کو یاد آ جاتا ہے کہ اس نے اس کو دیکھا تھا۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 6604) (صحیح مسلم: رقم: 7130)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت ابوزید عمر بن اخطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر آ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ عصر آ گئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم کو خطبہ دیا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ما کان و ما یکون (جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے) کی خبریں دیں پس ہم میں سے زیادہ عالم وہ تھا جو سب سے

Marfat.com

زیادہ حافظہ والا تھا۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 7134)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں تشریف فرما ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخلوق کی ابتداء سے خبریں دینی شروع کیں حتیٰ کہ اہل جنت اپنے ٹھکانوں میں داخل ہو گئے اور اہل دوزخ اپنے ٹھکانوں میں داخل ہو گئے جس نے اس کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا اس نے بھلا دیا۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3192)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں چند اشعار سنائے جن میں ایک شعر یہ ہے۔

فاشهد ان الله لا رب غيره

وانك مامون على كل غائب

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ہر غیب پر امین ہیں۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ اشعار سن کر مجھ سے بہت خوش ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس سے خوشی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے سواد (رضی اللہ عنہ) تم کامیاب ہو گئے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم: ج:1، ص:114) (دلائل النبوۃ للبیہقی: ج:2، ص:251)

Marfat.com

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان و ما یکون کا علم عطا فرمایا گیا۔ اب مفسرین کرام وعلماء کرام کے اقوال ملاحظہ فرمائیے۔

علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

اولین اور آخرین کی خبروں اور ما کان و ما یکون میں سے جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے تھے وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیا۔

(جامع البیان: جز:5،ص:373 بیروت)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

آسمانوں اور زمینوں کی نشانیاں، اللہ تعالیٰ کی مخلوق، اللہ تعالیٰ کے اسماء کی تعیین، آیات کبریٰ، امور آخرت، علامت قیامت، اچھے اور برے لوگوں کے احوال اور ما کان و ما یکون کا علم اس قبیل سے ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر وحی کے نہیں جانا۔ (الشفاء: ج:2،ص:100 ملتان)

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کلیات اور جزئیات کو محیط ہے۔

(المرقات: ج:10،ص:151)

نیز ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

لوح وقلم، علوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ٹکڑا اس لیے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم انواع انواع ہیں، کلیات، جزئیات، حقائق، دقائق، موارف اور معارف کہ ذات وصفات الٰہی عز وجل سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کا علم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب علم سے ایک سطر اور اس کے سمندروں سے ایک نہر ہے پھر بایں ہمہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی برکت سے تو ہے صلی اللہ علیہ وسلم

(الزبدۃ شرح قصیدہ بردہ: ص:116 مطبوعہ پیر جو گوٹھ سندھ)

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

Marfat.com

نبوت کی بیالیسویں صفت یہ ہے کہ ان کو ما یکون کا علم ہو۔

اور تینتالیسویں صفت یہ ہے کہ

ان کو ما کان کا علم ہو جن کو ان سے پہلے کسی نے نہ بیان کیا ہو۔

(فتح الباری: ج:12، ص:367)

علامہ سیّد محمود آلوسی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت علم کے ساتھ تجلی کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا۔ جس صفت علم سے آسمانوں اور زمین کا کوئی ذرہ غائب نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ما کان و ما یکون کو جان لیا۔

(روح المعانی: ج:6، ص:22)

نیز علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت تک وصال نہیں ہوا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز کو نہیں جان لیا جس کا علم ممکن ہے۔

(روح المعانی: ج:15، ص:154)

اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مجاز شیخ مرتضیٰ حسین چاند پوری لکھتے ہیں:

حاصل یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم مغیبات اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام بھی اگر ملائے جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک علم کے برابر نہ ہوں۔

(توضیح البیان فی حفظ الایمان: ص:12)

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ما کان و ما یکون کا علم ہے وہ قرآن عظیم سے مستفاد ہے اور قرآن میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔ (براہین قاطعہ ص:51، مطبع بلالی ہند)

ان احادیث واقوال سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان و ما یکون کا

Marfat.com

علم عطا فرمایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان سے آگاہ فرمایا اور جو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبریں عطا فرمائیں ان میں سے کچھ کا ظہور ہو چکا ہے اور کچھ کا ہونا ہے اور میرے نبی رحمت شفیع رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی غیب کی خبر دی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قسم ضرور پوری ہو گی، قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک میرے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے فرامین پورے نہ ہو جائیں لہٰذا اس طویل بحث سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا گیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور معجزات کو بذریعہ اتم شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اگر کہیں غلطی و کوتاہی ہوئی ہو تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے معاف فرمائیں آمین ثم آمین۔

اب علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

باب:

نبی کریم ﷺ کا اپنی حیات اور بعد کی خبریں عطا فرمانا

یہ باب بہت عظیم ہے اس میں ممکن نہیں کہ ہر چیز کو بیان کر سکیں لیکن ہم اشارات دے دیں گے اور اللہ تعالیٰ سے مدد کے طلب گار ہیں۔ اس بات میں قرآن و حدیث سے دلائل دیئے جائیں گے بہر حال قرآن!

اللہ تعالیٰ نے سورہ مزمل میں ارشاد فرمایا:

اور یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

چنانچہ فرمایا گیا۔

اور کچھ زمین میں سفر کریں گے اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے اور کچھ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوں گے۔ (مزمل:20)

جہاد مدینہ میں ہجرت کے بعد شروع ہوا اور اللہ تعالیٰ نے سورہ اقتربت نازل فرمائی جو کہ مکی ہے۔

فرمایا:

یا یہ کہتے ہیں کہ ہم سب مل کر بدلہ لے لیں گے اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھیں پھیر دیں گے۔ (سورۃ قمر:44،45)

یہ یوم بدر کے دن واقع ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاوت فرماتے ہوئے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور ان کی جانب مٹھی سے بھری ہوئی کنکریاں پھینکیں تو اللہ تعالیٰ نے نصرت عطا فرمائی۔

Marfat.com

تو یہ اس کی مصداق ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا۔

(تبت: 1 تا 5)

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عبدالعزی بن عبدالمطلب کے بارے میں خبر دی گئی جس کو ابولہب سے ملقب کیا گیا اور عنقریب وہ اور اس کی بیوی دوزخ میں داخل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے مرنے تک ان کا شرک مقدر کر دیا کہ اسلام ہی نہ لائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگر چہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

(بنی اسرائیل: 88)

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا:

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (اس خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار کر رکھی ہے کافروں کے لئے۔ (بقرہ: 23،24)

اس فصاحت و بلاغت اور احکام کی حلاوت ملت و حرمت والے قرآن کو لانے پر تمام بھی متفق ہو جائیں تو ہرگز نہیں لاسکیں گے اور نہ ہی وہ اس پر قادر ہیں اور نہ دس

Marfat.com

سورتیں لا سکے بلکہ ایک سورت بھی وہ نہ لا سکے بلکہ ان کو خبر دی گئی کہ وہ ہمیشہ تک نہ لا سکیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ انہیں ضرور زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلے والوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ (النور:55)

یہ خبریں اسی طرح پوری ہوئی تھیں اسلام کو خلافت بخشی اسلام کو غالب کیا اور کائنات میں اس کے پھیلنے کے سبب پیدا فرمائے اور کثیر مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی خبر ہے بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بھی وعدہ سچ ہے لیکن وعدہ تو تمام امت مسلمہ کے لئے ہے۔

جس طرح کہ بخاری شریف میں ہے۔

جب قیصر ہلاک ہوگیا تو پھر قیصر نہ آئے گا۔

(صحیح البخاری: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم احلت لکم...... جز:10، ص:364)

ایسے ہی جب کسریٰ ہلاک ہوا تو دوسرا بھی نہ آیا اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ان کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ ہو جائیں گے اور تینوں خلفاء حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ خبریں اسی طرح ظہور پذیر ہوئیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر مبعوث فرمایا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکین اس کو ناپسند کریں۔

(توبہ:33)

Marfat.com

یہ بھی اسی طرح واقع ہوئی اور اسلام کا دین ہی غالب ہوا شرق وغرب میں پھیلا پوری دنیا نے اطاعت کی بعضوں نے تو اسلام قبول کیا اور بعضوں نے مال دے کر صلح اختیار کی اور بعض تو اسلام کے غلبہ کا خوف رکھتے تھے۔

اور تحقیق حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے میرے لیے روئے زمین کے شرق وغرب کو سمیٹ دیا میری امت کی سلطنت وہاں تک ہوگی جہاں تک مجھے زمین ملاحظہ کروائی گئی۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ان پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے فرماؤ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا۔(فتح:16)

یہ غیب کی خبر بھی اسی طرح پوری ہوئی ہوازن یا اصحاب مسیلمۃ یا روم میں ہوئی۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لوگ گے تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادیں اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور اس لیے کہ ایمان والوں کے لئے نشانی ہو اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے اور ایک اور جو تمہارے بل (طاقت) کی نہ تھی وہ اللہ کے قبضہ میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(الفتح:20،21)

یہ خیبر یا مکہ میں پوری ہوئی اور فتح دی گئی اور حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب بے شک ضرور مسجد حرام میں داخل ہوں گے اگر اللہ چاہے امن وامان سے اپنے سروں کے بال

Marfat.com

منڈواتے یا ترشواتے بے خوف، تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی۔ (فتح:27)

یہ غیب کی خبر 6ھ میں ہوئی اور 7ھ میں عمرہ قضاء سے پوری ہوئی جب صلح حدیبیہ کے وقت عمرہ نہ کر سکے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم بیت اللہ جا کر بیت اللہ کا طواف کریں گے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیوں نہیں! مگر اس سال کا نہیں کہا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ضرور بیت اللہ آ کر طواف کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور یاد کرو جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں گروہوں میں ایک تمہارے لئے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام سے سچ کو سچ کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ (الانفال:7)

یہ وعدہ بدر میں پورا ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے قافلہ کا پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے گئے جب ان کو پتہ چلا (یعنی ابوسفیان کو) تو اس نے مکہ میں خبر پہنچوادی اور خود راستے کو بدل لیا تو قریش ہزار مسلح لوگوں کو لے کر آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کی خبر مل گئی کہ قریش لڑائی کے لئے آ رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کے لئے فتح کا وعدہ فرمایا ہے۔

Marfat.com

کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چاہتے تھے کہ قافلے کے پیچھے جانا چاہئے لیکن اللہ تعالیٰ کو مشرکین سے لڑنا پسند تھا۔ پھر مشرکین کو شکست ہوئی ستر کو قتل کیا گیا۔ ستر گرفتار کئے گئے اور جن کو گرفتار کیا گیا ان سے فدیہ لیا گیا انہوں نے چاہا تھا کہ قافلہ کو پکڑیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ کفار کو نیست و نابود کیا جائے اور حق ثابت ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی! جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ اگر اللہ نے تمہارے دل میں بھلائی جانی تو جو تم سے لیا گیا اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (الانفال:70)

اور یہ بھی اسی طرح واقع ہوا اللہ تعالیٰ نے ان کا عوض عطا فرمایا جو اسلام لے آئے دنیا میں اور آخرت میں خیر عطا فرمائی۔

اور امام بخاری نے ذکر فرمایا ہے کہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔

اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطا فرمائیں کہ میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ارشاد فرمایا:

اٹھالو۔

تو انہوں نے اس قدر کپڑے میں اٹھایا کہ کپڑا کم پڑ گیا پھر بار بار اٹھایا......

(صحیح البخاری: باب القسمۃ وتعلیق ج:2، ص:189)

اسی طرح اس آیت کریمہ سے تصدیق ہوتی ہے۔

اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (توبہ:28)

Marfat.com

تو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بہت معاوضہ عطا فرمایا اور مال کثیر ہاتھ آیا اور روم، فارس، عراق اور اس کے علاوہ ملکوں میں اسلام کا عروج ہوا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وہی ہے جس نے ایسا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے دینوں پر غالب کر دیا اگر چہ مشرکین برا مانیں۔ (توبہ:33)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اب تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لیے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑ وہ تو نرے پلید ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے بدلہ اس کا جو کماتے ہیں۔ (توبہ:95)

غزوہ تبوک میں کچھ منافقین نے شرکت نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے جھوٹ بول کر معذرت کا فرمادیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کسی بھی طرح کا عذر نہ سنیں ان کو ان کے حال پر ہی چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے چودہ افراد کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا تھا۔ جو کہ غزوہ تبوک کے باب میں گزر گیا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو خاص کر پہچان سے متنبہ فرمایا تھا۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور بے شک قریب تھا کہ وہ تمہیں اس زمین سے ڈگا دیں (ڈگمگا دیں) کہ تمہیں اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا۔ (بنی اسرائیل:76)

مشرکین نے مشورہ کیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو طاقت ور بننے سے پہلے پہلے محبوس کر دیا جائے یا ان کو جلاوطن کر دیا جائے پھر ان کو قتل کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے ہجرت کا حکم فرمایا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

ہجرت فرمائی۔ اور غار ثور میں تشریف لائے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے ان کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب وحکمت والا ہے۔ (توبہ:40)

اور اس کی مراد اس قول سے ہے۔

اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔ (الانفال:30)

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا۔ (بنی اسرائیل:76)

یہ سب ایسے ہی ہوا جس طرح کہ خبر دی گئی کہ وہ مکہ میں نہ ٹھہر سکے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ تشریف لائے اور مہاجرین و انصار نے اتباع کی پھر بدر کا واقعہ پیش آیا اور اس میں ان کو قتل کیا گیا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تھا۔

امیہ بن خلف سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ
وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔

اس نے کہا:

Marfat.com

کیا تو نے اس طرح سنا ہے؟

انہوں نے فرمایا:

ہاں۔

امیہ بن خلف نے کہا:

اللہ تعالیٰ کی قسم وہ جھوٹے نہیں۔

اس کے علاوہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ہلاک ہونے والوں کے متعلق بھی ارشاد فرمایا تھا کہ فلاں اس مقام پر قتل کیا جائے گا۔ تو اسی طرح ہی ہوا کہ جن جن کا فرمایا وہ اسی جگہ قتل کیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کا نزول ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں حکم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے عزت والا مہربان اللہ کا وعدہ، اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ (الروم:6)

یہ وعدہ اسی طرح مکمل ہوا جس طرح فرمایا گیا کہ روم پر غلبہ حاصل ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہوتے پانچویں سال فارس اور روم میں جنگ ہوئی اور تین سال رہی جس کی وجہ سے فارس اور روم کے اکثریت علاقے پر قبضہ کر لیا گیا اس پر مشرکین مکہ خوش ہوئے کہ آگ کی پوجا کرنے والے غالب آگئے ہیں تو ان پر ہم بھی غالب ہو جائیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے سو اونٹ پر شرط مقرر کی 9 سال کے عرصے میں روم فارس پر پھر غالب آئیں گے چنانچہ یہ اس مدت میں مکمل ہو گیا (یعنی قابض ہو گئے تھے)

Marfat.com

اور اس کی شرح ہم نے تفسیر میں کر دی ہے۔

وللہ الحمد وانمتہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ہم عنقریب ان کو عالم کے اردگرد اور ان میں خود بھی نشانیاں دکھائیں حتیٰ کہ ان پر عیاں ہوگا کہ وہ حق پر ہیں۔ کیا تمہارے رب کا ان پر گواہ ہونا کافی نہیں۔

(حم السجدہ:53)

یہ وعدے اسی طرح پورے ہوئے اور مشرکین نیست ونابود ہوئے اور دور ونزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی سے لڑنے کا ارادہ فرماتے تو ڈر جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب مرعوب ہوتے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں اور جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے وہ بھی حق ہے۔

وہ خبریں جو حقیقتاً واقع ہوئیں

یہ وہ خبریں جو حدیث کی رو سے صحیح ثابت ہوئی ہیں۔

مشرکین نے بنی ہاشم و بنو مطلب کو آپس کے تعلقات سے ختم کرنے کے لئے دھمکی دی کہ جب تک تم سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نہیں کرتے اس وقت تک بائیکاٹ ہے۔ پھر بنو ہاشم اور بنو مطلب اگرچہ مسلمان یا کافر تھے تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعب ابی طالب میں تشریف لے گئے اور وہاں پر ہی رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حوالے کے درپے نہیں ہوئے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کے حوالے نہ کیا)

اس پر ابو طالب نے لامیہ کا قصیدہ پڑھا:

(وہ یہ ہے جس کا ترجمہ پیچھے گزر گیا ہے)

Marfat.com

كـذبتـم وبيــت الله نبـزى محمدًا
لـمـا نـقـاتـل دونـه و نـنـاضـل
ونسلـمـه حتـى نـصـرع حولـه
ونـذهـل عـن ابـنـائنـا و اظـلائل
ومـا تـرك قوم لا ابـالك سيـدا
يـحـوط الـذمـار غيـر ذاب مواكل
وابيض يستسقى انعمام بوجهه
ثـمـال اليتـامـى عـصمة للارامل
يـلـوذبـه الهلاك مـن آل هـاشـم
فهـم عـنـده نـعـمة وفـواضـل

مشرکین قریش نے ایک صحیفہ (یعنی عہد نامہ) لکھا جن کو کعبہ کی چھت پر لٹکایا پھر اللہ تعالیٰ نے دیمک کو حکم فرمایا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے نام کو کھالیا تا کہ یہ مقدس نام اس ظلم والے عہد نامے میں نہ رہے یا تمام کو اسمائے باری تعالیٰ کے علاوہ کھا جائے اور یہ اسی طرح ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کو اس بات سے آگاہ فرمایا تو پھر آپ نے قریش سے فرمایا کہ میرے بھائی کے بیٹے نے آپ لوگوں کے عہد نامہ کے متعلق یہ بات بتائی ہے کہ اس کو دیمک نے چاٹ لیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں کھایا یا جیسا فرمایا گیا۔

پھر فرمایا کہ

تم اس عہد نامہ کو دیکھ لو اور اگر وہ میرے بھتیجے کے فرمان کے مطابق کھایا گیا ہے تو بات ٹھیک ہے ورنہ ہم تمہیں سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دے دیں گے جب انہوں نے عہد نامہ کو اتار کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق دیمک نے کھایا ہوا تھا تو قریش نے اس معاہدہ کو ختم کر دیا اور پھر بنو ہاشم اور بنو مطلب شعب ابی طالب کی گھاٹی

Marfat.com

سے نکلے اور مکۃ المکرّمہ تشریف لے گئے۔

حدیث خباب بن ارت میں ہے کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سائے میں آرام فرمارہے تھے۔

عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے ان پر عذاب کی دعا فرمائیں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو چہرہ مبارکہ کا رنگ تبدیل ہو گیا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم سے پہلے ایسی قومیں گزر گئی ہیں جن کو گڑھے میں ڈال دیا جاتا اور سر پر آرے کو رکھ کر دو دھڑ کر دیا جاتا تھا اور جسم کو نوکیلے کنگھے سے چھیلا جاتا تھا لیکن اس کے باوجود بھی وہ دین سے نہیں پھرے اور نہ ہی چھوڑا۔

اللہ عزوجل اسلام کو جلد فتح عطا فرمائے گا مگر تم لوگ جلدی کر رہے ہو۔

(مسند احمد: باب حدیث خباب بن الارت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:43،ص:96)

امام بخاری متعدد اسانید کے ساتھ ابی موسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ

میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں کھجوروں کے باغ کی طرف ہجرت کر رہا ہوں تو میں نے سوچا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر ہے اور وہ مدینہ ہے اور میں نے دیکھا کہ میں نے تلوار کو چلایا تو اس کا درمیان والا حصہ ٹوٹ گیا ہے تو یہ غزوہ احد میں پورا ہوا جبکہ مومنین پر مصیبت آئی تھی اور جب دوبارہ چلایا تو پہلے اچھی ہو گئی تو میں نے یہ حل نکالا کہ یہ فتوحات اور مومنین کا اجتماع ہے۔ (صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز:11،ص:453)

امام بخاری متعدد اسانید کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

Marfat.com

امیہ بن خلف کے پاس سعد بن معاذ نے مکہ مکرمہ میں عمرہ کے لئے قیام کیا۔ اور جب امیہ بن خلف شام میں جاتا تو مدینہ منورہ میں وہ بھی ٹھہرتا تھا۔

امیہ بن خلف نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا۔

سہ پہر کو جس وقت لوگ نہ ہوں تو تم طواف کرنا۔

جب آپ رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے۔

تو ابو جہل نے کہا:

یہ کون سا آدمی طواف کرنے لگ گیا ہے۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں سعد بن معاذ۔

ابو جہل نے کہا:

تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو امان دی ہے اور اب یہاں (بغیر پوچھے) طواف میں مصروف ہو۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہاں (یعنی میں نے امان دی ہے)

تو دونوں میں لڑائی ہوگئی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے امیہ نے کہا:

ابی الحکم کے سامنے زور سے نہ بولو یہ مکہ کا سردار ہے۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اگر تم نے طواف سے روکا تو میں شام کا راستہ تمہارے لیے بند کر دوں گا لیکن امیہ بن خلف اونچی نہ بولنے کا کہتا رہا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ غضبناک ہوکر امیہ کو فرمانے لگے۔

مجھے چھوڑ دو اور (سیّدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ آپ کو قتل کر دیں

Marfat.com

گے۔

امیہ نے کہا:

مجھے قتل کر دیں گے؟

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہاں۔

تو امیہ نے کہا:

(سیّدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ نہیں بولتے۔ وہ گھر گیا اور اپنی بیوی کو بتایا کہ (سیّدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قتل کرنے کا کہا ہے کہ سیّد محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قتل کر دیں گے۔

بیوی نے کہا:

بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جھوٹ بولنے والے نہیں جب اعلان جنگ بدر ہوا تو امیہ گھر سے جانے لگا تو اس کی بیوی نے کہا:

کیا تم (سیّدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بھول گئے؟

تو جب اس نے یہ سنا ارادہ ہی بدل دیا۔

ابو جہل نے کہا:

تم تو مکہ کے سرداروں میں سے ہو لہٰذا تم ایک دن یا دو دن کے لئے چلو پھر گھر واپس آ جانا پھر وہ لشکر کی معیت میں گیا اور غزوہ (بدر) میں مارا گیا۔

(صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز:11، ص:461)

یہ حدیث بخاری سے ہی نقل کی ہے۔

اور اس میں امیہ بن خلف کا قصہ بھی ہے کہ

امیہ بن خلف اپنے گھوڑے کی خاص طور پر دیکھ بھال کرتا تھا ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا کہا۔

Marfat.com

میں اس (گھوڑے) پر سوار ہوں گا اور تمہیں قتل کر دوں گا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بلکہ ان شاء اللہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔

تو پھر وہ غزوہ احد میں مارا گیا۔

غزوہ احد میں یا حنین میں ایک شخص نے جن کا نام قرمان ہے اس نے جرأت اس قدر دکھائی کہ جو بھی روبرو ہوتا تو اس کو قتل کر دیتا۔

لوگوں نے کہا:

یہ قرمان ہے اور اس نے اچھا کارنامہ دکھایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ دوزخی ہے۔

چنانچہ ایک شخص اسی تاڑ میں لگے رہے پھر وہ زخمی ہوا اور تلوار کو سینے پر رکھ دیا اور اپنے پورے جسم کا وزن اس پر ڈالا اور خودکشی کر لی تو وہ تاڑ میں رہنے والا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آیا۔

اور عرض کیا:

اشهد ان لا اله الا الله و انك رسول الله

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا ہوا؟

اس نے عرض کیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں اس طرح فرمایا تھا کہ یہ دوزخی ہے تو وہ اسی طرح ہی ہوا اور اس نے خودکشی کی ہے۔

(صحیح البخاری: باب: غزوہ خیبر: جز: 13، ص: 97)

خندق کھودتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چٹان پر ضرب لگائی تو اس سے

Marfat.com

چمک نکلی پھر دوبارہ لگائی روشنی کی چمک پھیلی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے کسریٰ اور شام کے محلات اس شعاع سے نظر آتے ہیں۔

اور یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کی دستی نے فوراً بتا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تناول نہ فرمایا اور حضرت بشیر بن براء رضی اللہ عنہ نے اس کو کھا لیا تو وہ وصال فرما گئے۔

امام عبدالرزاق نے معمر سے روایت کیا ہے کہ

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا اللہ عز وجل! کشتی والوں کو نجات عطا فرما۔

پھر تھوڑی دیر خاموش رہے۔

پھر ارشاد فرمایا:

اب چل پڑی ہے۔(مصنف عبدالرزاق: باب القبائل: جز:11 ص:54)

دلائل النبوۃ میں امام بیہقی سے یہ حدیث تمام ہوتی ہے کہ اہل سیفنہ والے غرق سے محفوظ ہو گئے اور اس میں اشعری سفر کر رہے تھے۔

اور انہیں اخبار میں سے ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کو جاتے ہوئے ابورجال کی قبر پر سے گزرے تو فرمایا اس کی قبر میں سونے کی چھڑی ہے پھر اس کو کھودا گیا اور نکال لیا گیا۔

اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

امام بخاری متعدد اسانید کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کو مجلس میں نہ بیٹھے ملاحظہ فرمایا۔

Marfat.com

ایک شخص نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کو دیکھ آتا ہوں پھر وہ ان کے گھر گئے تو اس کو غم میں نڈھال اور سر کو جھکے ہوئے فکر کی حالت میں دیکھا۔

اس نے کہا:

کیا ہوا؟

انہوں نے فرمایا کہ

ان کی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچی ہے اور انہیں اپنے اعمال ضائع ہونے کا خوف ہے اور وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔

تو وہ واپس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ بتایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جا کر ان کو کہو کہ تم دوزخی نہیں ہو بلکہ جنتی ہو۔

(صحیح البخاری: علامات النبوۃ فی الاسلام: جز: 11ص: 445)

اور یمامہ کے غزوہ میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا جس طرح کہ اس کی تفصیل آئے گی۔

اور حدیث صحیح سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے لئے بشارت ہے کہ عبداللہ بن سلام کی موت اسلام پر ہوگی اور وہ اہل جنت میں سے ہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ اچھے کمال واحوال میں فوت ہوئے اور لوگوں نے جنتی ہونے کی گواہی دی اسی طرح عشرہ مبشرہ کو خوشخبری سنائی تو یہ بھی اسی طرح ثابت ہوئی اور بیعت رضوان میں شامل ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنتی ہونے کی بشارت سنائی اور وہ چودہ یا پندرہ سو تھے تو وہ بھی اسی طرح اسلام پر رہے اور استقامت حاصل کی اور ان مقدس نفوس کا ایمان پر خاتمہ ہوا یہ تمام نبوت کی نشانیاں ہیں اور رسالت کی دلالات ہیں۔

Marfat.com

فصل:

مستقبل اور ماضی کے غیوب کی خبر دینا

امام بیہقی حدیث اسرائیل سے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا:
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
وہ نہیں مرا۔
اس نے دوسری بار آکر عرض کیا کہ
وہ مر گیا ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
وہ نہیں مرا۔
اس نے تیسری بار آکر عرض کیا کہ
اس نے چھری کے ساتھ خودکشی کی ہے اور اس کی نماز جنازہ ادا نہ کی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع ابواب السئلۃ الیہود وغیرہم: جز:7، ص:66)

اسی طریق پر امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

امام احمد متعدد اسانید کے ساتھ قیس بن ابی شہم سے روایت کرتے ہیں کہ
مدینہ منورہ ان کے قریب سے لڑکی کا گزر ہوا تو اس نے اس کو کمر سے پکڑ لیا پھر بعد اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت نہ فرمایا۔

اور ارشاد فرمایا:

Marfat.com

زبردستی کرنے والے۔

اس نے عرض کیا:

اللہ تعالیٰ کی قسم دوبارہ ایسا کام ہرگز نہیں کروں گا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیعت کیا۔

(مسند احمد: باب حدیث ابی شہم رضی اللہ عنہ: جز: 46، ص: 10)

اس کو نسائی نے ابی ہاشم کے طریق سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دور میں بے فائدہ کلام نہ کرتے تھے اور اپنی ازواج سے کھلم کھلا باتیں بھی نہ کرتے تھے کہ ہم پر کوئی حکم نہ نازل ہو جائے۔

(صحیح البخاری: الوصاق: بالنساء: جز: 11، ص: 185)

اور ابن وہب نے متعدد اسانید کے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم میں سے کوئی عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ ہوتا اس خوف سے کہ ہم پر کوئی قرآن سے حکم نہ نازل ہو جائے۔

امام ابوداؤد متعدد اسانید کے ساتھ انصار کے مردوں سے روایت کرتے ہیں کہ میں کسی جنازہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھا تو میں نے یہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کی کھدائی کرنے والے کو قبر چوڑا کرنے کا فرما رہے ہیں۔ واپسی پر ایک شخص نے عورت کے پاس دعوت کے لئے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے جب کھانا سامنے رکھا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے لگ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجودہ لوگوں نے منہ میں لقمے کو ہلاتے دیکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایسا لگتا ہے کہ یہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر کی گئی ہے۔

Marfat.com

تو اس عورت نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے بقیع میں خریدنے کے لئے روانہ کیا تو وہاں کوئی جانور نہ ملا اور میں نے پڑوسی کو کہلوا بھیجا کہ جس بکری کو تم نے خریدا ہے وہ مجھے بیچ دو اور اس نے بھی نہ دی پھر اس کی زوجہ کو کہلوا بھیجا تو اس نے (بکری کو) دے دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کھانے کو قیدیوں کو کھلاؤ۔

(سنن ابی داود: باب فی اجتناب الشبہات: جز:9ص:162)

فصل:

نبی کریم ﷺ کے بعد ترتیب سے غیب کی مستقبل کی خبریں

امام بخاری اور امام مسلم متعدد اسانید کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے واقعات بتا رہے تھے کسی کو یاد رہے اور کسی کو بھول گئے۔ جب اس واقعہ کو جب دیکھتا ہوں تو مجھے بھولی ہوئی بات فوراً یاد آتی ہے جس طرح کہ ایک شخص کسی کو دیکھ کر فوراً پہچان کر لیتا ہے۔

(صحیح البخاری: باب وکان امر اللہ قدراً مقدوراً: جز:20ص:270)

امام بخاری متعدد اسانید کے ساتھ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی کے بارے میں سوال کرتے تھے تو میں شر کے بارے میں سوال کرتا تھا کہ کہیں مجھے عارض نہ ہو جائیں۔

میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم جاہلیت اور شر کے زمانے میں تھے تو اللہ عزوجل

Marfat.com

نے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین دور عطا فرمایا۔

کیا اس خیر کے بعد شر والا دور بھی آ جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں۔

میں نے عرض کیا:

کیا اس برے زمانے کے بعد اچھا بھی آئے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں مگر اس میں تھوڑی خرابی پیدا ہو گی۔

میں نے عرض کیا:

وہ خرابی کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لوگ میری سنت کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کریں گے۔

میں نے عرض کیا:

کیا اس اچھے زمانے کے بعد بھی برا زمانہ آئے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں! جہنم کے دروازے کی جانب لوگ بلائیں گے تو جو ان کی بات تسلیم کرلے گا وہ جہنمی ہے۔

میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کس طرح؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ ہم میں سے ہوں گے اور ہماری زبانوں سے ہی کلام کریں گے۔

میں نے عرض کیا:

Marfat.com

اگر میں اس کو پالوں تو پھر کیا کروں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑنا۔
میں نے عرض کیا:
اگر کوئی جماعت اور امام نہ پاؤں تو پھر۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
پھر گوشۂ تنہائی اختیار کرنا اگر چہ درخت کے پتے چبانے پڑیں حتیٰ کہ تمہیں موت آ جائے اور تو اسی پر رہے۔ (صحیح البخاری: علامات النبوۃ فی الاسلام: جز: 11، ص: 439)
متعدد اسانید کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خیر کی تعلیم فرمائی اور شر کی تعلیم فرمائی۔
(صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز: 11، ص: 440)
تفرد بہ البخاری۔
اور صحیح مسلم میں متعدد اسانید کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت تک کے سوال کیے سوائے اس کے کہ مدینہ کے خروج کرنے کے بارے میں سوال نہ کیا ہو۔
صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
دنیا بہت شاداب و میٹھی ہے اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر نوازش کرنے والا اور امتحان لینے والا ہے دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو۔ بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورت کی بناء پر ہوا تھا۔
(صحیح مسلم: باب اکثر اہل الجنۃ الفقراء و اکثر اہل النار: جز: 13، ص: 286)
اور دوسری حدیث میں ہے۔

Marfat.com

میں نے اپنے بعد عورتوں سے مردوں پر زیادہ فتنہ نقصان دینے والا کوئی نہیں چھوڑا۔ (صحیح مسلم: باب کثیر اہل الجنۃ الفقراء واکثر اہل النار: جز:13، ص:284)

صحیحین میں عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خوشحال رہو اور خوشی کی امید باندھو۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے تمہارے فقر کا خوف نہیں لیکن پہلی قوموں کی طرح دنیا اور دولت کے حریص بن گئے تو ان کی طرح تباہ ہو جاؤ گے۔

(صحیح البخاری: باب الجزیۃ والموادعۃ من اہل الحرب: جز:10، ص:413)

صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم لوگوں کے پاس قالین ہوں گے۔

میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس کہاں سے آئے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سن لو! عنقریب تمہارے پاس قالین ضرور ہوں گے۔

تو میں اپنی زوجہ کو کہتا ہوں کہ اپنے قالین ہٹالو۔

تو اس نے کہا:

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا تھا کہ تمہارے پاس قالین ہوں گے۔

تو پھر میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں۔ (صحیح البخاری: باب الانماط ونحوہا للنساء: جز:5، ص:1950)

صحیحین، مسانید وسنن وغیرہ میں متعدد اسانید سے حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

یمن فتح کیا جائے گا اور لوگ اپنے اموال و اہل کو یہاں سے منتقل کر لیں گے حالانکہ مدینہ منورہ میں رہنا ان کے لئے اچھا تھا اگر اس بات کو وہ جانتے۔

(صحیح البخاری: باب من رغب عن المدینۃ: جز:6،ص:429)

اسی طرح ہشام بن عروہ سے کثیر جماعت نے روایت کیا ہے۔

اور حافظ ابن عساکر نے متعدد اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے۔

امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ سفیان سے روایت کیا ہے کہ

عنقریب شام کی سرزمین فتح ہو گی مدینہ سے لوگ یہاں پر قیام پذیر ہوں گے۔ یہ سرزمین اور رہنا ان کو محبوب لگے گا اگر وہ جانتے تو مدینہ کی قیام گاہ ان کے لئے بہتر تھی پھر عراق کو فتح کیا جائے گا اور لوگ وہاں پر کثیر قیام کریں گے اگر وہ سمجھتے تو ان کے لئے مدینہ میں قیام بہتر تھا۔

اور حافظ ابن عساکر بھی حدیث ابن ابی ذر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح بیان کرتے ہیں۔

صحیح البخاری میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں ارشاد فرمایا:

قیامت سے قبل چھ باتوں کو شمار کرو۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت کا ذکر فرمایا۔

پھر بیت المقدس کی فتح

پھر دو موتیں اور وباء ہے۔

پھر کثرت مال

پھر فتنہ

پھر روم اور مسلمانوں کے درمیان فتح۔

(صحیح البخاری: باب ما یحذر من الغدر: جز:10،ص:443)

Marfat.com

صحیح مسلم میں حدیث عبدالرحمٰن بن شماسہ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم جلد ہی ایک سرزمین کو فتح کرو گے جہاں پر قیراط کثرت سے پائی جائے گی۔ ان سے حسن سلوک کرنا اس لیے کہ وہ ذمہ اور رحم میں داخل ہیں اور جس وقت تم وہاں اینٹ کی جگہ کے لئے دو اشخاص کو لڑائی کرتے ملاحظہ کرو تو وہاں سے کوچ کر جانا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے 20 ہجری میں فتح فرمایا اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شرجیل بن حسنہ کو جب اینٹ کی تھوڑی سی پر جھگڑا کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے تشریف لے آئے۔

(صحیح مسلم: باب وصیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باہل مصر: جز:12 ص:375)

ابن وہب متعدد اسانید سے ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تم مصر کو فتح کر لو تو ان سے خیر سے پیش آنا کیونکہ ان کے لئے ذمہ اور رحم ہے۔

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ کعب بن مالک سے روایت کیا ہے کہ

امام احمد سفیان عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ان سے رحماً سے معنیٰ کا سوال کیا۔

تو آپ نے ارشاد فرمایا:

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ مبارکہ قبطیہ تھیں یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ مبارکہ قبطیہ تھیں بلکہ درست تو یہ ہے کہ اس مقام پر دونوں ہی مراد ہیں اور رہا ذمہ تو وہ مقوقس کا ہدیہ بھیجنا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبول فرمالینا صلح اور امان کے طریق سے ہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7 ص:101)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عدی بن حاتم سے روایت کرتے ہیں کہ

کسریٰ کے خزانوں کو فتح کیا گیا اور امن کو پھیلایا گیا اور مال کی فراوانی حتیٰ کہ زندگی (کی آسائش) کو بھی دیکھا گیا جو کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

کثرت مال کی فراوانی ہوگی اور کوئی بھی (ایک دوسرے) سے قبول نہ کرے گا۔

(صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز:11،ص:429)

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ

یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں ہوا۔

میں کہتا ہوں کہ

اور احتمال ہے کہ اس کو امام مہدی کے زمانے پر مؤخر کیا جائے جیسا کہ ان کی صفت میں آیا ہے یا اس کو نزول حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زمانے پر دجال کے قتل کے بعد پر محمول کیا جائے کیونکہ یہی صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ خنزیر کو قتل کرے گا اور صلیب کو توڑے گا اور مال کو مفوض کرے گا حتیٰ کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

صحیح مسلم میں متعدد اسانید سے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ

یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا جب تک بارہ (12) خلفاء رہیں گے اور یہ تمام کے تمام اہل قریش سے ہوں گے اور قیامت سے پہلے کذاب نبی آئیں گے اور مسلمانوں کا گروہ کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرے گا اور میں تم لوگوں کا حوض کوثر پر انتظار کر رہا ہوں۔

(صحیح مسلم: باب لاتقوم الساعۃ حتی یمر الرجل بقبر: جز:14،ص:135)

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس کو مقدم کیا گیا جب قیصر کو

Marfat.com

ہلاک کر دیا گیا تو دوسرا قیصر نہیں آئے گا اور جب کسریٰ کو ہلاک کر دیا گیا تو دوسرا کسریٰ نہیں آئے گا۔

امام بیہقی نے فرمایا:

اس سے مراد قیصر کی بادشاہی کا زوال ہے اور وہ شام ہے اور وہ اس میں باقی نہیں رہے گا یعنی ملک روم پر۔

دوسری روایت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہے کہ

جب خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں کسریٰ کا لباس، تلوار، تاج اور کنگن لائے گئے تو ان کو سراقہ بن مالک کو پہنایا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے کسریٰ کا لباس اعرابی کو پہنایا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہ لباس ان کو اس وجہ سے پہنایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بازوؤں کو ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ میں ملاحظہ کر رہا ہوں کہ تمہیں کسریٰ کے کنگن پہنا دیئے گئے۔

اور سفیان عیینہ نے متعدد اسانید کے ساتھ عدی ابن حاتم سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کتے کے دانتوں کی مانند میرے روبرو حیرہ کی صورت لائی گئی اور تم جلد ہی اس کو فتح کر لو گے۔

ایک شخص نے کہا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حیرہ کے بادشاہ کی بیٹی نفیلہ مجھے ہبہ فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ آپ کے لئے ہے۔

پھر وہ جب اس کے ہتھے لگی۔

Marfat.com

تو اس کے باپ نے کہا:

کیا تم اس کو بیچو گے۔

اس نے کہا:

ہاں۔

باپ نے کہا:

جو مانگنا چاہتے ہو مانگو؟

اس نے کہا:

ہزار درہم۔

باپ نے کہا:

لے لو۔

تو پھر باپ نے کہا:

اگر تم تیں ہزار بھی طلب کرتے تو میں دے دیتا۔

اس نے کہا:

کیا عدد ہزار سے کثیر ہیں۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم :فصل فی ترتیب الاخبار بالغیوب المستقبلة :ص:104)

امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ عبد اللہ بن حوالہ ازدی سے روایت ہے کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے اردگرد کسی مہم کے لئے پیدل روانہ فرمایا تو ہم ہاتھوں کو خالی لیے واپس آگئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ

یا اللہ عزوجل! بھوکے لوگوں کو میرے حوالے نہ فرما اس لیے کہ ضعیف ہوں اور نہ ہی ان کے حوالے کر اس لیے کہ وہ بھی عاجز ہیں اور لوگوں کے بھی ذمہ نہ ٹھہرا وہ بھی خود ان سے اول اور بہترین جانیں گے۔

Marfat.com

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شام، فارس اور روم تمام کے تمام ملکوں کو فتح کیا جائے گا اور تم کو بہت زیادہ اونٹ، بکریاں اور گائیں غنیمت کے طور پر ملیں گی اور تم سو دینار کے عطا کرنے کو گھٹیا گردانو گے۔

اس کے بعد میرے سر پر ہاتھ رکھا۔

اور ارشاد فرمایا:

اے ابن حوالہ! جب شام میں سلطنت ہو تو زلزلے، مصیبتیں اور بہت بڑے واقعات ظاہر ہوں گے تو قیامت اس دوران اس ہاتھ سے بھی زیادہ قریب ہو گی جو تمہارے سر پر ہے۔ (مسند احمد: باب: حدیث ابن حوالہ: جز:49،ص:126)

٭اور امام ابوداؤد نے متعدد اسانید کے ساتھ معاویہ بن صالح سے روایت کیا ہے۔

امام احمد سے متعدد اسانید کے ساتھ ابن حوالہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسلمانوں کا ایک لشکر جلد ہی شام میں جائے گا ان میں سے ایک یمن اور ایک عراق میں ہوگا۔

عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا کس لشکر میں شمول ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم شامیوں کے لشکر میں شامل ہونا اس لیے کہ یہ ملک اچھا ہے جس مقام پر اچھے لوگوں کا بسیرا ہوگا اور آپ کو یہ پسند نہیں ہے تو یمن میں روانہ ہو جاؤ اور وہاں کے حوضوں سے کہیں دور رہائش رکھنا، اللہ تعالیٰ نے شام اور ان کے رہنے والوں کی مجھے حفظ امان دی ہے۔

(مسند احمد: حدیث عبداللہ بن حوالہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:34،ص:370)

اسی طرح امام ابوداؤد نے حیوۃ بن شریح سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

امام احمد نے بھی ان کو متعدد اسانید کے ساتھ عصام ابن خالد اور علی ابن عباس سے روایت کیا ہے اور دونوں عثمان سے اور انہوں نے سلیمان بن سمیر سے اور انہوں نے عبداللہ بن حوالہ سے اسی طرح ذکر کیا ہے۔

اور ولید ابن مسلم الدمشقی نے بھی متعدد اسانید کے ساتھ عبداللہ بن حوالہ سے روایت کیا ہے۔

اور امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ عبداللہ بن حوالہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محفل میں تشریف فرما تھے تو ہم نے تنگدستی کی شکایت کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بشارت سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم!

مجھے آپ لوگوں کی تنگدستی کے بجائے فراخی کا زیادہ خوف ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم!

یہ آپ لوگوں میں ہمیشہ رہے گا شام، فارس، روم اور حمیر کی زمین کو فتح کیا جائے گا اس کے بعد آپ لوگوں کا ایک لشکر شام کی طرف ہوگا، ایک عراق اور ایک یمن میں ہوگا اور تمہیں ایک سو درہم بھی تھوڑے لگیں گے۔

حتیٰ کہ ناراض ہوں گے۔

عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شام سے کوئی لڑائی کر سکے گا ادھر رومی بہت طاقت ور ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی قسم! ان علاقوں کو لازمی فتح کیا جائے گا اور تمہاری اس پر حکمرانی ہوگی۔

ایک چھوٹے قد والے کالے کپڑوں کے حاکم کے حکم پر سفید کپڑوں والے رومی چلیں گے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7، ص:109)

Marfat.com

اور ابو علقمہ نے فرمایا:

میں نے عبدالرحمٰن بن رحمٰن سے سنا کہ

میں اس صحابی رسول رضی اللہ عنہم وصلی اللہ علیہ وسلم کو جانتا ہوں جو اس حدیث کا مصداق ہے اور وہ جزء بن سہیل سلمی ہے اور وہ عجمیوں پر اس دور میں حکمران تھا۔ جب وہ اس کی طرف گئے تو وہ مسجد میں تھے اور انہوں نے تعجب کیا۔

اور امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ عبداللہ بن حوالہ ازدی سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے تین چیزوں سے نجات پالی وہ نجات پا گیا۔

عرض کی۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرا وصال

خلیفہ حق کے شہید ہونے پر تفکرات سے

اور دجال

(مسند احمد: حدیث عبداللہ بن حوالۃ رضی اللہ عنہ: جز:34،ص:331)

امام احمد متعدد اسانید کے ساتھ عبداللہ بن حوالہ ازدی سے روایت کرتے ہیں کہ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دومۃ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کاتب تھا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم املا کرا رہے تھے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابن حوالہ! آپ کو کچھ لکھ دیں۔

Marfat.com

میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس معاملے کے لئے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم لکھوانے میں مصروف ہو گئے۔

دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابن حوالہ! آپ کو لکھ دوں۔

میں نے سوچا کہ اللہ اور رسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) کو کیا منظور ہے۔

دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاتب کی جانب توجہ فرمانے لگ گئے یہ معاملہ دو بار ہوا۔

دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابن حوالہ! تمہارے اردگرد گائے کے سینگوں کی طرح فتنہ کھڑا ہوگا تو پھر تمہارا عمل کرنے کا کیا طریقہ ہوگا۔

میں نے عرض کیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو محبوب فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تمہارا دوسرے فتنہ کے اندر کیا پیرائے عمل ہے جو پہلے کی مانند بڑھ کر ہوگا۔

میں نے عرض کیا:

معلوم نہیں مگر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس شخص کو ڈھونڈنا جو اس دوران پشت کو موڑے بھاگا جا رہا ہوگا۔ میں بھاگا اور اس کو کندھوں سے پکڑ لیا وہ اس وقت جا رہا تھا۔

اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کیا۔

اور عرض کیا:

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں۔

تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

(مسند احمد: حدیث عبداللہ بن حوالة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:34،ص:369)

اور امام مسلم نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عراق والے درہم اور قفیز روک لیں گے (یعنی غلہ) اور شام والے دینار اور غلہ روکیں گے اور مصر والے دینار اور مشکیں روکیں گے۔

اور تین مرتبہ ارشاد فرمایا:

تم لوگ اسی طرح واپس چلے جاؤ گے۔

تم لوگ اسی طرح واپس چلے جاؤ گے۔

تم لوگ اسی طرح واپس چلے جاؤ گے۔

(مسند احمد: مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: جز:15،ص:290)

یحیٰ بن آدم وغیرہ اہل علم نے کہا:

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل عراق سے درہم اور غلہ لینے کے لئے اور شام سے خراج اور مصر سے خراج لینے کے لئے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام ہو۔

بعض لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں اختلاف کیا ہے۔

منعة العراق......الخ

Marfat.com

کہا گیا ہے کہ
اس کا معنی یہ ہے کہ
وہ مسلمان ہو جائیں گے اور ان سے خراج ساقط ہو جائے گا۔
اور امام بیہقی نے اس کو ترجیح دی ہے۔
لیکن یہ قول امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرجوع اور محل نظر ہے۔
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ
وہ باغی ہو جائیں گے اور خراج دینے سے منکر ہوں گے اسی وجہ سے فرمایا کہ تم لوگ اسی طرح واپس چلے جاؤ گے۔
جس طرح کہ صحیح مسلم سے ثابت ہے۔
اسلام غریبوں سے شروع ہوا اور غریب پر لوٹ آئے گا۔
اور غریبوں کو خوشخبری ہو۔
اور یہ اس فرمان کی تائید ہے۔
امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
عراق والوں کو جلد ہی درہم اور غلہ نہ دیا جائے گا۔
ہم نے عرض کیا:
کس مقام سے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
عجم والوں سے تو وہ روک لیں گے۔
پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
شام والوں کو خراج نہیں ملے گا۔

Marfat.com

ہم نے عرض کیا:

کس مقام سے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

روم کے لوگ نہیں دیں گے اور منکر ہو جائیں گے۔

پھر تھوڑا خاموش ہو کر ارشاد فرمایا:

ایک خلیفہ امت مسلمہ کے آخری زمانے میں ہو گا جو لوگوں کو مٹھی بھری بھری دے گا اور سخاوت کرے گا۔ وہ شمار نہیں کرے گا۔

(مسند احمد: مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما: جز:30،ص:314)

جریری نے کہا:

اس قول کا مصداق عمر بن عبد العزیز ہیں۔

انہوں نے کہا:

نہیں۔

احمد اور صحیح مسلم و صحیح بخاری میں ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے واسطے ذوالحلیفہ شام والوں کے لئے جحفہ اور یمن والوں کے لئے یلملم مقرر کیا۔

اور صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ

عراق والوں کے لئے ذات عرق ہے۔

(صحیح مسلم: باب مواقیت الحج والعمرۃ: جز:6،ص:119)

یہ نبوت کے معجزات میں سے ہے جس طرح خبر دی ویسے ہی شام، یمن اور اہل عراق والے حج کرتے ہیں۔

صحیحین میں متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جس میں بڑا لشکر جہاد میں مشغول ہوگا۔

اعلان کرنے والا اعلان کرے گا۔

کیا اس میں کوئی صحابی رسول (رضی اللہ عنہم وصلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔تو پھر صحابی رسول (رضی اللہ عنہم وصلی اللہ علیہ وسلم) کا علم ہو جائے گا پھر اسی صحابی رسول (رضی اللہ عنہم وصلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے فتح ہو جائے گی۔

پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں ایک لاکھ اشخاص جنگ کر رہے ہوں گے۔

تو پوچھا جائے گا کہ

اس لشکر میں کوئی تابعی ہے۔

تو کہا جائے گا۔

ہاں۔

تو پھر وہ اس کو فتح کر لیں گے۔

پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ کثرت کے ساتھ لوگ جہاد میں مشغول ہوں گے۔

تو پوچھا جائے گا کہ

اس میں کوئی تبع تابعی ہے۔

تو کہا جائے گا۔

ہاں۔

تو پھر وہ اس کو فتح کر لیں گے۔

(صحیح البخاری: باب من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب: ج:10:ص:26)

صحیحین میں متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے اور سورہ جمعہ نازل ہوئی۔

Marfat.com

''اوران میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے جو اگلوں سے نہ ملے۔''

ایک شخص نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لوگ کون ہیں؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر اپنا مقدس ہاتھ رکھا۔

اور ارشاد فرمایا:

اگر ایمان ثریا ستارے کی بلندی پر بھی ہو تو فارس کے اشخاص اس کو ضرور لیں گے۔

(صحیح البخاری: باب: قولہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم: جز:15،ص:176)

یہ خبر اسی طرح واقع ہوئی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

امام بیہقی متعدد اسانید کے ساتھ عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔

فارس اور روم کو فتح کیا جائے گا غلہ کثیر ہوگا اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے گا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:119)

امام احمد اور بیہقی اور ابن عدی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کافی لشکر جائیں گے خراسان کی جانب عبداللہ تم جانا پھر مرو کے شہر قیام کرنا اس کا بنانے والا ذوالقرنین ہے اس نے اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی کہ ان کے رہنے والوں پر مصائب نہ پہنچیں۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:114)

Marfat.com

یہ حدیث مسند کے غرائب میں سے ہے اور بعض نے اس کو موضوع کہا ہے۔
اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔
اور حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مقدم کرتے ہیں جو کہ ترک میں قتال پر ہے۔
صحیح بخاری میں متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
بنی اسرائیل کے (انبیاء علیہم السلام) سیاست کرتے تھے ان کا ملکی انتظام اور سلطنت والا تھا۔ ایک نبی فوت ہوا تو دوسرا خلیفہ بن گیا۔
سن لو!
میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا مگر خلفاء ہوں گے۔
عرض کیا:
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم فرماتے ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
تم اولاً خلیفہ کی بیعت پر پیرا عمل ہو اور اس سے وفا کرنا اور ان کے حقوق و فرائض پورے کرنا، اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں پوچھ گچھ فرمائے گا۔
(صحیح البخاری: باب ماذکر عن بنی اسرائیل: ج: 11: ص: 271)
اور صحیح مسلم میں حدیث ابی رافع نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے حواری ہوتے ہیں جو ان کی رہبری کرتے ہیں اور سنت کو اپناتے ہیں پھر ان کے بعد نااہل خلفاء بن جاتے ہیں اور برے افعال بجالاتے ہیں۔ (صحیح مسلم: باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان: ج: 1: ص: 168)
امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

Marfat.com

ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد خلفاء ہونگے جو کتاب اللہ پر عمل پیرا ہوں گے رعایا میں انصاف برپا کریں گے پھران خلفاء کے بعد بادشاہ ہوں گے جو بدلہ لیں گے اور اپنی رعایا پر قتال کریں، مال جوان کا حق نہ ہوگا اس کو جمع کریں گے اور وہ اپنے افعال و اقوال پر عمل نہ کریں گے اور پھر دین اور دنیا سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع ابواب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:133)

امام ابوداؤد طیالسی نے متعدد اسانید کے ساتھ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

اسلام کی ابتداء اللہ تعالیٰ نے نبوت اور رحمت سے کی ہے اس کے بعد خلافت اور رحمت رہ جائے گی اس کے بعد ظلم والی حکومت ہوگی اس کے بعد امت میں طاقت کا اظہار ہوگا اور فتنہ پھیلے گا۔ خمر اور حریر اور فرجوں (یعنی زنا) کو حلال سمجھیں گے رزق و مال کثیر ہوگا حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے (یعنی موت آجائے گی)

یہ تمام اسی طرح واقع ہوا۔

امام احمد، امام ابوداؤد اور امام ترمذی اور امام نسائی متعدد اسانید کے ساتھ حضرت سفینہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں ان سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

میرے بعد خلافت کا دور تیں (30) سال کا ہوگا پھر بادشاہت آجائے گی۔

(سنن ابوداؤد: باب: فی الخلفاء: جز:12،ص:251)

اور ایک روایت میں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنا ملک عطا فرمائے گا۔

(سنن ابوداؤد: باب فی الخلفاء: جز:12،ص:252)

Marfat.com

یہ پیش گوئی ویسے ہی پوری ہوئی۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت (2) دو سال تین (3) مہینے اور (20) بیس دن رہی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت (10) دس سال چھ (6) مہینے (4) چار دن رہی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت (12) بارہ دن کم (12) سال رہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت (2) مہینے کم پانچ (5) سال رہی پھر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی مدت خلافت چھ (6) مہینے رہی۔ حتیٰ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے 40ھ میں آپ رضی اللہ عنہ سے لے لی۔ جس طرح کہ عنقریب اس کی تفصیل اور بیان آئے گا۔

اور یعقوب بن سفیان نے متعدد اسانید سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے حوالے سے فرمایا ہے کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

خلافت تیس سال رہے گی پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنا ملک عطا فرمائے گا۔

تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہم بادشاہی پر راضی ہوئے۔

یہ حدیث روافض کے بارے میں صریح رد ہے جو خلافت ثلاثہ کا انکار کرتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جو ناصبی خلافت کا انکار کرتے ہیں۔

اگر کہا جائے کہ

حدیث جابر بن سمرہ اور حدیث سفینہ میں تطبیق کس طرح ہوگی کہ جو حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں فرمایا ہے۔

یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا حتیٰ کہ بارہ خلفاء حکومت نہ کرلیں اور تمام کے تمام قریش میں سے ہوں گے تو اس میں یہ تطبیق ہے کہ

دین اسلام ہمیشہ غالب اور قائم رہا حتیٰ کہ بارہ خلفاء سلطنت پر قائم رہ گئے۔ اس

Marfat.com

کے بعد بنی امیہ کے دور میں ہلچل مچی۔

بعض نے کہا کہ

حدیث میں بارہ (12) عادل خلفاء جو قریش میں سے ہیں مراد ہوں گے اور ان کی خلافت مراد ہے لیکن شرط ترتیب ضروری نہیں ہے۔

تو خلفاء راشدین کے تیس سال میں چاروں خلیفے اور بقیہ عادل خلیفے ہیں۔

جن میں سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہونا اتفاق رائے میں آتا ہے اور امام احمد نے بھی فرمایا ہے کہ

تابعین کی جماعت میں سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا فرمان حجت بن سکتا ہے۔

اور بعض نے کہا کہ

ان بارہ میں مہدی عباسی بھی ہیں جن کی خلافت 158ھ سے 169ھ تک برابر ہوتی رہی اور اس میں محمد بن عبداللہ مہدی بھی پائے جاتے ہیں۔ اس سے روافضین کا مہدی منتظر جوان کے فاسد گمان میں سامرا غار میں چھپا ہوا ہے ہرگز مراد نہیں کیونکہ ان کا کوئی پتہ بھی نہیں ہے اور نہ کوئی وجود پایا جاتا ہے صرف روافض ہی انتظار کر رہے ہیں۔

صحیحین میں متعدد راویوں کے اسناد سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے بھائی اور والد کو منگوا کر لکھوا دیتا کہ کوئی اعتراض کرنے والا نہ رہے یا کوئی بھی تمنا نہ کر سکے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ اور مسلمان ابوبکر کے علاوہ پر راضی نہیں ہوں گے۔

(صحیح البخاری: باب الاستخلاف: جز:6،ص:2638)

Marfat.com

یہ بات بھی اسی طرح واقع ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ولایت عطا فرمائی اور مومنین نے بیعت بھی کی۔

جیسا کہ گزرا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک عورت نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں آؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہ پاؤں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔

(صحیح البخاری: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو کنت ...... جز:11،ص:499)

اور صحیحین میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے خود کو خواب میں کنویں پر ملاحظہ کیا چنانچہ میں نے اتنا پانی نکالا جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا اس کے بعد اس ڈول کو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے لے لیا تو اس نے بھی ایک یا دو ڈول نکالے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اس کے نکالنے میں ضعف پن تھا اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے پکڑا تو وہ بڑا ڈول ہو گیا میں نے اس طرح کا طاقت ور شخص نہیں دیکھا جو ایسے نکالتا ہو، اس نے اس قدر نکال لیا کہ لوگ اپنے اونٹوں کو سیراب کر گئے۔ (صحیح البخاری: نزع الذنوب والذنوبین من البئر بضعف: جز:21،ص:393)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔

اور ان کے نکالنے میں ضعف تھا کا معنی یہ ہے کہ

ان کو موت جلد آ گئی اور خلافت کے ایام تھوڑے تھے۔ اور آپ مرتدین سے جنگ

Marfat.com

میں مشغول رہے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ زیادہ عرصہ رہے اور یہ بشارت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کی بشارت ہے لہٰذا اسی طرح واقع ہوا جس طرح پیش گوئی فرمائی گئی تھی۔

امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان حدیث ربعی بن خراش سے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

اے لوگو میرے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرو۔

(سنن ترمذی: باب فی مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما: جز:12 ص:121)

اور امام ترمذی نے حسن فرمایا ہے اور اس کی تخریج حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

اور زہری نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں میں کنکریوں کا تسبیح کرنا ذکر ہے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کنکریوں کا تسبیح کرنا ذکر ہے جو کہ خلافت نبوت پر دلالت کرتی ہے۔

اور صحیح (بخاری) میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور اپنے مقدس پاؤں کو لٹکا کر کنویں کی منڈیر پر تشریف فرما ہوئے۔

تو میں نے کہا:

آج تو میں ہی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا بواب بنوں گا (یعنی دربان) چنانچہ میں دروازہ کے پیچھے بیٹھ گیا تو ایک شخص آیا۔

اس نے کہا:

دروازہ کھولو۔

میں نے کہا:

Marfat.com

آپ کون ہیں؟

فرمایا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ

چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دروازہ اس کے لئے کھول دو اور اس کو جنت کی بشارت دیدو۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو اسی طرح کہا۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان کو اندر آنے دو اور جنت کی خوشخبری سناؤ اور ساتھ آپ (رضی اللہ عنہ) پر جو مصیبت آئے گی وہ بھی بتادو۔

تو آپ رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہوئے داخل ہوئے۔

اللہ المستعان

صحیح البخاری: باب الفتنۃ التی تموج کموج البحر: جز: 21،ص: 495)

اور صحیح بخاری میں متعدد اسانید کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر جلوہ فرما ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر و حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ اچانک پہاڑ جھومنے لگ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس ٹانگ سے ٹھوکر مار کر ارشاد فرمایا:

ٹھہرو! تیرے اوپر ایک نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(صحیح البخاری: باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: جز: 3،ص: 1348)

امام عبدالرزاق نے متعدد اسانید کے ساتھ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

Marfat.com

ہے کہ

حرا کا پہاڑ جھومنے لگا! اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ٹھہر جاؤ! تجھ پر ایک نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(مصنف عبدالرزاق: باب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:11، ص:229)

حضرت معمر نے فرمایا کہ

میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس طرح سنا ہے۔

امام مسلم متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حرا پر تشریف فرما تھے اور ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم تھے تو وہ پہاڑ حرکت کرنے لگ گیا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ٹھہرو! کیا تم پر ایک نبی یا صدیق یا شہید نہیں ہیں۔

(صحیح مسلم: باب: من فضائل طلحۃ والزبیر رضی اللہ عنہما: جز:13، ص:149)

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔

تمام کو شہادت کا مقام ملا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مقامات صدیقیہ پر رہے۔

اور صحیح بخاری میں دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جنت کی بشارت ہے بلکہ تمام بیعت رضوان کرنے والوں کی بھی جو صلح حدیبیہ کے مقام پر تشریف فرماتے تھے اور ان کو جنت کی بشارت عطا فرمائی۔ یہ تمام کے تمام دین پر استقامت میں رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کی رضا میں وصال فرما گئے۔

رضی اللہ عنهم و اجمعین

صحیحین میں متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

میری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے جن کے چہرے چودھویں رات کی مانند منور ہوں گے۔

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔

اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیجئے کہ میں بھی ان میں سے ہو جاؤں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے اللہ عزوجل! ان کو ان میں سے بنا دے۔

ایک اور انصار میں سے کھڑا ہوا۔

اس نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیجئے کہ میں بھی ان میں سے ہو جاؤں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عکاشہ (رضی اللہ عنہ) سبقت کر گئے ہیں۔

(صحیح البخاری: باب البرود والحبرۃ والشملۃ: جز:18 ص:126)

یہ حدیث متعدد طریق سے روایت کی گئی ہے۔

اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں طلحہ اسدی سے شہید ہوئے۔ بعد میں

Marfat.com

طلحہ اسدی نے نبوت سے توبہ کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر مسلمان ہو گیا۔

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے خواب آئی تو میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں دو کنگن ہیں تو میں نے ان کو قطع کر دیا پھونک کے ذریعے تو وہ دونوں اڑ گئے تو میں نے تعبیر کی کہ دو کذاب نبی کا دعویٰ کرنے والے ہوں گے۔

ایک صنعاء کا

ایک یمامہ کا

(صحیح البخاری: باب اذا طار الشیء فی المنام: جز:6،ص:2579)

اور تحقیق مقدم کرتے ہیں مسیلمہ کو جو اپنی قوم کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

اور اس نے عرض کیا:

اگر (سیّدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے چلے جانے کے بعد سلطنت کو میرے حوالے کریں تو میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع میں ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توقف فرمایا۔

اور پھر اس کو ارشاد فرمایا:

اگر وہ مجھ سے اس شاخ کو بھی مانگے تو میں اس کو نہیں دوں گا۔ اگر تو اسلام قبول کیے بغیر روانہ ہو گیا تو اللہ عزوجل تمہیں ہلاکت میں ڈالے گا۔

اللہ تعالیٰ کی قسم!

میں آپ کو ویسے ہی جانتا ہوں جس طرح مجھے خواب میں دکھا دیا گیا تھا۔

یہ اسی طرح ہی وقوع پذیر ہوا اللہ تعالیٰ نے یمامہ کے روز اس پر غلبہ عطا فرمایا اور

Marfat.com

اس کی سلطنت ٹوٹ پھوٹ گئی اور اسود عنسی کی مانند یہ بھی قتل کیا گیا۔

امام بیہقی متعدد اسانید کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

مسیلمہ کذاب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں تو اللہ تعالیٰ اور تمام رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس شخص کو قوم کی ہلاکت کی وجہ سے مہلت دی گئی ہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ج:7،ص:166)

حدیث سے ثابت ہے کہ

مسیلمہ کذاب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مکتوب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من جانب مسیلمہ رسول اللہ (معاذ اللہ) بنام محمد رسول اللہ سلام علیک۔

اس کے بعد عرض ہے کہ

تمہارے بعد میری سلطنت ہوگی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت شہر والے اور دیہاتی کریں گے اور میری اطاعت کرنے والے جنگلات ہیں۔ میں نے اس کو لکھا ہے لیکن امید نہیں ہے کہ آپ اس کو مانو گے کیونکہ قریش ظلم کرنے کے عادی ہیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف یوں لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی مسیلمة الکذاب

ہدایت حاصل کرنے والوں کو سلام

اما بعد

Marfat.com

یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جس کو چاہے عطا فرمائے اور اس کو وارث بنائے اور بہترین انجام متقین کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے عاقبت کا اچھا انجام (سیّدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو عطا فرمایا ہے کیونکہ وہ ہی متقین ہیں اور عدل کرنے والے ہیں ان کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب وفد حنیفۃ: ج:5:ص:420)

اور احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کافی عرب والے مرتد ہو گئے تھے پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال فرمایا تو پھر وہ اسلام میں دوبارہ آ گئے تھے۔

لہٰذا ایمان کی لذت کے مصداق اس آیت مبارکہ سے ثابت ہے۔

اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہیں کریں گے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (المائدہ:54)

مفسرین کرام نے فرمایا:

اس سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور صحیحین میں دو راویوں کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ

میرے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال میں ایک مرتبہ قرآن کا دور فرماتے تھے مگر اس دفعہ دوبار دور فرمایا ہے۔ لگتا ہے کہ میرے وصال کے ایام قریب ہیں۔

Marfat.com

تو آپ رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔

پھر آپ رضی اللہ عنہا کو آہستہ فرمایا کہ

تو اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور اہل بیت میں سے تم مجھے ملو گی۔

(صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز:11،ص:454)

اور یہ خبر اسی طرح واقع ہوئی۔

امام بیہقی نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال فرمانے میں اختلاف کیا گیا ہے۔

بعض نے کہا:

دو ماہ

بعض نے کہا:

تین ماہ

اور بعض نے کہا:

ایک سال

اور بعض نے کہا:

آٹھ ماہ

فرمایا کہ

صحیح روایات زہری کی روایت ہے اور انہوں نے عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے (6) چھ ماہ بعد دنیا سے تشریف لے گئیں۔اس کی تخریج صحیحین سے ہے۔

Marfat.com

باب:

نبی کریم ﷺ کا مستقبل کے غیوب کے متعلق خبر دینا

صحیحین میں متعدد اسانید کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پچھلی امتوں میں محدثین گزرے ہیں۔

اگر میری امت میں ہوتا تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتے۔

(صحیح مسلم: باب من فضائل عمر رضی اللہ عنہ: جز:12،ص:118)

یعقوب بن سفیان نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات کا انکار نہیں کرتے تھے بے شک سکینت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری ہوئی ہے۔

امام بیہقی نے متعدد اسانید سے طارق بن شہاب سے نقل کیا ہے کہ

ہم آپس میں کہتے رہتے تھے کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو فرشتے کی زبان میں بات کرتے ہیں۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:185)

اور ہم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت میں کثیر اشیاء کا ذکر کیا ہے کہ

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاشفات اور جو غیب کی خبریں دیں۔

جس طرح کہ

ساریہ بن زنیم کا قصہ ہے۔

وللہ الحمد والمنۃ

امام بخاری نے متعدد اسانید سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں۔

تو عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون ملاقات کرے گا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔

اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ تمام سے لمبا تھا تو وہ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملیں۔ (صحیح البخاری: باب فضل صدقۃ: جز:5،ص:234)

اسی طرح صحیح بخاری میں بھی یہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ جو متعدد اسانید سے روایت ہے اور مرسل حدیث ہے کہ

جب حضرت زیب رضی اللہ عنہا نے وصال فرمایا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مطلب یہ ہے کہ سخاوت اور صدقہ کرنا ہے کیونکہ وہ ہی صدقہ کرتی تھیں۔

اور یہ علماء تاریخ سے مشہور ہے کہ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا پہلی زوجہ مطہرہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وصال فرما گئیں۔

اور واقدی نے فرمایا:

Marfat.com

انہوں نے 20ھ میں وصال فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وصال فرما گئی تھیں۔

امام مسلم نے متعدد اسانید کے ساتھ قصہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وہ (اویس قرنی رضی اللہ عنہ) بہترین تابعی ہیں اور وہ برص کے مرض میں تھے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کا مرض جاتا رہا اور درہم کی مقدار کے برابر زخم باقی بچا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان سے امت کی مغفرت کی دعا کرنے کا فرمایا اور اس صالح مرد کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ رضی اللہ عنہ سے نعت اور صفت سنتے پایا گیا۔

اور میں نے اس حدیث کو اپنی مسند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں بھی جمع کیا۔

امام ابوداؤد نے متعدد اسانید کے ساتھ ام ورقہ بنت نوفل سے روایت کیا ہے کہ

غزوہ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے مریضوں کے علاج و پٹی کے لئے اجازت مانگی کہ ہوسکتا ہے کہ میں بھی شہادت کا مرتبہ حاصل کرلوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا:

اپنے گھر میں رہو اللہ تعالیٰ آپ (رضی اللہ عنہا) کو شہادت کا مقام عطا فرمائے گا۔

(سنن ابی داؤد: باب امامۃ النساء: ج:2، ص:206)

تو وہ قرآن کی قاریہ تھیں اور شہیدہ سے موسوم تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ رضی اللہ عنہا نے گھر میں موذن کو رکھنے کی اجازت مانگی تھی۔ اور اپنی وفات کے بعد غلام

Marfat.com

اور لونڈی کو آزاد کرنے کی وصیت بھی فرمائی تو ان دونوں نے چادر سے آپ رضی اللہ عنہا کو رات میں ڈھانپا تو آپ رضی اللہ عنہا کو سخت گھٹن ہوئی اور اسی میں انتقال فرمایا اور غلام اور لونڈی بھاگ گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبح کو ارشاد فرمایا:

اگر ان دونوں کو کسی نے دیکھا ہو یا ان کے متعلق جانتے ہوں کہ کہاں ہیں تو وہ ان کو میرے پاس لائے پھر ان دونوں کو حوالے کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو سولی دے دی اور مدینہ میں یہ دونوں پہلے سولی چڑھنے والے تھے۔

امام بیہقی نے حدیث ابی نعیم کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہا کو شہیدہ سے موسوم فرماتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہتے تھے۔

چلو شہیدہ کی زیارت کرنے۔

(سنن ابوداؤد: باب امامۃ النساء: جز:1، ص:230)

امام بخاری ابی ادریس خولانی کی حدیث کو حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

اس حدیث میں چھ غیب کی خبریں ہیں۔

وبا پھیل جائے گی۔

(صحیح البخاری: باب ما یحذر من الغدر: جز:10، ص:443)

تو 18ھ میں مہلک وبا پھیل گئی اور اس کی وجہ سے سادات الصحابہ کی جماعت کی جماعتیں شہید ہوئیں۔

Marfat.com

ان میں سے

حضرت معاذ بن جبل

حضرت ابوعبید

حضرت یزید بن ابی سفیان

حضرت شرجیل بن حسنہ

حضرت ابوجندل

حضرت سہل بن عمر اور آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم

حضرت فضیل بن عباس بن مطلب

رضی اللہ عنہم اجمعین

اور امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کی چھ اشراط ہیں۔

میرا وصال

بیت المقدس کو فتح کرنا

لوگوں میں موت اس طرح آئے گی جس طرح بکریوں میں آتی ہے اور فتنہ کا اس کے حریم میں داخل ہونا ہر مسلمان کے گھر میں۔

اور لوگ ہزار دینار دیں گے تو وہ لوٹا دیں گے۔

اور رومیوں کو قیدی بنانا۔

(مسند احمد: حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ: جز:44، ص:481)

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ سلیمان بن موسیٰ سے روایت کیا ہے کہ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

Marfat.com

اے لوگو! یہ مرض واقعی ہی مہلک ہے لہٰذا اس سے دور روانہ ہو جاؤ۔

تو حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے لوگو! میں نے تمہارے صاحب (یعنی عمر رضی اللہ عنہ) کا قول سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم!

یہ وہ وباء ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا ہے صبر کرو۔

اس کے بعد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے لوگو! میں نے ان دو صاحبوں کا قول سن لیا ہے یہ طاعون تمہارے واسطے رحمت ہے اور تمہارے نبی کی غیب کی خبر ہے۔

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

تم لوگ شام میں آؤ گے اور وبائی زمین میں قیام کرو گے جس کے اندر زہر پھیلا ہو گا اور اس کی اذیت پھنسی کی طرح ہو گی جو تمہارے مال اور جان کو ذکیت پہنچائے گی۔

اے اللہ عزوجل!

اگر میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سنا ہے تو میری ذریت کو طاعون کثیر حصہ عطا فرمادے۔

فرمایا کہ ان کی شہادت کی انگلی میں طاعون کا مادہ داخل ہو گیا اور وہ اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔اور فرمارہے تھے۔

یا اللہ عزوجل! اس میں برکت عطا فرما۔

اگر اس چھوٹے میں برکت فرمائے تو یہ بڑا ہو جائے گا۔اس کے بعد ان کے بیٹے کو طاعون نے پکڑا۔

تو ان سے فرمایا کہ

(اے سننے والے) یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے تو خبردار تو اس میں شک نہ کرنا۔(بقرہ:147)

Marfat.com

اور فرمایا:

عنقریب تو مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:211)

صحیحین میں متعدد اسانید کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

تم میں سے فتنہ کے بارے میں کس کو یاد ہے۔

میں نے کہا:

میں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بتاؤ! آپ تو جرأت مند ہو۔

میں نے عرض کیا:

انسان کا فتنہ بیوی، اولاد، ہمسائے، مال کا کفارہ، نماز اور خیرات اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

میں یہ نہیں پوچھ رہا میں تو اس سے بھی بڑے فتنے کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جو سمندر کی مانند موجیں مارے گا۔

میں نے عرض کیا:

اے امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ اور اس فتنہ میں دروازہ بند ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہائے خرابی! اس کو اللہ تعالیٰ کھولے گا یا توڑا جائے گا۔

میں نے کہا:

Marfat.com

بلکہ توڑا جائے گا۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

پھر کبھی بھی بند نہ ہوگا۔

میں نے عرض کیا:

ہاں۔

ہم نے حذیفہ سے کہا۔

کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازے کو جانتے ہیں۔

اس نے کہا:

ہاں۔

یہ با مقصد حدیث ہے اغلاط کے ساتھ نہیں۔

اس کے بعد ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ہیبت کی وجہ سے اس بات کو نہ پوچھ سکے کہ دروازہ کون ہے، تو ہم نے مروق کے ذریعے پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ وہ دروازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز:11 ص:422)

تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد فتنہ ہی کھڑا ہو گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد یہ مؤکد ہو گیا (یعنی بڑھ گیا)

یعلیٰ بن عبید نے دو راویوں کے طریق سے عروہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے وقت ارشاد فرمایا:

مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کی جانب بھیجا جس وقت اس کو فتح کر لیا تو مکھن اور شہد ہو گیا تو اسی جگہ کسی اور کو مقرر کرنے کا ذہن رکھتے تھے اور مجھے ہندوستان کی جانب بھیجنے کا ذہن رکھتے تھے۔

کسی ماتحت شخص نے عرض کیا:

Marfat.com

اے امیر! ابھی صبر فرمائیں فتنے تو ابھی ظاہر ہونے ہیں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خوب سن لو! وہ زمانہ حضرت ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی حیات میں نہیں آئے گا ہاں ان کی وفات کے بعد آئے گا۔

امام احمد متعدد اسانید کے ساتھ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک لباس پہن کر ارشاد فرمایا:

نیا ہے یا دھلا ہوا ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

بلکہ دھلا ہوا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تو نیا پہن لو، اچھی زندگی گزارو اور شہید ہو کر مرو۔

اور ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت میں آنکھوں کی ٹھنڈک دے۔

(مسند احمد: مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: جز:11، ص:400)

اسی طرح امام نسائی اور ابن ماجہ نے حدیث عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔

اور امام نسائی نے اس حدیث کو منکر کہا ہے اور یحییٰ قطان نے بھی اور یہی روایت زہری سے دوسری سند میں مرسل ذکر کی گئی ہے۔

حمزہ بن محمد الکفانی الحافظ نے کہا:

میں نہیں جانتا کہ زہری سے معمر کے علاوہ بھی کسی اور نے روایت کیا ہو اور میں اس کو صحیح نہیں جانتا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

میں کہتا ہوں۔

اس سند کے راوی اور متصل ہونا صحیحین کی شرط پر ہے اس کے علاوہ کئی روایات میں زہری سے معمر کے منفرد ہونے کو بخاری و مسلم نے کیا ہے اس حدیث کو امام بزار نے جابر جعفی کی سند سے عبدالرحمٰن بن سابط اور انہوں نے جابر بن عبداللہ سے اسی طرح ہی مرفوع روایت کیا اور غیب کی خبر صحیح اور درست ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے محراب میں فجر کی نماز کی امامت کرواتے ہوئے شہادت حاصل فرما گئے۔

نعیم بن حماد متعدد اسانید کے ساتھ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی تعمیر فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ایک پتھر رکھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پتھر رکھا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پتھر رکھا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ میرے بعد اسی طرح خلیفہ ہوں گے۔

اور حدیث عبداللہ بن حوالہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گزر چکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے تین چیزوں سے نجات پائی تو اس نے نجات پالی۔

1- میرا وصال

2- اور قتل خلیفہ مضطہد

3- دجال

اور دوسری حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اتباع کا معاملہ فتنہ کے واقع ہونے کے وقت ہوا۔

Marfat.com

اور صحیحین میں متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں گھر سے وضو اس وجہ سے کر کے خروج کیا کہ یہ دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزاروں گا جب مسجد میں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پوچھا تو بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف تشریف لے گئے ہیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چل دیا اور اریس کنویں پر آ گیا اور دروازے پر ٹھہر گیا اور میں نے اندازہ سے سوچا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت سے فراغت پا چکے ہیں پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں جا کر سلام پیش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اریس کنویں کی منڈیر پر اپنے مقدس پاؤں کو لٹکا کر پنڈلیوں سے کپڑے اٹھائے تشریف فرما ہیں تو میں واپس آ گیا اور دروازہ پر نگہداشت کرنے والے کی طرح بیٹھ گیا۔ میں اس وقت بیٹھا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

میں نے پوچھا۔

کون ہو؟

تو بتایا کہ میں ابو بکر ہوں۔

میں نے عرض کیا:

آپ رضی اللہ عنہ ٹھہر جائیں۔

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔

اور عرض کیا کہ

(حضرت) ابو بکر رضی اللہ عنہ اجازت مانگ رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان کو اندر آنے دو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو۔

چنانچہ میں فوراً واپس آیا اور جنت کی بشارت سنائی اور اندر آنے کو کہا تو آپ رضی

Marfat.com

اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدھی طرف بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح پنڈلیوں سے کپڑا اٹھالیا پھر میں واپس آ گیا۔ میں نے اپنے بھائی کو وضو کرتے ہوئے چھوڑا تھا اس نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ چلو میں تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں۔ میرے قلب پر خیال گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ بھی آجائے گا۔ میں اس خیال میں گم تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

میں نے پوچھا۔

کون۔

انہوں نے کہا:

عمر۔

میں نے عرض کیا کہ

ٹھہریئے!

میں نے سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان کو اندر آنے دو اور جنت کی بشارت سناؤ۔

میں آیا اور ان کو بشارت سنائی پھر اندر آنے دیا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی الٹی جانب بیٹھ گئے اور ویسے ہی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا کر بیٹھے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ پھر میرے دل میں بھائی کا خیال ہوا تو دروازے پر دستک ہوئی۔

میں نے پوچھا۔

کون۔

آواز آئی۔

عثمان (رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

میں نے عرض کیا:

ٹھہریئے!

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا کہ عثمان اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان کو آنے دو اور مصائب جو ان کو پہنچیں گے ان پر جنت کی بشارت سناؤ۔ چنانچہ میں نے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا اور آنے دیا اور آپ رضی اللہ عنہ اللہ المستعان فرماتے ہوئے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا کر منڈیر پر تشریف فرما ہوئے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔

میں نے اس سے ان دونوں کی (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) اکٹھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی الگ قبور کی تاویل کی ہے۔

(صحیح البخاری: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم...... جز:12، ص:6)

امام بیہقی متعدد اسانید کے ساتھ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ارشاد فرمایا:

ان کے پاس جاؤ وہ گھر میں مزے سے بیٹھے ہوں گے ان کو میرا اسلام پیش کرو اور جنت کی بشارت سناؤ۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ آپ کو گدھے پر چڑھے ہوئے ملیں گے اور ان کا گنج چمک رہا ہوگا ان کو میرا اسلام پیش کرو اور جنت کی بشارت سناؤ پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ آپ کو بازار میں خرید وفروخت کرتے ملیں گے ان کو میرا اسلام پیش کرو اور بہت بڑی مصیبت کے بعد جنت کے ملنے کی بشارت سناؤ تو میں ان کو اسی حال میں ہی ملا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور تمام نے آپ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی جگہ کا استفسار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں آ گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کون سی مصیبت پہنچے گی اس مقدس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول بنایا۔ میں تو کسی غزوہ سے بھی غیر حاضر نہ رہا اور نہ ہی کبھی جھوٹ بولا اور جس دن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدھے مقدس ہاتھ سے بیعت کی ہے تو میں نے اس ہاتھ سے شرم گاہ کو بھی نہ لگایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہی ہے۔

تو یہ اسی طرح ہی واقع ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو گھر میں محصور کر دیا گیا حتیٰ کہ شہید کر دیا گیا اور جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔

امام احمد متعدد اسانید کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کسی صحابی کو بلا کر لاؤ۔

میں نے عرض کیا:

(حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نہیں۔

مین نے عرض کیا:

(حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

نہیں۔

میں نے عرض کیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نہیں۔

میں نے عرض کیا:

(حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ) کو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں۔

جب (حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ) تشریف لے آئے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تھوڑا دور ہو جاؤ! اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے آہستہ سے گفتگو فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا۔

ابوسہلہ نے کہا:

جب آپ رضی اللہ عنہ گھر میں محصور ہوئے۔

تو میں نے کہا:

اے امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ لڑنا چاہتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نہیں۔

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی اور میں اس پر صبر کرنے والا ہوں۔ (مسند احمد: حدیث السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا: ج: 49،ص: 275)

تفرد بہ احمد

Marfat.com

ابن ماجہ نے وکیع کی حدیث سے تخریج کی ہے اور نعیم بن حماد اپنی کتاب الفتن والملاحم میں متعدد اسانید کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے آہستہ آہستہ گفتگو فرما رہے تھے۔ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بس یہ الفاظ سماعت کیے۔

ظلما و عدو انا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شہادت کا مقام حاصل کیا تو میں ان الفاظ کا معنی سمجھ گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میری تمنا تھی کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مانند زخمی ہو جاتی۔ ان لوگوں کے علاوہ انشاء اللہ تمامی کو ہی پتہ ہے کہ میں ان کے قتل سے خوش نہیں تھی اگر میں آپ رضی اللہ عنہ کے قتل کی آرزو رکھتی ہوتی تو قتل ہو چکی ہوتی۔

اور ابوداؤد طیالسی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تم اپنے اماموں کو قتل کرو گے اور ایسی تلواروں کو چلاؤ گے اور برے لوگ دنیا کے وارث بنیں گے۔

امام بیہقی متعدد اسانید کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

تمہارے اندر بارہ خلفاء ہوں گے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت تھوڑی رہے گی اور چکی والے اچھی زندگی گزاریں گے اور شہید کر دیئے جائیں گے۔

Marfat.com

کسی شخص نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ)

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف التفات ہو کر ارشاد فرمایا:

آپ سے لوگ خلافت کے لباس کا سوال کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم!

آپ نے اگر اس کو اتار دیا تو جنت میں اس وقت جائیں گے جب سوئی کے سوراخ سے اونٹ چلا جائے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:223)

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ ابو حبیبہ سے روایت کیا ہے کہ

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر محاصرہ ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گفتگو کی اجازت مانگ رہے تھے جب اجازت مل گئی۔

تو ارشاد فرمایا:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ

میرے بعد آپ فتنہ واختلاف میں گھریں گے۔

کسی شخص نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ فرمایا کہ

تم پر اس زمین اور اس کے ساتھیوں کی صحبت لازمی ہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:224)

Marfat.com

اور امام احمد نے اس کو متعدد اسانید کے ساتھ عقبہ بن موسیٰ سے روایت کیا ہے۔

اور عبداللہ بن حوالہ کی حدیث دونوں کی شاہد ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

امام احمد متعدد اسانید کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسلام کا نظام پینتیس (35) یا چھتیس (36) یا سینتیس (37) سال بہت ہی اچھا چلتا رہے گا پھر یہ لوگ ہلاک ہو گئے تو ہلاک ہونے کا یہی بدلہ ہے اگر تم ان میں دینی نظام کو قائم کرو تو ستر سال رہے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ پچھلا دور بھی ساتھ ہے یا اس کے علاوہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بلکہ جو باقی ہوگا۔ (مسند احمد: مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: جز:8،ص:105)

اور یہی روایت متعدد اسانید کے ساتھ یعقوب ابن سفیان نے منصور سے روایت کی ہے۔ اور اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ ہی الفاظ ہیں۔

امام بیہقی نے فرمایا کہ

منصور سے ہے کہ انہوں نے فرمایا:

یہ حدیث مجھے پہنچی ہے اور اس میں اشارہ ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کا، جنگ جمل کا اور جنگ صفین کا اور ستر برس کی بنی امیہ کی حکومت کے عرصہ کا۔

امام احمد متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ

جب ابوذر رضی اللہ عنہ کا وصال قریب ہوا تو میں نے رو دیا۔

Marfat.com

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما نے کہا:

تم کیوں رو رہی ہو۔

میں نے عرض کیا:

میرا رونا کیوں نہ ہو کہ آپ جنگل میں وفات پا رہے ہیں اس میں آپ کو نہ تو کفن دے سکتی ہوں اور نہ دفن کر سکتی ہوں۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

نہ رو اور بشارت سنو!

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ

تم میں ایک شخص کا وصال جنگل میں ہوگا اور اس کی نماز جنازہ میں مومنین کی جماعت ہوگی، موجودہ محفل میں تمام لوگ آبادی میں فوت ہو گئے ہیں اور میں اکیلا ہی باقی بچا ہوں جس نے جنگل میں فوت ہونا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔

(مسند احمد: حدیث ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ: جز:43، ص:375)

تفرد بہ احمد رحمہ اللہ

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ یحییٰ بن مسلم طائفی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی موت کے بارے میں حدیث مشہور بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت عثمانی (رضی اللہ عنہ) 32ھ میں ربذہ کے مقام پر وصال فرمایا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کے ساتھ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا کی پھر مدینہ منورہ آئے اور یہاں قیام فرمایا دس راتیں رہے اور اس کے بعد وصال فرما گئے۔ رضی اللہ عنہ

امام بیہقی متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابی درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

Marfat.com

ہیں کہ

میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

لوگ ایمان کے بعد مرتد ہو جائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جی ہاں لیکن تو ان میں سے نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تو عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے پہلے ہی فوت ہو جائے گا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:240)

اور یعقوب بن سفیان نے متعدد اسانید کے ساتھ اپنے شیخ جو سلف میں سے ہیں سنا ہے کہ

میں نے ابو درداء کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں تمہارا حوض (کوثر) پر منتظر ہوں۔ میں آپ لوگوں میں سے ایسے کو نہ پاؤں جو مجھ سے لے لیا جائے اور میں فرماؤں کہ یہ میری امت کا ہے۔ اور مجھ سے کہا جائے کہ

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو جانتے ہیں کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بدعات کیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے خوف کیا کہ ان میں سے میں ہی نہ ہوں اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس بات کو عرض کیا:

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

آپ (رضی اللہ عنہ) ان میں سے نہیں ہیں۔

کہا گیا ہے کہ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے سے پہلے فوت ہو گئے تھے اور فتنے سے پہلے فوت ہو گئے۔

امام بیہقی نے عبید اللہ مسلم بن یشکر اور انہوں نے ابودرداء سے اس قول کو نقل کیا ہے کہ

کہ آپ (رضی اللہ عنہ) ان میں سے نہیں ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ

سعید بن عبدالعزیز نے فرمایا:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ خلافت عثمانی (رضی اللہ عنہ) میں ابھی دو سال رہتے تھے پہلے فوت ہو گئے۔

اور واقدی، ابوعبید اور ان کے علاوہ نے کہا۔

آپ رضی اللہ عنہ 32ھ میں وصال فرما گئے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الغیوب المستقبلۃ: ص:115)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان فتنوں کے وقوع کا خبر دینا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری ایام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ظاہر ہوئے

صحیحین میں متعدد اسانید کے ساتھ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے ایک گروہ کو بیٹھے ہوئے ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا:

کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟

میں ملاحظہ فرما رہا ہوں کہ تمہارے گھروں پر بارش کے نزول کی طرح فتنے ٹپک

Marfat.com

رہے ہیں۔(صحیح البخاری: باب آلام المدینۃ: جز:6،ص:435)

امام احمد اور امام مسلم متعدد اسانید کے ساتھ ابوادریس خولانی سے روایت کرتے ہیں کہ

میں نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ کی قسم!

میں قیامت تک تمام ہونے والے فتنوں کو جانتا ہوں اور ایسی بات بھی نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مجھے آہستہ سے بتایا ہو بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرماتھے اور میں بھی وہاں حاضر تھا تو فتنوں کے متعلق سوال کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فتنوں کو ایک ایک کر کے بتایا ان فتنوں میں سے تین فتنے ایسے ہیں جن سے تم حفاظت میں رہو گے کچھ تو ہولناک فتنے ہیں اور کچھ عام فتنے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

ان موجودہ لوگوں میں میرے علاوہ تمام نے وصال فرمالیا ہے۔

(مسند احمد: حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ: جز:47،ص:272)

امام بیہقی نے فرمایا کہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد جمل اور صفین کی جنگ سے پہلے وصال فرماگئے۔

میں کہتا ہوں (یعنی امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

عجلی اور ان کے علاوہ علماء تاریخ نے فرمایا ہے کہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا وصال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے چالیس دن بعد ہوا۔

اور آپ رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا:

اگر عثمان رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا اچھا عمل ہوتا تو لوگوں کو امن وسکون ہوتا مگر آپ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کو جو شہید کیا گیا یہ گمراہی والا فعل ہے اور گندی حرکت تھی لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد لوگوں نے خون پر خون کیے۔

خوب سن لو کہ!

اگر تمہاری اس رواداری سے کوئی خوش ہو جو تم لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا ہے تو پھر اس کا حق بنتا ہے کہ وہ خوشی کے ڈنکے بجائے۔

امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں سے روایت کیا ہے کہ

سفیان نے کہا:

چار عورتیں۔

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور زرد تھا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔

لا الـٰه الا الله عرب کے لوگوں کے لئے ہلاکت ہے اس شر سے جو قریب ہے۔
آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اور انگشت شہادت انگوٹھے اور انگشت شہادت کے گول دائرہ جتنا سوراخ ہو گیا ہے۔

میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نیک لوگوں کے ہوتے ہوئے بھی ہلاک ہو جائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں! جب خبائث کثیر ہو گئے۔

(مسند احمد: حدیث زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا: جز: 55 ص: 426)

Marfat.com

امام احمد نے سفیان بن عیینہ سے اسی طرح روایت کیا ہے اور اسی طرح امام مسلم نے متعدد اسانید کے ساتھ سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے سعید بن عبدالرحمٰن مغزومی اور اس کے علاوہ سے روایت کیا ہے اور تمام نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی نے حسن صحیح فرمایا ہے۔

امام ترمذی حمیدی بن سفیان کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ

مجھے امام زہری کی یہ اسناد یاد ہے کہ

اس اسناد میں چار عورتیں ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ (علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

امام بخاری مالک بن اسماعیل سے اور امام مسلم عمرو الناقہ سے روایت کرتے ہیں۔

اس طرح زہری سے

صالح بن کیسان

عقیل

محمد بن اسحاق

محمد بن ابی عتیق

اور یونس یزید بھی روایت کرتے ہیں۔

اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا سند میں تذکرہ ہی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

اور اسی پر امام احمد نے بھی روایت کی ہے اور جس کی اتباع کی ہے وہ سفیان بن عیینہ کی روایت ہے۔ اور اس سند میں دو تابعی ہیں اور وہ

زہری

اور عروہ بن الذبیر ہیں۔

Marfat.com

اور چار صحابیات ہیں۔

اور وہ دو بیٹیاں ہیں۔

اور دو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں۔

وهذ عزيز جدًا

امام بخاری نے متعدد اسانید کے ساتھ زہری سے روایت کیا ہے۔

پھر فرمایا:

زہری کے طریق سے مجھے ہند بنت الحارث نے بیان کیا ہے کہ بے شک حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے۔

اور ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ پاک ہے کیا خزانے اتارے گئے ہیں۔

یا

کیا فتنے نازل کیے گئے ہیں۔

اور امام ترمذی نے حدیث معمر کے طریق سے انہوں نے زہری سے بیان کیا ہے۔

اور فرمایا ہے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام ابوداؤد طیالسی نے متعدد اسانید کے ساتھ عقبہ بن صبہان اور رجاء العطاردی دونوں سے روایت کیا ہے کہ

ہم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو ہرگز تم میں خاص ظالموں کو ہی نہ پہنچے گا۔

(الانفال:25)

Marfat.com

پھر ارشاد فرمایا:

میں کئی عرصہ سے اس آیت کو تلاوت کرتا رہا اور خود کو اس کا اہل نہیں ٹھہراتا تھا مگر اس وقت اس کے اہل بن گئے ہیں۔

یہ سند ضعیف ہے مگر دوسری وجہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

امام احمد نے اسود بن عامر سے روایت کیا ہے کہ مجھے جریر نے بتایا کہ میں نے انس سے سنا انہوں نے فرمایا کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافی لوگ تھے۔

اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو تم میں سے ہرگز خاص ظالموں کو ہی نہ پہنچے گا۔ (الانفال:25)

ہم نے عرض کیا:

کیا یہ فتنہ ہے۔

اور شعور بھی نہیں رکھتے تھے کہ یہ واقع ہوگا۔

(مسند احمد: مسند الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ: جز:3،ص:370)

اور امام نسائی نے متعدد اسانید کے ساتھ جریر بن حازم سے روایت کیا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو وادی سباع میں شہید کر دیا گیا تو یوم جمل میں واپس لوٹ آئے۔

عنقریب اس کو آگے ذکر کریں گے۔

امام ابوداؤد سجستانی نے اپنی سنن میں متعدد اسانید کے ساتھ سعید بن زید سے روایت کیا ہے کہ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا تذکرہ فرمایا اور اس کو مصیبت ناک ارشاد فرمایا۔

ہم نے عرض کیا:

Marfat.com

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم اس کی زد میں چلے گئے تو ہلاک ہو جائیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایسا نہیں! بے شک تمہیں قتل کافی ہے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

میں نے دیکھا کہ میرے بھائی قتل ہو گئے ہیں۔

(سنن ابوداؤد: باب ما یرجی فی القتل: جز:11، ص:347)

تفرد بہ ابو داؤد

امام ابوداؤد سجستانی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

مجھے محمد بن سلمہ کے علاوہ ہر اس آدمی کے بارے میں فتنہ میں مل جانے کا خوف تھا اس لیے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

اے محمد! رضی اللہ عنہ! آپ کو فتنہ کا خوف نہیں ہے؟

(سنن ابوداؤد: باب ما یدل علی ترک الکلام فی الفتنۃ: جز:12، ص:271)

یہ سند منقطع ہے۔

اور امام ابوداؤد سجستانی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

مجھے اس آدمی کے بارے میں علم ہے جس کو فتنہ کا خوف ہی نہیں۔ ہم مدینہ آئے تو محمد بن مسلمہ الانصاری خیمہ میں آرام فرما رہے تھے۔

ہم نے سوال کیا تو

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جس وقت تک یہ فتنہ استقرار نہ پکڑ جائے میں شہر میں قیام نہیں کروں گا۔

(سنن ابی داؤد: باب یدل علی ترک الکلام فی الفتنۃ: جز:12، ص:272)

Marfat.com

امام بیہقی نے اس کو روایت فرمایا۔

اور امام بخاری نے تاریخ میں فرمایا ہے۔

هذا عندی اول

یعنی امام ابوداؤد والی مسند میرے نزدیک اولیٰ ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ہم ربذہ کے ایک خیمہ کے پاس سے گزرے۔

میں نے کہا:

یہ خیمہ کس کا ہے۔

کہا گیا کہ

یہ محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

میں نے ان سے اجازت لی اور اندر چلا گیا۔

اور کہا۔

اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے آپ رضی اللہ عنہ اعلیٰ ترین صحابی رسول (رضی اللہ عنہ وصلی اللہ علیہ وسلم) ہیں لوگوں کو نصیحت فرمائیں اور نیکی کی دعوت دیں اور برائی سے روکیں تو یہ بہت ہی اچھا ہے (یہاں بیٹھنے سے)

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ جلد ہی فتنہ برپا ہوگا اور انتشار کا دور ہوگا تو اس دور میں اپنی تلوار کو احد پہاڑ پر مارنا اور توڑ دینا اور تیروں کو ضبط کرنا اور کمان کے تان کو ختم کر دینا اور اپنی رہائش میں ہی رہنا اور اس وقت تک رہنا جب تک کہ کوئی خطا کرنے والا ہاتھ تمہارا کام تمام کر دے یا اللہ تعالیٰ تجھے عافیت عطا فرمائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان غیب کی خبریں دینے کا وقت یہی ہے اسی لیے میں نے اسی طرح

Marfat.com

کرلیا ہے اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے خیمہ کے ساتھ لٹکی ہوئی تلوار کو دکھایا اور وہ لکڑی کی تلوار تھی۔

اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے اس کو اس لیے لیا ہے تا کہ لوگوں کو مرعوب کروں۔

(مسند احمد: باب الجزء الخامس والعشرون: ج:25،ص:413)

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کیا کروں جب اختلاف پھیلا رہے ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پہاڑ پر جا کر تلوار کو توڑ دو اور پھر اپنے گھر میں داخل ہو جاؤ حتیٰ کہ کوئی خطا کار تمہارا کام نہ تمام کردے۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی: باب النہی عن القتال فی الفرقۃ: ج:8،ص:191)

امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ ابوالاشعث الاصنعانی سے روایت کیا ہے کہ ہمیں یزید بن عبداللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی جانب بھیجا۔

جب مدینہ آیا تو فلاں کے پاس آیا زید اس کا نام بھول گئے۔

اور کہا۔

بے شک لوگوں نے جو کہا وہ کیا تم کیا رائے دیتے ہو۔

اس نے کہا:

مجھے میرے خلیل ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کی حیات میں فتنہ اگر کھڑا ہو تو تلوار کی دھاری کو احد پر مارنا اور اپنے گھر بیٹھ جانا اگر کوئی تمہارے گھر میں داخل ہو جائے تو بند کوٹھی میں چھپ جانا۔ اگر کوئی اس مقام پر بھی چلا آئے تو اپنے گھٹنوں پر بیٹھ جانا۔

اور کہنا کہ

Marfat.com

تو میرے اور اپنے گناہ کو لینے والا ہے۔

اور جہنمی ہو جاؤ۔ یہ جزاء ظالمین کی ہے اسی لیے میں نے اپنی تلوار کو توڑا اور گھر میں سکونت کر لی۔ (مسند احمد: باب حدیث محمد بن سلمۃ الانصاری رضی اللہ عنہ: جز:36،ص:417)

اس حدیث کو امام احمد نے ابسام کی بنا پر مسند میں جو محمد بن سلمہ کی ہے اس میں روایت کیا ہے۔

اور یہ بیان کردہ روایت محمد بن سلمہ کی ہے ہی نہیں بلکہ یہ تو کسی دوسرے صحابی سے ہے اس لیے محمد بن سلمہ نے یزید اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا دور ہی نہیں پایا اور تمام اہل تاریخ کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وہ تو 40ھ میں اور 50ھ کے درمیان میں فوت ہو گئے تھے۔

اور بعض نے کہا:

42ھ میں

اور بعض نے کہا:

43ھ میں

اور بعض نے کہا:

47ھ میں

لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ روایت محمد بن سلمہ کی ہے ہی نہیں یہ کسی دوسرے صحابی سے روایت ہے۔

نعیم بن حماد الفتن والملاحم میں متعدد اسانید کے ساتھ اہبان غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہبان کے پاس تشریف لائے۔

اور فرمایا:

ہماری اتباع کرنے سے آپ کو کیا چیز مانع ہے۔

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ نے کہا:

مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم اور تمہارے چچازاد بھائی نے وصیت فرمائی تھی کہ جلد ہی فرقے اور فتنے اور اختلاف ہوگا جب اس طرح ہو تو اپنی تلوار کو توڑ دینا اور اپنے گھر میں بیٹھ جانا اور لکڑی کی تلوار لے لینا۔

اور امام احمد نے حماد بن سلمہ کے طریق سے اس روایت کو بھی بیان کیا ہے جس میں کچھ زائد الفاظ ہیں اور لکڑی کی تلوار لے لینا، گھر میں بیٹھ جانا یہاں تک کہ کوئی خطا کار ہاتھ تمہارا کام نہ تمام کردے یا موت آجائے۔

(مسند احمد: حدیث محمد بن سلمۃ الانصاری رضی اللہ عنہ: جز:36،ص:414)

اور امام ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی متعدد اسانید کے ساتھ اہبان بن صیفی سے روایت کیا ہے۔

اور امام ترمذی نے فرمایا کہ

یہ حدیث حسن غریب ہے میں اس کو عبداللہ بن عبید کے علاوہ نہیں جانتا۔

امام بخاری نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

جلد ہی فتنے کھڑے ہوں گے۔ اس میں کھڑے ہونے والے سے بیٹھنے والا بہتر ہے اور کھڑے ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے اور چلنے والا بھاگنے والے سے بہتر ہے جو بھی فتنوں کی طرف دھیان دے گا وہ اس کو اپنی جانب مائل کرلے گا اور جو چھپنے کی جگہ پالے وہ اس میں چھپ جائے۔

(صحیح البخاری: باب تکون فتنۃ القاعد فیھا خیر من القائم: جز:21،ص:483)

ابن شہاب سے بھی متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت منقول ہے۔ اور امام مسلم نے حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ابراہیم بن سعد کے طریق سے روایت کیا ہے۔ جس طرح کہ امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

امام بخاری نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جلد ہی ناگوار امور کا زمانہ ظاہر ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر ہم کیا کریں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم ان حقوق کو ادا کرو جو تم پر جاری کیے گئے ہیں اور ان کا اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کرو۔ (صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز: 11 ص: 436)

امام مسلم نے اس کو اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جلد ہی فتنے برپا ہوں گے اور فتنوں کا دور ہوگا۔

خوب سن لو!

اس میں پیدل چلنے والا، فتنوں کی جانب دوڑنے والے سے زیادہ اچھا ہوگا اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا۔

تفکر کرو!

بیٹھنے والے سے لیٹ جانے والا بہتر ہوگا۔

خوب سن لو!

جس وقت ایسا فتنے والا زمانہ آجائے تو جس کے پاس بکریوں کا ریوڑ ہو وہ اس میں سکونت کرلے اور جس کے پاس زراعت کی زمین ہو وہ اس میں بیٹھ جائے اور جس کے پاس اونٹ ہوں وہ ان کی چرنے کی جگہ سکونت کرلے۔

Marfat.com

کسی شخص نے کہا:

یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کرے!

جن کے پاس نہ بکریاں نہ اونٹ نہ ہی زمین ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ اپنی تلوار کی دھاری کو پہاڑ کی چٹان پر مارے اور ختم کر دے اور فتنوں سے دور بھاگ جائے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے تمہیں ان کے بارے بتا دیا ہے۔

ایک صحابی نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کرے مجھے اگر ان فتنوں میں جبری طور پر لے جائیں اور مجھے قتل کر دیا جائے تو میری کیسی شان ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

گناہوں کا وزن اور اس کے اپنے گناہوں کا وبال اس پر ہو گا اور وہ جہنمیوں میں سے ہو گا۔ (مسند احمد: حدیث ابی بکرۃ نفیع بن الحارث بن کلاۃ: جز: 41 ص: 376)

امام مسلم نے بھی اسی طرح عثمان شحام سے روایت کیا ہے۔

وھذا اخبار عن اقبال الفتن

اور امام احمد نے دو راویوں کے طریق سے قیس سے روایت کیا ہے کہ

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ جمل کو جاتے ہوئے بنی عامر کے علاقے میں رات کو تشریف لے گئیں تو کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔

آپ رضی اللہ عنہا نے پوچھا۔

یہ کون سا علاقہ ہے۔

انہوں نے کہا:

Marfat.com

حواب کا علاقہ ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

میرا گمان ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔

بعض نے کہا:

کیا ہوا بلکہ آگے چلتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو دیکھیں اور آپ کے ذریعے ان میں اللہ تعالیٰ صلح فرمادے گا۔

آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا:

تم میں سے کون سی عورت ہے جس پر حواب کے کتے بھونکیں گے۔

(مسند احمد: حدیث السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا: جز:49،ص:276)

اور ابو نعیم بن حماد نے بھی ملاحم میں متعدد اسانید کے ساتھ قیس بن ابی حازم سے روایت کیا ہے۔

امام احمد نے دو راویوں کے طریق سے قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حواب کے علاقہ میں تشریف لائیں تو کتوں کے بھونکنے کی آواز سنی۔

آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

میرا گمان ہے لوٹ جانا چاہئے۔

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا:

تم میں سے کون ہے جس پر حواب کے کتے بھونکیں گے۔

تو آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

چلیئے! عنقریب اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے ان لوگوں میں صلح پیدا فرما

Marfat.com

دے گا۔ (مسند احمد: حدیث السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا: جز:50، ص:169)

اس حدیث مبارکہ کی سند شرط صحیحین پر ہے اور اس کی تخریج نہیں کی گئی۔

حافظ ابوبکر بزار متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

جن میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

تم میں سے ایک صاحبہ اپنے اونٹ کو ہنکاتی جا رہی ہو گی حتیٰ کہ اس پر حواب کے کتے بھونکیں گے اس کے دائیں اور بائیں کثیر مخلوق مقتول ہو گی۔

پھر فرمایا کہ

ہم صرف اس سند کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

امام طبرانی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

جس وقت فوج علی رضی اللہ عنہ میں اس بات کو پھیلایا گیا کہ بصرہ کے لوگ حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما کے ماتحت لڑائی کے لئے آ گئے ہیں تو وہ پریشانی کے عالم میں آ گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! بصرہ والے ہار جائیں اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کیا جائے گا اور کوفہ والوں سے آپ لوگوں کی مدد کے لئے چھ ہزار ساڑھے پانچ سو (6550) لوگ آ کر قتال کریں گے یا پانچ ہزار ساڑھے پانچ سو (5550)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

میرے دل میں اس بات کو سن کر شک ہوا پھر جس وقت کوفہ کو پہنچ گئے تو میں نے کہا:

Marfat.com

میں دیکھ لوں گا! جس طرح علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور میں نے اس کو سنا ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی خبر ہی ہو سکتی ہے اگر یہ بات نہیں تو جنگی چال کھیلی جا رہی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

میں نے جنگ کے آدمی سے پوچھا۔

کوفہ سے لڑائی کے لئے کتنی تعداد یہاں پر آئی ہے تو اس آدمی نے اسی تعداد کو بیان کیا جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

یہ وہی بات ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا تھا۔

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کا ذکر فرمایا جو جنگ میں شامل ہوگی۔

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہنسیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لگتا ہے تو ہی شامل ہوگی۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب التفات فرما کر ارشاد فرمایا:

اے علی رضی اللہ عنہ! اگر اس طرح کا امر آبھی جائے تو ان سے اچھا برتاؤ کرنا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز: 7 ص: 255)

یہ حدیث نہایت ہی غریب ہے۔

اس سے زیادہ غریب روایت امام بیہقی سے وہ ہے جو کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سے روایت ہے کہ

ان سے کہا گیا کہ

آپ رضی اللہ عنہ جمل کی جنگ میں کیوں شامل نہیں ہوئے؟

تو فرمایا کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک قوم جنگ کے لئے خروج کرے گی مگر وہ ہلاک ہو جائے گی اور فلاح نہ حاصل ہو گی، ان لوگوں کی قائدہ عورت ہو گی اور وہ جنت میں جائے گی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7، ص:260)

وهذا منكر جداً

اور محفوظ روایت وہ ہے جس کو امام بخاری سے حضرت حسن بصری کی حدیث حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

فرمایا:

مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی ہوئی بات نے بہت زیادہ فائدہ عطا فرمایا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ فارس والے حکومت کسریٰ کی بیوی کے حوالے کریں گے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس قوم کی سلطنت عورت کے حوالے ہو وہ قوم فلاح حاصل نہیں کر سکتی۔

(صحیح البخاری: باب کذب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی کسریٰ...... جز:13، ص:337)

امام احمد نے دو راویوں کے طریق سے حکم سے روایت کیا ہے کہ

میں نے ابو وائل کو فرماتے ہوئے سنا کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ کی طرف بھیجا تا کہ کوفہ والوں کو جنگ کرنے کے لئے تیار کرو۔

Marfat.com

تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

میں اس بات کو خوب جانتا ہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا و آخرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر آزمائش ڈالی ہے کہ تم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کی پیروی کرتے ہو۔ (مسند احمد: باب الجزء الثلاثون: ص: 274)

یہ روایت عن بندار عن غندر سے بھی ہے۔

اور یہ واقعہ جنگ جمل میں اسی طرح واقع ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خروج کرنے پر نادم ہوئیں اور اسی طرح حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بھی نادم ہوئے۔

امام عبدالرزاق نے معمر کے طریق سے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جمل کی جنگ سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے واپس پلٹ آنے کا پتہ چلا تو

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اگر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حق پر ہوتے تو واپس پلٹ کر نہ آتے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ

سقیفہ بنو ساعدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

کیا تم علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہو؟

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم اس سے ناحق کے طور پر جنگ کرو گے۔

Marfat.com

فرمایا:

تو آپ رضی اللہ عنہ اسی وجہ سے جنگ سے واپس پلٹ آئے۔

(مصنف عبدالرزاق: باب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز: 11، ص: 241)

اس صورت میں یہ حدیث مرسل ہے۔

اور امام بیہقی نے دوسرے راویوں کی اسناد سے بھی بیان کیا ہے جو کہ حضرت ابوالاسود دؤلی ہیں کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں جس وقت حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما جنگ کے میدان میں آئے اور آپس میں آمنے سامنے ہوئے تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ خچر پر سوار ہوئے اور اعلان فرمایا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور اس قدر قریب ہوئے کہ سواریوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا واسطہ ہے کہ کیا وہ دن یاد ہے اے زبیر رضی اللہ عنہ جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں مقام پر ارشاد فرمایا تھا کہ کیا تم علی سے محبت کرتے ہو تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میں ماموں کے بیٹے اور ہم دین سے محبت کیسے نہ کروں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ کیا اے علی رضی اللہ عنہ آپ بھی ان سے محبت کرتے ہو۔

میں نے عرض کیا تھا کہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے ماموں کے بیٹے اور ہم دین سے کیسے محبت نہ کروں۔

تو فرمایا:

اے زبیر تم اس سے لڑو گے اور ناحق پر ہو گے۔

Marfat.com

تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کیوں نہیں! میں بھول گیا تھا مگر اب آپ رضی اللہ عنہ نے یاد کروا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! میں آپ رضی اللہ عنہ سے جنگ نہیں کروں گا۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ صفوں کو چیر کر میدان جنگ کو چھوڑ کر تشریف لے گئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

کیا ہوا؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے اس حدیث کو یاد دلوا دیا جس کو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا لہٰذا میں تو ان سے جنگ ہی نہیں کرتا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا:

کیا آپ رضی اللہ عنہ لڑنے کے لئے تشریف لائے ہیں آپ رضی اللہ عنہ تو صرف اور صرف صلح کے لئے تشریف لائے ہیں۔

تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے جنگ نہ کرنے کے لئے قسم اٹھائی ہوئی ہے۔

تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا:

غلام کو آزاد فرما دیں اور صلح ہونے تک ادھر ہی رہیں تو پھر آپ رضی اللہ عنہ نے غلام آزاد فرمایا اور ادھر ہی تشریف فرما ہو گئے۔ جب ملاحظہ فرمایا کہ صلح نہیں ہوئی بلکہ جنگ شروع ہو گئی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے گئے۔

(دلائل النبوۃ: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:263)

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ ابو وجرہ مازنی سے روایت کیا ہے کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو میں نے یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ

Marfat.com

اے زبیر رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ کا واسطہ! یہ فرمائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ رضی اللہ عنہ نے سماعت کی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے قتال کرو گے اور تم ظلم کرنے والے ہو گے۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کیوں نہیں! میں بھول گیا ہوں۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:264)

یہ غریب حدیث ہے اس سیاق سے جو قبل گزر چکی ہے۔

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص یہ دیکھنا پسند کرتا ہے کہ اس جنتی کو ملاحظہ کرے جس کے جسم کا کچھ حصہ پہلے جنت میں چلا جائے گا تو وہ زید بن صوحان کو ملاحظہ کرے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:266)

میں کہتا ہوں۔

حضرت صوحان رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں شہید کیے گئے۔

صحیحین میں حدیث ہمام بن منبہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت سے پہلے دو بڑے گروہ آپس میں جنگ کریں گے اور دونوں کا مقصد ایک ہی ہو گا۔

امام بخاری نے ایک اور حدیث متعدد اسناد کے ساتھ بیان کی ہے جو کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اور یہ دونوں گروہ اصحاب جمل ہیں اور اصحاب صفین ہیں اور تمام اسلام کی طرف

Marfat.com

دعوت دینے والے تھے اور امور ملک کے متعلق تنازعہ کیا اور مراعات صالح جوامت اور رعایا پر عائد ہوں گے ان کے متعلق تنازعہ کیا۔ اور قتال کو ترک اولیٰ تھا۔ جس طرح کہ جمہور صحابہ کا مذہب ہے جس کو عنقریب بیان کریں گے۔

اور یعقوب بن سفیان نے کہا:

اہل شام ساٹھ ہزار (60000) تھے ان میں سے بیس ہزار شہید ہو گئے۔

اہل عراق ایک لاکھ بیس ہزار (120000) تھے ان میں سے چالیس ہزار (40000) شہید ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے اصحاب رضی اللہ عنہم حق پر تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطاء پر تھے۔ اور اصحاب معاویہ باغی ہو گئے تھے۔

جس طرح کہ متعدد اسانید کے ساتھ امام مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حضرت عمار (رضی اللہ عنہ) کو باغیوں کا گروہ شہید کرے گا۔

(صحیح مسلم: باب لاتقوم الساعۃ حتی یمر الرجل بقبر: جز:14، ص:130)

اور ایک روایت میں انہی سے روایت ہے کہ

اس کو قتل کرنے والا آگ میں ہو گا۔

اس حدیث میں کچھ رافضی یہ اضافہ کرتے ہیں۔

اس کو حشر کے دن میری شفاعت نہ حاصل ہو۔

اور یہ اضافہ سند کے بغیر اور روافض کا گڑھا ہوا ہے۔ اس پر اعتماد نہ کیا جائے۔

امام بیہقی متعدد اسانید کے ساتھ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی مالکہ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت عمار رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو ان پر غشی کا عالم ہو گیا جب تھوڑا افاقہ ہوا۔

Marfat.com

تو پوچھا۔

کیوں رو رہے ہو! آپ رضی اللہ عنہ کیا سمجھتے ہیں کہ میں بستر پر فوت ہو جاؤں گا ایسا ہرگز نہیں ہے مجھے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہیں باغی گروہ شہید کرے گا اور تمہاری آخری غذا دودھ ہو گی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:275)

امام احمد متعدد اسانید کے ساتھ ابوالبختری سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین میں دودھ منگوایا۔

اور فرمایا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی آخری غذا دودھ ہو گی تو اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے دودھ نوش فرمایا اور میدان میں چلے گئے اور شہید ہو گئے۔ (مسند احمد: حدیث عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ: جز:38،ص:340)

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس وقت لوگ اختلاف میں مبتلاء ہوں گے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ حق کے گروہ کے ساتھ ہوں گے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:278)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں حضرت ابوالغادیہ رضی اللہ عنہ نے شہید کیا تھا۔

کہا گیا ہے کہ

یہ صحابی ہیں۔

اس کو عمر بن عبدالبر وغیرہ نے اسماء صحابہ میں ذکر کیا ہے اور وہ ابوالغادیہ ہیں اور مسلم

Marfat.com

ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

وہ یسار بن ازیھر جھنی قضاعة سے تھے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

مزنی تھے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے۔

یہ دونوں تھے۔

پہلے شام میں رہائش پذیر تھے پھر واسط کی طرف آ گئے۔

امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ حنظلہ بن خویلد العنزی سے روایت کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ابن جوی سکسکی اور ابوالغادی حاضر ہوئے اور ان میں ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے۔

تو حضرت بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

تم میں سے ایک کو مبارکباد ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

ان کو قتل کرنے والے باغی گروہ ہوں گے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا کہ ان کو یہاں سے اٹھا دیں اس لیے کہ اس کا ہم سے کسی طرح رویہ ہے۔

پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے والد محترم نے میری شکایت کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ ساری عمر اپنے والد کی اطاعت کرو، نافرمانی نہ کرو اسی لیے میں آپ کے ساتھ ہوں اور جنگ نہیں کرتا۔

(مسند احمد: مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: جز:13، ص:290)

Marfat.com

امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ عبداللہ بن حرث بن نوفل سے روایت کیا ہے کہ جب صفین سے واپس آئے تو امیر معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے درمیان جا رہا تھا۔

تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اے میرے باپ! کیا آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت نہیں کیا کہ جب آپ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کہا تھا! اے ابن سمیہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

تو عمرو نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہا۔

کیا آپ رضی اللہ عنہ ان کی بات سن رہے ہیں۔

تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ تو اسی طرح کی باتیں بناتا رہتا ہے کیا ہم نے اس کو قتل کیا ہے اصل میں ان کا قتل کرنے والا تو وہ گروہ ہے جو اس کو ساتھ لایا تھا۔

(مسند احمد: مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: جز:13، ص:249)

آپ رضی اللہ عنہ (یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کی یہ تاویل بعید از قیاس ہے اگر بالفرض یہ صحیح بھی ہو تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کرنے والا بھی ان کا امیر ہوگا۔

امام عبدالرزاق نے متعدد اسانید کے ساتھ مسعود بن مخرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

کیا آپ رضی اللہ عنہ جانتے ہیں کہ ہم

وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط (حج:78)

اکٹھے پڑھتے تھے۔

فی آخر الزمان کما جاھدتم فی اولہ

حضرت عبدالرحمٰن نے کہا:

Marfat.com

اے امیر المومنین! یہ کس وقت ہوگا۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا:

جس وقت بنی امیہ امراء ہوں گے اور بنی مغیرہ وزراء ہوں گے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7ص:279)

نبی کریم ﷺ کا زمانہ علی رضی اللہ عنہ میں دو ثالث کے بھیجے جانے کی خبر عطا فرمانا

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ سوید بن غفلہ سے روایت کیا ہے کہ

میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ فرات کے ساحل پر چہل قدمی کر رہا تھا۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بنی اسرائیل میں اختلاف جب ہوا تو ان لوگوں نے دو ثالث قائم کیے اور وہ خود گمراہ تھے اور اتباع کرنے والوں کو بھی گمراہ کر دیا۔

خوب سن لو!

بے شک اس امت میں بھی اختلاف رونما ہوگا وہ بھی دو ثالث قائم کریں گے اور خود گمراہ ہوں گے اور اپنی پیروی کرنے والوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7ص:281)

یہ حدیث منکر ہے اور اس کی وجہ زکریا بن یحیٰی کندی حمیری الاعمی ہے۔

اور یحیٰی بن معین نے کہا:

یہ کچھ نہیں ہے۔

اور وہ دو ثالث اخیار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔

اور ان میں پہلا عمرو بن العاص اسمی اہل شام سے ہے اور دوسرا ابو موسیٰ عبداللہ

Marfat.com

بن قیس الاشعری اہل عراق سے ہے۔ان کے ثالث ہونے کی وجہ صلح پر مبنی ہونے کی تھی تو پھر اسی طرح ہی ہوا اور ان بزرگوں کی بناء پر اہل خوارج کے علاوہ کوئی بھی گمراہ نہیں ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے ثالث ہونے پر بحث ومناظرہ فرمایا تو ان کے اکثر لوگ حق پر آ گئے اور باقیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قتال کیا اور اکثر ان میں نہروان وغیرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

نبی کریم ﷺ کا خوارج سے قتال کے بارے میں خبر دینا

امام بخاری نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے غنیمت کا مال تقسیم فرمارہے تھے۔

ذوالخویصرہ تمیمی آیا اور کہنے لگا کہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عدل فرمائیں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تیرے لیے خرابی ہو۔اگر میں عدل نہ کروں گا تو کون کرے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اجازت عطا فرمائیں میں اس کا سر قلم کرتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چھوڑ دو! اس کے ایسے ساتھی ہوں گے جن کے نماز، روزے کے مقابلے میں تمہیں اپنے نماز، روزے حقیر لگیں گے وہ قرآن کو پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔اس کے اثر سے محروم ہوں گے وہ دین سے اس طرح باہر نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے باہر نکل جاتا ہے، اگر تیر کو دیکھا جائے تو اس کی دھار اور نوک پر خون کا قطرہ تک نہیں۔ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ فام شخص ہو گا اس کا ایک

Marfat.com

بازوعورت کے پستان کی طرح حرکت کرتا ہوگا اور یہ گروہ لوگوں سے نکل جائے گا اور دو گروہ میں سے جو حق کے قریب ہوگا وہ ان کو قتل کرے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے اس حدیث کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا اور میں اس میں شامل تھا۔آپ رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا تو اس علامت والے کو تلاش کیا گیا تو اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق نشانیاں تھیں۔

(صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز:11،ص:442)

اس طرح یہ روایت امام مسلم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور امام بخاری نے بھی متعدد اسانید کے ساتھ اس طرح روایت کیا ہے۔

اور اسی طرح حدیث داؤد بن ابی ہند بھی روایت فرمائی۔

امام مسلم نے متعدد اسانید کے ساتھ شیبانی بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ

میں نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا کہ

آپ رضی اللہ عنہ نے خوارج کی حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت فرمایا ہے۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہاں۔

عراق کی طرف اشارہ فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ

وہ لوگ زبان سے تلاوت کریں گے حلق کے نیچے قلب پر اثر انداز نہیں ہوگا وہ دین سے باہر نکل جائیں گے جس طرح کہ تیر کمان سے باہر نکل جاتا ہے، ان کے سر منڈے ہوئے ہوں گے۔ (صحیح مسلم: باب الخوارج شر الخلق والخلیفۃ: جز:5،ص:312)

صحیحین میں متعدد اسانید کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی جو کہ عقل کے تھوڑے زبان سے اسلام کے مدعی لیکن ایمان سے خالی ہوں گے ان کو جہاں بھی پالو قتل کردو، ان کے قتل پر اجر ہے۔

(صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز: 11 ص: 443)

اور دوسری اسناد میں ہے کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو حلف کے طور پر بیان فرمایا کہ

میں نے اس حدیث مبارکہ کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور ثوری نے متعدد اسانید سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یعقوب بن سفیان نے متعدد اسناد کے ساتھ سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ذوالثدیہ کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ

وہ پہاڑی شیطان ہے۔

اس کو الاشہب فرمایا گیا یا ابن الاشہب فرمایا گیا۔

اور اس کی علامت قوم میں گمراہی ہے۔

سفیان نے فرمایا:

مجھے عمار ذہبی نے بتایا کہ

ان کی طرف ان میں سے ایک شخص آیا جس کو الاشہب یا ابن الاشہب کہا جاتا ہے۔

اور یعقوب بن سفیان نے متعدد اسانید کے ساتھ حامد ہمدانی سے روایت کیا ہے کہ

میں نے سعد بن مالک سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے شیطان ردھ کو قتل کیا۔ یعنی المخدج۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اصحاب، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا ہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز: 7 ص: 301)

Marfat.com

اور علی بن عیاش عن حبیب عن سلمۃ کے طریق سے فرمایا کہ

آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جانتی ہیں کہ مروہ کے لشکر اور نہروان کے قتل ہونے والوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملعون فرمایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

مروہ کے لشکر سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے والے ہیں۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:303)

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس طرح میں نے قرآن کے نزول پر جنگ کی ہے تم میں سے کچھ لوگ اس کی تاویل پر قتال کریں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرے لیے ہے (یعنی حکم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

اس سے میں مراد ہوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نہیں! اس سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں جو قریب بیٹھے جوتا درست فرما رہے تھے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:305)

یعقوب بن سفیان متعدد اسانید کے ساتھ عمران ابن جریر وہ لاحق سے روایت

Marfat.com

کرتے ہیں کہ

جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا ان کی تعداد چار ہزار تھی اور نہروان کے مقام پر ان کو ختم کر دیا مسلمانوں کے نو مسلمان شہادت نوش فرما گئے اگر تم چاہتے ہو تو ابو برزہ سے پتہ کر لو وہ اس کی گواہی دیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ

خوارج کے ساتھ قتال کی روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حد تواتر کے ساتھ ثابت ہے جو کہ قطعی علم کا سبب ہے۔ اور اس کا وقوع حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا۔ عنقریب اس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

نبی کریم ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق شہادت کی خبر دینا

امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

غزوہ عشیرہ سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خاک سے لت پت دیکھ کر ارشاد فرمایا:

اے ابوتراب! میں آپ پر خاک کو کیوں دیکھتا ہوں میں بتاتا ہوں کہ سب سے بڑھ کر دو بد بخت شخص کون ہیں؟

ہم نے عرض کیا:

کیوں نہیں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک قوم ثمود کا احیمر جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں۔

دوسرا اے علی رضی اللہ عنہ جو تیرے سر پر تلوار سے وار کر کے داڑھی کو رنگے گا۔

(مسند احمد: حدیث عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ: جز:37، ص:279)

Marfat.com

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ فضالہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ جو اصحاب بدر ہیں۔

میں اپنے والد ابوفضالہ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ خطرناک مرض کی حالت میں تھے۔

میرے والد محترم نے کہا:

آپ رضی اللہ عنہ اس جگہ کیوں قیام پذیر ہیں۔ اگر وفات ہوگئی تو ادھر ہی جہینہ کے لوگ کفن و دفن کریں گے اسی لیے بہتر یہی ہے کہ مدینہ منورہ تشریف لے جائیے، اگر وفات ہو بھی گئی تو گھر کے افراد ہی کفن و دفن و جنازہ کا انتظام کریں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ آپ کو اس وقت موت آئے گی جب سر کے زخم سے داڑھی آلود ہوگی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:309)

ابوداؤد طیالسی نے متعدد اسانید کے ساتھ زید بن وہب سے روایت کیا ہے کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خارجی سردار نے عرض کیا:

اللہ تعالیٰ سے ڈرو! کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ مرنے والے ہو۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے قتل کیا جائے گا جو کہ میرے سر پر تیز ضرب لگے گی اور میری داڑھی رنگ جائے گی۔

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اور لکھی ہوئی قضاء ہے اور جھوٹ بیان کرنے والا خائب ہے۔

امام بیہقی نے متعدد اسناد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

بے شک میرے بعد امت تیرے ساتھ غداری کرے گی۔

Marfat.com

اور ثعلبہ بن یزید کے طریق سے ہے کہ
میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ
بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے لیے عہد ہے کہ
بے شک میرے بعد امت تیرے ساتھ غداری کرے گی۔
اور امام بخاری نے فرمایا:
اس حدیث میں ثعلبہ راوی محل نظر ہے۔
امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ ثعلبہ بن یزید سے روایت کیا ہے کہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سر اور داڑھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:
قسم ہے یہ سر کے خون سے تر ہوگی اور قاتل کو روکا نہیں جائے گا۔
تو عبداللہ بن سبیع نے کہا:
اللہ تعالیٰ کی قسم! اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اگر کسی شخص نے اس طرح کیا تو ہم اس کے خاندان سے بدلہ لیں گے۔
آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
میرے قاتل کے علاوہ کسی کو نہ قتل کرنا۔
انہوں نے کہا:
پھر آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر فرمادیں۔
آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تمہیں چھوڑ دیا (یعنی خلیفہ نہ بنایا)
انہوں نے کہا:
اگر مقرر کیے بغیر وصال فرما گئے تو اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دہ ہوں گے۔
آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
میں عرض کروں گا۔

Marfat.com

یا اللہ عزوجل! جس وقت تک تو نے خلافت عطا فرمائی تو اس کے امور نبھاتا رہا پھر جب وصال ہو گیا تو تیرے حوالہ کر دیا۔ اگر تو چاہے تو ان کی اصلاح فرما اگر تو چاہے تو فساد برپا کرے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:311)

اسی طرح یہ امام بیہقی سے بھی روایت ہے اور یہ موقوف ہے ان الفاظ و معانی میں غرابت ہے۔

مشہور یہ ہے کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھانے کے لئے باہر تشریف لائے تو عبدالرحمٰن بن ملجم نے نیزہ مارا اور آپ رضی اللہ عنہ دو دن تک حیات رہے، ابن ملجم کو پکڑا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے تو ابن ملجم کو قتل کیا گیا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ

حد لگائی گئی۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

پھر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف گئے جیسا کہ عنقریب بیان آئے گا۔

انشاء اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق سلطنت کو ترک کرنے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنے کی خبر دینا

امام بخاری نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گھر سے باہر تشریف لائے اور منبر پر گود میں لے کر تشریف فرما ہوئے۔

اور ارشاد فرمایا:

یہ میرا بیٹا سردار ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہ میں صلح کروائے گا۔

(صحیح البخاری: باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی رضی اللہ عنہما: جز:9،ص:211)

امام بخاری سے کتاب الصلح میں ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر کو لیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مقابلے میں تشریف لائے۔

حضرت عمر بن العاص نے کہا:

لگتا ہے یہ لشکر سامنے والے لشکر کو ختم کر کے ہی واپس آئے گا۔

تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے عمرو! رضی اللہ عنہ! اگر یہ شہید ہو گئے تو لوگوں کے امور کون سنبھالے گا، عورتوں کی کیسی حالت ہوگی، زمین کو کون سنبھالے گا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن بن سمر اور عبداللہ بن عامر بن کریز کو صلح کے لئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا تو وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور صلح کے لئے عرض کیا:

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہمارا اموال اور جانوں کا نقصان ہو گیا ہے۔

انہوں نے عرض کیا:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف اس اس طرح لوٹا دیں گے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اس کی کون ضمانت دیتا ہے۔

تو پھر انہوں نے ضمانت لے لی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح فرمالی۔

(صحیح البخاری: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی رضی اللہ عنہما: جز:2 ص:962)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

میں نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو ملاحظہ کیا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی جانب توجہ فرماتے اور کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرا یہ بیٹا سردار ہے۔

ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دو عظیم مسلمان گروہ میں اس کے ذریعے صلح پیدا فرمادے۔

یہ واقعہ اس طرح ہی ہوا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو ایک عظیم لشکر لیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب تشریف لے گئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی لشکر لے آئے اور صفین میں آمنے سامنے ہوئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کو قبول فرمالیا اور حکومت کے امور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے فرمادیئے۔

Marfat.com

ابوداؤد اور ترمذی میں یہ روایت حدیث اشعث سے ہے اور نسائی نے ابی بکرہ سے روایت کیا ہے۔

اور ترمذی نے فرمایا:

یہ حدیث صحیح ہے۔

نعیم ابن حماد نے الفتن والملاحم میں متعدد اسانید کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ

دنیا کے ختم ہونے سے پہلے اس امت کا اتفاق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سلطنت پر ہوگا۔

امام حدیث اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر سے روایت کرتے ہیں۔

جو کہ ضعیف ہے اور انہوں نے عبدالملک بن عمار سے روایت کیا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان نے ہی خلافت پر آمادہ کیا ہے۔

اے معاویہ! رضی اللہ عنہ! اگر حکومت ملے تو لوگوں سے حسن سلوک کرنا۔

امام بیہقی نے فرمایا:

اس کے لئے شواہد ہیں اور وہ متعدد اسناد سے حضرت سعید بن العاص کی روایت ہے کہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پانی کا لوٹا لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی جانب نظر کرم فرما کر ارشاد فرمایا:

اگر حکومت میسر ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور عدل کرنا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

Marfat.com

مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر پکا یقین ہوا کہ حکومت سے مجھ پر آزمائش ہوگی۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:326)

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کتاب کو میرے تکیے کے نیچے سے اٹھالیا گیا ہے۔

مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مذہوب ہوگی۔ پھر دیکھا تو اس کو شام پہنچادیا گیا ہے۔

خوب سن لو کہ!

فتنوں کے دور میں ایمان شام میں ہوگا۔

(مسند احمد: حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ: جز:44،ص:209)

اور دوسری روایت میں بھی اسی طرح ہے۔

امام عبدالرزاق نے متعدد اسناد کے ساتھ عبداللہ بن صفوان سے روایت کیا ہے۔

ایک شخص نے صفین کی جنگ میں کہا۔

یا اللہ عزوجل! اہل شام پر لعنت فرما۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اہل شام کو سب وشتم نہ کرو۔

وہاں ابدال ہیں۔

وہاں ابدال ہیں۔

وہاں ابدال ہیں۔

(مصنف عبدالرزاق: باب الشام: جز:11،ص:249)

Marfat.com

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ عبید حضرمی سے روایت کیا ہے کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس عراق میں شام والوں کا ذکر ہوا۔

تو لوگوں نے عرض کیا:

ان پر لعنت بھیجو تو آپ رضی اللہ عنہ نے انکار فرما دیا۔

اور فرمایا:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

شام میں چالیس ابدال ہوں گے جب ایک فوت ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ دوسرا اس کی جگہ بنا دے گا ان کی دعاؤں سے بارش کا نزول ہوگا، دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا عذاب اٹھ جائے گا۔

(مسند احمد: جزء الثانی: ص: 231)

امام احمد اس میں اکیلے ہیں اور اس میں انقطاع ہے۔

Marfat.com

باب:

روم سے قتال کے بارے میں

اسحاق بن یزید الدمشقی نے متعدد اسناد کے ساتھ خالد بن معدان سے روایت کیا ہے کہ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس عمرو بن اسود عنسی آیا اور وہ دریائے حمص کے ساحل پر خیمہ کے اندر بیوی کے ساتھ تھے۔

ان کی بیوی ام حرام نے کہا کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

میری امت میں جو پہلا لشکر بحری جہاد کرے گا وہ جنتی ہے۔

ام حرام نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان میں ہوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں!

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت میں پہلا لشکر جو قیصر کے شہر میں قتال کرے گا وہ بخشا ہوا ہے۔

میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان میں ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

نہیں۔(صحیح البخاری:باب ما قیل فی قتال الروم:جز:3،ص:1069)

یہ روایت صحاح ستہ میں صرف امام بخاری سے روایت ہے۔اور امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ یحییٰ بن حمزہ قاضی سے روایت کیا ہے اور وہ حدیث اول کے معنی کے مشابہ ہے۔

اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تین (3) دلائل ہیں۔

سمندر میں غزوہ اولیٰ اور وہ 27ھ کو ہوا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام میں حاکم تھے۔حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے گھر والوں کے ساتھ تھیں اور واپس جب آئے تو وفات پا گئیں۔

اور ابن زید نے کہا:

قبرص میں وفات پا گئیں اور دوسرا غزوہ 52ھ میں قسطنطنیہ میں ہوا اور اس کا امیر یزید بن معاویہ تھا۔اور ان کے ساتھ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے جو ادھر ہی وصال فرما گئے۔

رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔

اور ام حرام رضی اللہ عنہا اس غزوہ میں نہیں تھیں کیونکہ وہ غزوہ اولیٰ ہی میں فوت ہو گئیں۔

پس اس حدیث میں نبوت کے تین دلائل ہیں۔

1- دو غزوات کی خبر دینا

2- پہلے غزوہ میں ام حرام رضی اللہ عنہا کا موجود ہونا

3- دوسرے غزوہ میں موجود نہ ہونا

تو یہ سب اسی طرح واقع ہوا۔

صلوات اللہ و سلامہ علیہ۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم:باب ما قیل فی قتال الروم:ص:127)

Marfat.com

ہندوستان کے غزوہ کے بارے خبر دینا

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

کہ

ہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کے غزوہ کا وعدہ فرمایا اور اگر میں نے وہ دور حاصل کر لیا اور شہید ہو گیا تو بہترین شہید ہوں گا اور اگر لوٹ آیا تو دوزخ سے آزاد ابو ہریرہ ہوں گا۔

(مسند احمد: باب مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: جز:14، ص:372)

امام نسائی نے متعدد اسناد کے ساتھ ان الفاظ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ہند کے بارے میں وعدہ لیا۔

(سنن نسائی: باب غزوۃ الہند: جز:10، ص:254)

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

کہ

میرے خلیل صادق و مصدوق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسی امت کا گروہ سندھ اور ہندوستان میں جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

اگر میں زندہ رہا اور اسی جگہ شہید ہوا تو یہی حاصل ہے اور اگر میں زندہ واپس پلٹ آیا تو ابو ہریرہ محدث ہو گا جس کو اللہ تعالیٰ نے جہنم سے آزاد کر دیا ہو گا۔

(مسند احمد: باب مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: ج:18، ص:9)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں 44ھ میں ہندوستان سے قتال ہوا۔ اور محمد بن سبکتگین نے 392ھ میں ہندوستان سے قتال کیا اور سومنات کو فتح کیا اور بڑے بتوں کو توڑا اور بہت سارے غلام اور مال غنیمت لے کر واپس لوٹا۔

Marfat.com

فصل:

ترک سے قتال کے بارے میں خبر دینا

امام بخاری نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم قیامت سے پہلے اس قوم سے قتال کرو گے جن کے جوتے بال کے ہوں گے، چھوٹی آنکھوں، زرد چہروں، چپٹی ناکوں والے ترکیوں سے قتال کرو گے۔

(صحیح البخاری: باب قتال الترک: جز:10، ص:74)

امام بخاری نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تم خوزا اور کرمان عجمیوں سے جنگ نہ کرو گے۔ ان کے چہرے زرد ہوں گے، چپٹی ہوئی ناک ہوں گی اور چھوٹی آنکھیں ہوں گی گویا کہ ان کے چہرے چوڑے اور چپٹے ہوئے ڈھال کی مانند ہیں اور ان کے جوتے بال کے ہوں گے۔ (صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز:11، ص:424)

امام احمد سے اس طرح ذکر کیا گیا ہے کہ

آپ نے فرمایا:

خوز خاء کے ساتھ عبدالرزاق نے خطا کی ہے اصل میں جیم ہے اور وہ جوز اور کرمان ہے اور مشرق کا مشہور شہر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

Marfat.com

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تم چوڑے چپٹے چہرے والوں سے قتال نہ کرو گے۔ اوران کے جوتے بال کے ہوں گے۔ (مسند احمد: باب مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: جز:15،ص:6)

امام بخاری نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

میں تین سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا اور حدیث کو یاد رکھنے کا بڑا جذبہ وشوق تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے ارشاد فرمایا:

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تم ان سے قتال نہ کرو جن کے جوتے بال کے ہوں گے۔ (صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز:11،ص:425)

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ عمرو بن تغلب سے روایت کیا ہے کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی نشانی ہے کہ تم ایسی قوم سے قتال کرو گے جن کے بالوں کے جوتے ہوں گے۔

(مسند احمد: حدیث عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ: جز:42،ص:145)

امام بخاری نے متعدد اسناد کے ساتھ جریر بن محازم سے روایت کیا ہے کہ

مقصود یہ کہ ترک سے ایام صحابہ کے آخری دور میں قتال کیا گیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما قیل فی قتال الترک: ص:128)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے متعلق خبر

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ بشر بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

میں مسجد کے اندر تھا کہ ایک شخص آیا اس نے دو رکعت نماز ادا کی اور اس کے چہرہ پر خشوع وخضوع کے اثرات ظاہر ہو رہے تھے۔

تو کہا گیا کہ

Marfat.com

یہ جنتی آدمی ہے۔

جس وقت وہ مسجد سے باہر گیا تو میں نے اجازت لی اور ان کے ساتھ چل پڑا۔

تو میں نے ان کو کہا کہ

آپ جس وقت مسجد میں آئے تھے لوگوں نے آپ کو جنتی شخص کہا ہے۔

اس نے مجھے کہا۔

علم کے بغیر بات کرنا اچھا نہیں ہے۔

اس کی اصل بات یہ ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں ایک خواب دیکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا کہ میں ایک سرسبز باغ میں ہوں اور اس کے درمیان ایک ستون ہے اور اس کی حد طولی پر کنڈا ہے۔ مجھے کہا گیا کہ

اس کے اوپر چڑھو۔

میں نے کہا:

میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا۔

تو وہ غلام لے کر آیا اور اس نے اٹھا کر کہا اس پر چڑھ جاؤ تو میں نے چڑھ کر کنڈے کو پکڑ لیا۔

پھر اس نے کہا:

مضبوطی سے پکڑو تو میں خواب سے جاگ گیا اور وہ کنڈا میرے ہاتھ ہی میں تھا۔ یہ خواب میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ بتایا کہ باغ سے مراد اسلام کا باغ ہے اور ستون سے مراد اسلام ہے اور کنڈے سے مراد ایمان ہے تمہاری وفات اسلام پر ہوگی۔

فرمایا:

یہ خواب دیکھنے والے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔

(مسند احمد: باب حدیث عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ: جز:48، ص:305)

Marfat.com

اور امام بخاری نے اس روایت کو حدیث عون سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد نے بھی ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

امام مسلم نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

مجھے انہوں نے پہاڑ پر لا کھڑا کیا۔

اور کہا۔

اس کے اوپر چڑھیں۔

تو میں لگاتار چڑھتا رہا لیکن چڑھ نہیں سکا اور سر کے بل گر گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پہاڑ شہداء کا مقام ہے اور آپ رضی اللہ عنہ یہ حاصل نہ کر سکیں گے۔

(صحیح مسلم: باب من فضائل عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ: جز:12، ص:286)

اور امام بیہقی نے فرمایا:

یہ دوسرا معجزہ ہے۔

اور اسی طرح ہی واقع ہوا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ 43ھ میں وصال فرما گئے جس کو ابو عبیدہ القاسم نے ذکر کیا ہے۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو سرف مقام پر وصال کی خبر دینا

امام بخاری نے تاریخ میں متعدد اسناد کے ساتھ یزید بن اصہم سے روایت کیا ہے کہ

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ میں علیل ہوئیں اور کوئی یہاں پر بھانجا تیمار داری کرنے والا نہیں تھا۔

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

مجھے اس جگہ سے لے جاؤ مجھے یہاں موت نہیں آئے گی کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں یہاں پر وفات نہیں پاؤں گی پھر آپ رضی اللہ عنہا کو مقام سرف پر لے گئے جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح مبارکہ فرمایا تھا۔

تو آپ رضی اللہ عنہا نے اسی جگہ وصال فرمایا۔

میں کہتا ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہا نے 51ھ میں وصال فرمایا۔

حجر بن عدی اور اس کے اصحاب کے قتل کے بارے میں خبر دینا

یعقوب بن سفیان نے متعدد اسناد کے ساتھ عبداللہ بن رزین غافقی سے روایت کیا ہے کہ

میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

اے اہل عراق! تمہارے آدمیوں میں سے سات آدمی عذرا کے مقام پر قتل ہوں گے اور ان کی مثال اصحاب اخدود کی طرح ہے۔

تو اسی طرح حجر بن عدی اور اس کے اصحاب قتل کئے گئے۔

یعقوب بن سفیان نے کہا کہ

ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ

زیاد بن سمیہ نے منبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گندے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا تو حجر بن عدی نے ہاتھ میں کنکریاں لیں لیکن اسی جگہ دوبارڈال دیں اور ان کے اردگرد لوگوں نے زیاد کو کنکریاں ماریں تو زیاد نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ مجھے حجر بن عدی نے منبر کے اوپر کنکریاں ماری ہیں تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

اس کا یہ جواب ارشاد فرمایا کہ حجر بن عدی اور ساتھ مارنے والوں کو میرے پاس روانہ کرو۔ جب حجر بن عدی اور اس کے ساتھی دمشق کے پاس عذرا کے علاقے پر گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کروا دیا۔

امام بیہقی نے فرمایا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس طرح کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کے بغیر بیان نہیں فرما سکتے۔

یعقوب بن سفیان نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حاضری کے وقت ارشاد فرمایا:

تم میں سے آخری شخص کو آگ سے موت آئے گی۔

ان میں سے سمرہ بن جندب بھی۔

ابونضرہ نے کہا:

حضرت سمرہ بن جندب کو آخر میں موت آئی۔

امام بیہقی نے فرمایا:

اس کے راوی ثقہ ہیں مگر ابونضرہ السعیدی کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

امام عبدالرزاق نے متعدد اسناد کے ساتھ ابن طاؤس سے روایت کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہما اور ایک آدمی کو فرمایا:

تم میں سے آخری آدمی آگ سے مرے گا تو پھر وہ آدمی اسی طرح فوت ہو گیا،

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما زندہ تھے جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کوئی آ کر یہ کہتا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ یہ سن کر بے ہوشی کے عالم میں ہوتے تو حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے قبل خوارج سے قتال بھی کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: باب من کان یعلمھم ویضربھم علی اللحسن: ج:8،ص:415)

بعض اہل علم نے کہا کہ

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ آگ میں فوت ہو گئے تھے۔

ہلال بن السرقی نے کہا کہ

مجھے عبداللہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کے طریق سے بتایا کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے آگ سے حرارت حاصل کرنے کے لئے آگ منگوائی اور گھر والوں کی غفلت کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ اس میں جا گرے اور وہیں وصال فرما گئے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دینا

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ احد یا غزوہ حنین کے موقع پر سینہ پر تیر پیوست ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا۔

اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس تیر کو نکال دیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تم چاہو تو تیر کو دستے کے ساتھ ہی نکال دیتا ہوں ورنہ تیر ہی نکال دیتا ہوں اور قیامت کے دن آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر گواہی دوں گا۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ

Marfat.com

تیر ہی نکال دیجئے اور دستہ کو جسم میں رہنے دیجئے اور میری شہادت پر گواہ رہیے حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ کا زخم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں دوبارہ ابھر آیا اور آپ رضی اللہ عنہ عصر کے بعد وصال فرما گئے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:357)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ

آپ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وصال فرما گئے۔

واقدی نے کہا:

73ھ میں وصال فرمایا:

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

74ھ میں وصال فرمایا۔

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال بغیر اختلاف کے 70ھ میں ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا بنی ہاشم کے فتنہ کی خبر دینا

امام بخاری نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عنقریب ناگوار امور کا دور آئے گا۔

عرض کیا گیا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم پھر کیا کریں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان حقوق کو ادا کرو جو تم پر ہیں اور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ تم سے سوال کرے

Marfat.com

گا۔ (صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز: 11 ،ص: 436)

امام بخاری نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لوگ ان قریش سے تباہ ہوں گے۔

ہم نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں کیا حکم ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کاش لوگ ان سے الگ رہیں۔

(صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز: 11 ،ص: 437)

اور امام مسلم سے متعدد اسناد کے ساتھ ابوسام سے روایت کی گئی ہے۔

امام بخاری نے متعدد اسناد کے ساتھ سعید اموی سے روایت کیا ہے کہ

میں ایک مرتبہ مروان اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا تو میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت کی ہلاکت ان نئے نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی۔

مروان نے کہا:

نئے نوجوان کے ہاتھوں؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اگر تم چاہو تو میں ان کے نام فلاں بن فلاں بتاتا ہوں۔

(صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز: 11 ،ص: 438)

تفرد به البخاری

Marfat.com

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت کی ہلاکت نئے نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی چنانچہ مروان نے حکومت پر بیٹھنے سے پہلے ان نئے نوجوانوں پر لعنت کو بھیجا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اگر میں چاہوں تو فلاں بن فلاں بھی بتا سکتا ہوں۔

ابو امیہ نے کہا:

میں شام میں اپنے باپ و دادا کے ساتھ بنی مروان کے حکمران کے پاس جاتا رہتا تھا تو انہوں نے نئے نوجوانوں کو حکومت کے واسطے مقرر کیا۔ یہی لوگ جن کا ذکر کیا گیا اس چیز کے حکم میں ہیں۔ (مسند احمد: باب: مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: جز:16،ص:495)

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ عبد اللہ بن ظالم سے روایت کیا ہے کہ

میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ

اور انہوں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

میری امت کا فساد قریش کے نئے جوانوں کے ہاتھوں ہوگا۔

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

پہلا آدمی جو میرے طریقے اور اسلام کے نظام کو بدلے گا وہ بنو امیہ میں سے ہوگا۔

(مسند احمد: باب مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ: جز:16،ص:231)

یہ منقطع حدیث ہے اور ابو العالیہ اور ابو ذر کا آپس میں سماع ہی نہیں اور امام بیہقی نے اس کو حضرت ابو عبید بن جراح کی وجہ راجح فرمایا ہے۔

اور فرمایا کہ

Marfat.com

قیاس اس سے یہی ہے کہ اس سے مراد یزید ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے شہید ہونے کی خبر دینا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں احادیث مبارکہ آئی ہیں۔

امام احمد نے متعدد اسناد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

بارش کے فرشتے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت عطا فرمادی۔

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ

دروازے کی نگہبانی کرنا کہ کوئی اندر نہ آجائے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھاگتے ہوئے اندر تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مقدسہ پر چڑھنے لگ گئے۔

فرشتے نے کہا:

کیا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں!

فرشتے نے کہا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس کو شہید کر دے گی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو میں اس کے قتل کی جگہ بھی دکھاتا ہوں تو پھر فرشتے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام کی زرد مٹی دکھائی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس مٹی کو کپڑے کے کنارے سے باندھ لیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

Marfat.com

سنتے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو کربلا میں شہید کر دیا جائے گا۔

(مسند احمد: باب: مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ: جز: 27، ص: 340)

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن وہب بن زمعہ سے روایت کیا ہے کہ

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لیٹ گئے اور پھر اچانک پریشانی کے عالم میں جاگے پھر لیٹ گئے۔ پھر اچانک حیرانگی کے عالم میں جاگے اسی طرح دوبارہ جاگ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں میں سرخ مٹی ہے اور اس مٹی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے الٹ پلٹ رہے تھے۔

میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کون سی مٹی ہے!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا ہے کہ یہ عراق کی زمین مقتل حسین رضی اللہ عنہ کی مٹی ہے۔

میں نے جبرائیل علیہ السلام کو کہا کہ

مجھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقتل کی مٹی دکھاؤ تو انہوں نے کہا:

یہ مٹی ہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الاخبار بمقتل الحسین بن علی رضی اللہ عنہ: ص: 132)

حافظ ابوبکر بزار نے اپنی مسند میں متعدد اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔

تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا۔

Marfat.com

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ محبوب ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیونکر نہ محبوب ہو یہ تو میرا جگر گوشہ ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس کو شہید کر دے گی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی قبر کی مٹی دکھاتا ہوں تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مٹھی میں سرخ مٹی لے کر آئے۔ (معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الاخبار بمقتل الحسین بن علی رضی اللہ عنہ: ص: 133)

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ ام فضل بنت حارثہ سے روایت کیا ہے کہ

آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں کہ میں نے رات کو ایک گندہ خواب دیکھا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیان کرو۔

تو انہوں نے عرض کیا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس جسم کا ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ تو بہت اچھا خواب ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا اور وہ تیری گود میں جائے گا۔ پھر جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوگئی تو آپ رضی اللہ عنہ کو مجھے دے دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ملاحظہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

میں نے عرض کیا:

یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ قربان جائیں کیا ہوا؟

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس کو شہید کر دے گی۔

میں نے عرض کیا:

اسی بیٹے کو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں۔

اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے تربت کی مٹی بھی ملاحظہ کروائی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:368)

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوئی اور اپنا خواب عرض کیا کہ میری آغوش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس جسم کا ایک عضو ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں انشاء اللہ ایک بیٹا پیدا ہوگا جس کی دیکھ بھال آپ کرو گی۔

پھر جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہا کو دے دیا گیا تو قثم بن عباس کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا۔

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں ایک دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر زیارت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لے کر سینے سے لگا لیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پیشاب کر دیا جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض مبارک تر ہوگئی تو میں نے ان کے کندھوں پر (محبت سے) چپٹ لگائی۔

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ رحم کرے، تم نے میرے جگر گوشہ کو تکلیف دی۔

یا فرمایا:

اللہ تعالیٰ تمہاری اصلاح فرمائے۔

میں نے عرض کیا:

اپنی ازار عطا فرمائیں میں اس کو دھو آتی ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹا دیا جاتا ہے۔

(مسند احمد: باب حدیث ام الفضل بن عباس وہی اخت میمونۃ: جز:54،ص:315)

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

میں نے نصف النہار کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں مٹی سے گرد سے بھرا دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھ میں خون کی شیشی ہے۔

میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔

یہ کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حضرت حسین اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا خون ہے۔ جو آج میرے پاس لایا گیا ہے۔

فرمایا:

ہم نے اس دن کو شمار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کو اسی دن شہید کیا گیا۔

(مسند احمد: باب بدایۃ مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: جز:5،ص:89)

Marfat.com

ابوبکر بن عباس واقدی اور خلیفہ بن خیاط اور ابومعتز وغیرہ نے کہا ہے کہ
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے دن 61ھ میں شہید کیا گیا۔
اور بعض کا گمان ہے کہ
ہفتہ کے دن شہید کیا گیا۔
اور پہلا قول صحیح ہے۔
حماد بن سلمہ نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ
آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر جنات کو نوحہ اور روتے ہو
ملاحظہ کیا ہے۔
شہر بن حوشب نے کہا ہے کہ
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے جب آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت حس
رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہا بے ہوش ہو کر زمین
تشریف لے آئیں۔
امام بیہقی نے شعبی کے طریق سے روایت کیا ہے کہ
میں نے شعبی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ کو پتہ چ
کہ آپ رضی اللہ عنہ عراق کی تیاری رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ سے مدینہ کے دو یا تین
رات کے فاصلے پر ملاقات ہوئی۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا:
کہاں کا ارادہ ہے؟
تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
عراق۔

Marfat.com

اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اہل عراق کے بہت سے خطوط تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ

آپ رضی اللہ عنہ ان کے پاس نہ جایئے۔

تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ ان کے خطوط اور بیعت نامہ ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ

جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دنیا و آخرت میں سے ایک کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کو پسند فرمایا اور دنیا کو رد فرمادیا آپ رضی اللہ عنہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قسم!

آپ رضی اللہ عنہ میں سے کوئی بھی ہمیشہ والی نہیں بن سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو لے کر آخرت آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کے لئے پسند فرمائی ہے اس لیے عرض ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے چلیے۔ چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ پھر بھی سفر کرنے پر راضی رہے پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما گلے ملے۔

اور عرض کیا:

میں ایک شہید کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر رہا ہوں۔

تو جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ویسے ہی ہوا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:371)

میں کہتا ہوں کہ

فاطمی خلفاء وہ ہیں جو مصر کے رہنے والے ہیں اور وہ نسب کا دعویٰ کرنے والے ہیں۔

اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بیت میں شامل ہی نہیں اور تینوں خلفاء کی طرح آپ رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت استحکام میں نہیں تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی مکمل حکومت پر حکمرانی نہیں تھی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اگر خلیفہ بنتے تو جب آپ رضی اللہ عنہ شام والوں کی فوج کے روبرو ہوئے تو خلافت سے کسی مصلحت کی بناء پر استعفیٰ دے دیا۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو عراق جانے سے روکا تو جب آپ رضی اللہ عنہ نے بار بار جانے پر اصرار کیا تو گلے مل کر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا اور کہا کہ میں ایک شہید کو الوداع کہہ رہا ہوں تو یہ سب اسی طرح ہوا جس طرح آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

واقعہ حرہ کی خبر دینا جو یزید کے زمانے میں ہوا

یعقوب ابن سفیان نے متعدد اسناد کے ساتھ ایوب بن بشر معاضری سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے ارادہ سے باہر تشریف لے گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان حرہ کے پاس سے گزرے تو وہاں ٹھہر گئے اور رجع کے الفاظ فرمائے تو ہم نے گمان کیا کہ سفر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف ہوئی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہوا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس سفر کے بارے میں کوئی بات نہیں ہے؟

ہم نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر کس سفر کے بارے میں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد میری امت کے بہترین اشخاص اس حرہ پر شہید کیے جائیں گے۔

یہ حدیث مرسل ہے۔

یعقوب بن سفیان نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

اس آیت کی تاویل

اور اگر ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف سے آئیں پھر ان سے کفر چاہتیں تو ضرور ان کا مانگا دے بیٹھتے اور اس میں دیر نہ کرتے تھوڑی۔

60ھ کے آخر میں نمودار ہوئی کہ بنی حارثہ نے اہل شام سے مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت مانگی۔

یہ سند ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جانب سے صحیح ہے اور اکثر علماء کے نزدیک صحابی کی تفسیر مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔

ابو نعیم بن حماد نے کتاب الفتن الملاحم میں متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابوذر (رضی اللہ عنہ)! لوگ اتنا زیادہ قتل کیے جائیں گے کہ ''حجارۃ الزیت'' خون سے بھر جائے گا پھر تم اس عالم میں کیا کرو گے۔

میں نے عرض کیا:

اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اپنے گھر میں داخل ہو جانا۔

میں نے عرض کیا:

Marfat.com

ابو بکر بن عباس واقدی اور خلیفہ بن خیاط اور ابو معتز وغیرہ نے کہا ہے کہ
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے دن 61ھ میں شہید کیا گیا۔
اور بعض کا گمان ہے کہ
ہفتہ کے دن شہید کیا گیا۔
اور پہلا قول صحیح ہے۔
حماد بن سلمہ نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ
آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر جنات کو نوحہ اور روتے ہوئے ملاحظہ کیا ہے۔
شہر بن حوشب نے کہا ہے کہ
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے جب آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہا بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئیں۔
امام بیہقی نے شعبی کے طریق سے روایت کیا ہے کہ
میں نے شعبی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ آپ رضی اللہ عنہ عراق کی تیاری رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ سے مدینہ کے دو یا تین رات کے فاصلے پر ملاقات ہوئی۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا:
کہاں کا ارادہ ہے؟
تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
عراق۔

Marfat.com

اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اہل عراق کے بہت سے خطوط تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ

آپ رضی اللہ عنہ ان کے پاس نہ جائیے۔

تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ ان کے خطوط اور بیعت نامہ ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ

جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دنیا و آخرت میں سے ایک کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کو پسند فرمایا اور دنیا کو رد فرما دیا آپ رضی اللہ عنہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قسم!

آپ رضی اللہ عنہ میں سے کوئی بھی ہمیشہ والی نہیں بن سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو لے کر آخرت آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کے لئے پسند فرمائی ہے اس لیے عرض ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے چلئے۔ چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ پھر بھی سفر کرنے پر راضی رہے پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما گلے ملے۔

اور عرض کیا:

میں ایک شہید کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر رہا ہوں۔

تو جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ویسے ہی ہوا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب جماع اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7، ص:371)

میں کہتا ہوں کہ

فاطمی خلفاء وہ ہیں جو مصر کے رہنے والے ہیں اور وہ نسب کا دعویٰ کرنے والے ہیں۔

اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ

Marfat.com

اگر یہاں بھی آجائیں تو مقابلہ کروں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا تو بھی اسی طرح کا ہوگا؟ (یعنی گناہ کرنے والا)

میں نے عرض کیا:

پھر کیسے کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تمہیں خوف ہو کہ تلوار کی چمک آنکھوں کو چندھیا دے گی تو پھر بھی اپنے چہرے کو کپڑے سے چھپا لینا تو وہ تمہارے اور اپنے گناہوں کا وبال سر پر لے کر جائے گا۔

امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ عمران جونی سے روایت کیا ہے اور مطول ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں کہ

ایک وفد مدینہ منورہ کا دمشق میں یزید کے پاس آیا تو یزید نے ان کا بہت زیادہ خیال رکھا اور خدمت کی اور امیر کے وفد حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ نے تقریباً ایک لاکھ کا تحفہ دیا اور جس وقت یہ واپس مدینہ منورہ آئے تو مدینہ والوں کے روبرو یزید کا حسن سلوک سنایا کہ یزید تو شراب پیتا اور برے افعال کرتا ہے اور بڑی بری خبر تو یہ ہے کہ شراب کے نشے میں دھت ہونے کی وجہ سے نماز قضاء کر کے پڑھتا رہتا ہے تو لوگوں نے منبر کے پاس کھڑے ہو کر یزید کی بیعت توڑ دی جس وقت یزید کو معلوم ہوا تو یزید نے مسلم بن عقبہ کے ذریعے لشکر بھیجا تا کہ مدینہ منورہ والوں کو مات دے پھر وہ لشکر آیا اور شکست دی پھر مدینہ منورہ میں اپنے تمام لشکر کو عام اجازت دے دی۔ ان دنوں میں کثیر لوگ قتل کر دیئے گئے تھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ سات سو قراء حضرات شہید کیے گئے۔

Marfat.com

سعید بن کثیر انصاری نے کہا کہ
حرہ کے حادثہ میں عبداللہ بن یزید مازنی
معقل بن سنان اشجعی
معاذ بن حارث
اور عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہم نے شہادت کا مقام حاصل کیا۔

اور یعقوب نے یحییٰ بن عبداللہ کے طریق سے لیث کے حوالے سے کہا ہے کہ واقعہ ستائیس (27) ذی الحجہ کو 63ھ میں واقع ہوا ہے۔ اس کے بعد مسرف بن عقبہ مکہ مکرمہ کی جانب چلا گیا تاکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کر دے کیونکہ انہوں نے یزید کی بیعت توڑی تھی اور مکہ مکرمہ میں تشریف لے گئے تھے جب مکہ مکرمہ میں گئے تو یزید مر گیا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت اور حکم زیادہ ہوئے اور عراق و مصر پر قابض ہو گئے پھر آپ رضی اللہ عنہ 73ھ میں حجاج کے ذریعے سے شہادت نوش فرما گئے۔

امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
70ھ کے آخری دنوں سے پناہ طلب کرو اور بچوں کی امارت سے پناہ طلب کرو۔
(مسند احمد: مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: جز:17 ص:10)

اور فرمایا:
دنیا بے وقوف کے ہاتھوں چلی گئی۔
اور الاسود نے فرمایا:
یعنی لیئم ابن لیئم
اور امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ علی بن یزید سے روایت کیا ہے کہ

Marfat.com

انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ایک ظالم بنی امیہ کا حکمران میری اس منبر کے اوپر کھڑے ہو کر زور زور سے آوازیں نکالے گا حتیٰ کہ اس کو نکسیر ہو جائے گی۔
فرمایا گیا۔
اسی طرح ہی ہوا منبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمرو بن سعید کو نکسیر ہوئی تھی۔
میں کہتا ہوں کہ
علی بن جرعان کی روایت غرابت اور نکارت ہے اور اس میں شعیت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق علم و رنج و بلاء کی خبر دینا

امام بیہقی نے متعدد اسانید کے ساتھ موسیٰ بن میسرۃ سے روایت کیا ہے کہ
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کسی حاجت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ روانہ کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کسی شخص کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے واپس آ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ملاقات کی تو اس بارے میں خبر دی۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
کیا اس نے دیکھا تھا۔
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:
ہاں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
کیا تم اس مرد کے بارے میں جانتے ہو یہ جبرائیل (علیہ السلام) تھے۔ عبداللہ

Marfat.com

بن عباس رضی اللہ عنہما فوت نہیں ہوں گے یہاں تک کہ ان کی بصارت چلی جائے گی اور علم دیا جائے گا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اخبارہ عما ینالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما.....ص:137)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما 58ھ میں نابینا ہو کر وفات پا گئے۔

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ انیسہ بنت زید بن ارقم سے انہوں نے باپ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زید کے مرض کے وقت تشریف لائے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس مرض میں تمہیں کوئی خوف نہیں ہے مگر اس وقت کیا حال ہوگا جب تم میرے بعد عمر پاؤ گے اور نابینا ہو جاؤ گے۔

انہوں نے عرض کیا:

میں صبر کروں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر تو بغیر حساب کے، جنت میں جاؤ گے۔

فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نابینا ہوئے اور پھر وصال فرما گئے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ج:7،ص:390)

Marfat.com

فصل:

کذابین کے ظہور کے بارے خبر دینا

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے اور امام مسلم کے نزدیک حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت سے پہلے پہلے تیس (30) کذاب دجال ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا گمان ہوگا کہ میں نبی ہوں۔

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت سے پہلے پہلے تیس (30) کذاب ہوں گے۔

ان میں سے ایک مسیلمہ ہوگا۔

اور عنسی ہوگا۔

اور مختار ہوگا۔

اور عرب کے شریر قبائل ہیں۔

بنوامیہ

بنوحنیفہ

اور ثقیف ہونگے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ج:7 ص:393)

امام ابن عدی نے فرمایا:

محمد بن حسن اسدی کے کچھ افرادات ہیں، اور ان سے ثقہ راوی نے بیان کیا ہے

Marfat.com

میں حدیث کو اس سے روایت کرنے میں حرج نہیں سمجھتا۔

اور امام بیہقی نے فرمایا:

اس حدیث کے شواہد صحیحہ مختار ہیں۔

امام ابوداؤد طیالسی نے متعدد اسناد کے ساتھ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ

حجاج بن یوسف کو کہا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ قبیلہ ثقیف میں ایک کذاب اور ہلاکت کرنے والا ہوگا۔ کذاب کو تو ہم دیکھ چکے ہیں اور ہلاکت کرنے والا لگتا ہے تم ہی ہو۔

اور امام مسلم نے اس حدیث کو الاسود بن شیبان سے روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ ہشام بن یحییٰ غسانی سے روایت کیا ہے کہ

عمر بن عبدالعزیز نے کہا:

اگر تمام امت اپنے خبث کے ساتھ آتی اور ان میں حجاج ہو تو وہ ان پر غالب ہو جاتا۔

اور ابوبکر بن عیاش نے متعدد اسناد کے ساتھ ابی نجوز سے روایت کیا ہے کہ

اللہ تعالیٰ کی کوئی حرمت باقی نہیں رکھی مگر حجاج نے اس کا ارتکاب کیا ہے۔

اور امام عبدالرزاق نے ابن طاؤس سے روایت کیا ہے کہ

جب حجاج کی موت متحقق ہوئی تو یہ آیت تلاوت کی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا۔

تو جڑ کاٹ دی گئی ظالموں اور تمام خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ (الانعام:45)

میں کہتا ہوں کہ

Marfat.com

حجاج 95ھ میں فوت ہوا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: فصل فی اخبارہ عن الکذابین الذین یظہرون: ص:138)

نبی کریم ﷺ کا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی حکومت یا پانچ خلفاء راشدین کی طرف اشارہ

حدیث ابی ادریس خولانی میں حضرت، حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ

اس بدترین دور کے بعد اچھا دور آئے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں۔

مگر تھوڑی خرابی ہوگی۔

میں نے عرض کیا:

خرابی کیا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لوگ میری سنت پر نہیں چلیں گے۔

اور اپنے ہادی کے بغیر ہدایت یافتہ ہوں گے۔

امام بیہقی وغیرہ نے اس حدیث کو اس پر محمول کیا ہے کہ

اس خیر ثانی سے مراد حضرت عمر بن عبد العزیز کا دور ہے۔

امام ابوداؤد طیالسی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا تو تم نبوت کے دور میں ہی رہو گے اس کے بعد یہ دور

Marfat.com

ختم فرمادے گا اس کے بعد خلافت نبوت کے راستے پر چلے گی۔

حبیب نے کہا کہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں یزید بن نعمان بن بشیر ہمارے پاس آئے تو میں نے اس حدیث کو لکھا۔ ہوسکتا ہے کہ آپ ہی اس عہد کے بعد امیر المومنین بنیں۔ اس تحریر کو یزید نے عمر بن عبدالعزیز کو دکھایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے بہت خوش ہوئے۔

اور نعیم بن حماد نے متعدد اسناد کے ساتھ قتادہ سے روایت کیا ہے کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم تشریف فرما ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تھوڑا قریب آجاؤ۔

چنانچہ اتنا قریب ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قیام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری جانب نظر کرم فرمائی۔

اور ارشاد فرمایا:

جلد ہی تمہیں اس امت پر سلطنت ملے گی اور تم عدل کرو گے۔

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

میری ذریت میں سے ایک شخص حاکم بنے گا اور ان کے چہرے پر داغ ہوگا اور وہ زمین سے عدل کو بھر دے گا۔

نافع نے کہا:

وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

Marfat.com

کاش کہ مجھے علم ہوتا حضرت عمر بن عبدالعزیز کا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:414)

ابونعیم بن حماد سے روایت ہے متعدد طریق سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ

کاش میں جانتا کہ میرے والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں سے کون شخص عدل کرے گا اور جس کے چہرے پر علامت ہوگی۔

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت اسید سے روایت کیا ہے کہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں مردہ سانپ دیکھا اور فرمایا:

پھاوڑا لے آؤ تاکہ اس کو زمین دوز کردیں۔

تو لوگوں نے کہا:

اے امیر المومنین! ہم ہی زمین دوز کردیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

میں اس کو خود زمین دوز کرتا ہوں۔

پھر آپ نے اس کو کپڑے میں لپیٹا اور زمین دوز کردیا۔

تو غیب سے آواز آئی کہ

سرق آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا:

تم کون ہو۔

اس نے کہا:

میں جن ہوں اور مردہ سانپ بھی سرق جن تھا۔ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، ان میں سے ایک وہ اور میں رہ گئے ہیں۔

Marfat.com

اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ
سرق چٹیل میدان میں مرے گا اور تمہیں میری امت کا بہترین شخص زمین دوز کرے گا۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ج:7، ص:419)

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ایک بار شام میں شیطان آوازیں نکالے گا تو تہائی لوگ اس کا انکار کریں گے۔
(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ج:7، ص:423)

امام بیہقی نے فرمایا:
ان میں غیلان کی طرف اشارہ ہے جو شام میں پیدا ہوا اور قدر کی تکذیب کی تو اس کو قتل کر دیا گیا۔
(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الاشارۃ النبویہ الی دولۃ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ: ص:141)

محمد بن کعب قرظی کے علم، تفسیر قرآن اور حفظ کی طرف اشارہ فرمانا

حرملہ نے متعدد اسناد کے ساتھ ابی بردہ کے دادا سے روایت کیا ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
کاہنین کے قبیلہ سے ایک شخص پیدا ہوگا جو قرآن کا ایسا درس دے گا جو ان کے بعد کوئی نہیں دے سکے گا۔

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن سے روایت کیا ہے کہ
کاہنین میں سے ایک شخص ہوگا جو قرآن کا ایسا ماہر ہوگا جس کے بعد کوئی ماہر نہ ہوگا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ج:7، ص:426)

ہم کہتے ہیں کہ

Marfat.com

محمد بن کعب قرظی ہے۔

ابوثابت نے کہا:

کاہنان سے مراد

قریظہ

اور نصیر ہیں۔

ایک اور مرسل روایت میں ہے۔

کاہنین سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو لوگوں میں سے سب سے زیادہ کتاب اللہ کو جانتا ہوگا اور عون ابن عبداللہ نے کہا:

میں نے قرآن کی تاویل کرنے والا محمد بن کعب سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قرن کے اختتام کی خبر دینا

صحیحین میں متعدد اسناد کے ساتھ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز ادا فرما کر قیام فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم لوگوں نے یہ رات ملاحظہ کی۔

جو آدمی آج زمین پر زندہ ہے وہ ایک قرن تک زندہ نہ رہ سکے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد قرن کے لوگوں کا ختم ہونا ہے۔

(صحیح البخاری: السمر فی الفقہ والخیر بعد العشاء: ج:2: ص:458)

صحیح مسلم میں حدیث ابن جریج میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ظاہری پردہ فرمانے سے ایک ماہ قبل ارشاد فرمایا:

لوگ مجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے رہتے ہیں کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم!

زمین کے اوپر جو آدمی آج حیات ہے وہ ایک قرن میں وفات پا جائے گا۔

(صحیح مسلم: باب قولہ لا تاتی مائۃ سنۃ...... جز: 7، ص: 187)

اس حدیث سے آئمہ نے دلیل پکڑی ہے کہ

حضرت خضر علیہ السلام اب اس دنیا میں تشریف فرما نہیں ہیں جس طرح کہ ہم نے قصص الانبیاء میں ذکر کیا ہے اور اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک قرن تک حیات رہے پھر اس کے بعد وصال فرما گئے۔

بعض علماء نے حدیث کو ہر قرن پر مصداق ٹھہرایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

ایک بچے کا سو سال تک زندہ رہنے کی خبر دینا

محمد بن عمر واقدی نے متعدد اسناد کے ساتھ عبداللہ بن یسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

میرے سر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست کرم رکھا۔

اور ارشاد فرمایا:

یہ بچہ ایک قرن تک زندہ رہے گا۔

فرمایا گیا کہ

آپ رضی اللہ عنہ سو سال زندہ رہے۔

Marfat.com

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ بچہ ایک قرن زندہ رہے گا۔

تو آپ رضی اللہ عنہ ایک سو سال زندہ رہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:436)

واقدی اور اس کے علاوہ نے کہا کہ

آپ رضی اللہ عنہ نے 88ھ میں 94 سال کی عمر پا کر وصال فرمایا اور آپ رضی اللہ عنہ آخری صحابی رسول (رضی اللہ عنہ وصلی اللہ علیہ وسلم) تھے۔

ولید کے بارے میں وعید شدید کی خبر دینا

یعقوب بن سفیان نے متعدد اسناد کے ساتھ سعید بن مسیّب سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کا بیٹا پیدا ہوا اور انہوں نے ولید نام رکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم اپنی ذریت کے اسماء مصر کے فرعونوں کے نام کی طرح رکھتے ہو۔

جلد ہی میری امت میں ولید نامی آدمی پیدا ہوگا تو وہ فرعون سے بھی بڑھ کر ظلم کرنے والا ہوگا۔

امام اوزاعی نے فرمایا کہ

بعض لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ یہ ولید بن عبدالملک ہے پھر معلوم ہوا کہ وہ ولید بن یزید ہے۔ ولید بن یزید کے زمانے میں لوگ مصیبتوں میں گھرے رہے اور انہوں نے پھر اس کو مار دیا اور لوگ پھر فتنہ میں مبتلا ہو گئے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الاخبار عن الولید......ص:142)

Marfat.com

حکم بنی ابوالعاص کے بارے میں خبر دینا

سلیمان بن بلال نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوالعباس کی ذریت سے جب چالیس افراد ہو جائیں گے تو دین کے اندر خرابی پیدا کریں گے اور دوسروں کو اپنا خادم گردانیں گے اور بیت المال کو اپنا سرمایہ جانیں گے۔

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ ابن وہب سے روایت کیا ہے کہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا کہ مروان آ گیا اور اس نے کسی حاجت کا عرض کیا:

اور کہنے لگا کہ

اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اذیت کے ایام میں ہوں، پورا گھرانہ ہے اور دس بچے، دس چچا اور دس بھائی ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف فرما تھے۔ مروان نے یہ کہا اور چل دیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے ابن عباس (رضی اللہ عنہما)! اللہ تعالیٰ کی قسم یہ بتائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا نہ کہ جس وقت حکم کی ذریت سے تیس (30) اشخاص ہو جائیں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنا مال جانیں گے اور رعایا کو خادم گردانیں گے اور کتاب اللہ میں خرابی پیدا کریں گے اور جس وقت یہ چار سو ستانوے ہو جائیں گے تو یہ کھجور چبانے کے لمحے سے بھی پہلے ہلاک ہو جائیں گے۔

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق

Marfat.com

فرمائی۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز: 7، ص: 445)

نعیم بن حماد نے الفتن والملاحم میں متعدد اسناد کے ساتھ راشد بن سعید سے روایت کیا ہے کہ مروان بن حکم کو چھوٹی عمر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دعا کے لئے حاضر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابن زرقاء! میری امت اس کے اور ان کی ذریت کے ہاتھوں ہلاک کی جائے گی۔

یہ روایت مرسل ہے۔

خلفاء بنی امیہ کے بارے میں حرف بہ حرف خبر دینا

یعقوب بن سفیان نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

میں نے خواب میں بنی حکم کو دیکھا یا بنی ابی العاص کو دیکھا۔ وہ میرے منبر پر بندروں کی مانند اچھل رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ظاہری پردہ فرما جانے تک ہنستا ہوا ملاحظہ نہیں فرمایا۔

ابو داؤد طیالسی نے متعدد اسناد کے ساتھ یوسف بن مازن راسبی سے روایت کیا ہے کہ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکومت حوالے کرنے کے بعد کسی نے عرض کیا:

اے مسلمانوں کو رسوا کرنے والے!

Marfat.com

تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مجھے ملامت کرنے والے شرمندہ نہ کرو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منبر پر بنی امیہ کو خواب میں ملاحظہ فرمایا تو پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر۔

شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔ (القدر: 1 تا 3)

لیلۃ القدر بنی امیہ کی ہزار ماہ حکمرانی سے کم نہیں۔

اس روایت کو ترمذی، ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں، بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور تمام نے متعدد اسناد کے ساتھ یوسف بن مازن راسبی سے روایت کیا ہے۔ ابن جریر نے عیس بن زمان سے بھی روایت کیا ہے۔

اور امام ترمذی نے فرمایا:

وہ مجہول راوی ہے۔

اس حدیث کو ہم نہیں جانتے مگر اسی طریق سے۔

میں کہتا ہوں۔

اس کا حکومت حوالے کرنے کے دن حاضر ہونا شبہ میں ہے ہوسکتا ہے کہ کسی غیر معتبر راوی سے روایت کیا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

قاسم بن فضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

بنی امیہ کی حکومت کا حساب لگایا گیا تو وہ ہزار مہینے سے کم نہیں تھے یہ بات بھی نہایت غریب اور محل نظر ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت بارہ سال اس میں شامل نہیں ہوسکتا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ممدوح ہے یعنی مدحت کے لائق ہے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں ہیں یہ حدیث بنوامیہ کے حکومت کے

Marfat.com

زمانے کے لئے روایت ہے۔

نعیم بن حماد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنوامیہ میں جس وقت تک آپس میں اختلاف نہیں ہوا اس وقت تک ان کی حکومت عمل قیام میں رہے گی۔

اور نعیم بن حماد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

جس وقت شام اور عراق کے مابین نوجوان مظلوم قتل کر دیا گیا تو ناحق قتل و غارت ہوگا اور حکومت کی فرمانبرداری صرف نام کی ہی کی جائے گی۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ذکر الاخبار عن الخلفاء بن امیۃ......ص:144)

بنی عباس کی حکومت کی خبر دینا جن کا ظہور خراسان میں ہوگا

یعقوب بن سفیان نے متعدد اسناد کے ساتھ ابان بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے روایت کیا ہے کہ

جس وقت میں موجود تھا تو اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لائے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو خطیر رقم دی۔

تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے ابن العباس رضی اللہ عنہما! کیا تم میں حکومت ہوگی۔

تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اے امیر المومنین اس بات کو چھوڑ دیں۔

تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

مجھے بتائیں۔

Marfat.com

تو آپ رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ
ہاں ہوگی۔
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:
آپ رضی اللہ عنہما کے مددگار کون ہوں گے۔
آپ رضی اللہ عنہما نے کہا:
اہل خراسان، بنی امیہ جو بنی ہاشم سے ہیں۔
اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔
امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ
تم میں نبوت اور تم میں بادشاہی ہے۔
اور ابوبکر بن خیثمہ متعدد اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ
جس طرح اللہ تعالیٰ نے شروع میں ہمیں حاکم بنایا اسی طرح ہم پر ہی خاتمہ ہوگا۔
(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:463)
یہ سند جید ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے۔ امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ مرفوعاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ
ہم میں سفاح اور منصور اور مہدی ہوں گے۔
(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:456)
یہ اسناد ضعیف ہے۔
اور ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہیں سنا۔ امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب خراسان کی طرف سے کالے جھنڈے آ جائیں تو تم ان کی طرف چلے جانا اگرچہ تمہیں برف پر چلنا پڑے ان میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مہدی ہیں۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:7،ص:459)

حافظ ابویعلیٰ نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کالے جھنڈے مشرق کی جانب سے آئیں گے اور وہ قتال کریں گے اور عدل کے طالب ہوں گے لیکن وہ اس طرح نہیں مانیں گے اس کے بعد وہ غلبہ پائیں گے تو ان سے بھی عدل کے طالب ہوں گے تو وہ بھی ایسا نہیں کریں گے۔

(مسند ابی یعلیٰ: باب مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: جز:9،ص:17)

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خراسان سے کالے جھنڈے نکلیں گے ان کا مقابلہ کرنا سخت ہوگا حتیٰ کہ وہ ایلیا میں نصب کر دیں گے۔ (مسند احمد: باب: مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: جز:17،ص:462)

امام ترمذی نے قتیبہ سے روایت کیا ہے۔

اور غریب فرمایا ہے۔

اور امام بیہقی اور حاکم نے رشد بن سعد سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارکہ سے روایت کیا ہے۔

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

زمانے کے ختم ہونے کے وقت اور فتنے ظاہر کے وقت ایک شخص نکلے گا جس کو

Marfat.com

سفاح کہا جائے گا وہ لوگوں کو کثیر مال عطا کرے گا۔

(مسند احمد: باب مسند ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ: جز:23،ص:378)

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ اعمش سے روایت کیا ہے کہ

اور اس میں ہے کہ

میری اہل بیت سے ایک شخص نکلے گا جس کو سفاح کہا جائے گا۔

اس حدیث کی سند اہل سنن کی شرط پر ہے مگر اس کی تخریج نہیں کی گئی۔

یہ خبر خراسان سے کالے جھنڈے کے ساتھ سفاح کی قیادت میں 130ھ میں پوری ہوئی اور وہ (سفاح)

ابو العباس عبد اللہ بن محمد علی ابن عبد اللہ بن العباس بن عبد المطلب ہے۔

ان کا کالا لباس تھا جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کالا عمامہ باندھ کر فتح مکہ کے روز مکہ مکرمہ میں تشریف لے گئے اور اس کے بعد (سفاح) نے بنو امیہ کے ساتھ قتال کرنے کے لئے اپنے چچا عبد اللہ کو بھیجا ان کو انہوں نے 132ھ میں تباہ و برباد کر دیا اور بنو امیہ کا خلیفہ الحماد میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا۔

میں کہتا ہوں کہ

ہو سکتا ہے کہ سفاح جو قتال و خونریزی کرے گا وہ آخری زمانہ میں ہو اور وہ ہی مہدی ہو کیونکہ وہ بھی عدل کرنے کے لئے خونریزی کرے گا اور قتال کرے گا اور ان کے ساتھ بھی کالے جھنڈے ہوں گے اور اس کا ظہور اولاً مکہ مکرمہ میں ہوگا اور خراسان سے مدد کرنے والے آئیں گے جس طرح خلیفہ بنی عباس کے لئے آئے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

یہ تمام تفریع ان حدیث کی صحت پر ہے ورنہ ان روایت کی اسناد جرح سے خالی نہیں ہے۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بالصواب

Marfat.com

بارہ آئمہ کے بارے میں خبر دینا جو قریش سے ہوں گے

بارہ آئمہ یعنی خلفاء سے مراد وہ نہیں ہیں جن کا روافض دعویٰ کرتے ہیں اور انہوں نے تو لوگوں کے امور کو انجام دیا ہی نہیں سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اور ان کے (فاسد) گمان کے مطابق آخری مہدی ہیں جن کا نہ کوئی وجود ہے اور نہ ہی اثر ہے بلکہ اس سے مراد وہ بارہ خلفاء ہیں جن کے بارے میں حدیث میں خبر دی گئی ہے۔

خلفاء اربعہ

1- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

2- حضرت عمر رضی اللہ عنہ

3- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

4- حضرت علی رضی اللہ عنہ

اور ان میں سے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

جس میں اختلاف نہیں ہے۔

ان کا ذکر حدیث کے بعد کیا جائے گا۔

صحیح بخاری میں حدیث شعبہ اور صحیح مسلم میں حدیث سفیان بن عیینہ سے دونوں نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بارہ خلفاء ہوں گے۔

پھر کہا کہ جس کلمہ کی مجھے سمجھ نہیں آئی۔

تو میں نے عرض کیا:

کیا فرمایا:

Marfat.com

آپ نے فرمایا:

تمام قریش سے ہوں گے۔

(صحیح مسلم: باب الناس تبع لقریش والخلافۃ فی قریش: جز:9، ص:335)

ابونعیم بن حماد نے کتاب الفتن والملاحم میں متعدد اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے خلفاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب جتنے ہوں گے۔

اور اسی کی مثل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

اور کعب الاحبار

سے بھی روایت ہے۔

امام ابوداؤد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا جب تک کہ بارہ خلیفے نہ ہوں۔

یا

تمام امیر ہوں گے۔

اس پر امت کا اجماع ہوگا۔

میں بات کو نہ سمجھا تو والد محترم سے عرض کیا کہ

آپ نے کیا فرمایا۔

Marfat.com

تو ارشاد فرمایا:

تمام قریش سے ہوں گے۔ (سنن ابوداؤد: جز:11، ص:351)

امام ابوداؤد نے متعدد اسناد کے ساتھ ایک اور روایت حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس امت کا حال معتدل رہے گا اور دشمن پر غلبہ پائیں گے حتیٰ کہ بارہ خلفاء مکمل نہ ہو جائیں تو اہل قریش نے گھر میں جا کر عرض کیا:

اس کے بعد کیا ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خونریزی ہوگی۔ (سنن ابوداؤد: جز:11، ص:352)

امام بیہقی نے فرمایا:

پہلی روایت میں بارہ کا ذکر ہے۔

دوسری میں ان کے غلبہ پانے کا ذکر ہے۔

تیسری میں خونریزی کا ذکر ہے۔

ولید بن یزید بن عبدالملک کے زمانہ تک یہی کیفیت رہی۔ پھر خونریزی کا زمانہ آیا اور فتنہ کا زمانہ آیا جیسا کہ اس روایت میں ذکر ہوا پھر عباسیہ کی بادشاہی ظاہر ہوئی جیسا کہ اشارہ ہو چکا ہے۔ ذکر کردہ حدیث کو اگر نظر انداز کریں یا خونریزی کے بعد والے خلفاء کریں تو یہ بارہ سے زیادہ بنتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سلطنت ہمیشہ قائم رہے گی جس وقت تک دو اشخاص باقی رہیں گے۔

اور صحیح بخاری میں متعدد اسناد کے ساتھ معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خلافت قریش میں ہی ہو گی جو ان سے عداوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کو الٹا گرا دے گا۔ جب تک وہ دین پر قائم رہیں گے۔

امام بیہقی نے فرمایا:

جب تک وہ شریعت کے احکام پر عمل پیرا ہوں گے۔

پھر حدیث کا سیاق بیان کیا جس کا اس میں ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

امام بیہقی نے فرمایا:

بارہ خلفاء سے مسلسل خلفاء مراد ہیں جو کہ ولید بن یزید بن عبدالملک کے زمانہ تک ہوئے۔

اس قول پر اعتراض ہے ولید بن یزید کے زمانہ تک بارہ خلفاء سے زیادہ تعداد بنتی ہے۔ حدیث سفینہ میں تیس سال تک چاروں خلفاء۔

حضرت ابوبکر

حضرت عمر

حضرت عثمان

حضرت علی رضی اللہ عنہم

اور پانچویں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی جیسا کہ پیچھے گزر گیا ہے۔

اور صحیح بخاری میں حدیث ابوبکرہ اس پر دلالت کرتی ہے۔

پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

پھر یزید

پھر یزید بن معاویہ

Marfat.com

پھر مروان بن حکم

پھر عبدالملک

پھر ولید بن عبدالملک

پھر سلیمان بن عبدالملک

پھر عمر بن عبدالعزیز

پھر یزید بن عبدالملک

پھر ہشام بن عبدالملک

پھر ولید بن یزید

یہ پندرہ ہوئے۔

اگر اس میں حضرت زبیر کو خلیفہ مانا جائے تو یہ سولہ (16) ہوتے ہیں۔

مگر یہ بارہ خلفاء حضرت عمر بن عبدالعزیز سے پہلے مکمل ہو جاتے ہیں جس میں یزید بن معاویہ بھی تو ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز شامل نہیں ہیں جس کے بارے میں سب کا اجماع ہے کہ عمر بن عبدالعزیز خلفاء راشدین میں سے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا دور تو خلافت کا بہترین دور ہے جن کے بارے میں روافض نے بھی اعتراف کیا ہے۔ یہ بات اگر امام بیہقی کریں کہ بارہ خلفاء سے مراد وہ ہے جن کے بارے میں امت کا اجماع ہے تو یہ درست نہیں کیونکہ اس لحاظ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ بارہ خلفاء میں داخل نہیں ہوتے اس لیے کہ سب شام والوں نے بیعت نہیں کی تھی تو سب کا ان پر اجماع نہ ہوا۔ اس لحاظ سے بارہ خلفاء کی تعداد یوں ہے۔

1- حضرت ابوبکر

2- حضرت عمر

3- حضرت عثمان

4- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم

Marfat.com

5- یزید

6- عبدالملک

7- ولید بن سلیمان

8- عمر بن عبدالعزیز

9- یزید

10- ہشام

یہ دس ہو گئے۔

پھر اس کے بعد

ولید بن یزید بن عبدالملک فاسق

لیکن یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ اس سے حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کا اخراج ہو جاتا ہے جو کہ حدیث سفینہ کے سراسر خلاف ہے جن پر آئمہ سنت کا اجماع ہے۔

اور حدیث سفینہ میں ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے بعد خلافت تیس (30) سال رہے گی پھر بادشاہی کا زمانہ ہوگا۔

تو اس حدیث کے مطابق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہیں کہہ سکتے، خلافت مسلسل تیس سال رہی اس کے بعد کچھ انقطاع ہوا اور وہ متلقاً نہیں بلکہ تتبعاً ہوا۔ اور خلفاء راشدین کا وجود اس کے بعد منتفی نہ ہوا جیسا کہ حدیث جابر بن سمرہ دلالت کرتی ہے۔

اور نعیم بن حماد نے متعدد اسناد کے ساتھ حذیفہ بن یمان سے روایت کیا ہے کہ

بنی امیہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بارہ حاکم اور بادشاہ ہوں گے۔

کہا گیا کہ

خلفاء

تو فرمایا:

Marfat.com

نہیں بلکہ بادشاہ

ہمارے شیخ علامہ ابوعباس بن تیمیہ نے کہا:

یہ بارہ خلفاء وہی ہیں جن کی بشارت حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ میں دی گئی ہے اور یہ مسلسل نہیں بلکہ علیحدہ علیحدہ قیامت تک ہوں گے۔

اور یہ بات یہودیوں کے بعد اسلام لانے والوں کی بھی غلط ہے کہ بارہ خلفاء سے بارہ امام مراد ہیں جن کی روافض بھی اتباع کرتے ہیں۔

نعیم بن حماد نے متعدد اسناد کے ساتھ کعب سے روایت کیا ہے کہ

بے شک اللہ تعالیٰ نے اسماعیل کی صلب سے بارہ قیم پیدا فرمائے۔

ان میں سے افضل

حضرت ابوبکر

حضرت عمر

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور نعیم نے متعدد اسناد کے ساتھ عمرو شیبانی سے روایت کیا ہے کہ

وہ خلفاء نہیں جو دو مسجدوں کے مالک ہیں۔

مسجد حرام

مسجد اقصیٰ

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الاخبار عن الائمۃ الاثنی عشر کلھم من القریش: ص:147)

بنو عباس کی حکومت میں واقع ہونے والے امور کی خبر دینا

ہمیں ابوجعفر بن عبداللہ اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس خلیفہ اپنے بھائی خلیفہ سفاح کے بعد ہیں اور وہ منصور ہے جو بغداد کے شہر کا بانی 145ھ ہے۔

نعیم بن حماد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ

Marfat.com

میرے پاس حذیفہ موجود تھے کہ
ایک شخص آیا اور اس نے کہا:
اے ابن عباس رضی اللہ عنہما، حمٓ ○ عٓسٓقٓ ○ (شوریٰ: 1 تا 2)
کا جواب دیں تو وہ بار بار سوال کرتا رہا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کچھ جواب نہ دیا۔
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
میں تیرے تکرار سوال کی وجہ سمجھ گیا ہوں۔
یہ آیت اہل بیت میں سے عبداللہ یا عبدالالہ کے گھر میں نازل ہوئی، تو وہ مشرق کے نہروں میں سے ایک نہر پر داخل ہوگا اس پر دو شہر بنائے گا ان میں جابر اور متعدد رہیں گے۔
ابوالقاسم طبرانی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
154ھ کے بعد اپنی صلبی ذریت پالنے سے کتے کا پالنا بہتر ہے۔
شیخ ذہبی نے کہا:
یہ حدیث موضوع ہے اور عبداللہ بن سمط نے اس کو بیان کیا ہے۔
امام بخاری کے شیخ نعیم بن حماد خزاعی نے اپنی کتاب الفتن الملاحم میں متعدد اسناد کے ساتھ کعب سے روایت کیا ہے کہ
160ھ میں حلم والوں کے حلم میں کمی اور ذی رائے والوں کی رائے میں قلت ہو گی۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الاخبار عن امور وقعت فی دولۃ بن عباس: ص: 149)

Marfat.com

حضرت انس بن مالک کی طرف اشارہ والی حدیث

امام ترمذی نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

لوگ جلد ہی علم حاصل کرنے کے لئے دور جائیں گے مگر وہ مدینہ منورہ کے عالم سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں پاسکیں گے۔

(سنن ترمذی: باب: عالم المدینۃ: جز:5، ص:47)

یہ حدیث حسن ہے۔

ابن عیینہ اور عبدالرزاق نے اس سے مراد مالک بن انس لی ہے۔

میں کہتا ہوں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ 179ھ میں وصال فرما گئے۔

حضرت محمد بن ادریس الشافعی کی طرف اشارہ والی حدیث

ابوداؤد طیالسی نے متعدد اسناد کے ساتھ عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ

قریش کو گالیاں نہ دو ان کا عالم تمام زمین کو علم سے بھر دے گا۔

یا اللہ عزوجل! ان کے پہلوں کو وبال دیا تو ان کے بعد والوں کو خوشحالی عطا فرما۔

حافظ ابونعیم نے کہا:

اس سے امام شافعی مراد ہیں۔

میں کہتا ہوں۔

امام شافعی 204ھ میں وفات پا گئے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اشارۃ الی محمد بن ادریس الشافعی: ص:149)

Marfat.com

دوسوسال کے بعد لوگوں کی بہتری کی خبر دینا

رواد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

دوسوسال کے بعد تم میں سے خفیف الحاذ بہتر ہوگا۔

عرض کیا گیا:

خفیف الحاذ کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جن کا مال واہل وعیال تھوڑا ہو۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اخبارہ عن خیر الناس بعد المائتین: ص:149)

لوگوں کے طبقات کی خبر دینا

ابن ماجہ نے متعدد اسناد کے ساتھ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کرامات دوسوسال کے بعد ہوں گی۔

نضر بن علی جہضمی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت کے پانچ طبقات ہیں۔

ہر طبقہ چالیس سال کا ہے۔ پس میرا طبقہ اور میرے اصحاب کا طبقہ علم وایمان والے ہیں دوسرا طبقہ چالیس کے درمیان سے اسی (80) سال تک کا ہے اس میں نیک اور متقی ہیں تیسرا طبقہ۔

نضر بن علی جہضمی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت کے پانچ طبقات ہیں۔

پہلا طبقہ چالیس سال کا ہے اس میں نیک اور متقی لوگ ہیں دوسرا طبقہ ایک سو بیس (120) سال کا ہے اس میں اہل رحم اور بھائی چارے والے لوگ ہیں۔ تیسرا طبقہ ایک سو ساٹھ سال کا ہے اس میں الگ رہنے والے اور قطع تعلق والے لوگ ہیں۔

پھر خونریزی ہوگی پھر نجات کا زمانہ ہوگا۔

یہ حدیث دونوں وجہوں سے غریب ہے۔

اور نکارت سے خالی نہیں۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اخبارہ عن طبقات الناس: ص:150)

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لوگوں کے بہترین زمانے میں سے میرا زمانہ بہترین ہے پھر ان کا جو میرے ساتھ ملے ہوئے ہیں پھر ان کے بعد والوں کا پھر وہ لوگ پیدا ہوں گے جو خود کو موٹا کرنا پسند کریں گے، گواہ کو بلانے سے پہلے گواہی دے لیں گے۔

(مسند احمد: باب حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہما: جز:40، ص:299)

امام بخاری اور امام مسلم میں متعدد اسناد کے ساتھ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت کا بہترین دور میرا دور ہے۔ پھر ان لوگوں کا دور ہے جو میرے بعد ہیں پھر ان کے بعد والوں کا دور ہے پھر ان کا جو ان کے بھی بعد کے ہیں پھر ایسے بد دین

Marfat.com

آئیں گے جو شہادت اور قسم کھانے میں عار محسوس نہیں کریں گے۔

(صحیح البخاری: باب لایشھد علی شہادۃ جور اذا اشھد: جز:9،ص:132)

ابراہیم نے کہا:

ہمیں شہادت دینے پر شروع میں مار لگتی تھی اور ہم چھوٹے ہوتے تھے اور باقی جماعت نے بھی روایت کیا ہے مگر ابوداؤد نے متعدد طرق سے منصور سے روایت کیا ہے۔

اس خلیفہ کی خبر دینا جو لوگوں کو کفر کی طرف بلاتا

نعیم بن حماد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عباس کی اولاد کا ساتواں (خلیفہ) لوگوں کو کفر کی طرف بلائے گا مگر لوگ اس کی بات کو نہیں مانیں گے۔

اس کے گھر والے کہیں گے۔

تم تو ہمیں اپنی زندگی سے بھی چھٹکارا دلانا چاہتے ہو۔

تو وہ کہے گا۔

میں حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت پر گامزن ہوں تو اس کا انکار کریں گے اور اس کو بنی ہاشم میں سے اہل بیت قتل کریں گے۔

یہ حدیث مبارکہ عبداللہ مامون پر صادق آتی ہے جو قرآن کو مخلوق ہونے کی دعوت دیتا تھا اور لوگ اس بدعقیدہ سے کنارہ کش ہوئے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اخبارہ عن الخلیفۃ الذی یدعو الناس الی کفر: ص:150)

Marfat.com

غزوہ قسطنطنیہ کے بارے میں خبر دینا

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لوگوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قسطنطنیہ سے قتال کے لئے بھیجا تھا اور اس حدیث کو میں نے خیمہ میں ابو ثعلبہ خشنی سے سنا۔

اللہ تعالیٰ کی قسم یہ امت آدھے دن سے بھی عاجز نہیں آئے گی جب تک شام کو نہ دیکھ لے اس وقت قسطنطنیہ فتح ہو گا۔

(مسند احمد: باب: حدیث ابی ثعلبۃ الخشنی رضی اللہ عنہ: جز:36،ص:134)

امام ابوداؤد متعدد اسناد کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصف دن باقی رکھے گا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔

نصف یوم کتنا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وہ پانچ سو سال ہے۔

(سنن ابوداؤد: قیام الساعۃ: جز:11،ص:425)

امام ابوداؤد اس حدیث میں متفرد ہیں اور اس کی سند جید ہے۔

اور یہ نبوت کے دلائل میں سے ہے۔

یہ بات تقاضہ کرتی ہے کہ یہ امت مسلمہ پانچ سو سال تک قائم رہے گی اور پانچ سو سال سے زیادہ سال منافی نہیں رکھتے اور نصف دن پانچ سو سال کے برابر ہے جس کی صحابی نے تفسیر کی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے۔

Marfat.com

''اور بے شک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔'' (حج:47)

پھر یہ خبر بھی ارشاد فرمائی گئی ہے۔

زمین کے نیچے ہزار سال سے زیادہ کی مدت نہیں ہوگی۔ تو یہ ایسی بات ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں اور کتب اسلامی میں اس کا کوئی ذکر نہیں، اور نہ کوئی اصل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

حجاز کی سرزمین سے آگ کے ظاہر ہونے کی خبر دینا

امام بخاری متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ حجاز کی سرزمین سے آگ نہ ظاہر ہو جائے اور جس کی روشنی سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہوں گی۔

(صحیح البخاری: باب خروج النار: جز:22، ص:18)

تفرد به البخاري .

اہل تاریخ وغیرہ نے کہا:

یہ آگ چھ سو پینسٹھ ہجری میں ظاہر ہوئی۔

اور شیخ شہاب عبدالرحمٰن بن اسماعیل ابوشامہ نے کہا:

یہ آگ جمعہ کے دن جمادی الاخری میں ظاہر ہوئی۔ آگ اتنی طویل اور سخت ہوئی کہ شنطا وادی کے پہاڑ پگھل گئے اور اس آگ کی لمبائی 12 میل تھی اور چوڑائی 4 میل تھی اور یہ تانبے کی مانند پگھلتی تھی اور کوئلے کی مانند بہتی تھی۔ یہ آگ اس قدر تیز تھی کہ لوگوں نے اس آگ کی روشنی سے تحریری کام کیا ایسا لگتا تھا کہ ہر گھر میں چراغ آ گیا ہے

Marfat.com

مکہ مکرمہ کے رہنے والوں نے بھی آگ کو ملاحظہ کیا۔

شیخ شہاب الدین نے ذکر کیا ہے کہ

اہل مدینہ مسجد نبوی میں جا کر پناہ گزین ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر استغفار کی اور انہوں نے فقراء پر صدقے کیے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: فیہ الاخبار عن ظہور النار التی کانت بارض الحجاز: ص:151)

ہاتھوں میں گائے کی دم کی مثل کے کوڑے لے کر آخری زمانے میں خروج کرنے والوں کی خبر دینا

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تمہاری زندگی طویل ہو تو تم ان لوگوں کو دیکھو گے جن پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ان پر لعنت ہوگی اور ان کے ہاتھ میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے۔

(مسند احمد: مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: جز:16 ص:268)

امام مسلم متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے دو طرح کے دوزخی ابھی تک نہیں دیکھے۔

ایک وہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جو لوگوں کو ماریں گے۔

دوسری وہ عورتیں جن کے لباس ننگے ہوں گے اور گناہوں کی جانب مائل کرنے اور گناہوں کی دعوت دینے والیاں ہوں گی، ان کی چوٹیاں اور لباس خراسانی اونٹ کی

Marfat.com

کوہان کی مانند ہوں گی وہ نہ جنت میں جائیں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو لے سکیں گی اور جنت کی خوشبو تو دور سے آتی ہے۔

(صحیح مسلم: باب النساء الکاسیات العاریات المائلات: جز: 11،ص:59)

یہ دونوں خبریں واقع ہوئی ہیں کوڑے وہ ہیں جو جلاد لوگوں کو مارتے ہیں۔ اور عورتیں ننگے لباس پہننے والی عورتیں کثیر ہیں اور بڑھ رہی ہیں اور دوسروں کے لئے زینت بناتی ہیں اور وبال اس زمانے میں بہت زیادہ ہے۔ اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی غیب کی خبر اور نبوت کی دلیل ہے۔

امت پر دنیا فراخ ہونے کی خبر دینا

امام احمد داؤد بن ہند سے روایت کرتے ہیں اور امام داؤد نے طلحہ بن عمرو بصری سے روایت کیا ہے کہ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فراغت حاصل کی تو ایک شخص نے آکر رزق میں تنگ ہونے کی شکایت کی اور عرض کیا کہ

کھجور کے کھانے سے پیٹ خراب ہو گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔

اور پھر ارشاد فرمایا:

ہمارے پاس کھانے کے لئے بریر کے سوا کچھ بھی نہیں تھا تو ہم نے ہجرت کی اور انصار کے پاس چلے آئے تو انہوں نے ہمیں اپنے کھانے میں شامل کیا اور وہ کھجور تناول کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قسم!

اگر مجھ میں کھانا کھلانے کی قدرت ہوتی تو کھلا دیتا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان

Marfat.com

کے لباس کعبہ کے غلاف کی مانند ریشمی ہوں گے اور کھانے سے برتن بھرے ہوئے ہوں گے۔

عرض کیا گیا کہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اس فاقہ میں بہتر ہیں یا وہ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بلکہ تم آج کی زندگی میں بہتر ہو تم آپس میں بھائی ہو اور وہ فراخی میں بھی آپس میں دشمن ہوں گے۔

(مسند احمد: حدیث رجل یسم طلحۃ: جز:34،ص:164)

سفیان ثوری نے ایک راوی کے طریق سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب میرے امتی نازیانہ انداز میں چلیں گے تو فارس اور روم ان کے خدمت گزار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان میں بغض وعناد مسلط کرے گا۔

اور امام بیہقی نے بھی متعدد اسناد کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کیا ہے۔

دین کے مجدد کی خبر دینا

امام ابوداؤد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر سو سال کے بعد ایک ایسا عالم پیدا فرمائے گا جو دین کو تازہ کرے گا۔

(سنن ابی داؤد: باب مایذکر فی قرن المائۃ: جز:11،ص:362)

Marfat.com

صحیح بخاری میں ہے۔

میری امت میں ایک گروہ حق پر رہے گا اس کو ضرر پہنچانے والا اسے قیامت تک ضرر نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ وہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے امر کو لائے گا۔

(صحیح البخاری: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:6،ص:2666)

صحیح بخاری میں ہے کہ

وہ شام میں ہے۔

اور کثیر علماء السلف نے یہی فرمایا کہ

وہ حدیث کے ماہر یعنی محدثین ہیں۔

یہ نبوت کے دلائل میں سے ہے۔

صحیح مسلم میں نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے دمشق میں مشرق والے مینارے پر نزول فرمائیں گے۔

(صحیح مسلم: باب ذکر الدجال...... جز:18،ص:436)

سات سو چالیس ہجری میں نصاریٰ نے اس مینارہ کو جلا دیا تھا تو اس کی پھر نئی تعمیر ہوئی۔اس حدیث میں یہ حکمت عظیم ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اس مینار پر اتریں گے جو کہ نصاریٰ کی رقم سے تعمیر یافتہ ہے اور ان کے افتراؤں کو جھوٹا کریں گے جو کہ ان بدبختوں نے اللہ تعالیٰ پر لگائے تھے اور صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو ترک کردیں گے اور اسلام قبول فرمائیں گے اور نہ کرنے والوں کو قتل کردیں گے۔

یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی اور یہ اسی طرح ہی ہوگی۔

صلوات اللہ و سلامه علیه دائما الی یوم الدین و علیٰ آله و صحبه اجمعین و التابعین لهم باحسان۔

Marfat.com

باب:

نبی کریم ﷺ کے معجزات کا دوسرے انبیاء سابقین علیہم السلام کے معجزات سے تقابل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی مماثلت دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے ذکر کی جائے گی یہ وہ معجزات عظیمہ ہیں جو پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں حاصل ہوئے۔

ان میں سے قرآن عظیم ہے یہ وہ معجزہ ہے جو باطل کو رفع ودفع کرتا اور استمرار پکڑتا ہے اور یہ مخفی برہان نہیں اور اس کی مثل لانے کو جن وانس کو چیلنج کیا گیا ہے کہ اس کی مثل لے کر آؤ یا دس سورتیں لے کر یا اس کی ایک مثل سورت لاؤ تو وہ اس سے عاجز آ گئے جیسا کہ کتاب المعجزات میں گزر گیا ہے۔

صحیحین میں متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اتنے معجزات عطا فرمائے جن کو لوگ دیکھ کر ایمان لے آئے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن مجید کا معجزہ عطا فرمایا ہے۔ امید ہے کہ بروز قیامت میری اتباع کرنے والے زیادہ ہوں گے۔

(صحیح مسلم: باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم: جز: 1، ص: 364)

معنیٰ اس کا یہ ہے کہ

ہر نبی کو خوراق معجزات عطا فرمائے گئے جو اہل بصیرت سے ایمان کا تقاضہ کرتے

Marfat.com

ہیں اور اہل عناد اور شقی لوگوں کو ایمان کی دعوت دیتا ہے۔

قرآن مجید ابدی معجزہ ہے نہ یہ جائے گا اور نہ ہی ناپید ہوگا جس طرح کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات تشریف لے گئے اور وہ وقتی اور عارضی تھے اور ان کے ایام تک ہی رہے اور اس وقت صرف ان کی یاد باقی رہ گئی ہے۔

اور اب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص معجزات کو دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کے ساتھ مماثلت بیان کرتے ہیں۔

صحیحین میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے پانچ چیزیں عطا فرمائی گئیں اور اس سے پہلے کسی کو نہیں عطا ہوئیں۔

ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد فرمائی گئی تمام زمین میرے لیے مسجد بنائی گئی اور پاک بنائی گئی۔ جو میرا امتی وقت نماز پائے وہیں ادا کرلے۔

اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا اور اس سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوئیں۔

مجھے شفاعت کرنا عطا فرمایا گیا۔

اور ہر نبی کو اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا گیا مگر مجھے تمام قوموں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ (صحیح مسلم: باب: 1، جز: 2، ص: 64)

اور اب ہم اس پر کلام کرتے ہیں جس کو علماء سلف نے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی حمد ہے۔ پچھلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا معجزہ اصل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی معجزہ ہے اس لیے تمام انبیاء کرام میں سے ہر ایک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی بشارت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے کا حکم فرمایا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور

Marfat.com

حکمت دوں پھر تشریف لاتے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

(آل عمران: 81 تا 82)

بخاری وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے ایک ایک کر کے عہد اور میثاق لیا گیا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو جائیں اور وہ حیات ہوں تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔

اور علماء نے ذکر کیا ہے کہ

اولیاء کی کرامات سے انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ولی میں برکات نبی کی وجہ سے ہیں اور نبی کی پیروی کی وجہ سے ہیں اور یہ ایمان کا نتیجہ ہے۔

میں نے شیخ الامام العلامۃ الحافظ ابی الحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ

جس نے سب سے پہلے معجزات میں تقابل کیا وہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ امام بیہقی نے دلائل النبوہ میں متعدد اسناد کے ساتھ عمر بن سوار سے امام شافعی کا یہ قول روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کو جو معجزہ عطا فرمایا اسی طرح کا معجزہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا فرمایا گیا۔

میں نے عرض کیا:

جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا؟ (تو وہ)

تو آپ نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستون کے رونے کا معجزہ عطا فرمایا جس پر نبی کریم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا تو وہ رویا اور اس کی آواز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنی تو یہ اس سے (یعنی مردہ زندہ کرنے سے) سے بڑا معجزہ ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کو معجزہ عطا فرمانے کے بارے میں اقوال

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور کے بہتے پانی سے اور زمین چشمے کر کے بہادی تو دونوں پانی مل گئے اس مقدار پر جو مقدر تھی اور ہم نے نوح کو سوار کیا۔ تختوں اور کیلوں والی پر کہ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا اور ہم نے اسے نشانی چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنے والا۔ (القمر:10 تا 15)

اور جب حضرت نوح علیہ السلام نے قوم پر دعا کی تو اتباع کرنے والوں کو نجات ملی اور کفر کرنے والوں کو ہلاکت ہوئی۔

شیخ ابوالعالی محمد بن انصاری الزملکانی سے میں نے نقل کیا ہے ہر نبی کی مانند ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی معجزات ہیں۔ اس کو مکمل بیان کرنا بہت بڑی طوالت کا باعث بنے گا جو کہ کئی جلدوں پر بھی مکمل نہیں ہو سکے گا ہم اس کے بعض اجزاء کو ذکر کریں گے۔

ان میں سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا قصہ ہے جس کے ذریعے مومنین کو نجات حاصل ہوئی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ پانی کے اوپر کشتی کے بغیر چلنا عجیب معاملہ ہے اور اس پر کثیر اولیاء اسی طرح چلے ہیں۔

اور العلاء بن زیاد کے قصے میں ہے۔

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب دلالت کرتے ہیں۔

(کہ وہ پانی پر چلے تھے)

Marfat.com

منجانب نے روایت کیا ہے کہ

ہم دارین میں علا بن حضرمی کے ساتھ غزوہ میں تھے تو انہوں نے تین بار دعا کی اور وہ پوری ہوئیں جب ہم ایک مقام پر پہنچے تو وہاں پر پانی ہی نہیں تھا حضرت علاء بن حضرمی نے دو رکعت نماز پڑھی اور کہا۔

اے اللہ عزوجل! ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے راستے میں دشمن سے قتال کر رہے ہیں۔

اے اللہ عزوجل!

ہم پر پانی برسا جس کے ساتھ وضو کر سکیں اور پی سکیں لیکن ان کے علاوہ یہ کسی کو نصیب نہ ہوا۔ ہم جب تھوڑا سا آگے گئے تو بارش ہوگئی تو ہم نے وضو کیا اور حاجت کے مطابق سیراب بھی ہوئے۔ میں نے ایک برتن کو وہیں خود چھوڑا اور خود ساتھ چل دیا پھر میں نے کہا میں تو برتن بھول آیا ہوں تو اس کو لے کر آتا ہوں جب میں وہاں گیا تو وہاں پر بارش کا کوئی نشان ہی نہیں تھا۔ پھر ہم چل کر سمندر کے کنارے پر پہنچ گئے۔

تو علاء بن حضرمی نے کہا:

اے حکیم! ہم تیرے بندے ہیں اور تیری خاطر دشمن سے لڑنے کے لئے نکل رہے ہیں۔ تو ہمارے لیے سمندر سے راستہ کھول دے تو ہم سمندر میں فروکش ہوئے اور پار کر لیا اور ہم اس طرح چل رہے تھے جس طرح زمین پر چلتے ہیں اور کوئی چیز نہ گیلی ہوئی۔

اور یہ کرامت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کی وجہ سے ہے۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پر سوار ہو کر پار کرنے سے اولیٰ ہے۔ کیونکہ کشتی پر سوار ہونا معتاد بات ہے۔

اور یہ کرامت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطے سمندر چیرنے سے بھی ابلغ ہے کیونکہ انہوں نے سمندر خشک ہونے کے بعد پار کیا تھا اور یہاں پانی جامد ہو گیا تھا۔

اس واقعہ کو حافظ ابوبکر بیہقی نے دلائل النبوۃ میں متعدد اسناد کے ساتھ سہم بن

Marfat.com

منجانب سے روایت کیا ہے اور امام بخاری نے تاریخ میں اور طریق سے روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں بھی ساتھ تھا اور اس پر گواہ ہوں۔

امام بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

میں نے اس امت میں تین چیزیں پائی ہیں اگر یہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو ان کا کوئی قوم مقابلہ نہ کرسکتی۔

ہم نے کہا:

اے ابوحمزہ رضی اللہ عنہ! وہ کیا ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہم اہل صفہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے تو ایک عورت اپنے بیٹے کے ساتھ ہجرت کر کے آئی تو اس عورت کو ازواج مطہرات کے پاس بھیج دیا گیا اور اس بیٹے کو اہل صفہ میں شریک کیا۔ تھوڑے عرصے کے بعد وبائی مرض میں فوت ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجہیز کا حکم ارشاد فرمایا۔ جب ہم غسل دینے کا ارادہ کرنے لگے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس کی والدہ کو خبر پہنچا دو۔

تو میں نے ان کو (موت کا) بتادیا اور وہ آئی اور آ کر بیٹے کے قدموں کے پاس بیٹھ گئی۔ پھر اس نے اپنے بیٹے کے قدموں کو پکڑا۔

اور کہا۔

یا اللہ عزوجل! میں خوش ہو کر مسلمان ہوئی اور بتوں کو جھٹلایا۔ تو مجھے اس مصیبت میں نہ ڈال جس کو میں برداشت بھی نہ کرسکوں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی قسم!

اس کی دعا اختتام کو نہ پہنچی تھی کہ اس نے اپنے پاؤں کو حرکت دی اور اپنے منہ سے کپڑا اہٹا دیا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری پردہ فرمانے اور والدہ کے فوت ہو جانے کے بعد بھی زندہ رہا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار فرمایا جس کے اندر میں بھی تھا اور حضرت علاء بن حضرمی اس لشکر کے امیر تھے جب ہم جنگ کے میدان میں پہنچے تو پانی ہی نہیں تھا اور سخت گرمی تھی۔ ہم خود اور ہمارے جانور سخت پیاسے تھے۔ یہ جمعہ کو ہوا۔ جب سورج غروب کی جانب مائل ہوا تو ہم نے دو رکعت نماز پڑھی اور ہم نے دعا کے لئے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر دیا۔ دعا کرتے وقت آسمان پر کچھ نہ تھا جب دعا سے فراغت حاصل نہیں کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور آسمان بادلوں سے ڈھک گیا پھر بارش ہونے لگی ہم نے سیراب ہو کر خود بھی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔ پھر ہم دشمن کی طرف چل دیئے تو اس نے سمندر کو پار کر لیا تھا تو امیر نے خلیج پر کھڑے ہو کر دعا کی کہ

یا علی، یا عظیم یا کریم

پھر فرمایا:

بسم اللہ پڑھو اور پار کرو۔

تو ہم نے پار کر لیا اور ہمارے گھوڑوں کے پاؤں بھی گیلے نہ ہوئے اور ہم نے دشمن سے قتال کیا اور قتال کے بعد باقیوں کو پکڑ لیا اس کے بعد خلیج پر آئے اور وہی دعا کی اور پار کرنے کا حکم فرمایا تو پھر بھی گھوڑوں کے پاؤں گیلے نہ ہوئے۔ لشکر کے امیر علاء بن حضرمی نے وصال فرمالیا تو ہم نے نماز جنازہ کے بعد سپرد خاک کیا۔

ایک شخص نے کہا:

یہ کون ہے؟

Marfat.com

بتایا گیا کہ یہ ایک اچھے انسان علاء بن حضرمی ہیں۔

اس نے کہا:

یہ سمندر کا ساحل ہے جس کی وجہ سے قبر حفاظت میں نہیں اور نعش ننگی ہو جاتی ہے تھوڑا سا دور کر کے ان کو مدفن کرو تو یہ اچھا رہے گا۔ ہم نے جب قبر کھودی تو وہ اپنی لحد میں تھے ہی نہیں اور لحد تا حد نگاہ روشن تھی اس کے بعد قبر کو برابر کر کے چل دیئے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب ماجاء فی المہاجرۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:6،ص:191)

حضرت ابو عبیدہ ثقفی کا واقعہ

امام بیہقی دلائل النبوۃ میں سلیمان بن عمران اعمش کے کسی اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ

ہم دجلہ کے کنارے پر گئے تو اس میں سخت بہاؤ تھا اور دشمن اس دجلہ کی دوسری جانب تھا مسلمان میں سے کسی شخص نے بسم اللہ پڑھی اور گھوڑے کو دریا میں داخل کر دیا اور پانی پر تیرنے لگ گیا اور لوگوں نے بھی دریا میں بسم اللہ پڑھ کر گھوڑے ڈال دیئے۔

عجمیوں نے کہا:

دیوانے، دیوانے یعنی مجنوں (پاگل)

جب دریا کو پار کیا تو ایک پیالے کو نہ پایا اور وہ بھی زین کے ساتھ لٹکا ہوا تھا پھر جا کر دشمن کو شکست دی اور بہت سارا مال غنیمت حاصل کیا اور اس کو ہم نے تقسیم کیا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب ماجاء فی المہاجرۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:6،ص:192)

ہم نے سیرت میں ان کی عمر اور ایام کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

اور تفسیر میں بھی ہے کہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں حضرت ابو عبیدہ ثقفی نے سب سے پہلے اس دن دریائے دجلہ کو پار کیا۔

Marfat.com

اورانہوں نے یہ آیت پڑھی۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا (آل عمران:145)

پھراس کے بعد تمام لشکر والوں نے ان کے پیچھے دریا میں گھوڑے داخل کیے جب عجمیوں نے یہ دیکھا تو دیوانہ دیوانہ کہنے لگ گئے یعنی مجنوں مجنوں۔ پھران کو شکست دی اور بہت سارا مال غنیمت حاصل کیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: قصۃ اقتحام ابی عبیدہ الثقفی رضی اللہ عنہ :ص:156)

حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کے دجلہ کا واقعہ

امام بیہقی سلیمان بن مغیرہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ

ابو مسلم خولانی دجلہ کی طرف آئے اور پانی کو پار کرنے لگ گئے اور پھر اصحاب نے ان کی پیروی کی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی :باب ماجاء فی المہاجرۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم :جز:6،ص:193)

حافظ ابن عساکر نے ابوعبداللہ بن ایوب خولانی کے ترجمہ سے یہ روایت کیا ہے کہ

ابو مسلم خولانی روم کے علاقہ میں جہاد پر تھے جب ایک بڑی نہر پر آئے تو ابو مسلم خولانی نے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھواور پار کرواور خودآگے چلےاور دوسروں نے آپ کی پیروی کی تو جب پار کرلیا۔

آپ نے فرمایا:

کسی کا کچھ گرا تو نہیں، میں ضامن ہوں تو ایک شخص نے جان کر اپنے تھیلے کو پھینکا۔جب کچھ دور گئے تو اس نے کہا میرا تھیلا گر گیا ہے۔

آپ نے فرمایا:

اٹھالو۔

اورامام ابوداؤد نے بھی متعدد اسناد سے عمر بن عثمان سے روایت کیا ہے۔

اوردوسری روایت حمید سے روایت کیا ہے کہ

Marfat.com

ابو مسلم خولانی دجلہ پر آئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور پھر اپنی سواری کو اس میں داخل کر دیا اور لوگوں نے آپ کی پیروی کی حتیٰ کہ پار ہو گئے۔

پھر فرمایا:

کیا تم سے کوئی چیز گری ہے تا کہ میں اللہ تعالیٰ سے لوٹا دینے کا سوال کروں۔

یہ اولیاء کی کرامات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی معجزات ہیں کیونکہ یہ تمام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی وجہ سے ہوئے ہیں جن کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ یہ واقعات حضرت نوح علیہ السلام کے بیڑے کے معجزہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کے چیرنے کے معجزہ سے مشابہت رکھتے ہیں بلکہ یہ ان سے بھی عجیب وغریب ہیں اور کشتی پانی پر چلے اور یہ گھوڑوں پر چلے۔

دوسرا یہ کہ سمندر کا پانی حرکت نہیں کر رہا تھا جبکہ حرکت میں تھا، تو چلتے پانی پر چلنا ٹھہرے ہوئے پانی سے مشکل ہوتا ہے اگر چہ حضرت نوح علیہ السلام کا طوفان بہت بڑا تھا اور یہ ان کی نسبت معمولی ہے لیکن خرق عادت میں کم اور زیادہ کا کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت علاء بن حضرمی، حضرت ابوعبداللہ ثقفی اور ابو مسلم خولانی کا پانی کے اوپر چلنا اور سلامتی کے ساتھ پار کر لینا بہت بڑی کرامت ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیّد الانبیاء وخاتم الانبیاء معراج عطا ہونے والے، قیامت کے دن کے شافع دوزخ سے نکالنے والے اور جنت میں داخل کرنے والے بلند درجات عطا کیے جانے والے کے زمانہ اقدس میں ان کی حاجت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پار فرما لیتے۔ اور عنقریب ہم معجزات حضرت موسیٰ علیہ السلام ذکر کریں گے جس کے بابت معجزات محمدیہ وارد ہوئے ہیں۔

حافظ ابونعیم ابوعبداللہ اصبہانی اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں فرماتے ہیں جو تین جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کی (33) تینتیس فصل میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے موازنہ میں ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا جو

Marfat.com

معجزہ کے طور پر ہوئی اس نے منکرین کو زمین میں تباہ و برباد کر دیا اور مومنین کو کوئی تکلیف نہ ہوئی تو یہ ایک بہت بڑا معجزہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق ہوا۔ اسی طرح جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین نے جھٹلایا، اذیت دی، رسوا کیا حتیٰ کہ عقبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت اقدس پر سجدے کی حالت میں اوجھڑی رکھ دی تو کسی نے نہ اتاری بلکہ وہ اس کو دیکھ کر ہنستے رہے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تشریف لے آئیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت انور سے اوجھڑی اتاری اور مشرکین کو بہت کچھ سنایا بھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر لیا تو اپنے مقدس ہاتھوں کو بلند فرمایا۔

اور ناموں کے ساتھ دعا فرمائی کہ

یا اللہ عزوجل!

ابوجہل

عتبہ

شیبہ

ولید بن عتبہ

امیہ بن خلف

عقبہ بن ابی معیط

عمار بن ولید

کو اپنی پکڑ میں لے لے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا یہ تمام اسی طرح غزوہ بدر میں ہلاک ہوئے اور کنویں میں ان کو پھینکا گیا۔

جنگ بدر میں یہ مشرکین عظمت کے ساتھ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

Marfat.com

کے لئے دعا کی تو یہ ہلاک ہوئے ستر قیدی بنے اور ستر مارے گئے۔

عتبہ بن ابی ولید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برے کلمات کہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں میں سے کتا مسلط کرنے کی دعا فرمائی تو اس کو شیر نے پھاڑ دیا اور جب قریش پر قحط سالی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے دور ہوئی۔

امام الفقیہ ابومحمد عبداللہ بن حامد اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور حضرت نوح علیہ السلام کے معجزہ کے تقابل میں لکھتے ہیں کہ

جب نوح علیہ السلام کو کفار کی طرف سے اذیتوں، رسوائیوں، شریعت سے پھرنے، کفر پر ثابت قدم رہنے سے قلب پر سخت گزری تو دعا فرمائی کہ

اے رب! کسی کافر کو زمین پر باقی نہ رکھے۔ (نوح:26)

تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور تمام کے تمام غرق ہو گئے سوائے مومنین کے جانور بھی کوئی نہ بچا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب قریش نے گستاخیاں کیں اور اذیتیں دیں اور دعوت تبلیغ کو قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کے فرشتے کو بھیجا تا کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں وہی کرے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا نہیں فرمائی بلکہ ان کے لئے ہدایت کی دعا فرمائی۔

میں کہتا ہوں۔

یہ احسن ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے ہاں تشریف لے گئے تو ان کو دعوت پیش فرمائی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ثعالب کی بستی کے پاس تشریف لے گئے تو پہاڑوں کے فرشتہ نے کہا اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کو جانتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کی طرف بھیجا ہے تاکہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں وہی کروں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں تو میں ان پر پہاڑ گراؤں اور فنا کردوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بلکہ ان کو مدت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی صلبوں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

حافظ ابونعیم نے اللہ تعالیٰ کا قول ذکر کیا ہے کہ

تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور کے بہتے پانی سے اور زمین چشمے کر کے بہادی تو دونوں پانی مل گئے اس مقدار پر جو مقدر تھی۔

(سورۃ قمر: 10 تا 12)

اسی طرح ہم نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے کہ

ایک اعرابی نے خشک سالی اور فقر کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقدس ہاتھوں کو بلند فرمایا۔ یا اللہ عزوجل! ہم پر بارش نازل فرما۔

تو منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ داڑھی مبارک سے پانی کے قطرے گرنے لگ گئے۔

تو اسی طرح بارش کی دعا کئی دفعہ قبول ہوئی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ دعا فرمایا کرتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے تو بارش نازل ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے لئے حمد ہے۔

حافظ ابونعیم نے فرمایا ہے کہ

حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو نو سو پچاس سال تبلیغ کرتے رہے۔ صرف سو سے تھوڑے مرد اور عورتیں ایمان لے آئے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تئیس سال میں شرق وغرب کے لوگ ایمان لائے۔ جابر حاکموں نے اتباع کی۔ قیصر و کسریٰ خوف

Marfat.com

کے عالم میں تھے، نجاشی اور اقیال اسلام لے آئے اور دین کی طرف رغبت کی۔

اہل نجران، ہجر، ایلہ اور دومہ میں سے جو ایمان نہ لے آئے تو انہوں نے جزیئے دیئے۔ تمام خوف کے عالم میں تھے اور آ کر مسلمان ہو گئے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں۔ (النصر:1 تا 2)

میں کہتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری پردہ سے قبل خیبر مکہ مکرمہ اکثر یمن، حضرموت فتح ہو گئے تھے اور ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔

پھر چاروں خلفاء

حضرت ابوبکر

حضرت عمر

حضرت عثمان

حضرت علی رضی اللہ عنہم

کے دور خلافت میں مشرق سے لے کر مغرب تک فتوحات ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ثابت ہوا کہ مجھے پوری زمین کا مشرق اور مغرب سمیٹ کر دکھایا گیا ہے اور میری امت کی یہاں تک حکمرانی ہو گی۔ قیصر و کسریٰ ہلاک ہوں گے اور ان کے خزانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے گا۔

تو یہ اسی طرح ہی ہوا۔

ہشام بن عمار نے کتاب البعث میں متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

اور ہم نے آپ کو تمام جہاں میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (الانبیاء:107)

Marfat.com

کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ

جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا تو اس پر دنیا و آخرت میں رحمت تام ہوگئی اور جو ایمان نہ لے آیا تو سابقہ قوموں کو عذاب ملا مگر ان کو قذف خسف نہ ہوا اور محفوظ رہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

کیا تم نے نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی۔ (ابراہیم:28)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

وہ نعمت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کیا وہ کفار قریش تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور جو اس کا منکر ہو سارے گروہوں میں تو آگ اس کا وعدہ ہے۔ (ھود:17)

حافظ ابونعیم نے فرمایا کہ

اگر کہا جائے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو صفاتی نام سے یاد کیا۔

اور فرمایا:

بے شک وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا۔ (بنی اسرائیل:3)

تو ہم کہیں گے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دو صفاتی ناموں سے یاد کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مومنین پر کمال مہربان مہربان۔ (توبہ:128)

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے ناموں کے ساتھ

یا ابراہیم

Marfat.com

یاموسیٰ

یاداؤد

یایحییٰ

یاعیسیٰ

یامریم

پکارا ہے۔

مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

یا ایھا الرسول

یا ایھا النبی

یا ایھا المزمل

یا ایھا المدثر

کے ساتھ پکارا اور یہ کنیت کے قائم مقام ہے اور شرف کی صفت ہے۔

جب کفار نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بے وقوف اور دیوانہ کہا تو انبیاء کرام علیہم السلام نے خود ہی جواب ارشاد فرمایا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا:

کہا! اے میری قوم مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ میں تو پروردگار عالم کا رسول ہوں۔ (الاعراف:67)

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

کہا! یقیناً تو خوب جانتا ہے کہ انہیں نہ اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے مالک نے دل کی آنکھیں کھولنے والیاں، اور میرے گمان میں تو اے فرعون ضرور ہلاک ہونے والا ہے۔ (بنی اسرائیل:102)

اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اللہ تعالیٰ نے خود جواب ارشاد

Marfat.com

فرمایا۔

کفار نے کہا:

اور بولے کہ اے وہ جن پر قرآن اترا بے شک تم مجنون ہو۔ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتے اگر تم سچے ہو۔ (الحجر: 6،7)

ان کا رد فرمایا کہ

ہم فرشتے بیکار نہیں اتارتے اور وہ اتریں تو انہیں مہلت نہ ملے۔ (الحجر: 8)

ایک اور جگہ قرآن مجید میں ہے:

اور بولے اگلوں کی کہانیاں ہیں جو انہوں نے لکھ لی ہیں تو وہ ان پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں اور تم فرماؤ اسے تو اس نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر بات جانتا ہے۔ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (الفرقان: 5،6)

اور مقام پر ارشاد فرمایا:

یا کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں ہمیں ان پر حوادث زمانہ کا انتظار ہے تم فرماؤ انتظار کئے جاؤ میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں۔ (الطور: 30،31)

اور ارشاد فرمایا:

اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کہتا کہ یقین رکھتے ہو اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو اس نے اتارا ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

(الحاقہ: 41 تا 43)

اور ارشاد فرمایا:

اور ضرور کافر تو ایسے معلوم ہیں کہ گویا اپنی بد نظر لگا کر تمہیں گرا دیں گے جب قرآن سنتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ضرور عقل سے دور ہیں اور وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لئے۔ (القلم: 51 تا 52)

اور ارشاد فرمایا:

Marfat.com

قلم! ان کے لکھنے کی قسم تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں اور ضرور تمہارے لیے بے انتہاء ثواب ہے اور بے شک تمہاری خوبو (خصلت) بڑی شان کی ہے۔ (القلم:1 تا 4)

اور ارشاد فرمایا:

اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی آدمی سکھاتا ہے جس کی طرف ڈھالتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان۔ (النحل:103)

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: القول فیما اوتی نوح علیہ السلام، ص:161)

حضرت ھود علیہ السلام کو (معجزہ) دینے کے متعلق قول

حافظ ابونعیم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے خشک ہوا کے ساتھ حضرت ھود علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کیا اور وہ غضبناک ہوا تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احزاب کے دن صبا کے ساتھ مدد فرمائی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔ (الاحزاب:9)

حافظ ابونعیم نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

جب غزوہ احزاب کے دن جنوب سے شمال کی ہوا چلی تو کہا۔

آؤ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کریں۔

شمالی والی نے جنوبی والی کو کہا۔

Marfat.com

بے شک حرارت رات کو نقصان دہ نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر صبا چلائی۔

اور فرمایا:

ہم نے ان پر ہوا بھیجی۔

اور حدیث میں ہے کہ

میری صبا کے ساتھ مدد کی گئی اور عاد پچھم والی ہوا سے ہلاک ہوئے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: القول فیما اوتی ھود علیہ السلام)

حضرت صالح علیہ السلام کے (معجزے) کے متعلق قول

حافظ ابو نعیم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو اونٹنی کا معجزہ عطا فرمایا جو پہاڑ سے نمودار ہوئی۔

ہم کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس سے اعلیٰ معجزہ عطا فرمایا۔ اونٹنی تو ایک پہاڑ سے نمودار ہوئی اور اس نے حضرت صالح علیہ السلام کی رسالت کا اقرار نہیں کیا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اونٹ نے شکایت کی کہ کام زیادہ لیتا ہے اور گھاس کم ڈالتا ہے اور اس وقت ذبح کرنے لگا ہے اور اس اونٹ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت بھی دی ہے۔ اور اسی طرح ہرنی نے رسالت کی گواہی دی اور گوہ نے بھی گواہی دی۔

اور صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت سے پہلے حجر سلام کرتے تھے۔

اشجار و احجار بھی سلام کرتے تھے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: القول فیما اوتی صالح علیہ السلام: ص: 161)

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزے کے متعلق قول

علامہ ابوالمعالی بن زملکانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آگ ٹھنڈی ہوگئی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے وقت اور نبوت کے چالیس سال کے درمیان فارس کی آگ بجھ گئی۔

ان کا ذکر سیرت میں ذکر کیا گیا ہے۔

ہمارے شیخ نے فرمایا:

اس امت کے بعض افراد کو آگ میں ڈالا گیا تو ان پر آگ نے اثر نہ کیا۔ ان میں سے حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

فرمایا کہ

اسود بن قیس عنسی نے یمن میں حضرت ابومسلم خولانی کو بلایا۔

اور کہا۔

تو گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

آپ نے فرمایا:

ہاں۔

اس نے کہا:

تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

آپ نے فرمایا:

میں نے سنا نہیں دوبارہ بولو۔

جب بار بار اسی طرح فرمایا تو اس نے بہت بڑی آگ جلانے کا کہا۔ جب آگ جل گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس میں ڈال دیا تو آپ کو آگ نے کوئی ضرر نہیں پہنچایا۔

Marfat.com

تو اسود عنسی کو کسی نے کہا:

ان کو وطن سے بے وطن کر دو (یعنی جلاوطن) تاکہ فساد نہ پیدا ہو جائے۔

تو اس نے رحیل کو حکم دیا پھر آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانے میں مدینہ منورہ آئے اور مسجد میں آ کر نماز ادا کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

آپ کون ہیں؟

تو حضرت ابو مسلم خولانی نے فرمایا:

یمن سے حاضر ہوا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

وہ آدمی کیسا ہے جس پر آگ نے اثر نہیں کیا۔

آپ نے کہا:

وہ عبد اللہ بن ایوب ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خدارا! بتائیے آپ وہی ہیں۔

تو آپ نے کہا:

ہاں۔

تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے ماتھے کو چوما اور اپنے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مابین بٹھایا اور فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے موت نہیں عطا فرمائی حتیٰ کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شخص کو دیکھ لیا جس کے اوپر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح آگ نے کوئی اثر نہیں کیا۔

یہ سیاق وہ ہے جس کو ہمارے شیخ نے اس صفت کے ساتھ بیان کیا۔

Marfat.com

اور حافظ کبیر ابوالقاسم ابن عساکر نے ترجمہ میں اسی طرح کا واقعہ ذکر کیا ہے۔

اور جس میں بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی کا تکرار ہے۔

اور حافظ ابن عساکر نے متعدد اسناد کے ساتھ جعفر بن ابی وحشیہ سے روایت کیا ہے کہ

ایک شخص جب مسلمان ہوا تو اس کی قوم نے کفر پر لانے کے لئے مجبور کیا جب وہ نہ مانا تو انہوں نے آگ میں ڈال دیا تو سوائے پورے کے کسی جگہ آگ نے اثر نہیں کیا۔

وہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور مغفرت کی دعا کے لئے عرض کیا:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

آپ ہمارے لیے دعا فرمائیں کیونکہ آپ پر آگ نے اثر ہی نہیں کیا۔ پھر اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کی اور شام کو روانہ ہو گیا۔

اور لوگ اس کو ابراہیم نام سے موسوم کرتے ہیں۔

یہ شخص حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

اس روایت نے فائدہ دیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت محمدیہ مطہریہ مقدسہ کی پیروی کی بناء پر ہوا۔

جیسا کہ

شفاعت کی حدیث میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کیا ہے کہ وہ مواضع سجود کو کھائے۔

حافظ ابن عساکر نے فرمایا کہ

امام ابومسلم خولانی روم کے شہر میں فوت ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

یزید کے دور میں وصال فرمایا اور نوے ہجری میں وصال فرمایا۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

Marfat.com

اور شیخ ابوالمعالی نے کہا کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے ذریعے آگ میں ڈالا گیا۔ اسی طرح کا واقعہ حدیث براء بن مالک میں روایت ہے کہ

مسیلمہ کے اصحاب نے قلعہ میں گھس کر دروازہ کو بند کر دیا۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

مجھے چمڑے میں لپیٹو اور نیزوں سے اوپر اٹھا کر دیوار کے اندر ڈالو تو آپ کو ایسے ہی اندر ڈالا گیا اور مشرکین کو قتل کیا اور مسیلمہ کو بھی قتل کیا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: القول فیما اوتی ابراہیم الخلیل علیہ السلام: ص:162)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو ہمارے شیخ نے ذکر کیا

حافظ ابونعیم نے فرمایا کہ

اگر کہا جائے کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل کے لقب کے ساتھ خاص ہیں تو میں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خلیل اور حبیب بنایا اور حبیب، خلیل سے زیادہ لطف والا ہے۔

حدیث شعبہ میں دو راویوں کے طریق سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا لیکن میں تمہارا صاحب ہوں اور اللہ تعالیٰ کا خلیل ہوں۔

(صحیح مسلم: من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ: جز:12، ص:97)

اور امام مسلم نے متعدد اسناد کے ساتھ عوف بن مالک جشمی سے روایت کیا ہے کہ

Marfat.com

میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں۔

(صحیح مسلم: باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ: جز: 15، ص: 469)

اور اصل حدیث صحیحین میں ہے حضرت عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ جس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل میں درج کیا گیا ہے۔

حافظ ابونعیم نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

ہر امت میں سے ہر نبی کا خلیل ہوتا ہے اور میرا خلیل ابوبکر ہے اور اللہ تعالیٰ نے صاحب کو خلیل بنالیا۔

امام مسلم نے متعدد اسناد کے ساتھ جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ظاہری پردہ فرمانے سے پانچ دن قبل ارشاد فرمایا کہ

میں تم میں سے کسی کو خلیل نہیں بنا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند اپنا خلیل بنایا ہے۔ اگر میں امت میں سے کسی کو خلیل بھی بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔

خوب سن لو!

تم سے پہلی قوموں نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام اور صالحین کی قبور کو اپنا سجدہ گاہ بنایا تو تم ان قبور کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم: باب النہی عن بناء المساجد علی القبور: جز: 3، ص: 127)

Marfat.com

اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خلیل بنانے کی ابونعیم نے بیان نہیں کی۔

ہشام بن عمار نے کتاب المبعث میں متعدد اسناد کے ساتھ عروہ بن رویم لخمی سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے اجل مرقوم کو مجھ سے مکمل فرمایا اور مجھے قرب خاص عطا فرمایا اور غیب سے حاضر فرمایا۔ ہم دنیا میں سب سے آخری ہیں اور قیامت میں سب سے پہلے ہوں گے۔

میں قول فرماتا ہوں فخر نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ

اور میں حبیب اللہ ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم)

قیامت کے دن تمام اولاد آدم (علیہ السلام) کا سردار ہوں اور میرے ہاتھ میں حمد لواء ہے اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں سے محفوظ رکھا ہے۔

قحط سالی سے ہلاک نہیں فرمائے گا۔

دشمن کے مقابلے تمہاری مدد فرمائے گا۔

ضلالت پر تمام جمع نہ ہوں گے۔

فقیہ ابومحمد عبداللہ بن حامد نے فرمایا کہ

خلیل وہ ہے جو شوق اور خوف سے عبادت کرے۔

اور حبیب وہ ہے جو محبت اور شوق دیدار میں عبادت کرتا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

خلیل وہ جو عطاء انتظار کرے اور حبیب وہ جو ملاقات کا شوق رکھنے والا ہو۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

Marfat.com

خلیل وہ ہے جو واسطہ سے وصل ہو۔

جیسا کہ فرمایا:

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔(الانعام:75)

اور حبیب وہ ہے جو بغیر واسطے کے وصل ہو۔

قرآن مجید میں ہے:

تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔(النجم:9)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو قیامت کے دن بخش فرمادے گا۔

ارشاد فرمایا گیا۔

اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا۔

(شعراء:82)

اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے خود کلام فرمائے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے اگلے پچھلے گناہ بخش دے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔(الفتح:2)

خلیل علیہ السلام فرمائیں۔

اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں۔(الشعرا:87)

اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمائے۔

جس دن اللہ رسوا نہ کرے نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو۔(تحریم:8)

خلیل علیہ السلام آگ میں فرمائیں۔

Marfat.com

مجھے اللہ کافی ہے اور وہی اچھا کارساز ہے۔ (آل عمران:173)
اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمائے۔
اے نبی اللہ تمہیں کافی ہے اور جن مومنین نے تیری اتباع کی۔ (الانفال:64)
حضرت خلیل علیہ السلام فرمائیں۔
میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں۔ (الصافات:99)
اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا ہے۔
اور تمہیں اپنی محبت میں خودرفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ (والضحیٰ:7)
حضرت خلیل علیہ السلام نے فرمایا:
اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں۔ (شعراء:84)
اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا:
اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کردیا۔ (الم نشرح:4)
حضرت خلیل علیہ السلام نے فرمایا:
اور مجھے اور میرے بیٹے کو بتوں کی پوجا سے بچا۔ (ابراہیم:35)
اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا:
اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔ (الاحزاب:33)
حضرت خلیل علیہ السلام نے فرمایا:
اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں۔ (شعراء:85)
اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا:
اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (الکوثر:1)
اور باقی چیزوں کو احادیث سے ذکر کرتے ہیں۔
صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بروز قیامت ایسا مقام آئے گا کہ تمام مخلوق حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام بھی میری جانب مرغوب ہوں گے۔

(صحیح مسلم: باب: بیان ان القرآن علی سبعۃ احرف وبیان: جز:4،ص:256)

یہ بات اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔

اس لیے بروز محشر تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہوں گے۔

یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام افضل مخلوق ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد کوئی بھی افضل ہوسکتا ہے۔

حافظ ابونعیم نے فرمایا:

اگر کہا جائے کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام تین حجابات میں نمرود (لعین) سے حفاظت میں رہے۔

تو ہم کہیں گے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مخالفین سے پانچ حجابات سے حفاظت میں رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور ہم نے ان کے آگے ایک دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں ہوسکتا۔ (یٰسین:9)

یہ تین ہوئیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور اے محبوب! تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم پر اور ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا۔ (بنی اسرائیل:45)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے کہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے۔ (یٰسین:8)

یہ پانچ حجابات ہوئے۔

اور اسی کی مثل فقیہ ابو محمد بن حامد نے بیان کیا ہے۔

اور میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے کون دوسرا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

جو حجاب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بیان ہوئے یہ مجھے معلوم نہیں یہ پانچ حجابات معنوی اور حسی نہیں ہیں مطلب یہ ہے کہ حق بات سے مصرف ہیں۔ اور درست بات ان دلوں پر اثر نہیں کرتی جس طرح کہ انہوں نے یہ کہا کہ

جس کی جانب تو ہمیں بلاتا ہے پردے ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور آپ کے مابین پردہ ہے۔ (فصلت:5)

اور ہم نے اس کو اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے (تفسیر ابن کثیر)

اور ہم سیرت اور تفسیر کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ

ام جمیل ابولہب کی زوجہ جب سورۃ ان کے ذم میں نازل ہوئی تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا پتھر مارنے آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ام جمیل نے پوچھا۔

تمہارا دوست کہاں ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کیا ہوا۔

ام جمیل نے کہا:

Marfat.com

انہوں نے میری ہجو کی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تمہاری ہجو تو نہیں کی ہے۔

اس نے کہا:

اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر میں ان کو دیکھ لیتی تو ان کو مارتی۔

اور یہ کہتی ہوئی نکل گئی۔

ہمارے باپوں کی مذمت کی اور ہمارے دین کو برا کہا۔

اور اسی طرح حجب اور منع اور بھی ہے۔

ابو جہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ میں دیکھا تو سر پھوڑنے کا سوچا تو اس نے دیکھا کہ گڑھے میں آگ اور بہت بڑا عذاب اور ملائکہ ہیں اور ہاتھ دہل گیا۔

قریش نے کہا:

کیا ہوا۔

تو اس نے جو دیکھا وہی خبر دی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر آگے بڑھتا تو ملائکہ اس کا ایک ایک عضو کر دیتے۔

اسی طرح جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی رات تشریف لے گئے تو مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محاصرہ کیا اور دروازے پر نو جوانوں کو کھڑا کر دیا تاکہ جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لائیں اور ان پر حملہ کر دیں اور شہید (نعوذ باللہ) کر دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لٹایا اور شاہت الوجوہ فرما کر ان کے سروں پر خاک کو ڈال کر باہر تشریف لے گئے اور وہ بد بخت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ ہی نہ سکے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں تشریف لائے اور مکڑی نے غار کے منہ پر جالا باندھا۔

Marfat.com

صحیح بخاری میں ہے کہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کسی نے ان میں سے ہمارے قدموں کے نشان کے ذریعے ہمیں دیکھ لیا تو؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تمہارا کیا خیال دو کے ساتھ اللہ تعالیٰ تیسرا بھی ہے۔ (مطلب اللہ ہمارے ساتھ ہے)

(صحیح البخاری: باب مناقب المہاجرین و فضلھم منھم ابوبکر رضی اللہ عنہ: جز:11، ص:485)

اور شعراء نے کہا:

زرہ نے غار والوں کی حفاظت نہیں کی بلکہ یہ مقام تو مکڑی کو ملا۔

اسی طرح سراقہ بن مالک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے آیا مگر خود غلامی میں پکڑا گیا۔

اور ابو حامد نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹایا اور چھری چلائی اس کے برعکس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خود غزوہ احد میں شریک ہونا اور مقدس سر پر زخم ہونا اور دانت مبارک کا زخمی ہونا ہے۔

جیسا کہ ہم نے سیرت میں ذکر کیا ہے کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگ گلزار بن گئی اور آپ علیہ السلام کو سکون ملا اور کوئی تکلیف نہ ہوئی تو اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں غزوہ خیبر کے دن زہر ملا دیا گیا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے باعث سکون آخر وقت تک رہی۔ بشر بن براء پر زہر نے اثر کیا تو وہ اسی وقت فوت ہو گئے۔

Marfat.com

اور تحقیق ہم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ

فاتح بلاد شام نے کفار کے سامنے زہر کھائی تو آپ پر زہر نے اثر نہیں کیا۔

حافظ ابو نعیم نے فرمایا:

اگر کہا جائے کہ

نمرود سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے برہان کے ساتھ مناظرہ کیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تو کافر کے ہوش اڑ گئے۔ (سورہ بقرہ:258)

ہم کہیں گے کہ

ابی بن خلف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گلی سڑی ہڈی لایا اور اس کو مسل کر کہنے لگ گیا کہ اس کو کون زندہ کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بولا ایسا کون ہے کہ ہڈیوں کو زندہ کرے جب وہ بالکل گل سڑ گئیں تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔ (یٰسین:78 تا 79)

پھر اس نے یہ سنا تو چلا گیا۔

میں کہتا ہوں کہ

یہ حجت کو قطع کرتا ہے اور عمدہ استدلال ہے جس نے کسی مخلوق کو ایک بار بنایا تو وہ اس کے دوبارہ بنانے پر بھی قادر ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے اور نہیں بنا سکتا۔ کیوں نہیں اور وہی بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا اسی کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ (یٰسین:81)

اور فرمایا:

Marfat.com

وہ ان کو زندہ کرنے پر قادر ہے جس طرح اس نے پہلے بنایا۔

اور فرمایا:

اور وہ ہے کہ اول بناتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور یہ تمہاری سمجھ میں اس پر زیادہ آسان ہونا چاہئے۔ (الروم:27)

یہ معاملہ متکلمین کے نزدیک نظری ہے فطری نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقابلہ کرنے والا معاند اور مکابر تھا اس لیے کہ یہ فطری عمل ہے اور سب جانتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی آدمی گندے لوگوں کے ساتھ تعلقات رکھے تو ان کے مطابق پھر نظری ہے۔ مردے کو زندہ کرنے کا دعویٰ عقل و سمع قبول نہیں کرتی اور ہر عقل اس کو کذب پر محمول کرتی ہے اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مغرب سے سورج کو لوٹانے کا کہا اور وہ کافر ششدر رہ گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔

حافظ ابونعیم نے فرمایا کہ

اگر یہ کہا جائے کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے غضب کی وجہ سے بتوں کو توڑا۔

تو ہم کہیں گے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو ساٹھ (360) بت توڑے تھے اور یہ فرما رہے تھے۔

حق آ گیا اور باطل کا قلع قمع ہو گیا۔ (بنی اسرائیل:81)

اور بت اوندھے منہ گرتے تھے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بتوں کو باہر پھنکوایا اور کعبہ معظّمہ کو پاک کیا۔ اسی طرح نار فارس بجھ گئی جو کہ ایک ہزار سال سے روشن کی ہوئی تھی اور محل کسریٰ کے چودہ کنگرے گرے تھے جو تین ہزار سال سے حکومت کے مستحکم ہونے کے تھوڑے عرصے میں چودہ (14) بادشاہوں کے بعد ختم ہو گئے اور اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندے زندہ کیے۔

Marfat.com

اس کو ابو نعیم اور ابو حامد نے ذکر نہیں کیا۔

اور اس کا بیان عنقریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں آئے گا جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بھی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔ (بنی اسرائیل:1)

اور اسی طرح ابن حامد نے ذکر کیا ہے جس کو میں نے ذکر کیا ہے۔

اور حدیث اسراء اور ہماری تفسیر میں یہ بات شاہد ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات مکہ المکرّمہ سے بیت المقدس، ساتویں آسمان، سدرۃ المنتہیٰ، جنت الماویٰ اور دوزخ کی سیر کرائی۔

اور اس حدیث منام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

امام احمد، ترمذی وغیرہ میں ہے کہ

میرے سامنے ہر چیز پیش کی گئی تو میں نے ان کو پہچان لیا۔

(مسند احمد: حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ: جز:45،ص:86)

اور ابو حامد نے فرمایا کہ

حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے گم ہونے میں رنج والم کیا اور صبر کا دامن تھاما اس کے برعکس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال پر صبر فرمایا۔

اور ارشاد فرمایا:

آنکھیں پرنم، دل حزن میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے اعلیٰ ہے۔

اے ابراہیم! ہم تیرے لیے حزن میں ہیں۔

Marfat.com

میں کہتا ہوں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیاں وصال فرما گئیں۔

1- حضرت رقیہ

2- حضرت ام کلثوم

3- حضرت زینب رضی اللہ عنہن

اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو احد میں شہید کر دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر فرمایا اور اجر کے طالب رہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کے برعکس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر حسن عطا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیبت، حلاوت، شکل، نفع دینے اور پہنچانے میں ارفع تھے۔

جیسا کہ احادیث دلالت کرتی ہیں۔

ربیع بن مسعود نے کہا:

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ کرتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج کی طرح روشن و منور لگتے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرقت اور دکھ برداشت کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا اور مفارقت لینا اور وطن کو چھوڑنا اہل و اصحاب بھی ان میں تھے (کم نہیں ہے)

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: القول فیما اوتی ابراہیم علیہ السلام: ص:168)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے متعلق قول

آپ علیہ السلام کو نو نشانیاں عطا فرمائیں گئیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں دیں۔ (بنی اسرائیل: 101)

Marfat.com

اوران سات نشانیوں کو ہم نے سلف کے اقوال سے اپنی تفسیر میں درج کیا ہے۔

اس میں اختلاف ہے۔

علماء جمہور نے فرمایا کہ

عصا جو پھینکنے سے سانپ بن جاتا

ہاتھ جو بغل میں ڈالنے سے روشن ہو جاتا

قوم فرعون پر دعا فرمائی جنہوں نے آپ علیہ السلام کو جھٹلایا تھا تو ان پر طوفان، مینڈک، جوئیں اور خون کا عذاب آیا۔ اس کو ہم نے اپنی تفسیر میں درج کیا ہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: القول فیما اوتی موسیٰ علیہ السلام: ص:168)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کنکریوں کا تسبیح کرنے کے مابین مقارفت

علامہ ابن زملکانی نے فرمایا کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں زندگی کا پایا جانا بہت بڑا معجزہ ہے تو اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں میں کنکریوں نے تسبیحات کیں۔

اسی کے بارے حدیث صحیح موجود ہے۔

اور یہ مشہور حدیث ہے جو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور ہم نے اس کو پہلے دلائل النبوۃ کے حوالے سے ذکر کر دیا ہے کہ

پھر ان کنکریوں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں تسبیحات کیں جس طرح ان کنکریوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھ میں تسبیحات کی تھیں۔

تو فرمایا کہ

یہ نبوت کی خلافت ہے۔

Marfat.com

اور حافظ ابونعیم نے ذکر کیا ہے کہ

ابومسلم خولانی کے ہاتھ میں تسبیح تھی تو آپ کو نیند آ گئی جب بیدار ہوئے تو تسبیح اسی طرح ہاتھ میں چل رہی تھی۔

اور اس سے یہ لگا تار آواز آ رہی تھی۔

سبحانك يا منبت النبات و يا دائم الشبات .

تو انہوں نے فرمایا کہ

ام مسلم ادھر آؤ اور عجیب نظارہ دیکھو۔

فرمایا کہ

جب ام آئیں تو وہ تسبیح گھوم رہی تھی اور ذکر کی آواز آ رہی تھی تو وہ جب قریب بیٹھیں تو خاموش ہو گئیں۔

صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہم کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔

اور ہمارے شیخ نے کہا:

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر سلام کہتے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ

یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے کہ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے بعثت سے قبل پتھر سلام کرتا تھا تو اب بھی میں اس کو جانتا ہوں۔

(صحیح مسلم: باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:11،ص:381)

بعض نے کہا:

وہ حجر اسود ہے۔

Marfat.com

ترمذی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ کے نواحی علاقہ میں تھا تو کوئی شجر و پتھر ایسا نہیں تھا جو یہ نہ کہتا ہو۔

السلام علیك یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(سنن ترمذی: باب فی آیات اثبات نبوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ج:12، ص:76)

پھر فرمایا کہ

یہ غریب سند ہے۔

حافظ ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں متعدد اسناد کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہیں نکلا تو کوئی شجر و حجر راستے میں ایسا نہ آیا جس نے یہ نہ کہا ہو۔

السلام علیك یا رسول اللہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شجر کو بلایا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔

اور اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو درختوں کو یکجا ہونے کا فرمایا اور یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری اتباع کرو۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ درختوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات شریفہ کو سمجھنے کی استطاعت ہوئی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے لگ گئے۔

اور یہ بھی ہے کہ

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے ایک درخت کو اپنے پاس بلایا تو اس نے زمین کو پھاڑا اور آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو اس نے یہ تین بار شہادت دی پھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔

حاکم نے مستدرک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اسلام کی دعوت دی۔

اس نے کہا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیا دلیل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وادی پر کھڑا درخت۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا تو وہ زمین کو پھاڑتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین مرتبہ گواہی مانگی تو اس نے گواہی دی پھر درخت اپنی جگہ پر واپس چلا گیا اور وہ اعرابی اپنی قوم کے پاس چلا گیا (اس نے کہا) اگر انہوں نے میری بات مان لی تو ان کو بھی ساتھ لاؤں گا ورنہ اکیلا ہی آجاؤں گا۔

دلائل النبوۃ میں ابی کعب سے بھی روایت کیا گیا۔

مصنف ابن شیبہ میں بھی روایت کیا گیا۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے جب منبر بنا تو وہ رونے لگ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور سینے سے لگایا۔

ہمارے شیخ نے فرمایا:

Marfat.com

اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معراج کی کلام کے ساتھ دیدار بھی کرایا۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ نور ہے۔

ایک روایت میں ہے۔

میں نے نور کو دیکھا۔

اور اسی طرح سیرت اور تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے طور سیناء پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ جب دیدار کا کہا تو منع فرمادیا گیا اور شب معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اور اس وقت مقام اعلیٰ پر پہنچایا جہاں پر قلموں کی چرچراہٹ کی آواز آرہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رویت بھی کرائی گئی اور یہ بڑے علماء سلف وخلف کا قول ہے۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

ابن حامد نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی۔ (طٰہٰ: 39)

اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا:

اے محبوب فرمادو کہ لوگو تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (آل عمران: 31)

Marfat.com

اور موسیٰ علیہ السلام کو برہان بنایا اور فرعون پر حجت بنایا۔

فرمایا:

اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا بے عیب۔ (نمل:12)

اور فرمایا:

تو یہ دو حجتیں ہیں تیرے رب کی فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بے شک وہ بے کلمہ لوگ ہیں۔ (القصص:32)

اور سورہ طٰہٰ میں فرمایا:

ہم تجھے بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں۔ (طٰہٰ:23)

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو چاند کو دو ٹکڑے کرنے کا معجزہ عطا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا حرا پہاڑ پر ایک ٹکڑا ایک جانب اور دوسرا ٹکڑا دوسری جانب تھا۔

ارشاد فرمایا:

پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔ اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔ (القمر:1،2)

صحیح بخاری میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسرور ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور چاند کی مانند چمکتا تھا۔

(صحیح البخاری: باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:11،ص:391)

ابن حامد نے کہا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ید بیضاء کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل نور عطا فرمایا ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الٹی اور سیدھی دونوں جانب چمکتا اور لوگ نظارہ کرتے تھے اور یہ تو قیامت تک باقی ہے اور رہے گا۔

Marfat.com

حضرت طفیل بن عمر دوسی رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہونے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ مانگا تاکہ قوم مسلمان ہو تو آپ رضی اللہ عنہ کا ماتھا چمک گیا۔

پھر دعا کی کہ

یہ روشنی کسی دوسری جگہ پر بھی ہو تو پھر روشنی کوڑے ہتھے پر ظاہر ہو گئی اور وہ چراغ کی مانند روشن تھی۔ اس کی برکت سے لوگ اسلام میں داخل ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنور کہا کرتے۔

بخاری وغیرہ میں ہے کہ

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ اندھیری رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر آئے تو چراغ کی مانند ان کا عصا منور ہو گیا اور جب دونوں اپنے اپنے راستے کو چلے تو ہر ایک کا الگ الگ عصا روشن ہوا۔

اور متعدد اسناد کے ساتھ حضرت عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہم سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے اندھیری رات تھی تو میری انگلیاں روشن ہو گئیں اور روشنی کی وجہ سے انگلیوں میں سوجن نہیں تھی تو ساتھ والے ساتھی اس کو بہت چھپانے کی کوشش کرتے مگر وہ نہ چھپتی۔

طوفان کی دعا

یہ موت ہے، جس کو قول سے ثابت کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مایوس ہوئے تو طوفان کی بددعا فرمائی تاکہ ہو سکتا ہے وہ نادم ہوں اور صحیح راستے پر آ جائیں۔

فرمایا:

اور ہم انہیں جو نشانی دکھاتے وہ پہلے سے بڑی ہوتی اور ہم نے انہیں مصیبت میں گرفتار کیا کہ وہ باز آ جائیں اور بولے کہ اے جادوگر ہمارے

Marfat.com

لیے اپنے رب سے دعا کر اس عہد کے سبب جو کہ اس کا تیرے پاس ہے بے شک ہم ہدایت پر آئیں گے۔ (زخرف:48،49)

اور فرمایا:

اور بولے تم کیسی بھی نشانی لے کر ہمارے پاس آؤ کہ ہم پر اس سے جادو کرو ہم کسی طرح تم پر ایمان لانے والے نہیں تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیاں تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی۔ (الاعراف:132،133)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قریش نے مخالفت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے خشک سالی کی دعا کی تو وہ ہر چیز کھانے لگ گئے اور بھوک کی شدت کی بناء پر ان کو دھوئیں نظر آتے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

تو تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا۔ (الدخان:10)

کی اسی طرح تفسیر فرمائی ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

قریش نے اقارب کا توسل پیش کیا اور بارش کے لئے کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی دعا فرمائی تو بارش ہوئی اور وہ زندہ بچ گئے۔

ابن حامد نے کہا ہے کہ اگر تم کہو کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کو مارنے سے سمندر دو ٹکڑے ہو گیا اور یہ آپ علیہ السلام کا معجزہ ہے؟

ہم کہیں گے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی مثل عطا فرمایا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

Marfat.com

ہم غزوہ خیبر کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں ایک بڑی وادی بہہ رہی تھی اور اس کی قامت اس کا عرض تھا۔

عرض کی۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دشمن پیچھے ہے اور وادی سامنے ہے۔ ہم تو محاصرہ میں ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی میں تشریف لے گئے اور تمام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور اس کو پار کرلیا تو پانی اونٹوں کے پاؤں تک آیا۔ یہ فتح تھی۔

یہ اسناد کے بغیر ذکر ہے اور میں نے اس کو معتبر کتاب میں نہیں دیکھا نہ ہی سند حسن اور ضعیف سے دیکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی دعا کی تو بارش فوراً برسنے لگ گئی۔ جو کہ گزشتہ اوراق میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

حافظ ابونعیم اور ابن حامد نے کہا کہ

من وسلویٰ کا مطلب یہ ہے کہ بغیر مشقت اور مزدوری کے رزق ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے غنیمت کا مال حلال فرمایا گیا اور پہلی قوموں میں حلال نہیں تھا۔

حدیث جابر میں ہے کہ

ایک لشکر کو بھوک لگی تو بغیر محنت کے سمندر سے عنبر مچھلی نمودار ہوئی تو تین روز تک کھاتے رہے۔

اسی طرح حضرت ابوموسیٰ خولانی رحمۃ اللہ علیہ حج کو روانہ ہوئے تو رفقاء کو کچھ ساتھ نہ لے جانے کو کہا۔ جہاں بھی قیام فرماتے تو آپ دو رکعت پڑھتے تو کھانا اور سواریوں کے لئے چارہ بھی آجاتا تو سارے راستے میں اسی طرح ہوا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا۔

Marfat.com

فرمایا گیا۔

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا۔ (بقرہ:60)

اور ہم احادیث مبارکہ ذکر کرتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے سے پیالے میں کہ جس میں ہاتھ بھی نہ سما سکتا تھا اس میں اپنا مقدس ہاتھ رکھا تو انگلیوں سے پانی کے چشمے بہنے لگ گئے۔ ایسے ہی عورت کے مشکیزے سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی پیا اور وہ اپنا مشکیزہ پورا پورا لے گئی اور حدیبیہ کے دن بھی پانی کا واقعہ ہوا۔ اسی طرح کئی واقعات ہیں۔ گوشت والی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہانا، پتھر سے پانی بہانا جو کہ قدرتی ہے سے بڑھ کر ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھے لوگوں کو سخت پیاس لگی ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن منگوایا اور اس میں تھوڑا سا پانی ڈالا اور اس پر کچھ پڑھا اور کلی کا پانی ڈال دیا پھر اس میں اپنا مقدس ہاتھ رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کو پانی پینے کی اجازت مرحمت فرمائی تو سب نے سیر ہو کر پیا اور برتن بھی بھر لیے۔

اور مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ذکر میں بیان کیے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: القول فیما اوتی موسیٰ علیہ السلام: ص:174)

Marfat.com

باب:

جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا وہ گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا فرمایا گیا

ہشام بن عمارہ نے کتاب المبعث میں متعدد اسناد کے ساتھ عمر بن حبان تمیمی سے نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عرش کے خزانوں میں ایک آیت عطا فرمائی گئی۔

رب تولج الشیطان فی قلبی واعذنی ومن کل سوء فان لك الید والسلطان والملك والملكوت دهر الداهرین وابد الآبدین، آمین، آمین .

فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ بقرہ کی دو آخری آیات عرش کے خزانوں میں سے عطا فرمائیں۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (بقرہ:285،286)

Marfat.com

سورج کو روکنے کا قصہ

یوشع بن نون بن افرائم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہم السلام بنی اسرائیل پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی ہوئے۔ بنی اسرائیل آپ علیہ السلام کے ساتھ جہاد کو روانہ ہوئے اور بہت لمبا محاصرہ کیا اور بہت تگ و دو کے بعد بیت المقدس میں تشریف لائے تو جمعہ کے دن اور عصر کے بعد تک محاصرہ کیا اور سورج غروب ہونے کو تھا اور ہفتہ کے دن کے شروع ہونے کا خوف تھا کہ جس میں جنگ منع فرمائی گئی تھی تو آپ علیہ السلام نے سورج کو فرمایا کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہو اور میں بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہوں۔

اس کے بعد دعا کی کہ

یا اللہ عزوجل! اس کی رفتار کو آہستہ فرما دے تو اللہ تعالیٰ نے سورج کی رفتار کو ٹھہرا دیا اور شہر کو فتح کر لیا اس کے بعد سورج غروب ہو گیا۔

صحیح مسلم میں ایک راوی کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

کسی نبی نے جہاد فرمایا اور عصر کے وقت فتح ہونے کو تھی تو انہوں نے سورج کو کہا کہ تو بھی حکم کی پیروی کرتا ہے اور میں بھی حکم کی پیروی کرتا ہوں۔

پھر دعا کی کہ

یا اللہ عزوجل!

اس کی رفتار کو تھوڑا روک لے۔

تو پھر اس کی رفتار رک گئی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا فرما دی۔

(صحیح مسلم: باب تحلیل الغنائم لھذہ الامۃ خاصۃ: ج:9،ص:185)

یہ نبی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ہیں۔

Marfat.com

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورج کی چال کو صرف حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے کم کیا گیا۔

(مسند احمد: باب مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ: جز:17، ص:6)

تفرد به احمد و اسناده علی شرط البخاری .

یاد رہے کہ چاند کو دو ٹکڑے کرنا، سورج کی رفتار کم کرنے کے مقابلے میں ایک عظیم معجزہ ہے اور ہم نے حدیث **رد الشمس بعد غروبها** میں ذکر کر دیا ہے اور یہاں صرف اقوال بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

علامہ ابو المعالی ابن الزملکانی نے فرمایا کہ

"جبارین کے قتال میں سورج کو حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے روکا گیا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور چاند کا دو ٹکڑے کرنا سورج کو روکنے سے بدرجہ اعلیٰ معجزہ ہے۔"

اور چاند کے دو ٹکڑے کرنے کی حدیث تواتر کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ چاند کا ایک ٹکڑا پہاڑ کی اگلی جانب تھا اور ایک پچھلی جانب تھا۔

اور قریش نے کہا:

اس نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے۔

جب مسافرین آئے تو انہوں نے ان کو بتایا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے یہ تو جادو ہے چلا آتا۔ (القمر: 1 تا 2)

کہا گیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سورج کو دوبار روکا گیا۔

Marfat.com

امام طحاوی نے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہو رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غروب کے بعد اپنے سر اقدس کو اٹھایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ادا نہیں فرمائی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ

یا اللہ عزوجل! وہ تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں تھا تو اس پر سورج کو لوٹا دے تو پھر اللہ تعالیٰ نے سورج کو لوٹا دیا اور سورج دکھائی دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز ادا فرمائی اس کے بعد سورج دوبارہ غروب ہو گیا۔

(مشکل الآثار للطحاوی: باب صلیت یا علی؟......جز:3، ص:64)

(دوسری بار سورج کا رکنا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی صبح قریش کو مکہ سے بیت المقدس کی سیر کرنے کی خبر دی۔ کئی چیزوں کے علاوہ قریش نے اپنے قافلے والوں کا پوچھا جو سفر کر کے آرہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ قافلہ سورج کے نکلنے کے وقت آجائے گا۔

اس قافلہ کو کچھ دیر ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے سورج نکلنے کو روک دیا۔

اس روایت کو ابن بکیر نے روایت کیا۔

سورج کو لوٹانے کی حدیث حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے اور یہ منکر طریق ہیں۔ مگر امام طحاوی، احمد بن صالح مصری، قاضی عیاض اور ابن مطہر کا میلان حدیث کی صحت پر ہے اور حفاظ حدیث نے اس پر جرح اور نقد کیا ہے اور اس کو ضعیف کہا ہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب ما اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص:175)

Marfat.com

حضرت ادریس علیہ السلام کو عطا کیے جانے کے متعلق قول

ابونعیم نے ذکر کیا ہے کہ

بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام ہیں اور اس پر کثیر مفسرین کے اقوال ہیں اور محمد بن اسحاق بن کسار اور آخر میں علماء کے نزدیک نوح علیہ السلام سے قبل کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشادِ فرمایا:

اور ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھالیا۔ (مریم:57)

ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے افضل واکمل مقام عطا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا و آخرت میں بلند فرما دیا۔

اور ارشاد فرمایا:

اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (الم نشرح:4)

کوئی موذن اور خطیب اور نماز پڑھنے والا ایسا نہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لیتا ہو۔

اور وہ اشھد ان محمداً رسول اللہ ضرور کہتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اذان میں بھی اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ملا دیا جو نماز مفروضہ کی چابی ہے۔

متعدد اسناد سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر میں روایت کیا گیا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

جب میرا ذکر ہوگا تو آپ کا ذکر ضرور ہوگا۔

Marfat.com

ابن جریر اور ابن ابی عاصم نے متعدد اسناد سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب میں زمین و آسمان کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے امر سے فارغ ہوا۔

تو میں نے عرض کیا:

یارب عزوجل! تو نے پہلے والے انبیاء کرام علیہم السلام کو عزت بخشی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑوں کو مسخر فرمادیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا اور جنات کو فرمانبردار کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا۔

تو مجھے کیا عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میں نے ان تمام سے آپ کو افضل کیا ہے۔

جب میرا ذکر ہوگا تو آپ کا بھی ہوگا۔ اور میں نے آپ کی امت کے سینوں میں قرآن بھر دیا ہے وہ قرآن کو پڑھیں اور کسی امت کو یہ عطا نہیں کیا اور عرش کے خزانوں میں سے ایک کلمہ نازل کیا ہے (وہ ہے)

ولا حول ولا قوة الا باالله

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: القول فیما اعطی ادریس علیہ السلام: ص: 175)

اس سند میں غرابت ہے لیکن اس کا یہ شاہد پیش کیا گیا ہے، ابوالقاسم بن بنت منع بغوی، سلیمان بن داؤد مہرانی، حماد بن زید، عطاء بن سائب، سعید بن جبیر نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

Marfat.com

امام حاکم اور بیہقی نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا:

یارب عزوجل! میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے توسل سے اپنی لغزش کی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میں تجھے نہیں جانتا اور نہ ہی ان کو پیدا کیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا:

میں نے خود عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا ہے۔

میں جانتا ہوں کہ تو نے اپنے نام مبارک کی نسبت سب سے زیادہ پسندیدہ مخلوق کی جانب کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے آدم (علیہ السلام) تو نے سچ کہا۔

اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا نہ کرتا تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

(مستدرک: باب ومن کتاب آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: جز:2،ص:672)

بعض آئمہ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بلند فرمادیا اور اپنے نام کے ساتھ اولین و آخرین میں ملا دیا اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بلند فرمایا اور مقام محمود پر شفاعت کرنے والا بنایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اولین و آخرین آئیں گے اور تمام مخلوق آئے گی حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام بھی آئیں گے اسی طرح صحیح مسلم میں بھی ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر ان کی حیات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں تو وہ آپ پر ضرور ضرور ایمان لے آئے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا اور مدد کرے گا اور یہ بھی فرمایا کہ اپنی امت سے بھی یہ عہد لے کہ اگر ان کی زندگی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں تو وہ تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے خوشخبری دی حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دی۔ اور پھر یہود علماء، کاہنوں اور راہبوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج کو یکے بعد دیگرے آسمان پر تشریف لے جاتے ہوئے حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے اس کے بعد چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے پھر ساتویں آسمان پر بیت المعمور کے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سلام کیا پھر وہاں سے اس مقام پر تشریف لے گئے جہاں پر قلموں کی آواز آ رہی تھی۔ اس کے بعد سدرۃ المنتہیٰ، جنت و دوزخ بڑے بڑے مقامات ونشانیاں ملاحظہ فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت بھی کی اور تمام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رخصت بھی کیا رضوان جنت و دوزخ کے فرشتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندی اور عظمت اور مرتبہ کا مقام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و اسلام ہوں اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر سلام ہوں۔ یہ دین تمام دینوں کا ناسخ ہے اور یہ دین قیامت تک باقی رہے گا اور اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روزانہ پانچ بار نام مبارک یاد کیا جاتا ہے۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ

Marfat.com

اسی طرح ہر خطیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک خطبہ میں بار بار پڑھتا ہے۔

اور کہا ہے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا اچھا شعر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کو اپنے نام مبارک کے ساتھ اذان میں ملا دیا ہے جب موذن پانچ بار اشہد کہتا ہے جلالت کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے۔ عرش والا محمود ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد ہے۔

اور صرصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہماری اذان اور نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مقدس کے بغیر مکمل نہیں۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: القول فیما اعطی ادریس علیہ السلام)

حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق قول

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور ہمارے بندے داؤد نعمتوں والے کو یاد کرو بے شک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے۔ بے شک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ مسخر فرما دیئے کہ تسبیح کرتے شام کو اور سورج چمکتے اور پرندے جمع کیے ہوئے سب کے اس کے فرمانبردار ہیں۔ (ص: 17، 19)

اور ارشاد فرمایا:

اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا۔ اے پہاڑ و اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا کہ وسیع زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ اور تم سب نیکی کرو بے شک تمہارے کام دیکھ رہا ہوں۔ (سبا: 10 تا 11)

ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

آپ علیہ السلام کی آواز خوش خواں تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

لئے پرندے مسخر کر دیئے جو آپ علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور پہاڑوں کو بھی آپ علیہ السلام کے لئے مسخر کر دیا وہ آپ علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرتے اور تابع فرمان تھے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی آواز میں قرآن کریم کی تلاوت فرمائی ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں والتین والزیتون سورہ پڑھی۔ تو میں نے کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اچھی آواز کسی کی نہیں سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ترتیل کے ساتھ تلاوت فرماتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پرندے تسبیح کرتے تھے مگر سخت و (بے جان) پہاڑوں کا تسبیح کرنا عجیب تر ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھ میں کنکریوں نے تسبیحات کیں۔

ابن حامد نے فرمایا:

یہ حدیث معروف مشہور ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشجار و احجار سلام کہتے تھے اور صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کھانے کے وقت کھانے کو تسبیح کرتے ہوئے سنتے تھے۔ (صحیح البخاری: باب علامات النبوۃ فی الاسلام: جز: 11، ص: 415)

زہر کی دستی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر ملا ہونا بتا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیوانات، جمادات اور وحشی جانوروں نے رسالت کی گواہی دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے تھے۔

چھوٹی کنکریوں کا تسبیح کرنا بڑے پہاڑوں کی آواز سے اعلیٰ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو جبل ابی قبیس اور سرخ پہاڑ گونجتے تھے مگر ان میں تسبیح کی آواز نہیں ہوتی تھی اس لیے کہ یہ حضرت داؤد علیہ

Marfat.com

السلام کا معجزہ تھا۔ اس کے برعکس دیکھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں کنکریوں کا تسبیح کرنا عجیب تر ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام خود کماتے تھے اور کھاتے تھے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی خود کماتے اور کھاتے تھے اور قراریط پر اہل مکہ مکرمہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔

اور فرمایا:

کوئی نبی ایسا نہیں جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ اسی طرح شام میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال مضاربت کے طور پر بیچنے گئے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور بولے اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے کیوں نہ اتارا گیا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کہ ان کے ساتھ ڈر سناتا یا غیب سے انہیں کوئی خزانہ مل جاتا یا ان کا کوئی باغ ہوتا جس میں سے کھاتے۔ اور ظالم بولے تم تو پیروی نہیں کرتے مگر کیا ایسے مرد کی جس پر جادو ہوا۔ اے محبوب دیکھو کیسی کہاوتیں تمہارے لیے بنا رہے ہیں تو گمراہ ہوئے کہ اب کوئی راہ نہیں پاتے۔ (فرقان: 7 تا 9)

اور ارشاد فرمایا:

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے۔ (فرقان: 20)

یعنی تجارت اور کمانے کے لئے تاکہ حلال نفع حاصل کریں۔ پھر جب جہاد شروع ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت میں سے فے کا مال کا حصہ لیتے تھے اور اپنا گزارا کرتے تھے۔

مسند احمد اور ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے قیامت

Marfat.com

تک تلواروں کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا ہے حتیٰ کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کے قائل بن جائیں۔ میرا رزق نیزے کے سائے میں رکھا گیا ہے ذلت میرے مخالف کے حق میں لکھ دی گئی ہے۔ جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی میں سے ہے۔

(مسند احمد: باب: مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: جز:10 ص:404)

لوہا آگ میں گرم کیے بغیر آٹے کی مانند نرم ہوتا تھا۔ آپ علیہ السلام زرہیں تیار فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو فرمایا کہ

لوہے کی ٹکڑوں کو اس طرح جوڑ دو کہ کیل باریک نہ ہوں جس کی وجہ سے وہ تنگ ہو اور اتنا موٹا بھی نہ ہو جس کی وجہ سے ٹکڑے ہو جائے۔

جیسا کہ بخاری میں آیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور ہم نے اسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا کہ تمہیں تمہاری آنچ (چوٹ) سے بچائے تو کیا تم شکر کرو گے۔ (الانبیاء:80)

اور بعض شعراء نے نبوت کے حوالے سے کہا کہ

داؤد کے زرہ نے بھی غار کے صاحب کی حفاظت نہیں کی یہ فضیلت تو مکڑی کو حاصل ہوئی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پتھر ریت کی مانند تھے جب غزوہ خندق چار ہجری اور یہ بھی کہا گیا پانچ ہجری میں کھودی گئی تو ایک پتھر ایسا آیا جس کو کوئی بھی ٹکڑے ٹکڑے نہ کر سکا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہلی ضرب میں ہی توڑ دیا حالانکہ بھوک کی شدت کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے۔ پہلی ضرب سے چنگاری نکلی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے شام کے محلات دکھائی دیئے اور دوسری ضرب میں فارس کے محلات دکھائی دینے کا فرمایا اور جب تیسری ضرب لگائی تو وہ سخت ریت کی مانند ہو گیا۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتھر پر ضرب لگانے سے ریت بن جانا لوہے کے نرم ہونے سے عجیب تر ہے۔

کسی نے کہا کہ

اگر اس کے دل کو نرم کرنے کا سوچوں اور پتھر ضرور نرم ہو ہی جائے گا۔

اگر شاعر کے نزدیک کوئی چیز پتھر سے زیادہ سخت ہوتو ان کو ضرور بیان کیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھر کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ کڑے (سخت) (بقرہ:74)

اور ارشاد فرمایا:

تم فرماؤ پتھر یا لوہا ہو جاؤ یا اور کوئی مخلوق جو تمہارے خیال میں بڑی ہو۔

(بنی اسرائیل:50،51)

حاصل یہ ہے کہ

لوہا پر جب تک کوئی تدبیر نہ کی جائے تو یہ پتھر سے سخت رہتا ہے اور جب کوئی اس پر تدبیر کی جائے تو یہ نرم ہو جاتا ہے۔

حافظ ابونعیم نے فرمایا:

اگر یہ کہا جائے کہ

حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا اتنا نرم تھا کہ آپ علیہ السلام اس سے زرہ بناتے تھے۔

تو یہ بھی کہا گیا ہے کہ

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پتھر موم کی مانند نرم ہو جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کرتے تو غار کی مانند ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے دن مشرکین سے چھپ گئے تھے۔ لوہے کے نرم ہونے کی بنسبت پتھر کا نرم ہونا عجیب تر ہے

Marfat.com

کیونکہ لوہا آگ سے تو نرم ہو جاتا ہے مگر پتھر آگ سے نرم نہیں ہوتا۔

فرمایا گیا ہے کہ

یہ غار اب بھی موجود ہے جس کی لوگ زیارت کو جاتے ہیں اور زیارت کرتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو حکمت عطا فرمائی گئی تو اس کے برعکس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکمت و اکمل شریعت بقیہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بنسبت اعلیٰ عطا فرمائی گئی۔

صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین

اس میں کوئی شک نہیں کہ عرب تمام امم سے فصیح و بلیغ ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بھی زیادہ فصیح و بلیغ ہیں اور خلق عظیم کے اعلیٰ منصب پر فائز ہیں۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: القول فیما اوتی داؤد علیہ السلام: ص: 179)

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے متعلق قول

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا اور دیو بس میں کر دیئے ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے یہ ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب نہیں اور بے شک اس کے لئے ہماری بارگاہ میں ضرور قرب اور اچھا ٹھکانہ ہے۔ (ص: 36 تا 40)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور سلیمان کے لئے تیز ہوا مسخر کر دی کہ اس کے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے اور شیطانوں میں سے وہ جو اس کے لئے غوطہ لگاتے اور اس کے سوا اور کام کرتے اور ہم

Marfat.com

انہیں روکے ہوئے تھے۔ (الانبیاء: 81 تا 82)

اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اور سلیمان کے بس میں ہوا کر دی اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینے کی راہ اور ہم نے اس کے لئے پگھلتے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے ہیں اس کے رب کے حکم سے اور جو ان میں ہمارے حکم سے پھرے ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔ اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں اور بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیگیں۔ اے داؤد والو شکر کرو اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر کرنے والے۔ (سبا: 12 تا 13)

ہم نے اس واقعہ کو تفسیر میں درج کیا ہے۔

امام احمد ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کو تعمیر کرنے سے فراغت حاصل کر لی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں گزارشات کیں۔

ایسا حکم جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہو۔

ایسی سلطنت جو ان کے بعد کسی کو نہ ملے۔

اس مسجد (بیت المقدس) میں جو آئے وہ گناہوں سے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کی طرح منزہ ہو۔

(صحیح ابن حبان: باب المساجد: جز: 4، ص: 511)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر لشکر آئے تو ہم نے

Marfat.com

ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کام دیکھتا ہے۔ (الاحزاب:9)

امام مسلم نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

صبا کے ساتھ مدد کی گئی اور آندھی کے ذریعے عاد کی ہلاکت کی گئی۔

(صحیح مسلم: باب فی ریح الصبا والا بور: جز:4،ص:439)

صحیحین میں ہے۔

ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ مدد کی گئی۔

اس کا معنٰی یہ ہے کہ

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کفار قوم سے لڑنا چاہتے تو وہ ایک کی مسافت تک خوف وہراس میں ہوتے تھے اور مرعوب ہو جاتے تھے۔ اگر سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو اللہ تعالیٰ نے مسخر کر دیا تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بارش کو تابع کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار بارش کی دعا فرمائی اور قبول ہوئی جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے (باب الاستسقاء میں)

حافظ ابونعیم نے فرمایا کہ

اگر یہ کہا جائے کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہوا کو فرمانبردار کیا ان کا صبح والا سفر ایک ماہ کی مسافت کا ہوتا پھر اس طرح زوال کے بعد بھی ہوتا۔

تو یہ بھی کہا گیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے اعظم واکبر معجزہ عطا فرمایا رات کے تھوڑے سے حصہ میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے جو ایک ماہ کا سفر بنتا ہے اور شب اسراء کا پچاس ہزار سال کا سفر ایک تہائی سے بھی تھوڑے وقت میں طے کر لیا۔ ہر ہر

Marfat.com

آسمان کے نظارے ملاحظہ فرمائے۔ جنت اور جہنم کو دیکھا، انبیاء کرام اور آسمان ملائکہ کی امامت کی۔ یہ رات کے تھوڑے حصے میں سب کچھ ہوا لہٰذا یہ بڑا معجزہ اور تعجب خیز معجزہ ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے شیاطین کو مسخر کر دیا آپ علیہ السلام جو حکم فرماتے وہی کرتے حتیٰ کہ محاریب، تماثیل اور صفیان کی مصنوعات بھی بناتے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے اللہ تعالیٰ نے یوم بدر، یوم احد، یوم احزاب، یوم حنین وغیرہ کے لئے فرشتوں کو بھیجا لہٰذا یہ شیاطین سے افضل اور اعلیٰ اور اجل معجزہ ہے۔

اسی طرح ابن حامد نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

صحیحین میں متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری نماز کے دوران پچھلی رات میں سرکش جن نے خلل ڈالنے کی سعی کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر گرفت عطا فرمائی میں نے چاہا کہ اس کو پکڑ کر مسجد کے ستون کے ساتھ باندھوں تاکہ لوگ اس کو دیکھیں لیکن مجھے میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی کہ میری طرح کی سلطنت کسی کو نہ دینا۔ تو پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کر کے واپس بھیجا۔ (صحیح مسلم: باب جواز لعن الشیطان: جز:3،ص:478)

اور صحیح مسلم میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ کی قسم اگر ہمارے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو صبح اہل مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے۔

(صحیح مسلم: باب جواز لعن الشیطان فی اثناء الصلاۃ: جز:3،ص:148)

امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

Marfat.com

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرأت ملتبس ہوگئی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے۔ آگے وہی ذکر کیا گیا ہے جو اہل مدینہ کے بچوں کے ساتھ کھیلنے کا حکم فرمایا۔

(مسند احمد: باب مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ: جز:23، ص:399)

اور صحاح ستہ اور مسانید میں ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین کو قید کر لیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم: باب فضل شہر رمضان: جز:5، ص:337)

یہ ماہ رمضان کے شروع ہونے کی برکت ہے۔ اور عنقریب ابرص، کوڑھی کے معجزات عیسٰی ابن مریم علیہ السلام میں آئے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جنات آئے اور شفاعت کی بھیک مانگی۔

صلوات اللہ و سلامہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے کچھ جنات کو بھیجا تاکہ قرآن مجید سنیں تو وہ جب آئے مسلمان ہو گئے پھر انہوں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور کفر پر ڈٹے رہنے کا برا انجام بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات و انسانوں کے لئے بھیجا گیا ہے۔

ابو نعیم نے یہاں پر حدیث ذکر کی ہے کہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المال کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا لیکن چور چوری کر جاتا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تشریف فرما ہوتے تھے (پتہ نہ چلتا تھا) ایک دن وہ پکڑا گیا تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں لے آنے کی سعی کی لیکن وہ حاضر ہونے سے ڈر رکھتا تھا۔

Marfat.com

اس نے کہا کہ

مجھے چھوڑ دو میں تمہیں آیت الکرسی پڑھنے کا کہتا ہوں جس کی وجہ سے شیطان دخل اندازی نہیں کر سکتا۔

اس واقعہ کو ہم نے اپنی تفسیر میں آیۃ الکرسی کے تحت درج کیا ہے۔

حافظ ابو نعیم نے ذکر کیا ہے کہ

ابو جہل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا چاہتا تھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حمایت کی جیسا کہ ہم نے سیرت میں ذکر کیا ہے اور احد کے دن قتال کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں حضرت جبرائیل و میکائیل علیہم السلام تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ سلطنت بھی عطا کی اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اختیار عطا فرمایا کہ نبوت کے ساتھ بادشاہی یا رسالت کے ساتھ عبدیت پسند کرتے ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے مشورہ کیا تو آپ علیہ السلام نے کہا کہ تواضع اختیار کرو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدیت کے ساتھ رسالت کو محبوب بنایا۔

حدیث حضرت عائشہ وابن عباس رضی اللہ عنہم سے ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رسالت کے اعلیٰ منصب ہونے پر کوئی شک نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے خزانے عطا فرمائے گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر میں پسند کرتا تو پہاڑوں کو سونا بنا دیتا لیکن میں یہ محبوب رکھتا ہوں کہ ایک دن بھوکا اور ایک دن پیٹ بھرا کروں۔

اور ہم نے یہ تمام اپنی تفسیر اور سیرت میں درج کیا ہے۔

وللہ الحمد والمنۃ

Marfat.com

حافظ ابونعیم نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں سویا ہوا تھا تو میرے ہاتھ میں زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔

اور حدیث حسین ابن واقد سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ

حضرت جبرائیل علیہ السلام ریشمی لباس پہن کر ابلق گھوڑے پر سوار ہو کر دنیا کے خزانوں کی چابیاں لائے۔

حافظ ابونعیم نے فرمایا کہ

اگر یہ کہا جائے کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں اور چیونٹیوں کی بولی سمجھتے تھے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور کہا: اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا۔(نمل:16)

اور ارشاد فرمایا:

یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں۔(نمل:18)

اور ارشاد فرمایا:

تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسے اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا۔(نمل:19)

تو یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ اور اس کی مثل بھی عطا فرمایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جانوروں، پرندوں اور وحشی جانوروں نے کلام کیا۔ کنکریوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تسبیحات کیں، درخت نے کلام کیا، کھجور کا ستون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں رویا، بھیڑیئے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کیا۔ پرندوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے تسبیح و شکر کیا۔ گوہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کیا۔ یہ تمام معجزات پچھلی فصلوں میں گزر گئے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت شعب کی گھاٹی میں گیا تو راستے میں کوئی درخت و پتھر ایسا نہیں تھا جس نے یہ نہ کہا ہو۔

السلام علیك یا رسول الله (صلی الله علیه وسلم)

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور میں نے خود بھی سنا۔

حافظ ابونعیم نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت خالد بن معلاۃ بن جبل سے روایت کیا ہے کہ

خیبر والے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کالا گدھا آیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم کون ہو؟

اس نے عرض کیا:

عمرو بن فہران

ہم سات بھائی انبیاء کرام علیہم السلام کی سواری کے لئے مامور تھے اور میں ان میں سے چھوٹا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوں میرا مالک یہودی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم یاد آتے تو میں اس کو نیچے گرا دیتا اور وہ مجھے مارتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

تم یعفو رہو۔

ابن ابی حاتم نے اس حدیث کی نکارت پر نص وارد کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے متعلق قول

مسیح کی وجہ تسمیہ

کہا گیا ہے کہ

آپ علیہ السلام زمین کی سیاحت کرتے تھے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ

آپ علیہ السلام کے قدم مبارک سخت تھے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

والدہ کے بطن سے پیدا ہوتے وقت جسم پر مالش کی گئی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ علیہ السلام کو مس کیا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے گناہوں کو معاف فرمادیا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

آپ علیہ السلام جس کو ہاتھ لگاتے اس کو شفا مل جاتی۔

اس تمام کو حافظ ابونعیم نے حکایت کیا ہے۔

آپ علیہ السلام والدہ سے باپ کے بغیر اور کلمہ (کن) سے پیدا ہوئے جس طرح حضرت آدم وحوا علیہما السلام پیدا ہوئے تھے۔ آپ علیہ السلام والدہ کے بطن سے پیدا ہوتے وقت شیطان سے محفوظ رہے اور آپ علیہ السلام کے خصائص میں سے ہے کہ

Marfat.com

آپ علیہ السلام زندہ ہیں وصال نہیں فرمایا اور اب آسمان پر تشریف فرما ہیں اور قیامت سے قبل دمشق میں مشرق والے مینارے پر تشریف لائیں گے۔ آپ علیہ السلام عدل سے زمین کو بھر دیں گے اور ظلم کو ختم کر دیں گے اور اس شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم فرمائیں گے پھر وصال فرمائیں گے اور حجرہ نبویہ میں مدفن ہوں گے۔

جیسا کہ ترمذی نے روایت کیا ہے۔

شیخ علامہ ابن زملکانی نے فرمایا ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں سے مردوں کو زندہ کرنا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قسم کے کثیر معجزات ہیں۔ اس سے تو زیادہ یہ ہے کہ انسان کو زندہ کرنے سے جمادات کا زندہ کرنا زیادہ اعلیٰ و بلیغ ہے۔ بکری کی دستی نے کلام کیا جس میں زہر ملا ہوا تھا۔ اس گوشت کے ٹکڑے کو زندہ کرنا انسانی میت کے زندہ کرنے سے بلیغ اعلیٰ معجزہ ہے اور اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پرندے زندہ کرنے سے بھی اعلیٰ معجزہ ہے۔

میں کہتا ہوں۔

درخت، پتھروں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا ان میں زندگی کا آ جانا جو زندگی کو جانتے ہی نہیں تھے مردہ انسان کو زندہ کرنے سے اعلیٰ معجزہ کیونکہ ان میں زندہ ہونے کا محل وقت باقی ہے برعکس ان جمادات کے ان میں بالکلیہ ہی زندہ ہونے کا امکان ہی نہیں اسی طرح کھجور کے تنے کا جدائی میں رونا بھی اسی قبیل سے ہے۔

اس طرح کے معجزات ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب فیما عاش بعد الموت میں ذکر کیے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہم انصار کے ایک مریض کے پاس گئے تو وہ فوت ہو چکا تھا تو ہم نے نعش کے اوپر کپڑا ڈال کر لپیٹ دیا۔

Marfat.com

اس کی والدہ سرہانے کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور وہ بہت بوڑھی عورت تھی۔
کسی نے والدہ کو کہا۔
صبر کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی طالبہ ہوں۔
اس نے کہا:
کیا ہوا، کیا میرا بیٹا وفات پا گیا ہے۔
ہم نے کہا:
ہاں۔
اس نے کہا:
کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔
ہم نے کہا:
ہاں۔
اس نے پھر اپنے ہاتھوں کو بلند کیا۔
اور کہا
یا اللہ عزوجل! تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے رسول کی جانب ہجرت کی اور اسلام اس لیے لایا تاکہ تو میری پریشانیاں حل فرمائے اور تو مجھے آج اس مصیبت میں نہ ڈال۔
راوی نے کہا:
تو لڑکے نے سر سے کپڑے کو ہٹایا اور (اٹھ کر) بیٹھ گیا اور پھر ہم نے مل کر کھانا کھایا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب ماجاء فی المہاجرۃ الھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم: جز:6،ص:189)

اسی واقعہ کو امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے۔

دوسرا واقعہ

حسین بن عرفہ نے متعدد اسناد کے ساتھ ابو سیرہ نخعی سے روایت کیا ہے کہ

Marfat.com

ایک شخص یمن سے آ رہا تھا تو اس کا گدھا راستے میں مر گیا۔ اس نے دو رکعت نماز پڑھی۔

اور عرض کیا:

یا اللہ عزوجل! میں تیری خاطر گھر سے جہاد کے لئے نکلا ہوں اور تیری رضا کا طلب گار ہوں میں ایمان رکھتا ہوں کہ تو ہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور قبور سے دوبارہ اٹھائے گا آج مجھے کسی سے احسان نہ دلوا۔ میں آج اپنے گدھے کی زندگی کا سوال کرتا ہوں۔ تو فوراً گدھا کانوں کو جھاڑتا ہوا اٹھ گیا۔

امام بیہقی نے فرمایا:

یہ سند صحیح ہے ایسی سند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے میں داخل ہے۔

امام بیہقی نے فرمایا:

شعبی سے اسی طرح کا واقعہ محمد بن یحییٰ زہلی، محمد بن عبد، اسماعیل بن ابی خالد بھی روایت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

امام بخاری نے تاریخ کبیر میں فرمایا کہ

زید بن خارجہ خزرجی انصاری بدر میں موجود تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وصال فرمایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وصال کے بعد کلام فرمایا۔

امام حاکم مستدرک میں اور امام بیہقی دلائل النبوۃ میں متعدد اسناد کے ساتھ سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں کہ

زید بن خارجہ خزرجی انصاری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلافت کے دور میں فوت ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ پر کپڑا ڈالا گیا۔ موجودہ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے سینے سے آواز سنی پھر کلام فرمایا۔

اور فرمایا:

Marfat.com

کتاب اول میں احمد ہے سچ ہے سچ ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ضعیف ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں قوی ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کتاب اول میں قوی ہیں سچ ہے سچ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کی خلافت پر ہیں چار سال گزر گئے اور دو سال باقی ہیں فتنہ آئے گا قوی ضعیف کو کھا جائیں گے اور قیامت آ جائے گی۔ جلد ہی تمہارے لشکر کے بارے میں خبر ملے گی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: باب ماجاء فی شہادۃ المیت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: جز:6، ص:195)

امام بیہقی نے فرمایا:

موت کے بعد کلام کرنے کے بارے میں جماعت سے صحیح اسناد کے ساتھ منقول ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

میں کہتا ہوں (یعنی علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

خندق کے دن حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بکری ذبح کی اور دعوت کی اور تھوڑا سا آٹا تھا تو ہزار اشخاص نے کھانا کھایا۔

حافظ محمد بن منذر المعروف بیشکر نے اپنی کتاب الغرائب والعجائب میں سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کی ہڈیوں کو جمع فرما کر دعا فرمائی تو بکری زندہ ہو گئی تو آپ رضی اللہ عنہ اس کو گھر لے کر گئے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

ہمارے شیخ نے فرمایا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پاگل کو ٹھیک کرنے کے بارے میں کوئی خاص واقعہ میں نے نقل شدہ نہیں دیکھا آپ علیہ السلام اندھوں اور برص کے مریضوں کو ٹھیک فرماتے تھے۔

Marfat.com

اور ظاہر یہ ہے کہ آپ علیہ السلام امراض کا علاج فرماتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنون سے بری کر دیتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنون سے بری کرتے تھے۔

امام احمد اور حافظ بیہقی نے یعلیٰ بن مرۃ سے روایت کیا ہے کہ

ایک عورت چھوٹے بچے کو لے کر حاضر ہوئی تو وہ بچہ سخت آسیب زدہ تھا میں نے اس سے پہلے کسی کو نہ اس طرح دیکھا۔

اس نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا یہ بچہ مصیبت میں گھرا ہوا ہے ہم کو اذیت پہنچاتا ہے پھر اس نے کئی بار یہی کہا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس بچے کو مجھے دو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لیا اور اس بچے کا منہ کھول کر اس میں تین مرتبہ پھونک ماردی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بسم اللہ ان عبداللہ، احسا عدو اللہ

اس کے بعد بچے کو واپس ماں کو دے دیا تو وہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا اور یہ تکلیف اسے دوبارہ نہیں ہوئی۔

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بچے کو لے کر آئی۔

اور اس نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مجنوں ہے اس کو کھانے کے دوران دورہ ہوتا ہے اور ہمارے کھانے کو خراب کر دیتا ہے۔

Marfat.com

راوی نے کہا:

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر اپنا مقدس ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی تو اس کو قے آگئی اور کالے کتے کے بچے کی طرح کچھ نکلا اس کے بعد وہ ٹھیک ہو گیا۔

(مسند احمد: باب بدایۃ مسند عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہما: جز:5، ص:58)

مسند بزار میں متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ مکرمہ میں انصاریہ عورت آئی۔

اس نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ خبیث جن مجھ پر غالب ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تم اسی پر صبر کرو جو تم پر ہے تو تم پر کوئی گناہ اور حساب نہ ہوگا۔

اس نے کہا:

اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں صبر کروں گی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ مجھے موت دے دے۔

پھر اس نے کہا:

میں خوف رکھتی ہوں کہ یہ خبیث مجھے ننگا نہ کر دے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمادی۔ جب اس کو دورے کا خطرہ ہوتا تو وہ کعبہ معظّمہ کے غلاف کو پکڑتی اور دعا کر لیتی تھی۔

اور وہ کہتی کہ

نکل جاؤ تو وہ اس سے چلا جاتا۔

(مسند البزار: باب مسند ابن عباس رضی اللہ عنہما: جز:2، ص:191)

صحیح بخاری اور مسلم میں عطاء بن رباح سے مروی ہے کہ

Marfat.com

ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ

میں تمہیں جنتی عورت دکھاؤں۔

میں نے عرض کیا:

کیوں نہیں۔

فرمایا:

یہ کالی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔

تو اس نے عرض کیا:

مجھے دورہ پڑ جاتا ہے اور میں ننگی ہو جاتی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے دعا فرمایئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر صبر کرو تو جنت بدلہ ہے اگر کہو تو دعا کر دیتا ہوں اللہ تعالیٰ عافیت عطا فرمائے گا۔

اس نے عرض کیا:

میں صبر ہی کرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے برہنہ نہ ہونے کی دعا فرما دیجیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرما دی تو وہ پھر کبھی برہنہ نہ ہوئی۔

(صحیح مسلم: باب ثواب المومن فیما یصیبہ من مرض او حزن: جز:12،ص:453)

حافظ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں فرمایا کہ

یہ ام زخر حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو کنگھی کیا کرتی تھی اس کی عمر اتنی طویل ہوئی کہ عطاء بن ابی رباح نے ان کا دور پایا۔

رحمهما الله تعالیٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادرزاد اندھوں کو تندرست کرتے تھے۔

کہا گیا ہے کہ

مادرزاد اندھا وہ جس کو دن میں نظر نہ آئے اور رات کا نظر آئے۔

Marfat.com

اور اس کے علاوہ بھی کہا گیا ہے جس طرح کہ ہم نے تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

اور برص وہ ہے جس کو بہق ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے دن حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی نکلی ہوئی آنکھ کو اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھا تو وہ دوسری آنکھ سے زیادہ اچھی ہوگئی۔

اسی طرح محمد بن اسحاق بن یسار نے اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا پوتا جو عاصم بن عمر بن قتادہ کا بیٹا ہے وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس حاضر ہوا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سوال کیا کہ

تم کون ہو۔

اس نے عرض کیا:

میں ایسے آدمی کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ رخسار سے ڈھلکتی رہی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدس ہاتھوں سے حلقہ میں ڈالی تو وہ آنکھ پہلے سے زیادہ اچھی ہوگئی وہ آنکھ کس قدر حسین تھی اور علاج کا طریقہ کتنا حسین تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا:

یہ مکارم تاریخ میں درج ہیں لسی کے دو بڑے پیالے نہیں جن کو پیو تو نکل جائیں۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اچھے انعام عطا فرما کر اجازت دی۔

دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ

دونوں آنکھیں نکل آئی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ٹھیک فرمایا تھا۔

مشہور اول قول ہے جس کو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: القول فیما اوتی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام:185)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا اندھے کی آنکھوں کو نبی کریم ﷺ کی دعا سے واپس لوٹانا

امام احمد نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ایک اندھا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔

اس نے عرض کیا کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمایئے میری آنکھیں تندرست ہو جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تم چاہو تو میں اس کو آخرت کے لئے مؤخر کر دوں اور وہ تمہاری آخرت کے لئے بہتر ہے اور اگر تم چاہو تو واپس لوٹا دیتا ہوں۔

اس نے عرض کیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا ہی فرما دیجئے۔

راوی کہتے ہیں کہ

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم فرمایا اور یہ دعا کرنے کا حکم فرمایا۔

اللھم انی اسئالك و اتوجه اليك نبيك محمد نبی الرحمة انی اتوجه به فی حاجتی هٰذه فتقنی ۔

(مسند احمد: باب حدیث عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ: ج:35،ص:109)

اور عثمان بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

فشفعه فی

راوی نے کہا کہ

اس شخص نے اس طرح کیا تو اس کی آنکھیں تندرست ہو گئیں۔

Marfat.com

امام ترمذی نے فرمایا:

یہ حسین صحیح غریب ہے ہم نے ابی جعفر خطمی کے علاوہ کسی سے روایت کیا نہیں دیکھا۔

امام بیہقی نے ابو جعفر خطمی، ابوامامہ بن سہم بن حنیف اور ان کے چچا عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ

ہم بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے جب وہ تھوڑی دیر کے بعد آیا تو اس کی بینائی ٹھیک تھی اور اس کو کوئی اذیت بھی نہیں تھی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب دعوات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم: جز:6،ص:353)

نابینا شخص کو شفا عطا فرمانے کا دوسرا واقعہ

ابو بکر ابن ابی شیبہ نے متعدد اسناد کے ساتھ حبیب بن قریط سے روایت کیا ہے کہ

میرے والد محترم نابینا تھے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آپ کو کیا ہوا؟

انہوں نے عرض کیا کہ

میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر آ گیا جس کی وجہ سے میری آنکھوں کی روشنائی چلی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر پھونک ماری تو آنکھوں میں بینائی پلٹ آئی۔ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اسی سال میں بھی سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: باب ما اعطی محمداً صلی اللہ علیہ وسلم: جز:11،ص:512)

صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں غزوہ خیبر میں اذیت دے رہی تھیں (کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو آشوب چشم تھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دم کیا جس کی وجہ سے

Marfat.com

فوراً ہی تندرست ہو گئے پھر اس کے بعد ہمیشہ تکلیف نہ ہوئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر بن عتیک کے پاؤں پر اپنا مقدس ہاتھ پھیرا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

انہوں نے ابورافع کے قتل کے بعد چھت سے چھلانگ لگائی تھی جس کی وجہ سے پاؤں ٹوٹ گیا تھا۔

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن حاطب کے جلے ہوئے ہاتھ پر اپنا مقدس ہاتھ پھیرا تو وہ ہاتھ اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: جماع ابواب دعوات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم: جز:6، ص:364)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع جن کا پاؤں غزوہ خیبر میں ٹوٹ گیا تھا اس کو اپنے مقدس ہاتھ میں کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے مرض کے لئے دعا فرمائی تو ان کو فوراً شفا مل گئی۔

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ

حضرت ابوطالب کو مرض لاحق ہوا تو حضرت ابوطالب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کے لئے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو حضرت ابوطالب فوراً ہی تندرست ہو گئے۔

اور اس طرح کے کئی واقعات ہیں جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

اور اولیاء کی کرامات بھی ہیں جنہوں نے دعا کی اور نابینا کو بینا کر دیا۔

حافظ ابن عساکر نے متعدد اسناد کے ساتھ محمد بن زیاد سے روایت کیا ہے کہ

ابومسلم کی زوجہ کو کسی عورت نے خباثت پر لگا دیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں بددعا کی تو وہ نابینا ہو گئی۔

Marfat.com

پھر وہ آئی اور عرض کیا:

میں نے اس اس طرح کیا اور میں آئندہ اس طرح نہیں کروں گی۔

تو آپ نے کہا:

یا اللہ عزوجل! اگر یہ سچی ہے تو اس کو بینائی لوٹا دے اس کی بینائی لوٹ آئی۔

ابن ابی الدنیا نے متعدد اسناد کے ساتھ عثمان بن عطاء سے روایت کیا ہے کہ ابو مسلم خولانی جب گھر میں تشریف لاتے تو گھر کے درمیان میں پہنچ کر اللہ اکبر بلند فرماتے تو آپ کی زوجہ بھی ایسے ہی کہتی۔ جب آپ کمرے میں تشریف لے جاتے تو بیوی آپ کے جوتے اتارتی اور کھانا دیتی تھی۔ جب ایک رات آئے تو جواب نہیں دیا پھر دروازہ کی طرف آئے تو تکبیر کہی اور سلام کیا تو اس نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اندر بیٹھ کر تنکے سے زمین کر رہی تھی اور نہ ہی چراغ روشن کیا ہوا تھا۔

آپ نے فرمایا:

تمہیں کیا ہوا۔

اس نے کہا:

لوگ خیر کے ساتھ ہیں (اور ہم تنگدستی میں)

اگر آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں تو وہ آپ کو خادم دے دیتا اور ہم عیش کی زندگی گزارتے۔

آپ نے کہا:

اے اللہ عزوجل! جس نے میری اہلیہ کو فساد پر لگایا تو اس کی بینائی لے لے۔

ایک عورت آ کر ابو مسلم کی اہلیہ کو یہ کہتی تھی کہ اگر تو اپنے گھر والے کو کہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائے اور خدمت کی اپیل کرے تو وہ کچھ دے دیں گے۔

راوی کہتے ہیں۔

یہ عورت اپنے مکان پر تھی اور چراغ جل رہا تھا تو اس کی بینائی چلی گئی وہ بھاگی

Marfat.com

بھاگی ابومسلم کے پاس آئی۔

اور عرض کیا:

اللہ تعالیٰ نے میری بینائی لے لی ہے میں تمہارے پاس آئی ہوں دعا فرما دیجئے میں آئندہ اس طرح نہیں کروں گی تو آپ نے دعا فرمائی تو اس کی بینائی ٹھیک ہوگئی اور آپ کی بیوی بھی پہلے حال پر پلٹ آئی۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: القول فیما اوتی عیسیٰ علیہ السلام: 286)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مائدہ اور نبی کریم ﷺ کے معجزات کے مابین مناسبت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جب حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے کہا اللہ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں اور ہم آنکھوں سے دیکھ لیں۔ آپ نے ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں۔ عیسیٰ بن مریم نے عرض کی۔ اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے اللہ نے فرمایا کہ میں اسے تم پر اتارتا ہوں پھر اب جو تم میں کفر کرے گا تو بے شک میں اسے وہ عذاب دوں گا کہ سارے جہاں میں کسی پر نہ کروں گا۔ (مائدہ: 112 تا 115)

ہم نے اس واقعہ کو تفسیر میں درج کیا ہے۔

اس میں مفسرین کا اختلاف ہے۔

Marfat.com

کیا مائدہ نازل ہوا یا نہیں۔

جمہور سے مشہور قول یہ ہے کہ

مائدہ نازل ہوا تھا۔

اور جو اس کو کھانے کے لئے آئے ان میں اختلاف ہے۔

اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ

موسیٰ بن نصیر فاتح نے مغرب بنوامیہ کے دور میں اس دستر خوان کو پایا تھا۔

لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ

یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا دستر خوان تھا جس پر موتی مرصع تھے۔ اس کو موسیٰ بن نصیرؒ، ولید بن عبدالملک کی طرف بھیجا تھا جو اس کے پاس رہا تھا پھر ان کے بعد سلیمان بن عبدالملک کے پاس رہا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دستر خوان ہے۔

لیکن یہ بات بعید ہے کہ نصاریٰ دستر خوان کو جانتے ہی نہیں جیسا کہ علماء نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ

مائدہ نازل ہوا ہے یا نہیں نازل ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان میں آسمان سے اضافہ ہوا ہے کھانا تناول فرماتے وقت کھانا تسبیح کرتا تھا اور کم کھانے سے ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھانا تناول فرمایا اور کھانا ویسے باقی بچ گیا تھا۔

حافظ ابن عسا کر نے اپنے ترجمہ اور تاریخ میں عجیب و غریب واقعہ نقل کیا ہے جو اسحاق بن یحییٰ ملطی اور اوزعی سے روایت ہے۔

امام مسلم خولانی کے پاس آپ کی قوم کے لوگ آئے۔

Marfat.com

انہوں نے کہا:

اے ابو مسلم! کیا آپ حج کی جانب مشتاق ہیں۔

آپ نے فرمایا:

کیوں نہیں! اگر میرے اصحاب مل جائیں۔

انہوں نے کہا:

ہم آپ کے اصحاب ہیں۔

آپ نے فرمایا:

میرے اصحاب وہ جو زادِ سفر نہ لے کر جائیں۔

انہوں نے کہا:

سبحان اللہ! کیا زادِ سفر کے بغیر بھی سفر کیا جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا:

ہاں۔

کیا آپ لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا جو صبح و شام کو زادِ سفر کے بغیر پھرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو رزق عطا فرماتا ہے نہ تو وہ خریدتے ہیں اور نہ بیچتے ہیں۔ اور نہ ہی زراعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو رزق عطا فرماتا ہے۔

انہوں نے کہا:

ہم آپ کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

تیار ہو جاؤ۔

راوی نے کہا:

پھر وہ غوطہ دمشق سے چل پڑے اور ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ جب انہوں نے ایک منزل طے کر لی تو انہوں نے کہا:

Marfat.com

اے ابو مسلم! ہمیں کھانا اور جانوروں کی خوراک چاہیئے۔

آپ نے فرمایا:

ہاں! (مل جائے گا)

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ سیدھے ہوئے مسجد احجار کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ

یا اللہ عزوجل! یا اللہ عزوجل تو جانتا ہے کہ میں کس لیے سفر کر رہا ہوں اور میں تیری اطاعت میں گھر سے روانہ ہوا ہوں اور میں نے بخیل لوگوں کو بھی دیکھا ہے جن کے پاس مہمان آئیں تو وہ میزبانوں کی خدمت کرتے ہیں ہم تو تیرے مہمان ہیں اور زیارت کرنے کے لئے آئے ہیں۔ تو ہمیں کھانا اور پینا عطا فرما اور جانوروں کی خوراک عطا فرما۔

راوی کہتے ہیں۔

پھر ان کے سامنے دستر خوان لگایا گیا اور ثرید رکھ دی گئی اور پانی کے قلے رکھ دیئے گئے اور جانوروں کی خوراک دے دی گئی لیکن یہ کسی کو بھی پتہ نہ تھا کہ یہ کہاں سے سب کچھ ہو رہا ہے۔ یہ سب کچھ گھر لوٹنے تک اسی طرح ہوتا رہا۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: مائدہ عیسیٰ علیہ السلام......ص:186)

یہ اس امت کے ولی کی کرامت ہے کہ دن میں دو بار دستر خوان اترتا رہا اور سواریوں کی خوراک بھی ملتی رہی یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا پھل ہے۔

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کہا۔

اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔

(آل عمران:49)

یہ چیز صرف انبیاء کرام علیہم السلام پر ظاہر نہیں ہوئی بلکہ کثیر اولیاء پر بھی منکشف ہوئی ہے۔

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ساتھ والے دو قیدیوں کو فرمایا:

"جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتا دوں گا یہ ان علموں میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھایا ہے۔" (یوسف:37)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماضی اور حال کی خبریں بتائیں جس طرح بتائیں وہ ویسے ہی ہوئیں۔ جس طرح کہ انہوں نے رقعہ لکھا اور اس کو دیمک نے کھالیا۔

قریش کے لوگوں نے ایک رقعہ لکھا کہ جب تک بنی ہاشم اور بنی مطلب کو ہمیں نہیں دیا جائے گا تب تک ان سے بائیکاٹ رہے گا انہوں نے اس رقعہ کو کعبہ معظّمہ کی چھت پر لٹکا دیا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے دیمک نے سوائے اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے رقعہ کو کھالیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ

دیمک نے صرف اللہ تعالیٰ کے نام کو کھایا تھا تا کہ اللہ تعالیٰ کا نام مقدس ان کے ظلم اور دشمنی والے رقعہ میں نہ رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیمک کے کھانے کا واقعہ اپنے چچا ابو طالب کو بتایا تو انہوں نے قریش کو آگے بتایا۔

قریش نے کہا:

اگر اس طرح بات ثابت ہوگئی تو ٹھیک ورنہ ان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمیں سپرد کر دو گے۔

حضرت ابو طالب نے فرمایا:

ٹھیک ہے۔

تو جب قریش نے رقعہ کو اتارا تو ویسے ہی پایا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ تو پھر قریش نے بنی ہاشم اور بنی مطلب سے بائیکاٹ کو ختم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے ان میں سے کثیر کو ہدایت نصیب فرمائی جس طرح کہ ہم نے سیرت میں ذکر کیا ہے۔

وللہ الحمد والمنة

بدر کے دن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فدیہ مانگا۔

تو انہوں نے کہا:

میرے پاس تو کوئی مال نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ مال کہاں ہے جو آپ نے اور ام الفضل نے دروازے کے نیچے چھپایا ہے۔

آپ نے ان کو کہا کہ

اگر میں قتال میں قتل ہو گیا تو وہ بچوں کے لئے ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

اللہ تعالیٰ کی قسم! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس چیز کا اللہ تعالیٰ اور میرے اور ام الفضل کے علاوہ کسی کو علم نہیں تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی حبشہ کی موت کی خبر دی اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر جنگ موتہ کے شہداء کی خبر دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔

حضرت حاطب بن بلتعہ نے ایک خط بنی عبدالمطلب کی جانب لکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا تو انہوں نے خط کو چوٹی سے پایا۔

اور ایک روایت میں ہے۔

نیفہ سے پایا۔

Marfat.com

کسریٰ کے امیر نے دو اشخاص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معلومات کے لئے روانہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے امر سے کسریٰ مارا گیا ہے تو انہوں نے اس تاریخ کو یاد رکھا تو پھر جب گئے تو پتہ چلا کہ اس رات میں کسریٰ کے بیٹے نے اس کو مار دیا۔ تو پھر یہ دونوں مسلمان ہو گئے۔

تو یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یمن کے ملک کی فتح کا سبب بنے۔

ابن حامد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جہاد کے مقابلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد کو ذکر کیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زہد کے مقابلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد ذکر کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے خزانے عطا فرمائے گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف التفات نہیں فرمایا اور کنارہ کشی اختیار فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں فاقہ کی وجہ سے ایک مہینہ دو مہینہ تک ہانڈی روٹی نہیں پکتی تھی تو کھجور اور پانی پر گزارہ فرماتے تھے۔ بھوک کی شدت کی وجہ شکم اطہر پر پتھر باندھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تکیے میں کھجور کا کبال بھرا ہوا تھا۔

جوتوں اور کپڑوں کو پیوند خود لگاتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ یہودی کے پاس غلہ کے بدلے گروی رکھی ہوئی تھی۔ اسی طرح کتنے ہی ایسے ہزاروں آثار ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مؤلفہ کیے گئے۔ (معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: مائدہ عیسیٰ علیہ السلام......ص:187)

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بیٹے کی بشارت دینا

حافظ ابو نعیم نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بیٹے کی ولادت کے وقت ملائکہ کی بشارت دینے کے مقابلہ میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتے وقت بشارت کے مقابلہ کا ذکر کیا ہے۔

اور یہ بھی بشارت دینے کا قول ذکر ہے۔

Marfat.com

تیرے شکم اطہر میں اس امت کا سردار ہے۔

اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔

حافظ ابونعیم نے متعدد اسناد کے ساتھ سعید بن عمر انصاری کے والد سے روایت کیا ہے کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ قریش کے ہر جانور نے اس رات کہا۔

رب کعبہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر میں تشریف لے آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی امان اور اس کے بسنے والوں کے لئے چراغ ہیں۔

قریش اور عرب قبائل کی کاہنہ عورتوں کے جنات ان کی نظروں سے ہٹ گئے ان سے کہانت کا علم چھین لیا گیا۔ اس کائنات کے بادشاہوں کے تختوں کو الٹا کر دیا گیا۔ بادشاہ گنگ کر دیئے گئے۔ مشرق والے جانوروں نے مغرب والے جانوروں کو مبارکبادیں پیش کیں، سمندری مخلوق نے اسی طرح ایک دوسرے کو بشارت دی۔

ہر مہینے کے ختم ہونے پر زمین و آسمان سے آواز آتی کہ خوشخبری ہو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم میمون و مبارک کا زمین پر تشریف لانے کا وقت قریب ہے۔

راوی نے کہا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نو ماہ تک والدہ محترمہ کے شکم اطہر میں تشریف فرما رہے تھے۔

ان دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم حضرت عبداللہ کا وصال ہو گیا۔

فرشتوں نے کہا:

اے ہمارے الٰہ و معبود! تیرا یہ نبی یتیم ہو گیا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا:

میں ہی ان کا ولی، حافظ اور نصیر ہوں تم اس میمون و مبارک مولد سے برکت لو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ کے وقت آسمان اور جنت کے دروازے کھول دیئے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

حمل کے چھ مہینے گزر گئے تو کوئی آنے والا آیا اور اس نے میرے پاؤں پر ضرب لگا کر کہا۔

اے آمنہ رضی اللہ عنہا تمام عالمین کا سردار تیرے شکم اطہر میں ہے جس وقت یہ پیدا ہو جائے تو ان کا نام سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا۔ تیری کیا شان ہے۔

راوی نے فرمایا کہ

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

وقت ولادت جو عورتوں کو اذیت ہوتی ہے وہ مجھے بھی ہوئی میں گھر میں تنہا تھی اور حضرت ابوالمطلب طواف کے لئے تشریف لے گئے تھے اور کسی قوم میں ایک کو بھی خبر نہیں تھی۔

فرماتی ہیں کہ

میں نے سوموار کے روز شدید قسم کی آواز سنی اور میں ڈر کی وجہ سے سہم سی گئی تھی میں نے ملاحظہ کیا کہ سفید پرندے نے اپنے پر کو میرے قلب پر پھیرا تو ہر رعب و درد اور فزع میں نے نہیں پایا۔ پھر میں نے سفید رنگ کے شربت کی طرف دیکھا اور اس کو دودھ سمجھ کر پی لیا تو مجھے اعلیٰ نور عطا فرمایا پھر میں نے کھجور جتنی بلند عورتیں ملاحظہ کیں جو عبدالمطلب کی بیٹیوں کی طرح تھیں اور مجھے ٹکٹکی سے دیکھ رہی تھیں میں حیرانگی سے کہنے لگی کہ ان کو کس طرح علم ہوا، میری کیفیت تبدیل ہوگئی اور ہر ساعت میں بڑے زور کی آوازوں کو

Marfat.com

سن رہی تھی اس لمحے میں مجھے لمبی سفید ریشمی چادر دکھائی دی جو کہ فضا میں پھیلی ہوئی تھی اور کہنے والا کہہ رہا تھا کہ ان کو لوگوں سے چھپا دیجئے۔ میں نے فضا میں کچھ مرد حضرات ملاحظہ کیے جن کے ہاتھوں میں چاندی اباریق ہیں اور مجھ سے موتی کی مانند پسینے کے قطرے نکل رہے ہیں جو کستوری سے بہت زیادہ خوشبودار ہیں اور میں نے دل میں کہا کہ کاش عبدالمطلب آجاتے۔

فرماتی ہیں کہ

میں نے پرندوں کا ایک جھنڈ دیکھا جس کا علم نہیں کہ وہ آیا کہاں سے ہے اور وہ آ کر کمرے میں داخل ہو گیا ان کی چونچیں زمرد کی تھیں اور یاقوتی پر تھے۔

اس دوران اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تمام پردے ہٹا دیئے تو میں نے شرق وغرب کو ملاحظہ کیا میں نے تین جھنڈے ملاحظہ کیے جو مشرق اور مغرب اور کعبے کی چھت پر نصب تھے۔ مجھے اس وقت بہت درد ہونے لگ گیا مجھے گویا کہ عورتوں نے ٹیک لگائی ہوئی ہے اس کے بعد اس قدر عورتیں اکٹھی ہو گئیں کہ مجھے گھر میں بس یہی نظر آ رہی تھیں اسی دوران محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت طیبہ ہو گئی جب میں نے ملاحظہ کیا تو وہ سجدے میں تشریف فرما ہیں اور اپنی دو انگلیوں کو دعا کی مانند آسمان کی جانب بلند کیا ہوا ہے۔ اس کے بعد سفید بادل کو ملاحظہ کیا جو آ کر ان کے اوپر چھا گیا ہے اور میرا بیٹا مجھ سے اوجھل ہو گیا۔

اس دوران ایک ندا کرنے والا کہہ رہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شرق وغرب کی سیر کراؤ اور سب سمندروں میں لے جاؤ تا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کریں اور ان کو پتہ چلے کہ ان کا نام ماحی ہے اور ان کی وجہ سے شرک ختم ہو جائے گا۔

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

پھر جلدی سے بادل دور ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دودھ سے زیادہ سفید کپڑوں میں ملبوس دکھائی دینے لگے جن کے نیچے سبز ریشم اور ہاتھ میں موتی کی مانند تین چابیاں

Marfat.com

ہیں۔

اور کہنے والا کہہ رہا ہے۔

سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نصرت، عزت اور نبوت کی چابیوں پر قبضہ کرلیا ہے۔

اس کو روایت کر کے خاموش ہو گئے۔

اور یہ نہایت غریب روایت ہے۔

شیخ جمال الدین ابوزکریا، یحییٰ بن یوسف بن منصور بن عمر الانصاری الصرصری، ماہر حافظ الحدیث واللغۃ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے محبت کرنے والے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اس دور میں مشابہ، بصارت سے محروم، بصیرت سے مالا مال، تاتاروالوں کے ذریعے چھ سو چھپن ہجری میں بغداد شریف میں شہادت کا مقام حاصل کیا۔

جیسا کہ عنقریب اس کو اپنی کتاب میں ذکر کریں گے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ بہت زیادہ ثقہ اور کلام کو پرونے والے تھے۔

اپنے قصیدے میں حرف حاء مہملہ کے ساتھ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ گمراہی کے فتنہ کی اصلاح فرمانے والے ہیں اگر سخت پہاڑوں سے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے آواز آئی اور لوہا نرم ہو گیا تو ایسے ہی سخت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی میں نرم ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں کنکریوں سے تسبیح کی آواز آنے لگ گئی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا کو مارنے سے چشمہ جاری کیا تو ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے پانی کے چشمے نکلے۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کیا گیا تو ایسے ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نصرت کی بہار لے کر آئی۔ ایک ماہ کی مسافت پر دشمن مرعوب ہوتے اور ڈر جاتے تھے اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو عظیم سلطنت حاصل

Marfat.com

ہوئی اور جنات فرمانبردار ہوئے تو اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خزانوں کی چابیاں عطا فرما دی گئیں مگر زہد و تقویٰ کو محبوب رکھنے والے نے لوٹا دیں۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل ہیں اور موسیٰ علیہ السلام طور پر کلام کرنے والے ہیں تو یہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بلکہ خلیل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اور اپنا دیدار کرایا اور حق بات ہی بیان فرماتے ہیں۔ حوض عظیم، حمد کا جھنڈا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا جائے گا اور آگ سے عاصیوں کی فلاح کروائیں گے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود سے سرفراز فرمائے گا میں اس بشارت دینے پر خوش اور ناز کرنے والا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ مقام پر سرفراز ہیں اور اس سے اوپر والے مقام صرف ارباب المواہب کے ہیں، جنت الفردوس میں سب سے پہلے تشریف لے جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

یہ وہ آخری کلام ہے جس کو جمع کرنے پر اللہ تعالیٰ نے میرے لیے آسانی فرمائی اور وہ غیب کی خبریں ہیں جو ہمارے زمانے تک ظاہر ہوئی ہیں جو نبوت کے دلائل میں داخل ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کی ہدایت دینے والا ہے۔

(معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: نائدہ عیسیٰ علیہ السلام: ص: 187)

توضیحِ مترجم

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپائے معجزات بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دکھی و پریشان کا دکھ درد دور کیا اور ہر حاجت مند کی حاجت کو پورا کیا حتیٰ کہ پیاسوں کو پانی سے سیراب کیا، بھوکوں کو کھانے سے شکم سیر کیا۔ جب بھی سفر و حضر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھانے پینے کی حاجت ہوتی تو فوراً تھوڑے کھانے سے ہزاروں کو شکم سیر فرما دیا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا معجزات ہیں اور انہی معجزات سے میرے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت ثابت ہوتی ہے۔ اب آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کو حصول رضا الٰہی کے

Marfat.com

لئے ثابت کرنے کی ادنیٰ سی کوشش کرتا ہوں۔

پہلے نبی اور رسول کی تعریف ملاحظہ فرمائیے تا کہ اگلے کلام کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو۔

نبی اور رسول کی تعریفات

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

نبی وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف کی ہوئی وحی کی تبلیغ کے لئے بھیجا۔

رسول کی بھی تعریف ہے اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ

رسول وہ انسان ہے جس کے پاس شریعت ہو اور اس پر کتاب نازل کی گئی ہو یا اس کے لئے پہلی شریعت کا کچھ حصہ منسوخ کیا گیا ہو۔

(مائدہ مع المسامرہ: ص: 207 مطبوعہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ مکران)

علامہ تفتازانی فرماتے ہیں۔

رسول، نبی سے خاص ہے۔

رسول وہ ہے کہ

جس کی اپنی شریعت ہو اور اس کے پاس کتاب ہو۔

اس پر یہ اعتراض کہ

حدیث میں رسولوں کی تعداد کتابوں سے زیادہ بیان کی گئی ہے اس لیے رسول کی تعریف میں یہ تاویل بیان کی گئی ہے کہ اس کے پاس کتاب ہو یا شریعت سابقہ میں سے کچھ احکام اس کے لئے مخصوص کیے گئے ہوں۔

جیسے حضرت یوشع علیہ السلام

(شرح المقاصد: ج: 5، ص: 6 مطبوعہ منشورات الرضی ایران)

Marfat.com

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔

(بہار شریعت: ج:1 ص:9 مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ لاہور)

علامہ مسعود بن عمر تفتازانی متوفی 791ھ لکھتے ہیں:

رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف تبلیغ کے لئے بھیجا اور کبھی اس میں کتاب کی شرط بھی لگائی جاتی ہے اس کے برخلاف نبی عام ہے خواہ اس کے پاس کتاب ہو یا نہ ہو۔ (شرح عقائد نسفی: ص:14)

تمام مخلوق کے لئے رسول ہونا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لئے رسول بنا کر مبعوث فرمائے گئے، حتیٰ کہ جن و انس، حیوان، چرند پرند، آبی جانور الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۝ (سبا:28)

اور ہم نے آپ کو (قیامت تک کے) تمام لوگوں کے لئے ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۝

(الفرقان:1)

وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے مکرم بندے پر الفرقان کو نازل کیا

Marfat.com

تا کہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔

☆ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں اور مخلوق کے لئے رسول بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے۔

اور حدیث مبارکہ میں ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے نبیوں میں کسی کو نہیں دی گئیں۔

1- ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کر دیا گیا ہے۔

2- اور میرے لیے تمام روئے زمین کو مسجد اور آلہ تیمّم بنا دیا گیا ہے۔ میری امت میں سے جس شخص پر جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہ وہیں نماز پڑھ لے۔

3- اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے۔

4- اور پہلے نبی ایک مخصوص مقام کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف منسوب کیا گیا ہوں۔

5- اور مجھے شفاعت دی گئی ہے۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 438)

امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ

وارسلت الی الخلق کافة

ترجمہ:- اور مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: 523)

اس حدیث مبارکہ میں خلق کا لفظ ہے اور مخلوق کا لفظ انسانوں، جنات، فرشتوں، حیوانات، درختوں اور پتھروں سب کو شامل ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے الخصائص الکبریٰ میں اس کو ترجیح دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کے بھی رسول ہیں۔

Marfat.com

اور شیخ تقی الدین سبکی نے یہ لکھا ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے تمام نبیوں اور ان کی امتوں کے رسول ہیں۔

اور علامہ البارزی نے لکھا ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام حیوانات اور جمادات کے رسول ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔

تمام موجودات کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے عموم پر یہ دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں سے سب سے افضل ہیں۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر تمام زمین والوں نے خوشی منائی اور تمام آسمان والوں نے خوشی منائی اور پتھروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعلمین ہیں اور تمام مخلوق کی طرف رسول ہیں۔

(روح البیان: ج: 7: ص: 347 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ سیّد محمود آلوسی حنفی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں:

الفرقان آیت نمبر ایک میں ہے۔

آپ العلمین کے لئے نذیر ہیں۔

اور مفسرین کی ایک جماعت کے نزدیک العلمین سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر قیامت تک کے انسان اور جنات ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سب کی طرف مبعوث ہونا ضروریات دین سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

اور علامہ سبکی اور ان کے موافق دیگر محققین کے نزدیک العلمین میں فرشتے بھی داخل ہیں اور انہوں نے اس موقف کے مخالفین کا رد بھی کیا ہے اور بعض محققین نے اسی پر یہ دلیل قائم کی ہے کہ عالم اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے ماسوا کو کہتے ہیں لہٰذا العلمین کا لفظ فرشتوں کو بھی شامل ہے۔

Marfat.com

اور علامہ البارزی نے کہا ہے کہ

صحیح مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمادات کی طرف بھی مبعوث کیے گئے ہیں اور وہ بھی مدرک ہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔

باقی رہا یہ کہ

فرشتے معصوم ہیں اور جمادات اور نباتات وغیرہ غیر مکلّف ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف مبعوث کرنے کا کیا فائدہ ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

وہ کسی حکم شرعی یا عمل شرعی کے مکلّف نہیں ہیں بلکہ ان سے صرف یہ مطلوب ہے کہ وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں داخل ہوں تا کہ تمام رسولوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف اور امتیاز اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور فضیلت ظاہر ہو۔

(روح المعانی: جز: 22،ص: 340 مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر چیز کو علم ہے کہ میں رسول ہوں ماسوا کافر یا فاسق جن اور انس کے۔

(معجم الکبیر: رقم الحدیث: 672)

اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لئے رسول بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان، جن، فرشتے، جانور، پرندے سب مخلوق جانتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رسول ہیں۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت پر اللہ تعالیٰ کی شہادت

یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا کہ قرآن مجید کے نزول کو منزل من اللہ نہیں مانتے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی شہادت دی اور یہود کا رد فرمایا۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ج وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ٥ (النساء:166)

لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے جو کچھ آپ کی طرف نازل فرمایا ہے وہ اپنے علم کے ساتھ نازل فرمایا ہے اور فرشتے (بھی) گواہی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا گواہ ہونا کافی ہے۔

آیت کا معنی یہ ہے کہ

اگر چہ یہود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کو نہیں مانتے لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو کچھ نازل فرمایا وہ اپنے علم کے ساتھ نازل فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزات عطا فرمائے اور ان معجزات کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا واجب ہے اور اگر یہود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی تصدیق نہیں کرتے تو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا کمی ہوتی ہے جبکہ اس کائنات کا رب عزوجل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معبود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرتا ہے اور عرش، کرسی اور آسمانوں اور زمینوں کے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں اور یہود تو لوگوں میں سب سے خسیس اور گھٹیا درجے کے ہیں اسی لیے یہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نہیں کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پرواہ نہ کریں میں اللہ تعالیٰ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر گواہ

Marfat.com

ہوں اور میرے فرشتے بھی گواہ ہیں۔

تخلیق کائنات سے پہلے نبی ہونا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش سے پہلے بلکہ جب کوئی چیز نہ بنی تھی سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے۔

جیسا کہ کثیر احادیث مبارکہ اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مسلمانوں نے کہا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نبوت کب واجب ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس وقت حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(سنن ترمذی: رقم الحدیث: 3609)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی کے خمیر میں تھے اور میں عنقریب تم کو اپنی ابتداء کے متعلق بتاؤں گا۔

(میں) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میں اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا ان کے لئے ایک نور نکلا جس سے ان کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

(معجم الکبیر: ج: 18، رقم الحدیث: 252)

Marfat.com

علامہ عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعرانی الحنفی المتوفی 973ھ لکھتے ہیں:

اگر تم یہ پوچھو کہ آیا سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کو بھی اس وقت نبوت دی گئی جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

ہم تک یہ حدیث نہیں پہنچی کہ کسی اور کو بھی یہ مقام عطا فرمایا گیا۔ باقی انبیاء کرام علیہم السلام صرف اپنی رسالت کے ایام محسوسہ میں ہی نبی تھے۔

اگر تم پوچھو کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں نہیں فرمایا کہ میں اس وقت بھی انسان تھا یا اس وقت بھی موجود تھا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ نبوت کا ذکر یہ بتانے کے لئے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے پہلے نبوت دی گئی کیونکہ نبوت اسی وقت ملتی ہے جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وقت مقرر ہوتا ہے۔

نیز علامہ شعرانی نے لکھا ہے کہ

شیخ محی الدین ابن عربی نے الفتوحات المکیہ میں لکھا ہے کہ

تمام انبیاء کرام اور مرسلین عظام علیہم السلام کے مدد طلب کرنے کی جگہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی قطب الاقطاب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام اولین اور آخرین کے لوگوں کی مدد کرنے والے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہر نبی اور ولی کی مدد کرنے والے ہیں خواہ ان کا ظہور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب میں تھے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم شہادت میں ظاہر ہو گئے اور یا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم برزخ میں منتقل ہو چکے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے انوار متقدمین اور

Marfat.com

متاخرین کے عالم سے کبھی منقطع نہیں ہوئے۔

اگر تم یہ کہو کہ

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔

اور ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا تو ان میں کس طرح تطبیق ہوگی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

ان دونوں حدیثوں کا معنیٰ واحد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو پیدا کیا اور اس حقیقت کو کبھی عقل سے تعبیر فرمایا اور کبھی نور سے۔ (الیواقیت والجواہر: ص: 339 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ سیّد محمود آلوسی حنفی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں:

بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وجود کا فیضان کرنے کے لئے تمام موجودات کے لئے وسیلہ ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے واسطہ سے تمام مخلوق پر جو فیضان ہوا ہے اس کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ ہیں کیونکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کی شعاعیں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کے عکوس ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی النور الحق اور النبی المطلق ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ سب انبیاء کرام علیہم السلام ارحام اور اصلاب کے حجاب میں تھے اس وقت بھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض لے رہے تھے اور اس وقت بھی جب وہ اس عالم میں ظاہر ہوئے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجاب میں تھے جیسے جب رات کو ستارے ظاہر ہوتے ہیں اور سورج ظاہر نہیں ہوتا لیکن وہ ستارے اس کے فیض سے روشن ہوتے ہیں۔ اور جب سورج ظاہر ہوتا ہے تو ستارے چھپ جاتے ہیں اس طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں جلوہ گر ہوئے تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام چھپ گئے اور ان کی شریعتیں منسوخ ہوگئیں

Marfat.com

اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت باقی رہی۔

(روح المعانی: جز:152، ص:183 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

نیز علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الست بربکم

تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ نے بلی کہا۔

(روح المعانی: جز:9، ص:162 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا۔

آپ (علیہ السلام) کی عمر کتنے سال ہے۔

عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب عظمت میں ہر ستر ہزار برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے جسے میں نے اپنی عمر میں بہتر (72) ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے جبرائیل (علیہ السلام)! میرے رب عزوجل کی قسم وہ ستارہ میں ہوں۔

(تفسیر روح البیان: سورۃ التوبہ: ج:3، ص:543 دار الفکر بیروت)

سیرت حلبیہ میں ہے۔

امام زین العابدین اپنے والد ماجد سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد مکرم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں پیدائش آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے رب عزوجل کے حضور

Marfat.com

میں ایک نور تھا۔

(سیرت حلبیہ: باب نسبہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم: ج:1،ص:47 دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق بلکہ تمام کائنات کی تخلیق سے پہلے کے نبی ہیں اور پہلے ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرچے مشہور ہو گئے تھے۔

جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو الہام فرمایا کہ

وہ یہ عرض کریں کہ

اے میرے رب عزوجل! تو نے میری کنیت ابو محمد کیوں رکھی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے آدم (علیہ السلام) اپنا سر اٹھاؤ۔ آپ علیہ السلام نے سر اٹھایا تو نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کے پردوں میں دیکھا۔

عرض کیا:

اے میرے رب عزوجل! یہ نور کیسا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یہ نور تیری اولاد میں سے ایک نبی کا نور ہے اس کا نام آسمانوں میں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور زمین میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ ہی آسمان و زمین کو پیدا کرتا۔

(مواہب اللدنیہ: باب تشریف اللہ تعالیٰ لہ صلی اللہ علیہ وسلم: ج:1،ص:47 مکتبہ توفیقیہ القاہرہ مصر)

اس سے ثابت ہوا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے سے ہی چرچے مشہور تھے اور کائنات سے بھی پہلے کے موجود تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال سے قبل بھی نبی تھے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال سے قبل بھی نبی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت کا علم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت سے قبل پتھر سلام کرتے تھے۔ پتھر ایسے تو ہر کسی کو سلام نہیں کرتے صاف ظاہر ہے کہ جو نبی ہو اسی کو ہی سلام کریں گے اور اس کی رسالت کی گواہی دیں گے۔

کثیر احادیث مبارکہ اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں مکہ مکرمہ کے ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو اعلان نبوت سے پہلے مجھ پر سلام عرض کیا کرتا تھا میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2277)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مکہ میں ایک پتھر تھا جو ان راتوں میں مجھ پر سلام پیش کیا کرتا تھا جن میں مجھ کو مبعوث کیا گیا میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں۔

(سنن ترمذی: رقم الحدیث: 3624)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال سے قبل بھی نبی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت سے قبل ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر کیا تھا۔

اس میں یہ بھی تصریح ہے کہ

راہب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

Marfat.com

یہ سید المرسلین ہیں۔ یہ رسول رب العلمین ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ (سنن ترمذی: رقم الحدیث: 3620)

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال قبل بھی نبی تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راہب کیا پتھر بھی جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں: صلی اللہ علیہ وسلم۔

رحمۃ اللعالمین رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسا مقدس ومحبوب رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالمین کے لئے رحمت ہیں۔

خواہ فرشتوں کا عالم ہو

جنات کا عالم ہو

انسانوں کا عالم ہو

خواہ انسانوں میں سے کافر ہوں

مسلمان ہوں

اولیاء ہوں

یا انبیاء کرام علیہم السلام ہوں

حیوانوں کا عالم ہو

نباتات کا عالم ہو

جمادات کا عالم ہو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہر عالم کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ رب العلمین ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعلمین ہیں۔ جس جس چیز کے لئے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہے اس اس چیز کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت

Marfat.com

ہیں۔ وجود عین جود ہے اور ہر چیز کو وجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو عطا فرمانے والا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کو تقسیم کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف اس لیے نہیں تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند کا نام قاسم تھا بلکہ ابوالقاسم کا معنٰی ہے سب سے زیادہ تقسیم کرنے والے اور ابتداء آفرینش عالم سے لے کر قیامت تک جس کو بھی جو نعمت ملی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم سے ملتی ہے تمام دینی اور دنیاوی امور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء آفرینش عالم سے تقسیم کرنے والے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمۃ للعلمین ہونا خود فرمان باری تعالیٰ سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ○ (الانبیاء:107)

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

☆ اس آیت سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے۔

اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعلمین ہونے پر علماء کرام کے اقوال ملاحظہ فرمائیے۔

صدر الافاضل مولانا سیّد محمد نصیر الدین مراد آبادی متوفی 1367ھ لکھتے ہیں:

کوئی ہو جن یا انس مومن ہو یا کافر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمت ہونا عام ہے۔ ایمان والوں کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا ہو۔ مومن کے لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی اور خسف (زمین میں

Marfat.com

دھنسانے کا عذاب) مسخ (شکل بدل دینے کا عذاب) اور استیصال (کسی قوم کو جڑ سے اکھاڑنا) کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔

تفسیر روح البیان میں اسی آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

آیت کے معنٰی یہ ہیں کہ

ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ

کاملہ

عامہ

شاملہ

جامعہ

محیطہ

بہ جمیع مقیدات

رحمت غیبیہ

شہادت علمیہ

وعینیہ

ووجودیہ

وشہودیہ

وسابقہ

ولاحقہ وغیر ذالک

تمام جہانوں کے لئے

عالم ارواح ہوں یا

عالم اجسام

ذوی العقول ہوں یا

Marfat.com

غیر ذوی العقول

اور جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہانوں سے افضل ہو۔

(کنز الایمان:ص:531 مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور)

علامہ سیّد محمود آلوسی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں:

اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ

ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اس سبب سے بھیجا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں پر رحم کریں یا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اس حال میں بھیجا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں پر رحم کرنے والے ہیں۔

اور ظاہر یہ ہے کہ

تمام جہانوں میں کفار بھی شامل ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین دے کر بھیجا ہے اس میں دنیا و آخرت کی سعادت اور مصلحت ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کافروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کی صلاحیت نہ تھی تو انہوں نے اپنے حصہ کی رحمت کو ضائع کر دیا جیسے کوئی پیاسا شخص دریا کے کنارے پر کھڑا ہو اور پانی کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے یا کوئی شخص دھوپ میں آنکھیں بند کر کے کھڑا ہو تو اس سے دریا کی فیاضی اور سورج کی روشنی پہنچانے میں کوئی قصور نہیں ہے۔ قصور ان کا ہے جنہوں نے پانی کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا یا روشنی کے باوجود آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ممکنات پر ان کی صلاحیت کے اعتبار سے فیض الٰہی کے لیے واسطہ ہیں اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اول المخلوقات ہے۔

اور حدیث میں ہے کہ

اے جابر (رضی اللہ عنہ)! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے نور کو پیدا کیا۔

Marfat.com

اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ

اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

اور ابن القسیم نے مفتاح السعادۃ میں لکھا ہے۔

اگر نبی نہ ہوتے تو جہان میں کوئی چیز کسی کو نفع نہ دیتی نہ کوئی نیک عمل ہوتا، نہ روزی حاصل کرنے کا کوئی جائز طریقہ ہوتا اور نہ کسی حکومت کا قیام ہوتا اور تمام لوگ جانوروں اور درندوں کی طرح ہوتے، ایک دوسرے پر حملہ کرتے اور ایک دوسرے سے چھین کر کھا جاتے۔ سو دنیا میں جو بھی خیر اور نیکی ہے وہ آثار نبوت سے ہے اور جو شر اور برائی ہے وہ آثار نبوت کے مٹ جانے یا چھپ جانے کی وجہ سے ہے پس یہ عالم ایک جسم ہے اور نبوت اس کی روح ہے اور جب زمین پر نبوت کے آثار میں سے کوئی اثر باقی نہ رہے گا تو آسمان پھٹ جائے گا۔ ستارے بکھر جائیں گے۔ سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔ چاند تاریک ہو جائے گا۔ پہاڑوں کو جڑ سے اکھاڑ کر روئی کے گالوں کی طرح منتشر کر دیا جائے گا۔ زمین میں زلزلہ آ جائے گا اور جو لوگ زمین کے اوپر ہیں وہ سب ہلاک ہو جائیں گے پس اس جہان کا قیام آثار نبوت کی وجہ سے ہے اور جب نبوت کا کوئی اثر نہیں رہے گا تو یہ جہان بھی نہیں رہے گا۔

بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ

العالمین سے صرف مراد مومنین ہیں۔

میرے نزدیک یہ لوگ اس حق پر مطلع نہیں ہو سکے جس کی اتباع واجب ہے اور حقائق پر مطلع ہو کر ان لوگوں کا رد کرنا بہت آسان ہے۔

میرا یہ نظریہ ہے کہ

سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم العٰلمین کے ہر فرد کے لئے رحمت ہیں خواہ وہ فرشتوں کا عالم ہو یا انسانوں کا عالم ہو یا جنات کا عالم ہو۔ اور انسانوں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں اور کافروں سب کے لئے رحمت ہیں اسی طرح جنات میں بھی سب کے لئے

Marfat.com

رحمت ہیں البتہ رحمت کا فیضان ہر فرد پر اس کی صلاحیت کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

(روح المعانی: جز:17،ص:155 مطبوعہ دارالفکر بیروت)

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لئے رحمت ہیں۔

آپ ﷺ کی رحمت کا عموم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا عموم یہ ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا اس پر عذاب مؤخر کر دیا گیا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اس کے لئے رحمت دنیا و آخرت لکھ دی جاتی ہے اور آخرت میں جنت جیسا عظیم مقام لکھ دیا جاتا ہے جہاں نہ موت ہوگی نہ تنگی بلکہ سکون ہی سکون ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے عموم پر کثیر احادیث مبارکہ ہیں۔ چند ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان لایا اس کے لئے دنیا اور آخرت میں رحمت لکھ دی جاتی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا اس کو دنیا میں زمین میں دھنسانے اور اس پر پتھر برسانے کے اس عذاب سے محفوظ رکھا جاتا ہے جس عذاب میں پہلی امتیں مبتلا ہوتی رہی ہیں۔ (جامع البیان: رقم الحدیث:18820)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مشرکین کے خلاف دعا کیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ مجھے صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث:2599)

Marfat.com

ایک اور روایت میں ہے:
حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور تمام متقین کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔
(مسند احمد: ج:5،ص:257)
(معجم الکبیر: رقم الحدیث:7803)

ایک اور روایت میں ہے:
حضرت سلمان سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
میں نے اپنی امت کے جس شخص کو بھی غصہ میں برا کہا اس پر لعنت کی تو میں بنو آدم کا ایک فرد ہوں۔ مجھے بھی اس طرح غصہ آتا ہے جس طرح انہیں غصہ آتا ہے اور اللہ نے تو مجھے صرف تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔
اے اللہ عزوجل!
قیامت کے دن اس برا کہنے کو اس کے لئے دعائے خیر بنا دے۔
(معجم الکبیر:6156)(مسند احمد: ج:5،ص:437)

ایک اور روایت میں ہے:
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
میں صرف ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت۔

(معجم الصغیر:264)

اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے عموم کو الگ الگ افراد سے ثابت کرتا ہوں۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے رحمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے رحمت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے احکام سخت نازل نہیں فرمائے گئے۔ مثلاً ہر سال حج فرض نہیں کیا گیا۔ مسواک کو فرض نہیں کیا گیا اور تہجد کو فرض نہیں کیا گیا وغیرہ وغیرہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلمانوں پر رحمت کے طریق سے کثیر احادیث مبارکہ ہیں لیکن میں چند پر اکتفاء کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے۔

ایک شخص نے کہا:

ہر سال! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے حتیٰ کہ اس نے تین بار سوال کیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر میں ہاں کر دیتا تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔

پھر ارشاد فرمایا:

جس چیز میں میں تم کو (بیان کرنا) چھوڑ دوں اس چیز میں تم مجھ کو چھوڑ دیا کرو۔ تم سے پہلی امتیں زیادہ سوال کرنے اور اپنے نبیوں سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئیں جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو تم اس کو بہ قدر استطاعت کرلو اور میں جب تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1337)

ایک روایت میں ہے۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

Marfat.com

اگر مجھے اپنی امت پر دشوار نہ ہوتا تو ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا اور عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کر کے پڑھنے کا حکم دیتا۔

(سنن ترمذی: رقم الحدیث:23)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو باہر تشریف لائے اور مسجد میں نماز پڑھی۔ لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر لوگوں نے ایک دوسرے سے اس کا ذکر کیا پھر اس سے بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے پھر صبح انہوں نے (دوسرے لوگوں) کو بتایا۔ پھر تیسری رات کو مسجد میں بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی نماز پڑھی۔ چوتھی رات کو اتنے زیادہ لوگ آ گئے کہ مسجد تنگ پڑ گئی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھا دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ شہادت پڑھا۔

پھر اُرشاد فرمایا:

حمد وصلاۃ کے بعد مجھ پر تمہارا اشتیاق مخفی نہیں تھا لیکن مجھے یہ خوف تھا کہ تم پر یہ نماز فرض کر دی جائے گی پھر تم اس کو پڑھنے سے عاجز ہو جاؤ گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری پردہ فرما گئے اور لوگوں کا عمل اسی طرح رہا۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث:2012)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کی تلاوت فرمائی۔

Marfat.com

اے میرے رب! ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے سو جس نے میری پیروی کی وہ میرے طریقہ پر ہے۔(ابراہیم:36)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو بہت غلبہ والا بہت حکمت والا ہے۔(المائدہ:118)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ بلند فرمائے۔

اور دعا کی کہ

یا اللہ عزوجل! میری امت، میری امت، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم روئے۔

تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے جبرائیل! (علیہ السلام) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور تمہارا رب عزوجل خوب جانتا ہے۔ ان سے سوال کرو، انہیں کیا چیز رلاتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کہہ رہے تھے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا:

اے جبرائیل (علیہ السلام)! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور ان سے کہو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے۔(صحیح مسلم: رقم الحدیث:202)

سبحان اللہ عزوجل! آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی کتنی فکر ہے کہ اپنی امت کی بخشش و مغفرت کے لئے دعائیں فرماتے اور روتے۔ اسی طرح قیامت میں بھی بخشش کے لئے سجدہ میں تشریف لے جائیں گے۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے رحمت ہیں۔

Marfat.com

حیوانات کے لئے رحمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت حیوانات کے لئے بھی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیوانات کے لئے بھی رحمت ہیں کہ حیوانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اپنے مالکان کی شکایت کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مالکان کو تنبیہہ فرماتے جس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت کا حیوانات کو بھی علم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رسول ہیں۔

حیوانات پر رحمت ہونے کے بارے میں متعدد احادیث مبارکہ ہیں مگر میں چند عرض کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر مجھے اپنے ساتھ بٹھایا پھر مجھے چپکے سے ایک بات بتائی جو میں کبھی بھی کسی کو نہیں بتاؤں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے کسی ٹیلہ یا گنجان اور گھنے کھجور کے درختوں کی اوٹ میں جانا پسند کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے وہاں ایک اونٹ آیا اور اس نے بڑبڑ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کان کی ہڈی کے پیچھے ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ اونٹ کس کا ہے۔

انصار کا ایک نوجوان آیا۔

اور اس نے کہا:

Marfat.com

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اونٹ میرا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم ان جانوروں کے معاملہ میں خدا سے نہیں ڈرتے؟ جن کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنا دیا ہے اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ اس کو تم بھوکا رکھتے ہو اور کام لے لے کر اس کو تھکا دیتے ہو۔

(مسند احمد: ج:1 ص:436 طبع قدیم) (مسند احمد: رقم الحدیث:1745 دار الفکر بیروت)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تین چیزیں دیکھیں۔

ایک دن ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں جا رہے تھے ہمارا ایک اونٹ کے پاس سے گزر ہوا جب اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بڑبڑ کرنے لگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس اونٹ کو مجھے بیچ دو۔

اس نے عرض کیا:

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کرتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نہیں مجھے فروخت کر دو۔

اس نے عرض کیا:

نہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کرتا ہوں۔ ہمارے گھر والوں کی گزر اوقات کے لئے اس کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

جب تم نے یہ کہا ہے تو سنو۔اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور اس کو چارہ کم ڈالتے ہو۔اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 17570)

ہرنی کے بارے میں یہ روایت ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہرنی کے پاس سے گزرے جو ایک خیمہ میں بندھی ہوئی تھی۔

اس ہرنی نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کھول دیجئے تا کہ میں اپنے بچوں کو جا کر دودھ پلا آؤں۔پھر میں واپس آ جاؤں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے باندھ دینا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ ایک قوم کا شکار ہے اور اس کی باندھی ہوئی ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے عہد لیا کہ وہ ضرور واپس آئے گی پھر اس کو کھول دیا۔وہ تھوڑی دیر بعد میں واپس آ گئی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باندھ دیا پھر خیمہ والے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ان سے مانگ لیا۔انہوں نے وہ ہرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھول دیا۔(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج:6، ص:34)

امام بیہقی کی ایک روایت میں ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا:

اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے دیکھا وہ ہرنی جنگل میں چلاتی ہوئی جا رہی تھی اور وہ کہہ رہی تھی کہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج:6، ص:35)

Marfat.com

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کے لئے بھی رحمت بنائے گئے ہیں اوران کے بھی رسول ہیں۔

پرندوں کے لئے رحمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پرندوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں، پرندے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو پہچانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایات کرتے ہیں۔ چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ احادیث مبارکہ میں ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہم ایک سفر میں تھے۔ ہمارا درختوں کے پاس سے گزر ہوا ایک شخص ان میں گیا اور سرخ پرندہ کے انڈے نکال لایا وہ سرخ پرندے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے اوپر اپنے بازو پھیلانے لگے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان کے انڈے کس نے جمع کیے ہیں۔

ایک شخص نے عرض کیا:

میں نے ان کے انڈے لیے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پرندوں پر رحمت فرماتے ہوئے فرمایا:

ان کے انڈے واپس کرو۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی: ج:6،ص:32)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہمارا ایک درخت کے پاس سے گزر ہوا۔ اس میں سرخ پرندہ کے دو چوزے تھے۔ ہم نے وہ اٹھالیے۔ وہ سرخ پرندہ آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگا۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان کو واپس رکھ دو، سو ہم نے ان کو واپس رکھ دیا۔

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2675)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو پرندے بھی جانتے ہیں اسی لیے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں شکایات لے کر حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے رحمت کا باعث بنے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

درختوں کے لئے رحمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم درختوں کے لئے بھی رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

کھجور کے تنے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے جب منبر بنا دیا گیا تو کھجور کا تنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں رویا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر کھجور کے تنے کو سینے سے لگایا پھر وہ خاموش ہو گیا۔ روایت یوں ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ایک درخت یا کھجور (کے تنے) کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ انصار کی کسی عورت یا مرد نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر نہ بنا دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تم چاہو (تو بنا دو)

انہوں نے منبر بنا دیا۔ جب جمعہ کا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی طرف تشریف لے گئے تو وہ کھجور کا تنا بچے کی طرح زور زور سے رونے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اس کو اپنے ساتھ لپٹایا تو وہ سسکیاں لینے لگا پھر پرسکون ہو

Marfat.com

گیا۔(صحیح البخاری:رقم الحدیث:3584)

امام بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ

وہ کھجور کا تنا اس طرح چلا رہا تھا جیسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں چلاتی ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ پرسکون ہو گیا۔

(صحیح البخاری:رقم الحدیث:3585)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ کھجور کا تنا بیل کی طرح آواز نکال کر چلا رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے فراق) کے غم کی وجہ سے اس کی آواز میں لرزش تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترے اور اس کو لپٹا لیا پھر وہ پرسکون ہو گیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر میں اس کو نہ لپٹاتا تو وہ قیامت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (فراق کے) غم میں روتا رہتا پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے زمین میں دفن کر دیا گیا۔

امام بزار نے اپنی سند کے ساتھ حسن سے روایت کیا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ساتھ چمٹایا تو وہ پرسکون ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر میں اس کو نہ چمٹاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔

امام بغوی نے اس حدیث کو حسن سے روایت کر کے کہا۔

حسن جب اس حدیث کو بیان کرتے تو روتے۔

اور فرماتے:

Marfat.com

اے اللہ عزوجل کے بندو! درخت کا تنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق میں روتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کے نزدیک کیا مقام ہے تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شوق رکھنے کے زیادہ حقدار ہو۔

(البدایہ والنہایہ: ج:4، ص:518 تا 519 مطبوعہ دارالفکر بیروت)

ایک اور روایت ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر میں اس کو اپنے ساتھ نہ لپٹاتا تو یہ قیامت تک روتا اور چلاتا رہتا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم: رقم الحدیث:305)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کے ستون سے ارشاد فرمایا:

تو پرسکون ہو جا! اگر تو چاہے تو میں تجھ کو جنت میں اگا دوں تیرا پھل نیک لوگ کھائیں گے اور اگر تو چاہے تو میں تجھے دنیا میں پہلے کی طرح تروتازہ درخت اگا دوں تو اس درخت نے آخرت کو دنیا پر اختیار کر لیا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم: رقم الحدیث:306)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درختوں کے لئے بھی رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ یہ کھجور کے تنے کی محبت اور عشق تھا کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کو برداشت نہ کیا اور جو ایک مومن ہو وہ کس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے لئے تڑپتا ہو گا اور زاروقطار روتا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار عظمیٰ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین وصلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ہر ہر چیز جانتی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ہر ہر چیز جانتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور محبوب نبی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں خود ارشاد فرمایا کہ مجھے ہر ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کفار جن وانس کے سوا آسمان اور زمین کے درمیان ہر چیز یہ جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

(مسند احمد: رقم الحدیث:14385)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! گویا کہ یہ اونٹ جانتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مدینہ کے دوسروں کے درمیان ہر چیز کو علم ہے کہ میں نبی ہوں، سوا کافر جن اور کافر انس کے۔

(معجم الکبیر: رقم:12003)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

ہر شے کو علم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ سوا کافر یا فاسق جن اور انس کے۔

(مجمع الزوائد: رقم الحدیث: 14159)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ہر چیز جانتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ لہٰذا اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا معجزات ہیں کہ ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو جانتی ہے جیسا کہ کنکریاں ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کو اپنے مقدس ہاتھ میں لیا تو انہوں نے تسبیح کرنا شروع کر دی اور جب نیچے رکھا تو تسبیح کرنا بند کر دیا۔

معجزات رسالت ونبوت کی دلیل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت ونبوت ثابت ہوتی ہے۔ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تسلیم کرنے کے لئے معجزات طلب کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو معجزات دکھائے تا کہ یہ کفار ایمان لائیں اور اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کے قائل ہو جائیں اور اس کی عبادت کریں۔ جیسا کہ کفار نے کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی سچے رسول ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا تو کیا ایمان لے آؤ گے انہوں نے کہا! ہاں! ہم ایمان لے آئیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔

جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے۔ ان میں ولید بن مغیرہ ابوجہل بن ہشام

Marfat.com

العاص بن وائل

العاص بن ہشام

الاسود بن عبد یغوث

الاسود بن عبد المطلب بن اسد بن عبد العزی

زمعۃ بن الاسود

النصر بن الحارث وغیر ہم تھے۔

پس انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے (رسول) ہیں تو ہمارے لیے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔ اس کا نصف ابوقبیس (مکہ کا پہاڑ) پر ہو اور اس کا نصف قعیقعان (مکہ کا دوسرا پہاڑ) پر ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

اگر میں نے ایسا کر دیا تو تم اس پر ایمان لے آؤ گے۔

انہوں نے کہا:

ہاں۔

اور وہ چاند کی چودھویں رات تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو چاند کے اسی طرح دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا ابوقبیس پر تھا اور دوسرا ٹکڑا قعیقعان پر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نداء فرما رہے تھے۔

اے ابوسلمہ بن عبد الاسد اور اے الارقم بن ابی الارقم! گواہ ہو جاؤ۔

(دلائل النبوۃ: ج:1، ص:280، رقم الحدیث:209 دار النفائس بیروت)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم گواہ ہو جاؤ۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3636)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کوئی معجزہ دکھائیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چاند کا پھٹنا دکھا دیا۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3637)

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے حتیٰ کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کے ایک طرف تھا اور دوسرا ٹکڑا دوسری طرف تھا۔

لوگوں نے کہا:

(سیّدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جادو کر دیا۔

پھر ان میں سے بعض لوگوں نے کہا:

اگر انہوں نے ہم پر جادو کیا ہے تو وہ سب لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے۔

(سنن ترمذی: رقم الحدیث: 3289)

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ

شق القمر کا معجزہ بہت عظیم معجزہ تھا اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات میں اس قسم کا معجزہ نہیں ہے کیونکہ یہ معجزہ اس عالم طبیعی سے خارج میں واقع ہوا اور کسی شخص کی دسترس میں یہ نہیں ہے کہ وہ اس معجزہ کی نظیر لا سکے لہٰذا اس معجزہ کے ساتھ نبوت کو ثابت کرنا بہت واضح ہے۔

(فتح الباری: ج: 7، ص 580 تا 580 دار الفکر بیروت)

یہ تو میں نے ایک معجزے کو لے کر یہ ثابت کیا کہ

Marfat.com

معجزات سے رسالت و نبوت ثابت ہوتی ہے ورنہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی معجزات ہیں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت بذریعہ اتم ثابت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر نہ ہوتے تو کوئی چیز بھی نہ ہوتی نہ زمین نہ آسمان بلکہ پوری کائنات بھی نہ ہوتی۔

جیسا کہ ارشاد فرمایا:

لولاك يا محمد (صلى الله عليه وسلم) كما خلقت الكائنات

ترجمہ:- اگر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ فرماتا تو کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے ارشاد فرمایا:

لولاك لما اظهرت الربوبيه

ترجمہ:- اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو اپنا رب عزوجل ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔

کسی نے کیا خوب فرمایا:

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب

Marfat.com

شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادئ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ

قرآن مجید رسالت و نبوت کی دلیل

قرآن مجید ایک ایسا عظیم معجزہ ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت ثابت ہوتی ہے۔ یہ وہ عظیم معجزہ ہے جس کو عرب کے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء لانے سے بھی عاجز ہو گئے۔

ان کو چیلنج دیکر ارشاد فرمایا:

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ○ (ھود:13)

آپ فرمایئے کہ پھر تم اسی جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں لے آؤ (اور اپنی مدد کے لئے) اللہ کے سوا جس کو بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

پھر ارشاد فرمایا اگر دس نہیں لا سکتے تو ایک گھڑ کر لے آئیں۔

جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ○ (بقرہ:23)

اور اگر تم کو اس کتاب (کے کلام الٰہی ہونے) میں شک ہے جس کو ہم نے اپنے (محبوب) بندے پر نازل کیا ہے تو اس کی مانند کوئی اور ایک سورت

Marfat.com

ہی بنا کر لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔

اور جگہ ارشاد فرمایا:

قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ (یونس:38)

آپ فرمایئے! تم اس کی مثل کوئی ایک سورت ہی لے آؤ۔

اور مقام پر ارشاد فرمایا:

فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ (الطور:34)

یہ (منکر) اس کی مثل ایک بات (آیت) ہی لے آئیں۔

پھر جب مشرکین لانے سے عاجز ہو گئے تو ارشاد فرمایا:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل:88)

فرمایئے! اگر تمام انسان اور جن اس قرآن کی مثل لانے پر جمع ہو جائیں تو وہ اس کی مثل نہیں لاسکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔

☆ ان آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کئی وجوہ سے دلیل ہے۔

مشرکین عرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت مخالف اور معاند تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن مجید کی سورتوں جیسی ایک سورت لانے کا چیلنج دیا اور اللہ تعالیٰ نے پیش گوئی بھی کر دی کہ وہ اس کی مثل نہیں لاسکتے۔ یہ قرآن ان کی نعت میں نازل ہوا تھا۔ اگر اس کی مثل لانا ان کے لئے ممکن ہوتا تو وہ اس کی مثل ضرور لے آتے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کو باطل کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متنفر کرنا ان کا انتہائی مقصود تھا اور جب وہ اس کی مثل لانے سے عاجز رہے تو ظاہر ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس سے معارضہ کرنا مخلوق کی قدرت میں نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ قیامت تک باقی رہے گا۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ

Marfat.com

السلام کو ید بیضاء دیا گیا اور ان کو عصا دیا گیا جو ان کے ہاتھ میں اژدھا بن جاتا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادرزاد اندھوں کو بینائی عطا کرتے اور برص کے مریضوں کو شفاء دیتے اور مردوں کو زندہ کرتے مگر ان کے یہ معجزات صرف ان کی حیات اور ان کے زمانہ میں قائم اور حجت تھے اور جب یہ انبیاء کرام علیہم السلام ظاہری نگاہوں سے رخصت ہوئے تو یہ معجزات بھی ان کے ساتھ رخصت ہو گئے۔ اس کے برخلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد قرآن مجید اسی طرح معجزہ ہے۔ اب سے چودہ سو سال پہلے بھی قرآن مجید کی نظیر کوئی نہیں لا سکا تھا اور نہ اب تک لا سکا ہے نہ قیامت تک لا سکے گا۔ حالانکہ اب قرآن مجید کے مخالفین کی تعداد دن بہ دن زیادہ ہو رہی ہے اور علوم وفنون بھی روز افزوں ترقی پر ہیں تو اگر کسی شخص کے لئے قرآن مجید کی نظیر لانا ممکن ہوتا تو وہ اب تک لا چکا ہوتا۔ اگر کسی یہودی یا عیسائی کو اپنے دین کے متعلق تردد ہو تو اس کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جو اس کو اپنے نبی کی نبوت کے متعلق مطمئن کر سکے۔ اس کے برخلاف اگر کسی مسلمان کو اپنے نبی کے متعلق بالفرض تردد ہو تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کے متعلق یقین اور اطمینان پہنچانے کے لئے قرآن مجید کی ایک سو چودہ سورتیں موجود ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ موافقین اور مخالفین سب کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر بہت دور رس تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت معاملہ فہم اور انتہائی دانش مند تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے بہت صائب اور فکر بہت صحیح تھی۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کا دعویٰ کرتے اور اپنی نبوت کی دلیل ایسے کلام کو قرار دیتے جس کی مثل پیش کرنے پر ہر عرب قادر ہوتا اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کا کذب اور بطلان ظاہر ہوتا (نعوذ باللہ)

ظاہر ہے کہ آپ ایسا غیر معمولی ذہین شخص اس قسم کا کمزور چیلنج نہیں کر سکتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ جس کلام کی نظیر لانے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیلنج کیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کلام کی نظیر لانا کسی انسان کی قدرت میں نہیں ہے۔ نازل کرنے والا

Marfat.com

خود باری تعالیٰ ہے اور جس پر نازل کیا جا رہا ہے وہ صادق نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی زبان سے کبھی جھوٹ بات نہیں نکلی اور نہ ہی کسی نے جھوٹا ثابت کر کے دکھایا بلکہ بڑے بڑے فصحاء اور بلغاء ہو کر اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہو گئے اور خود ہی جھوٹے ہو گئے لٰہذا خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی اعلیٰ و افضل اور مشرکین کو گنگ کر دینے والی دلیل ہے۔

آخری التجاء

اللہ تعالیٰ کی مقدس بارگاہ میں دعاء و التجاء ہے کہ میری اس ادنیٰ سی کوشش کو قبول و منظور فرمائے اور اس میں اگر کوئی غلطی و کوتاہی ہو گئی ہو تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے معاف فرمائے اور مجھے علم نافعہ واسعہ عطا فرمائے۔ اور میری، میرے والدین کریمین، بہن بھائیوں، خاندان، اساتذہ کرام، پیر و مرشد و تمام امت مسلمہ کی مغفرت فرما کر ایمان پر خاتمہ فرما کر قبر میں حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت عظمیٰ نصیب فرما کر شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت عظمیٰ نصیب فرما کر بے حساب جنت الفردوس میں بے چین دلوں کے چین نانا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما و صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین میں پڑوس عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی و صلی اللہ علیہ وسلم

طالب غم مدینہ و مدفن جنت البقیع

عبد المصطفیٰ محمد مجاہد العطاری القادری عفی عنہ

آستانہ عالیہ چشتیہ جھلار شریف شاہ جمال

مظفر گڑھ

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کے معجزات عظیمہ پر تخریج و توضیح مترجم کے ساتھ مدلل تصنیف

معجزات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

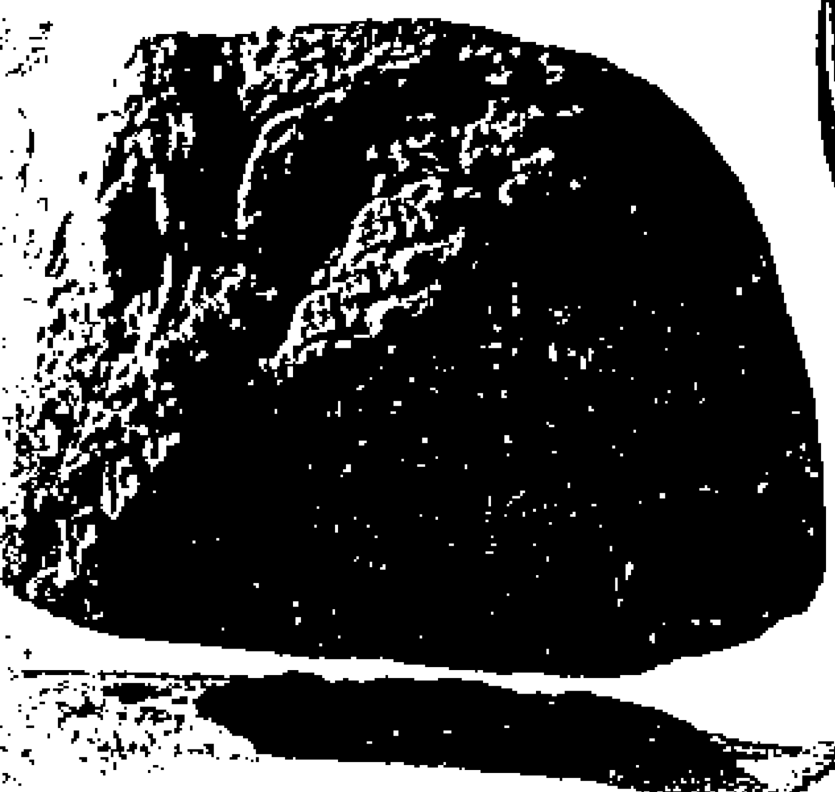

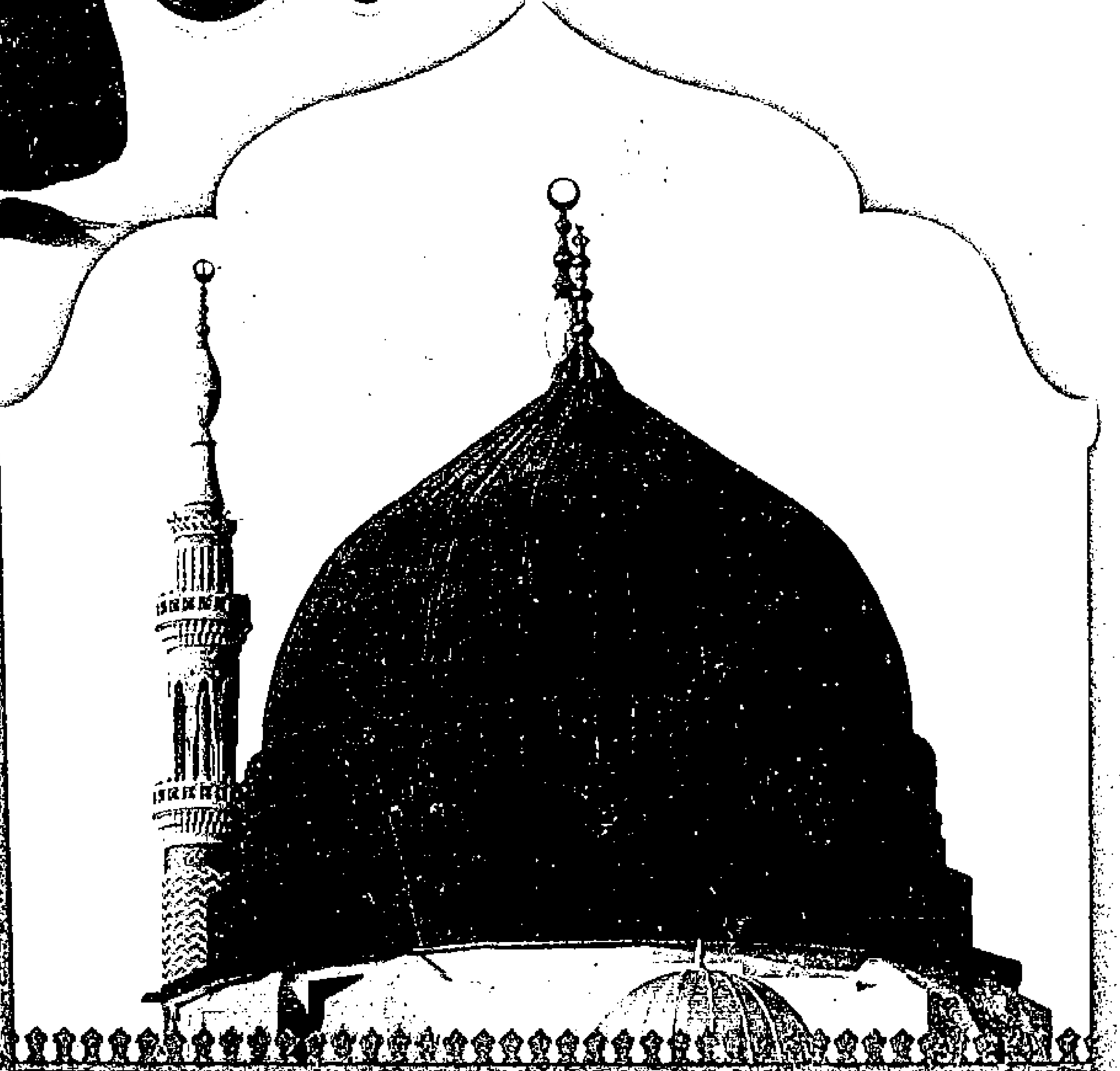

تصنیف: ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ (متوفی 774ھ)

ترجمہ وتخریج مع توضیح مترجم

علامہ مفتی عبد المصطفیٰ محمد مجاہد العطاری القادری عفی عنہ

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com